من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين (الحديث)
المواهب الرضوية في الفتاوى الأزهرية
۲۰۱۴ ھ
المعروف بـ
فتاوی تاج الشریعہ
جلد سوم
تصنیف
فقیہ اسلام قاضی القضاۃ فی الهند تاج الشریعہ
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا قادری رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر
مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا
مرکز نگر، متھرا پور، بریلی شریف یوپی

من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین (الحدیث)
المواھب الرضویۃ فی الفتاوی الازھریۃ
۱۴۳۰ھ
المعروف ب
فتاویٰ تاج الشریعہ
جلد سوم
تصنیف
فقیہ اسلام قاضی القضاۃ فی الھند تاج الشریعہ
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا قادری رضوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
الناشر
مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا
مرکز نگر، متھرا پور، بریلی شریف یوپی

کتاب	:	المواهب الرضوية فی الفتاوی الازهرية ١٤ ٢٠
		المعروف بـــ فتاویٰ تاج الشریعہ
تصنیف	:	فقیہ اسلام تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی
تخریج، تصحیح و ترتیب	:	مفتی محمد مطیع الرحمٰن نظامی سیتامڑھی، مفتی محمد شاعر رضا قادری دارجلنگوی، مفتی عبدالباقی کشنگنجوی، مفتی غلام مرتضی بناری، مفتی محمد فیصل رضا فرخ آبادی، مفتی محمد بلال انور پلاموی
		جامعۃ الرضا مرکز نگر متھراپور بریلی شریف
باہتمام	:	شہزادۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی ابوحسام محمد عسجد رضا قادری زید مجدہ
		ناظم اعلیٰ جامعۃ الرضا بریلی شریف
کمپوزنگ	:	مولانا مولوی محمد افضل مرکزی مظفرپوری
سن اشاعت	:	۱۴۴۰ھ ـــــ ۲۰۱۸ء بموقع صد سالہ عرس رضوی
تعداد	:	
ناشر	:	مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا متھراپور بریلی شریف

شرف انتساب

ہم شبیہ غوث اعظم مجدد ابن مجدد اعظم ابوالبرکات محی الدین

آل الرحمان سرکار مفتی اعظم حضرت العلام الشاہ

مصطفیٰ رضا نوری

قادری علیہ الرحمۃ والرضوان

وشہزادہ حجۃ الاسلام مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد

ابراھیم رضا خاں

جیلانی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان

کے نام!

تہدیہ

(۱) سراج الائمہ کاشف الغمہ قطب زمانہ حضرت
امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ [م۸۰ھ]

(۲) غوث صمدانی محبوب سبحانی شہباز لامکانی سرکار غوث اعظم محی الدین
شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [م۵۶۱ھ]

(۳) عطائے رسول سلطان الہند خواجۂ خواجگان معین الملۃ والدین
خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ [م۶۲۷ھ]

(۴) امام اہل سنت مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [م۱۳۴۰/۱۹۲۱ء]

(۵) شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حضرت العلام مفتی
محمد حامد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان [م۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء]

(۶) سید العلما حضرت مولانا شاہ اولاد حیدر سید میاں
سید آل مصطفیٰ حسینی برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ [م۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء]

(۷) احسن العلما حضرت مولانا شاہ
سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ [م۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء]

(۸) برہان ملت حضرت علامہ مفتی
عبدالباقی محمد برہان الحق قادری رضوی جبلپوری علیہ الرحمہ [م۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء]

کی خدمات عالیہ رفیعہ میں!

کتاب الطہارۃ

کتاب الطہارۃ

مسئلہ: ۱

چھپکلی کنویں میں گر کر مر گئی یا پھول، پھٹ گئی تو کتنا پانی نکالا جائے؟ پانی کی بھری ہوئی بالٹی میں کتے نے منہ ڈال دیا، اس بالٹی کو کنویں میں ڈال دیا گیا تو اس کنویں سے کتنا پانی نکالا جائے گا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) چھپکلی کنوئیں میں گر کر مر گئی اور پھول گئی تو کنوئیں سے کتنا پانی نکالا جائیگا۔

(۲) چھپکلی چھوٹی ہو یا بڑی، چوہا بڑا ہو یا چھوٹا، اگر کنوئیں میں گر کر مر جائے اور پھول پھٹ جائے تو کتنا پانی نکالا جائیگا۔

(۳) کنوئیں پر پانی کی بھری ہوئی بالٹی رکھی ہوئی تھی کتا آیا کتے نے بالٹی میں سے پانی پیا وہی بالٹی بغیر دھوئے ہوئے کنوئیں میں پانی نکالنے کے لئے ڈالی گئی اگر کنوئیں کا پانی ناپاک ہو گیا تو کتنا پانی نکالنا ضروری ہے۔

مستفتی: مؤذن جامع مسجد شاہ آباد ہردوئی (یوپی)

الجواب

(۱ر تا ۳) پورا پانی نکالا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۱ر شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ

مسئلہ: ۲

پیشاب کا قطرہ بار بار آتا ہے تو نماز کیسے ادا کی جائے؟ حالت سجدہ میں پیشاب کا قطرہ آتا ہے اور بیٹھے یا کھڑے میں نہیں آتا تو نماز کیسے پڑھے؟

مکرمی مولانا مولوی اختر رضا خانصاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دیگر احوال یہ ہے کہ از حد ضروری مسئلہ کا حل درکار ہونے کی غرض سے خدمت میں یہ نوازش نامہ حاضر ہے۔
میرا ہارنیا کا آپریشن ہونے کے بعد پیشاب لمحہ لمحہ بعد مثلاً اٹھتے بیٹھتے، کھانستے وغیرہ بے وقفہ خارج ہو جاتا ہے ایسی حالت میں نماز کیسے ادا کی جائے ساتھ ہی ساتھ حج کا فارم بھی بھرا ہوں اس کا بھی خلاصہ محصول ہے۔ بدن، کپڑا، بستر سب نجس ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس سوال کا جواب دیکر ممنون و مشکور فرمائیں۔

مستفتی: محمد امین زیبی چیف ٹرسٹی مدرسہ تعلیم القرآن
وا بھینا محلہ جونی مچھلی مارکیٹ بھیونڈی ضلع تھانہ (مہاراشٹر) ۴۲۱۳۰۲

الجواب

اگر واقعہ یہ ہے کہ کوئی نماز کا وقت ایسا نہیں گزرتا کہ پیشاب کا قطرہ نہ آتا ہو بلکہ پیشاب کا قطرہ ہر وقت نماز میں آتا ہے تو آپ اس صورت میں معذور ہیں آپ کو شرعاً یہ حکم ہے کہ ہر نماز کے لئے جب اس نماز کا وقت آئے وضو کیجئے اور اس سے فرض وسنت ومستحب ونفل پڑھیں پھر جب دوسری نماز کا وقت آئے تو اس کے لئے وضو کریں کہ وقت نکل کر پہلا وضو باطل ہو گیا اور کپڑا اگر دھونے کے بعد فوراً نجس ہو جاتا ہو تو چھوڑ دیں اور اگر نماز سے فارغ ہونے تک کپڑا پاک رہے تو دھونا ضرور ہے پھر آپ پر لازم ہے کہ اپنے عذر کو بقدر قدرت دفع کریں یا کم کریں مثلاً روئی بھگا کر باندھنے سے عذر دفع ہو یا کم ہو جائے تو آپ کو اس طور پر اس کا تدارک لازم ہے یونہی اگر مثلاً سجدہ میں قطرہ آتا ہے اور بیٹھے یا کھڑے سے نہیں آتا ہے تو اشارہ سے نماز پڑھیں یا کھڑے سے آتا ہے اور بیٹھے سے نہیں آتا ہے تو بیٹھ کر نماز پڑھیں اور عذر جب مندفع ہو جائے تو آپ معذور نہ رہیں گے۔ درمختار میں ہے:

وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه امسا كه ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة وهذا شرط العذر في حق الابتداء وفي حق البقاء كفى وجوده في جزء من الوقت ولو مرة وحكمه الوضوء لا غسل ثوبه نحوه لكل فرض ثم يصلي به فيه فرضاً نفلا فاذا

خرج الوقت بطل۔

[درمختار، ج١، ص٥٠٤-٥٠٥، کتاب الطھارۃ، باب الحیض، دار الکتب العلمیہ بیروت]

اسی میں ہے:

وان سال علی ثوبہ فوق الدرھم جازلہ ان لا یغسلہ ان کان لو غسلہ تنجس قبل الفراغ منھا ای الصلاۃ والا یتنجس قبل فراغہ فلا یجوز ترک غسلہ ھو المختار للفتوی۔

[درمختار، ج١، ص٥٠٦، کتاب الطھارۃ، باب الحیض، دار الکتب العلمیہ بیروت]

یہی حکم بستر وغیرہ کا ہے جس پر نماز پڑھی جائے۔

درمختار میں ہے:

وکذا مریض لا یبسط ثوبا الا تنجس فوراً لہ ترکہ۔

[درمختار، ج١، ص٥٠٧، کتاب الطھارۃ، باب الحیض، دار الکتب العلمیہ بیروت]

اسی میں ہے:

یجب رد عذرہ او تقلیلہ بقدر قدرتہ ولو بصلاتہ مومیا وبردہ لا یبقی ذاعذر بخلاف الحائض۔

[درمختار، ج١، ص٥٠٨، کتاب الطھارۃ، باب الحیض، دار الکتب العلمیہ بیروت]

ردالمحتار میں ہے:

قولہ (وبردہ لایبقی ذا عذر) قال فی البحر متی قدر المعذور علی رد السیلان بر باط اوحشواو کان جلس لا یسیل ولو قام سال وجب ردہ و خرج بردہ عن ان یکون صاحب عذر، و یجب ان یصلی جالسا بایماء ان سال بالمیلان لان ترک السجود اھون من الصلاۃ مع الحدث الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[ردالمحتار، ج١، ص٥٠٨، کتاب الطھارۃ، باب الحیض، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

٣٠ر جمادی الاولیٰ ١٤٠٥ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ

مسئلہ: ۳

کیانابالغ بچوں کونماز کے لئے وضوکرناضروری ہے؟لڑکا لڑکی کے بالغ ہونے کی عمرکیاہے؟نابالغ بچے بلاوضوکیے قرآن شریف کوچھوسکتے ہیں یانہیں؟

کیافرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ:

نابالغ بچوں کے لئے باوضوہوناضروری ہے یانہیں جبکہ وہ پوراقرآن شریف ابھی ختم نہ کرسکے ہوں اور لڑکااورلڑکی کی بالغ ہونے کی عمرکیاہےاورنابالغ بچہ بےوضوقرآن شریف پڑھ سکتاہے چھوسکتاہے یانہیں۔

مستفتی: حافظ عبدالمجید کیپ آف شکیل الرحمٰن شمس نزدگھیر بھرنی محلہ پنجابیان پیلی بھیت

الجواب

(۱) نابالغ بچوں کووضوکرنالازم نہیں مگرعادت ڈالنابہتر ہے۔نہایت مدت بلوغ ۱۵ سال ہےاورادنیٰ مدت ۱۲ سال ہےاس عمرکوپہونچ کرلڑکایالڑکی بیان کریں کہ ہم بالغ ہیں اورظاہرحال ان کے بیان کی تصدیق کرتاہوتومانا جائیگا۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیرمحمداختررضاخاں ازہری قادری غفرلہ

۲۰/ذیقعدہ ۱۴۰۵ھ

صح الجواب۔والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمدعبدالرحیم بستوی غفرلہ

مسئلہ: ٤

کیامردہ بچہ قبرستان میں دفن کرنامنع ہے؟

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

زیدکاقول ہے کہ جب بچہ مردہ پیداہوتواسے قبرستان میں دفن کرنامنع ہے۔اس پربکرنے کہاکہ ایسا نہیں ہے بلکہ مسنون طریقہ پرغسل اورکفن نہیں دیں گےاورنہ نماز جنازہ پڑھیں گے۔یونہی بچے کو قبرستان میں دفن کریں گے۔فقط

مستفتی: محمدخلیل الرحمٰن ساکن سسوناپوسٹ گینی ضلع بریلی شریف (یوپی)

الجواب

زید کا قول محض غلط ہے بکر کا قول صحیح ہے بچہ کا اکثر حصہ جبکہ باہر نکل آئے اور اس وقت اس میں زندگی کے آثار نہ ہوں تو حکم یہی ہے۔

مراقی الفلاح میں ہے:

(وان لم یستهل غسل)وان لم یتم خلقه (فی المختار)لانه نفس من وجه (وادرج فی خرقه) وسمی (و دفن ولم یصل علیه)۔

[مراقی الفلاح،ص۲۱۷-۲۱۸،فصل السلطان احق بصلوٰته ثم نائبه،المکتبة الاسعدی]

طحطاوی میں ہے:

قوله (وان لم یتم خلقه) فیغسل وان لم یراع فیه السنة الخ

[طحطاوی علی مراقی الفلاح،ص۵۹۸،فصل السلطان احق بصلوة ثم نائبه،دار الکتب العلمیه بیروت]

اسی میں ہے:

قوله (وان لم یستهل) مثله ماذا استهل فمات قبل خروج اکثره اما الاستهلال فی البطن فغیر معتبر بالاولیٰ ۔

[طحطاوی علی مراقی الفلاح،ص۵۹۸،فصل السلطان احق بصلوة ثم نائبه،دار الکتب العلمیه بیروت]

زید پر توبہ لازم کہ غلط مسئلہ بتایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۵

کنویں سے مرا ہوا چوہا برآمد ہوا اگر چوہے کہ مرنے کا وقت معلوم نہیں تو پانی کب سے نجس مانا جائے؟

محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت وجماعت خصوصا علمائے بریلی شریف اس مسئلہ میں کہ:

۶ر جولائی ۱۹۸۲ء بروز منگل کو سڑا ہوا چوہا کوئیں سے برآمد ہوا۔ ۴ر جولائی ۱۹۸۲ء بروز اتوار سے

بدبو محسوس ہورہی تھی دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

پانی کب سے نجس مانا جائے بدبو معلوم ہونے کے دن سے پانی نجس مانا جائے اس پانی سے وضو ہوایا نہیں اور نمازیں کب سے دہرانا ہونگی کوئیں سے کتنا پانی نکالا جائے ؟ تراویح بھی دہرانا ہونگی یا فرض نمازیں۔

مستفتی سمیع احمد پیش امام جامع مسجد گوشل بازار مین پوری

الجواب

پورا پانی نکالا جائے اور تین دن تین رات کی نمازیں دہرائی جائیں گی جبکہ کنوئیں میں چوہے کے مرنے کا وقت معلوم ومظنون نہ ہو۔

مراقی الفلاح مع الطحطاوی میں ہے:

وتنزح بانتفاخ حیوان ولو کان صغیرالانتشار النجاسة۔

[مراقی الفلاح مع الطحطاوی،ص۳۷،کتاب الطهارة،فصل فی مسائل الآبار،دارالکتب العلمیه بیروت]

اسی میں ہے:

(ووجود حیوان میت فیها)ای البئر(ینجسها من یوم ولیلة)عند الامام احتیاطا(ومنتفخ)ینجسها(من ثلاثة ایام ولیالیها ان لم یعلم وقت وقوعه)۔

[مراقی الفلاح مع الطحطاوی،ص۴۱،کتاب الطهارة،فصل فی مسائل الآبار،دارالکتب العلمیه بیروت]

طحطاوی میں ہے:

قوله (ان لم یعلم وقت وقوعه) عبارة غیره موته بدل وقوعه وهی الا ولی وقید بعدم لانه ان علم اوظن فلا اشکال ویعتبر الحکم من وقته بلا خلاف۔

[طحطاوی علی مراقی الفلاح،ص۴۱،کتاب الطهارة،فصل فی مسائل الآبار،دارالکتب العلمیه بیروت]

اور پانی نکلنے سے پہلے اس پانی سے وضو صحیح نہ ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۷رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: ٦

جس فیکٹری میں خنزیر کا چمڑا آتا ہو، اس میں مزدوری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ اس کے چمڑے کو ہاتھ لگانا پڑتا ہو

حضرت مفتی اختر رضا خاں صاحب دام ظلکم علینا! السلام علیکم

ہم لوگ بہار صوبہ کے رہنے والے مسلمان ہیں دہلی میں چمڑے کی فیکٹری میں کام کر رہے ہیں جس میں کبھی گائے کا چمڑا، بھینس کا چمڑا وغیرہ آتا ہے۔ اسی درمیان کبھی کبھی فیکٹری میں خنزیر (سوئر) کا چمڑا آ گیا ہے۔ کچھ کاریگر کام چھوڑ کر چلے گئے ہیں اور کچھ لوگ کر رہے ہیں۔ اب یہاں روزی روٹی کا سوال ہے۔

آپ اس مسئلہ کو حل کرتے ہوئے ہم لوگ کے پاس جلد از جلد ایسا خیال ظاہر کیجئے۔ اس کو دونوں نظریہ سے دیکھنا ہے۔ مذہب بھی دیکھنا ہے اور روزی روٹی بھی دیکھنا ہے۔ دہلی کی سبھی فیکٹریوں میں اکثر مسلمان ہی کام کرتے ہیں یہاں سب کی فیکٹریاں ہیں اور ہندوستان کے کونے کونے میں مسلمان کام کرتے ہیں اب اس مسئلہ کو حل کیجئے۔

مستفتی: خادم ماسٹر نبی حسین، صداقت حسین، ہاؤس نمبر ۴۹۳ ہردوار پوری گوٹان نگر دہلی

الجواب

خنزیر نجس العین ہے اسے ہاتھ لگانا جائز نہیں لہٰذا اس کی چرم نہ چھوئیں اور مجبور کیا تو اپنی شرعی مجبوری بتائیں نہ مانے تو ایسی نوکری چھوڑ دینا ضرور ہے جس پر حکم خدا و رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کرنا پڑے۔ خدا روزی کا دینے والا ہے اس پر بھروسہ کرنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قال اللہ تعالیٰ: " ومامن دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها" [سورة الهود–آیت ٤]

وفی آیة اخریٰ:

" وکاین من دا بة لاتحمل رزقها. اللہ یرزقها وایاکم. وهو السمیع العلیم "

[سورة العنکبوت–آیت ٦٠]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

شب ۱۱ر محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

صح الجواب۔ خنزیر کا چمڑا دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتا ہے۔ جو مسلمان وہاں کام کر رہے ہیں وہ مشترکہ طور پر فیکٹری کے مالک سے کہیں کہ ہم لوگ اس نجس جانور کے چمڑے کو نہ چھوئیں گے صرف

حلال جانور کے چمڑوں کی دباغت وغیرہ کریں گے۔

اگر وہ مطالبہ منظور کرے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کے یہاں ملازمت ترک کر کے دوسری ملازمت کریں۔اللہ تعالیٰ رزاق ہے وہ غیب سے روزی دیگا۔واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مرکزی دارالافتاء ۸۲ر سوداگران بریلی شریف

مسئلہ: ۷

ڈالڈا میں چربی کی آمیزش ثابت ہو جانے کے بعد اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ یہ معلوم نہ ہو کہ وہ چربی کس جانور کی ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ڈالڈا میں چربی کی آمیزش ثابت ہو جانے کے بعد اس کا استعمال شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جیسا کہ اخبارات سے ظاہر ہو چکا ہے کہ چربی نصاریٰ ممالک سے فراہم کر کے ڈالڈا بنانے والی فیکٹریاں آمیزش کرتی ہیں۔جبکہ اس چربی کے بارے میں ثبوت موجود نہیں کہ وہ گائے کی ہے یا کسی دوسرے جانور کی ایسی صورت میں اس چربی کا استعمال شرعاً درست ہے یا نہیں؟ مدلل حوالے سے جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

مستفتی: ریاض حیدر حنفی مشاہدی خادم الجامعۃ القومیہ عربی کالج اندوبہ گونڈہ

الجواب

جب تک شرعی طور سے اس گھی میں خنزیر یا مردار کی چربی خواہ کسی اور نجس شئ کی ملاوٹ ثابت نہ ہو۔ اسکی نجاست کا حکم نہیں ہوسکتا کہ اصل طہارت متیقن ہے اور نجاست کی آمیزش مشکوک اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا، الیقین لا یزول بالشك۔

[الاشباہ والنظائر جلداول ص ۱۸۳ للعلامۃ ابن نجیم ۔مکتبہ زکریا دیوبند]

ہاں شرعی طور پر کسی خاص پیشے میں نجاست کی ملاوٹ اگر معلوم ہو جائے تو یہی پیشہ نجس ہوگا اور اسی کا استعمال حرام ہوگا۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۸

خنزیر کے بال کے برش سے مسجد، مزار یا مکان میں پینٹ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جس دیوار کی پتائی اس برش سے ہو، اسے ہاتھ لگانے اور ایسے برش کے استعمال کا حکم

کیا فرماتے ہیں مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) آج کل جو برش پتائی و پینٹ وغیرہ کرنے کے چل رہے ہیں برش بیچنے والے دوکانداروں سے تحقیق کرنے کے بعد پتہ چلا کہ برش سوئر کے بالوں کا ہوتا ہے لہٰذا یہ برش مسجد مزاروں یا مکانوں میں مسلمان استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) جس مکان پر سوئر کے بالوں کے برش سے پتائی کردی جائے اگر اس مکان سے کپڑے یا ہاتھ وغیرہ لگ جائیں تو ناپاک ہوگا یا نہیں اب اس مکان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) جس مسلمان کو یہ معلوم ہو کہ یہ برش سوئر کے بالوں کا ہے پھر وہ اسی برش سے مکان وغیرہ پوتے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں بحوالہ جواب عنایت فرمائیں فقط والسلام

منجانب: غلام رسول خاں قادری نوری امام مسجد شاہ دانہ ولی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بریلی

الجواب

دوکاندار کو یہ کیسے محقق ہوا کہ ان برشوں میں سوئر کا بال ہوتا ہے اور دوکانداروں کو جس نے بتایا وہ کافر فاسق ہے یا متدین ثقہ مسلم ہے اور متدین ثقہ مسلم تو اس نے کیسے جانا جب تک ان سوالوں کا جواب نہیں ہوجاتا اس امر کی تحقیق شرعاً نہ ہوگی اور جس شئے میں شرعی طور پر نجاست کی آمیزش کا تیقن نہ ہو وہ شی اپنی اصل طہارت پر باقی اور پاک رہے گی اور بالفرض اگر کسی خاص برش کے متعلق ثابت ہوجائے کہ یہ نجس ہے تو وہی خاص برش ممنوع ہوگا اور اس برش کا بیچنا خریدنا اور استعمال کرنا حرام ہوگا اور جسے وہ برش لگے گا وہ شی نجس ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۵/شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ

مسئلہ: ۹

اگر بھیگا ہوا کتا پھڑ پھڑایا اور اس کی چھینٹیں کپڑے پر پڑ گئیں تو کپڑا پاک رہے گا یا ناپاک؟ بھیگا ہوا کپڑا کتے سے چپٹ جائے تو کپڑے کا کیا حکم ہے؟

علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں

اگر کتا تالاب میں بھیگ کر نکلا اور باہر آکر پھڑ پھڑایا اسکی چھینٹیں پاک کپڑوں پر پڑیں تو اس کپڑے کے پاکی ناپاکی کا کیا حکم ہے یا بھیگا ہوا کتا کپڑوں سے چپٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

مستفتی: مولانا شمشاد احمد پدارتھپور ضلع بریلی شریف

الجواب

اگر کتے کے بدن پر کوئی نجاست ہونا معلوم نہیں تو کپڑوں کی پاکی کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۳۰؍شوال المکرم ۱۴۰۴ھ

مسئلہ: ۱۰

کیا ہنود نجس ہیں؟ مرد نے عورت سے صحبت کی، دخول ہوا مگر نزول نہیں ہوا تو کیا دونوں پر غسل فرض ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) ایک ہندو بغیر نہائے ہوئے کنویں میں برتن نکالنے کے لئے گھسا کنواں ناپاک ہوگیا؟ اگر ناپاک ہوگیا تو کتنا پانی نکالنا پڑیگا؟

(۲) مرد نے عورت سے صحبت کی دخول ہوا مگر انزال نہیں ہوا کیا مرد وعورت پر غسل فرض ہے یا نہیں؟

مستفتی: رفاقت خاں مؤذن جامع مسجد شاہ آباد

الجواب

مشرکین کو قرآن پاک میں جو فرمایا کہ ''انما المشرکون'' نجس (قرآن کریم پارہ ۱۰ آیت ۲۸) اس سے مراد نجاست عقیدہ ہے نہ کہ مراد نجاست بدنیہ لہٰذا شخص مذکور کے بدن پر اگر نجاست نہ تھی تو کنواں

پاک ہے ورنہ ناپاک اور کل پانی نکالنا لازم ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۲) غسل فرض ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

" اذا جلس بین شعبها الاربع ثم جهدها فقد وجب علیه الغسل"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[مسلم شریف ج۱، ص۱۵۶، کتاب الحیض، باب بیان ان الجماع کان فی اول الاسلام لا یوجب الغسل، مجلس برکات مبارکفور]

فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری

۲۹/ذی الحجہ شریف ۱۴۲۲ھ

مسئلہ: ۱۱

ناپاک کنویں سے کل پانی یکبارگی میں نکالنا ضروری ہے ورنہ کنواں پاک نہ ہوگا!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک گاؤں کے کنویں میں کتے نے پیشاب کر دیا ہے زید نے کہا اس کنویں کا پانی کل نکالا جائے جب پاک ہوگا مگر ان لوگوں نے کوئی غور نہیں کیا اور اسی دن سے پانی خرچ کر رہے ہیں نہانا کپڑا دھونا کھانا پکانا وضو کرنا غسل کرنا سب خرچ میں لا رہے ہیں قریب ڈیڑھ ماہ ہو چکا ہے اب لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ اب تک کیا کل پانی نہ نکلا ہوگا سو دو سو ڈول روزانہ نکل رہے ہیں بجائے کل پانی کے اب تک زیادہ بھی نکل گیا ہوگا یا ان لوگوں کے کہنے کے موافق کنواں پاک ہو گیا یا ناپاک ہے اگر یہ پاک ہو گیا تو اس سے پہلے جو وضو، غسل، کھانا، پکانا وغیرہ کیا ہے اور وہ نماز جائز ہوئی یا نہیں؟ ان لوگوں پر حکم شرع کیا ہے؟

مستفتی: مقصود خاں موضع ابھے پور ڈاکخانہ دیورنیاں ضلع بریلی شریف

الجواب

یکبارگی پورا پانی نکالنا ضروری تھا۔ ایسا نہ کیا تو نمازیں نہ ہوئیں اور کپڑے ناپاک ہوئے اور وہ سب لوگ گنہگار ہوئے توبہ کریں۔ البتہ لازم ہے کہ کل پانی نکالیں ورنہ کنواں ناپاک رہے گا اور نمازیں برباد ہوں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری

مسئلہ: ۱۲

ماء مستعمل کے احکام، کھانے اور پینے کے لئے ماء مستعمل کا استعمال نہ چاہئے!

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) پانی مستعمل پینا کیسا ہے؟

(۲) پانی استنجا کے لئے استعمال کرنا کیسا ہے؟ کیا استنجا ہوگا؟

(۳) پانی سے کھانا پکانا کیسا ہے؟

(۴) پانی سے کپڑے دھونا کیسا ہے؟

(۵) پانی سے مٹی ملا کر کیچڑ بنا کر ڈھیلہ بنا کر اس کو سکھا کر استنجا کرنا کیسا ہے؟

(۶) جس کے پیر یا کپڑے پر نجاست لگی ہو تو پانی سے دھونے سے پاک ہوگا کہ نہیں؟

(۷) اسی طرح جس پانی میں نجس پانی ملا ہوا ہو اس سے ڈھیلہ بنا کر استنجاء کرنا کیسا ہے؟

ان سوالوں کا جواب تحریر فرما کر رہنمائی فرمائیں

مستفتی: محمد سرمد پاشا قادری حوض مسجد، کرناٹک

الجواب

(ا تا ۶) جائز ہے کہ مستعمل پانی طاہر ہے اور اس سے نجاست خفیفہ کا ازالہ جائز ہے مگر وہ صالح وضو نہیں ہے۔ کھانے اور پینے کے لئے اس کا استعمال نہ چاہیئے جبکہ عام لوگوں کا مستعمل پانی ہو اور بزرگان دین کا مستعمل پانی تبرک ہے اسے پی سکتے ہیں بلکہ یہ امر مندوب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) اس سے ڈھیلہ بنانا نہ چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۲ر ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ

مسئلہ: ۱۳

آبِ وضو وآبِ غسل مردہ کا ہو یا زندہ کا، پاک ہے؟ مستعمل پانی سے وضو وغسل کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) زید کا کہنا ہے کہ یہ مستعمل پانی پاک ہے۔ مثلاً آب وضو، آب غسل زندہ یا مردہ کا، پاک ہے۔
(۲) عمرو کا کہنا ہے آب وضو مستعمل پاک ہے مگر اس میں یہ صلاحیت نہیں کہ ناپاک چیز کو پاک کرے۔
(۳) عمرو کا بھی کہنا ہے کہ غسل فرض، زندہ یا مردہ کا۔ حیض ونفاس میں مستعمل ہونے کے باوجود نجس وناپاک ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں قول زید درست ہے یا قول عمر صحیح ہے۔
برائے کرم معتبر کتب کے حوالہ جات کی روشنی میں صحیح حکم سے آگاہ فرمایا جائے۔
مستفتی:۔ عتیق احمد پیلی بھیت یوپی

الجواب

آب مستعمل وضو خواہ غسل کا پاک ہے اور اس سے نجاست حقیقیہ مثلاً پیشاب و پاخانہ کا ازالہ بھی جائز ہے البتہ اس سے وضو و غسل درست نہیں پھر یہ طہارت کا حکم اس صورت میں ہے جبکہ اس پانی میں کسی نجاست کی آمیزش وضو و غسل کے دوران نہ ہوگئی ہو ورنہ نجس ہے یہی حکم مسلمان میت کے غسل کے مستعمل پانی کا ہے۔ درمختار میں ہے:

"ولایجوز بماء استعمل لاجل قربة أی ثواب ولو مع رفع حدث اومن مميز اوحائض لعادة عبادة ولومن جنب وهو الظاهر ليس بطهور لحدث بل لخبث على الراجح المعتمد

[درمختار ج ۱، ص ۲۵۲–۳۵۳، کتاب الطهارة، باب المياه، دار الكتب العلميه بيروت]

ردالمحتار میں ہے:

"(او غسل ميت) كون غسالته مستعملة هو الاصح" ملتقطا

[ردالمحتار ج ۱، ص ۳۴۹، کتاب الطهارة، باب المياه، مطلب فی تفسير القربة والثواب، دار الكتب العلميه بيروت]

نیز ردالمحتار میں ہے:

قوله (على الراجح) مرتبط بقوله بل لخبث نجاسة حقيقة فانه يجوز ازالتهابغير الماء المطلق من المائعات خلافا لمحمد

[رد المحتار ج ۱، ص ۳۵۳، کتاب الطهارة، باب المياه، مطلب فی تفسير القربة والثواب، دار الكتب العلميه بيروت]

اللہ تعالیٰ اعلم عمرو کا قول غلط ہے وہ توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مسئلہ: ۱۴

کیا مہتر کے پیسے سے بنے ہوئے کنویں سے پانی پینا جائز ہے؟

جناب عالی علماء دین صاحب السلام علیکم

اظہار خیریت عرض حالات یہ ہیں کہ آپ قبلہ علماء دین صاحب کی اس مسئلہ میں کیا رائے ہے میں حدیث وترجمہ کے جواب مع دستخط اور مہر کے تحریر فرمائیں۔

(۱) ایک آراضی زمین داری وقت آج سے تقریباً پچیس یا چالیس سال پہلے مسلمانوں کی زمینداری میں تھی اس آراضی پر ایک مہترانی بیوہ جس کا نام بدصیہ تھا جس نے زمیندار قاسم علی سے آراضی کنواں بنوانے کے واسطے طلب کیا اور زمیندار قاسم علی سے پانچ پھوڑا مروایا زمین پر اور پانچ روپیہ بطور نذرانہ پیش کیا اس کے بعد کنواں تیار ہو گیا پکا بن کر پیسہ بدصیہ مہترانی کا لگا اور اس کے انتظام کا پنڈت بھگوان دین تھے جن کی زیر نگرانی بنا جس کی جگت وغیرہ پکی ہے اور کافی اونچی ہے باہر سے کوئی گندگی اڑ کر کنوئیں کے اندر نہیں جاسکتی ہے اس میں پانی کچھ لوگ اس لئے نہیں پیتے تھے کہ کنواں مہترانی کے پیسے سے تعمیر ہوا جو کہ مہترانی مر چکی تھی۔

(۲) آج سے قریب ایک سال پہلے اس کنواں کے قریب میں آس پاس مسلمانوں کی نئی آبادی ہوئی تو ان لوگوں نے کنواں کا پانی پرواہی وغیرہ چلا کر پورا پانی و دیگر صفائی و دیکھ بھال اپنے ذمہ رکھ کر مطابق شرعی صفائی رکھنے لگے اور اس کا پانی بھی استعمال کرنے لگے جس میں کہ مسلمان اور کچھ چمار کے علاوہ اور کوئی مہتر وغیرہ پانی نہیں بھرتے ہیں۔ اس کنوئیں سے قریب تین یا چار سو بالٹی پانی روزانہ نکلتا ہے دیکھ بھال شرعی ہے۔

(۳) اس آبادی کا افتتاح کرنے کی غرض سے جناب مولانا احسان الحق صاحب طوطیٔ ہند منجھوری الہ آباد سے بلائے گئے اور ان سے زبانی مسئلہ نمبر ۱ / اور ۲ / کی بابت دریافت کیا گیا تو انہوں نے پانی کا استعمال مسلمانوں کے لئے جائز قرار دیا اور کنواں بھی دیکھا اور کہا کہ مہتر کا پیسہ محنت ومشقت کی کمائی کا ہے کوئی سود یا بیاج کا پیسہ اس میں لگا نہیں۔ پانی استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ دیگر ہندوؤں سے مہتر بہتر ہے۔

(۴) تب اور بھی مسلمان لوگ پانی پینے لگے کچھ چند مسلمانوں کا یہ کہنا ہے کہ کنواں مہتر کے پیسے سے بنا ہے اسلئے پانی پینا جائز نہیں اور نہ خود پیتے ہیں جو لوگ پیتے ہیں ان کو منع کرتے ہیں اور کراہیت پیدا کرتے ہیں اس بارے میں آپ اپنی رائے حدیث کی رو سے دیں

مستفتی: شفیع الدین صدیقی

چیف صاحب محلہ میر پاڑہ قصبہ ہنگام ضلع فتح پور یوپی

الجواب

اس کنوئیں سے پانی لینا جائز ہے جبکہ اس پانی میں کسی نجاست کا ہونا معلوم نہ ہو اور اس وجہ سے کہ وہ مہترانی نے تعمیر کرایا کنوئیں کا استعمال حرام نہ ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

شب ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: ۱۵

مردار جانور کی کھال کو چھونا یا ہاتھ لگانا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ہمارے محلہ میں ایک بھینس ختم ہوگئی اس کو جنگل میں لے جا کر ڈال دیا ایک ہمارے محلہ میں عبد الغنی نے اس بھینس کی کھال اترے ہوئے کو خود اپنے آپ تالاب میں ڈال دیا اس تالاب میں ان کی مچھلی پل رہی تھی اس لالچ میں کہ ہماری مچھلی کھا کر موٹی ہو جائے گی اس بھینس کی کھال بھی اتروادی تھی۔ کھال اترے ہوئے کو لائے تھے ہم محلہ والوں نے اس پر اعتراض کیا۔ آپ کا اس مسئلہ میں کیا حکم ہے؟ جب ہم لوگوں نے اس کو دیکھا تو ان سے کہا کہ آپ اس تالاب میں سے اس کو نکال دیں تب انہوں نے اپنے ہاتھوں سے نکال کر جہاں پڑی تھی وہیں پر ڈال دیا ہم لوگوں کو اس بات پر بہت اعتراض ہے۔

مستفتی:۔ بشیر احمد موضع راس پوسٹ سورہے ضلع بریلی

الجواب

انہوں نے ایسا کر کے بلا وجہ خود کو آلودہ نجاست کیا اور نجاست سے آلودہ ہونا جائز نہیں ہے ان پر

توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
۷؍ ربیع الآخر ۱۴۰۷ھ

مسئلہ: ۱۶

مسح رأس کا بہتر طریقہ کیا ہے؟ فتویٰ مصطفویہ کی ایک عبارت کی توجیہ

کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں کہ
(۱) کتب حدیث وفقہ میں سر کے مسح کرنے کا مسنون طریقہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ دونوں ہاتھ کے انگوٹھے کلمہ کی انگلیاں چھوڑ کر باقی تین تین انگلیوں کے سرے کو ملا کر پیشانی کے بال کے آگے کی جگہ پر رکھے اور سر کے اوپری حصے پر گدی تک انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرتا ہوا لے جائے اور ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر ہتھیلیوں سے سر کی دونوں کروٹوں کا مسح کرتے ہوئے پیشانی تک واپس لائے (الی آخرہ) یہی طریقہ مشہور ومعروف علماء کرام کا معمول ہے۔ لیکن حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے فتویٰ مبارکہ میں تحریر فرمایا ہے کہ تین تین انگلیاں اور ہتھیلیاں مقدم راس سے اس طرح جانب گردن لے جائے کہ سر کے دونوں جانب بھی پوری پوری ہتھیلیوں کے نیچے آتی جائیں تو اس صورت میں یونہی پورے سر کا مسح ہو گیا پیچھے سے آگے لانا بیکار ہے اور اولیٰ یہی ہے۔

(فتاویٰ مصطفویہ جلد دوم ص ۶۰)

حضور مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ کا معمول شریف اسی طرح مسح کرنے کا تھا۔ اس فقیر کا بھی مشاہدہ ہے اور مکرمی جناب عبد النعیم عزیزی صاحب مدظلہ العالی نے اپنی تالیف مسمیٰ بہ حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہ ص ۱۴۱ میں اس معمول شریف کا ذکر بھی کیا ہے۔
فتویٰ مبارکہ میں حدیث وفقہ کی عبارات بحوالہ درج نہیں ہے اور سر کے مسح کرنے کا یہی طریقہ اولیٰ بھی فرمایا ہے لہٰذا اس مسئلہ کو دلائل سے مزین فرمائیں تاکہ یہ مسئلہ خوب اچھی طرح واضح ہو جائے۔
مستفتی: قاضی محمد عطاء الحق عثمانی گونڈوی
علاؤ الدین پور ڈاکخانہ سعد اللہ نگر گونڈہ

الجواب

سیدی الکریم جدی المعظم حضور مفتیٔ اعظم قدس سرہ العزیز نے جوفرمایا وہی اظہر ہے اس کی سند تبیین وہندیہ میں ہے:

"والاظهر انه يضع كفيه واصابعه على مقدم راس ويمدهما الى قفا على وجه يستوعب جميع الراس ثم يمسح اذنيه باصبعيه ولا يكون الماء مستعملا بهذا هكذا فى التبيين"۔والله تعالىٰ اعلم

[هنديه ج١،ص٥٨، كتاب الطهارة،الباب الاول فى الوضو،مطبع دارالفكر بيروت]

اوراس کے برعکس دوسرا طریقہ مختار نہیں بلکہ علامہ ابن الھمام نے فرمایا کہ سنت میں اس کی کوئی اصل نہیں چنانچہ ردالمحتار میں ہے:

"وماقيل من انه يجافى المسبحتين والابهامين ليمسح بهما الاذنين والكفين ليمسح بهما جانبى الراس خشية الاستعمال فقال فى الفتح لا اصل له فى السنة لان الاستعمال لا يثبت قبل الانفصال والاذنان من الرأس۔ والله تعالىٰ اعلم

[ردالمحتار ج١،ص٢٤٣، كتاب الطهارة،مطلب فى تصريف قولهم معزيا،دارالكتب العلميه بيروت]

(٢) وما قيل من انه يجافى المسبحتين والابهامين ليمسح بهما الاذنين والكفين ليمسح بهما جانبى الراس خشية الاستعمال فقال فى الفتح لا اصل له فى السنة لان الاستعمال لا يثبت قبل الانفصال والاذنان من الراس۔

[ردالمحتار ج١،ص٢٤٣، كتاب الطهارة،مطلب فى تصريف قولهم معزيا،دارالكتب العلميه بيروت]

ترجمہ: دونوں سبابہ اور ابہام (شہادت کی انگلی اور انگوٹھے) کو بوقت مسح جدا رکھے یعنی پھیلا دے اور ابہامین (انگوٹھے) سے تاکہ ان سے کانوں کا مسح کرے اور ہتھیلی بھی پھیلائے رہے تاکہ اس سے سر کے کنارے کا مسح کرے اور یہ احتیاط اس لئے کہ مسح کا پانی مستعمل نہ ہوجائے اور فتح میں کہا اس کی سنت میں کوئی اصل نہیں اس لئے کہ قبل انفصال استعمال ثابت ہی نہیں ہوتا اور کان سر سے ہی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ:۱۷

سوٗر کی چربی سے تیار شدہ صابن کا استعمال کیسا ہے؟ کیا اس سے کپڑا پاک ہوتا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) سور کی چربی سے کچھ حصہ صابون میں ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ زید اس صابون کو کپڑے اور غسل میں استعمال کرتا ہے عمرو ناجائز کہہ رہا ہے کہ نہ آدمی پاک ہوتا ہے نہ کپڑا اس کا خلاصہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں فرمائیں اگر کوئی اس چربی کا استعمال جائز قرار دے تو اس آدمی کیلئے کیا حکم ہے؟

مستفتی: محمد عبدالرزاق نوری رضوی کیر اف حاجی قاسم ابا حالائی گوال سبزی کوڈی نار شریف گجرات

الجواب

سور کی چربی نجس ہے اور اس کا استعمال کسی طرح ہو حرام ہے اور اس کو جائز جاننا کفر ہے اور جس کے متعلق سور کو یا اس کی چربی کو جائز جاننا ثابت ہو وہ کافر ہے مگر محض گمان سے یہ ٹھہرالینا کہ یہ شخص سور کی چربی کو جائز جانتا ہے اشد حرام بدکام بدانجام ہے پھر جس صابون وغیرہ کے اندر شرعی طور پر سوئر کی چربی یا کسی نجاست کی آمیزش محقق ہو خاص بینہ سے وہ صابون وغیرہ نجس ہوا اور اگر شرعی طور پر نجاست کی آمیزش معلوم ومحقق نہ ہو تو ناپاکی کا حکم نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ:۱۸

وضو کرتے وقت کلی اور ناک میں پانی چڑھانے کو ترک کردینا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

پانی بدبودار جس کو کلی کرتے وقت طبیعت میں کراہت ہوتی ہے ایسے پانی سے وضو کرتے وقت کلی اور ناک میں چڑھانا ہمیشہ ترک کردیا جائے تو کوئی خرابی تو نہیں ہے یا سنت کے ترک کی وجہ سے کچھ حرج ہے فقط۔

مستفتی: قمر الدین باقر گنج بریلی

الجواب

ہمیشہ ترک کردینے سے گناہ ہوگا۔ کبھی کبھی ترک کرنا گناہ نہیں مگر بے عذر شرعی ہو تو ملامت کا سبب ضرور

ہے اور عذر شرعی ہو تو حرج نہیں اور پانی میں معمولی بو ہونا عذر نہیں۔ عموماً دیہاتوں میں بودار پانی ہوتا ہے جسے بلا تکلف لوگ پیتے ہیں تو ناک میں پانی ڈالنے یا کلی کرنے سے کیا کراہت ہوگی اور اگر ایسا سخت بدبودار ہو کہ اس کی بو منہ میں اور ناک میں دیر تک رہ جائے تو دوسرے پانی کے ہوتے اس کا استعمال نہ چاہیئے اور نماز کو جب کھڑے ہوں اور بدبو منہ یا ناک میں باقی ہو تو اسے زائل کر لینا ضرور۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

یکم صفر المظفر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: ۱۹

غسل یا طہارت کرنے کے بعد قطرہ آنے کا وہم ہو تو کیا کرے؟ کیا وضو باقی رہے گا؟

میرے بزرگ اختر رضا خاں صاحب السلام علیکم

گزارش یہ ہے کہ اس فتویٰ کا جواب دیجئے آپ کی مہربانی ہوگی۔

(۱) جب میں غسل کر کے کھڑا ہوتا ہوں تو ایک بوند پیشاب کا قطرہ نکلتا ہے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے تو اس حالت میں نماز پڑھنا چاہیئے یا نہیں ہمیشہ ایسا ہوتا ہے۔

(۲) اور جب میں طہارت کر کے اٹھ کھڑا ہوتا ہوں تو اس وقت بھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک قطرہ پیشاب کا نکلا اگر طہارت کرنے کے بعد کسی وقت محسوس نہیں ہوا کہ پیشاب کا قطرہ نہیں گرا تو وضو کرنے کے لئے بیٹھتا ہوں تو پھر جب محسوس ہوتا ہے کہ اب قطرہ گرا اور یہ مجبوری مجھے ہمیشہ رہی ہے اب آپ ہی بتائیے کہ ان حالات میں نماز پڑھنی چاہیئے یا نہیں یہ فتویٰ بتا دیجئے آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

(۳) طہارت کرنے کے بعد ہی وضو کے لیے بیٹھتا ہوں اس وقت محسوس ہوتا ہے کہ قطرہ پیشاب گرا۔ فقط

مستفتی: محمد حسین ولد علاء الدین آنولہ

الجواب

قطرہ نکلنے کا غالب گمان ہو یا یقین ہو تو وضو کا اعادہ ضروری ہے اس وضو سے نماز نہ ہوگی اور محض شک سے وضو نہ جائے گا۔ استنجا کے بعد خوب اچھی طرح استبراء کرے اور استبرا یہ ہے کہ قطرہ نہ آنے کا اطمینان حاصل کرے اور وہ ہر شخص کے لحاظ سے مختلف طریقہ پر حاصل ہوتا ہے بعض کو کھنکار سے اور بعض کو دوسرے

طریقہ سے۔اور قطع وسواس کے لئے رومالی پر پانی ڈالنا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۲۰

انسان کی منی پاک ہے یا ناپاک؟

زید کہتا ہے کہ انسان کے قطرات منی پاک ہیں اور یہ بھی کہتا ہے کہ کپڑے پر منی کے قطرات کو چاقو سے صاف کر کے نماز اسی کپڑے سے ہوجاتی ہے اب سوال یہ ہے کہ انسان کی منی کے قطرات پاک ہیں یا ناپاک اور چاقو کی دھار سے کھرچ کر نماز اسی کپڑے سے ہوجاتی ہے یا نہیں اور زید کے متعلق شرع شریف میں کیا حکم ہے؟

مستفتی: قاضی عابد علی صدیقی قادری رضوی مصطفوی پیش امام مسجد اشرف خاں پیلی بھیت

الجواب

حنفی مذہب میں منی ناپاک ہے زید کا اسے پاک بتانا غلط ہے لہٰذا اس پر خود اس کا یہ کہنا کہ چاقو سے صاف کر کے نماز اسی کپڑے سے ہوجاتی ہے اس کی غلطی پر دلیل ہے کہ جب وہ پاک ہے تو اسے صاف کرنا کیا ضرور پھر صاف کرنے پر نماز موقوف رہنا کیا معنی ایسے خیالات غیر مقلدین وہابیہ کے ہیں یہ لوگ توسل واستمداد وتقلید ائمہ کو شرک بتاتے ہیں اور عقائد فاسدہ رکھتے ہیں۔ جس کے سبب ان پر فقہاء جماہیر کے نزدیک حکم کفر ہے ان سے پرہیز لازم ہے زید بے قید کے عقیدہ کی تحقیق کی جائے یہ مسئلہ صحیح ہے کہ منی کھرچنے سے بھی کپڑا پاک ہوجاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۲۳ر ربیع الآخر

مسئلہ: ۲۱

مسجد کی فصیل پر بیٹھ کر غسل کرنا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

امام مسجد نالہ سراج الدین بنگالی مسجد کی فصیل پر بیٹھ کر نہاتے ہیں نہانے سے کچھ پانی فصیل پر گرتا

ہے۔اور باقی پانی صحن مسجد میں گر کر پھیلتا ہے ایسی صورت میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ حالانکہ مسجد میں غسلخانہ موجود ہے پھر بھی فصیل پر بیٹھ کر نہانے کے عادی ہیں۔

مستفتی۔مقبول احمد محلہ ملوکپور بریلی

الجواب

اس طرح نہانا کہ پانی بدن کا گر کر صحن مسجد میں بہتا پھرے ناجائز و گناہ ہے اور اس کا مرتکب گنہگار بے ادب ہے اس پر توبہ لازم ہے ورنہ امامت کے لائق نہیں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۴؍جمادی الاولیٰ

مسئلہ:۲۲

غسل جنابت کا پانی کنویں کے ماحول کی زمین پر گر کر کیچڑ آلود ہوتا ہے، اس پر بالٹی رکھی جاتی ہے جس سے بالٹی کیچڑ آلودہوتی ہے، اس بالٹی کو کنویں میں ڈالنے سے کنویں کا پانی پاک رہے گا یا ناپاک؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل کے متعلق کہ:

(۱) ایک کنواں ہے اور حال یہ ہے کہ اس کنواں کا ماحول پلاسٹر نہیں ہے اسی کنواں کے پانی سے غسل جنابت کرتے ہیں اور عورتیں حیض وغیرہ کے کپڑے دھوتی ہیں اور پانی کنواں کے ماحول کی زمین کو کیچڑ آلود کر رہا ہے بالٹی وغیرہ اسی کیچڑ پر رکھی جاتی ہے اور پھر وہی بالٹی کنویں میں ڈالی جاتی ہے مطلوب یہ ہے کہ آیا اس کنویں کا پانی پاک ہے یا ناپاک اگر ناپاک ہے تو اس کنواں کے پانی سے جتنے شرعی امور یعنی نماز وغیرہ پڑھی گئی ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے نماز کا اعادہ کرنا ہوگا یا نہیں صورت اول میں کتنے ایام کی نماز کا اعادہ کرنا ہوگا اگر ایک سال کی نماز کا یا اس سے زیادہ کا اعادہ ہو تو اعادہ کرنے کی کیا صورت ہوگی اور کنواں پاک کیسے ہوگا؟

مستفتی:۔مولانا عبدالباقی مصباحی دیناجپوری

الجواب

صورت مسئولہ میں کنویں کا پانی ناپاک ہے جبکہ وہ گندہ پانی اس کنویں میں گرتا ہو یا بالٹی میں

نجاست یا نجاست آلودہ کیچڑ کا لگا ہونا
یقینی معلوم ہو، محض خیال کافی نہیں ایسی صورت میں اس سے نہ غسل و وضو اور نہ کپڑوں کو دھونا جائز ہے اور اس پانی سے کئے گئے وضو و غسل اور دھوئے ہوئے کپڑوں سے جو نمازیں پڑھیں نہ ہوئیں انہیں پھیرنا واجب ہے اس کنویں میں نجاست گرنے کا وقت معلوم ہو تو اسی وقت سے اسکی نجاست کا حکم ہے ورنہ جب دیکھی جائے اس وقت سے حکم نجاست ہوگا اور اسی پر عمل ہے جتنے ایام کی نمازیں اس ناپاک پانی سے پڑھیں اتنی کا اعادہ کرنا ہوگا خواہ سال بھر کی ہوں قضا نمازیں جلد ادا کرے اور وقتیہ کی سنتوں کے بجائے قضا ہی کی نیت کرے اس صورت میں کل پانی نکالنا واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری

مسئلہ: ۲۳

مردار کی کھال فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنے مصرف میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:
ایک شخص کی گائے مرگئی اس نے چمار سے قیمت لیکر اس کے چمڑے کو فروخت کر دیا اور اسکی قیمت کو اپنے مصرف میں لے لیا۔ تو کیا اس کا ایسا کرنا جائز ہے۔ جب اسے منع کیا گیا تو وہ کہتا ہے کہ مردہ جانور کے چمڑے کو فروخت کرنا اور اس کی قیمت کو اپنے مصرف میں لانا جائز ہے نیز مردہ جانور کے فروخت کا کیا حکم ہے۔ جواب تحریر فرمادیں۔
مستفتی: عبد اللہ انصاری۔ محلّہ نواڈیہہ تالاب پور ضلع اورنگ آباد بہار

الجواب

مردار کی کھال بعد دباغت طاہر ہے جو بھی چمڑا دباغت دے دیا گیا پاک ہو گیا۔ ہدایہ میں ہے:

"کل اھاب دبغ فقد طھر"

[ہدایہ اولین، ص ۲۴، کتاب الطہارات، مجلس برکات مبارکفور]

اسے ہر مسلم و کافر سب کے ہاتھوں بیچ سکتے ہیں اور قبل دباغت اسکی فروخت ناجائز و غیر صحیح ہے مگر

کافر سے جو رقم ملی وہ حلال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

۲۱ / جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ: ۲۴

نجاست غلیظہ اگر کنویں میں گر جائے تو کتنا پانی نکالا جائے؟ اس پانی کے وضو سے پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ایک پانچ سالہ بچہ نے مسجد کے کنواں میں پیشاب کر دیا ہے۔ پیش امام محلّہ منصوریہ کا کہنا ہے کہ نجاست غلیظہ اگر کنواں میں گر جائے تو سارا پانی نکالا جائے گا کنواں مذکورہ مسجد کے پیچھے ہے اور اس کنواں میں اس قدر پانی ہے کہ سارا پانی نکالنا امکان سے باہر نظر آتا ہے مذکورہ کنواں پر عوام الناس کافی آتے ہیں یعنی مسلمان و غیر مذہب کے لوگ بھی اس سے پانی بھرتے ہیں اور ضروری بات یہ ہے کہ مذکورہ بچے کو پیشاب کرتے ہوئے کسی مرد بالغ اور کسی بالغہ عورت نے نہیں دیکھا مذکوہ بچہ کے ہم عمر چار ، پانچ بچوں نے دیکھا۔ ان میں سے ایک بچہ چلا اٹھا کہ پیشاب کر دیا پیشاب کر دیا وہ بچے پھر وہاں سے بھاگ گئے اب آپ ہم ناچیزوں کو جواب سے مستفیض فرمائیں کہ ہم اس کنویں کا کتنا پانی نکالیں شریعت مطہرہ کے مطابق۔ فقط والسلام

الجواب

بعون الملک الوہاب:

صورت مسئولہ میں جبکہ غالب گمان اس بچہ کے پیشاب کرنے کا ہو کل پانی نکالنے کا حکم ہے اور ان نمازوں کا اعادہ لازم جواب تک اس پانی کے وضو سے پڑھیں مسجد کا کنواں مسجد کی حاجت کے لئے ہے اس سے گھروں میں پانی لے جانا جائز نہیں اور کفار کا اسے استعمال کرنا اور زیادہ موجب وبال

ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ:۲۵

حالت استحاضہ میں عورت کس طرح نماز ادا کرے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
ایک عورت شادی شدہ جس کی عمر تقریباً ۴۰ سال جو ماہ واری کی خرابی کی وجہ سے ڈاکٹر کی دوا کھا رہی ہے کہ جس سے کچھ گندہ پانی نکل رہا ہے اس میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس صورت میں؟

مستفتی:۔ شوہر شمشاد احمد، اعظم نگر بریلی

الجواب

ایام حیض کے علاوہ دنوں میں اس کی نماز صحیح ہوگی گندہ پانی اگر اس طرح مسلسل جاری ہو کہ کوئی وقت نماز کا اس سے خالی نہ جائے تو حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو اسی نماز کے وقت میں کرے پھر اس وضو سے فرض وسنت جو چاہے اس وقت میں پڑھ سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۲۲ ربیع الاخر ۱۳۹۸ھ

مسئلہ:۲۶

کیا گھٹنا کھولنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:
زید کہتا ہے کہ گھٹنا کھولنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور بکر کہتا ہے کہ وضو نہیں ٹوٹتا ہے اور نیز کہتا ہے کہ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر حرام کام کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور گھٹنا کھولنا حرام ہے لہٰذا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا زید کا ایسا عقیدہ درست ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: محمد عقیل مظہری متعلم جامعہ منظر اسلام بریلی شریف

الجواب

زید کا یہ خیال غلط ہے۔ گھٹنا کھلنے سے وضو نہیں جاتا خواہ دانستہ کھولے اگرچہ رانوں کو دانستہ کھولنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

مسئلہ: ۲۷

پٹرول میں دھونے سے کپڑا پاک ہوتا ہے یا نہیں؟
پٹرول میں پاک کرنے کی صلاحیت ہے یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) اگر ادنیٰ کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے تو پٹرول میں دھونے سے پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

(۲) پٹرول میں پاک کرنے کی صلاحیت ہے کہ نہیں اور پٹرول پاک ہے یا نہیں؟

مستفتی: عبد المصطفیٰ رضوی، مقام و پوسٹ بھوتہی ضلع سیتامڑھی بہار

الجواب

(۱) پاک ہو جاتا ہے کہ پٹرول سیال ہوتا ہے اور میل وغیرہ کے ازالہ میں زود اثر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) پاک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ۔ ۲۸

ٹیری کاٹ کپڑا پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ کپڑا دھونے کے بعد ٹنکی کے نیچے اسے پکڑ کر رکھے کہ مسلسل اس پر پانی گرے تو کپڑا پاک ہوگا یا نہیں؟ مٹی کے برتن میں گھی کی چکنائی ہے، اس میں کتے نے منہ ڈال دیا تو کیسے پاک کیا جائے؟ ناخن پالیش کا حکم! اس پر غسل یا وضو ہوتا ہے یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) ٹیری کاٹ پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ کیونکہ اس کا سارا سارا پانی تو نچوڑا نہیں جا سکتا۔ اگر تین

بار سکھا سکھا کر پاک کیا جائے تو بہت وقت لگے گا کیونکہ جلدی۔ سے خشک بھی نہیں ہوتا بلکہ اوپر کا حصہ سوکھنے کے بعد بھی نیچے پانی ٹپکتا رہتا ہے۔ جب تک بالکل نہ سوکھ جائے تری باقی رہتی ہے۔ لہٰذا کوئی آسان طریقہ بیان فرمائیں۔

(۲) کوئی بھی کپڑا دھونے کے بعد اگر پانی کی ٹنکی کھول کر نیچے تھوڑی دیر پکڑے رہے کہ اس پر پانی گرتا رہے یا کپڑے کو پکڑ کر لوٹے وغیرہ سے اوپر پانی ڈالا جائے تو ایک بار میں ہی پاک ہو جائے گا یا وہ بھی خوب نچوڑنا اور تین بار پاک کرنا ضروری ہے۔

(۳) اس مٹی کا برتن جو کہ گھی سے چکنا ہو گیا ہے اور چکنائی اس کے اندر سما چکی ہے، کتے نے منہ ڈال دیا تو اس کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(۴) وہ رنگ جو کہ عورتیں ناخنوں پر لگاتی ہیں، ناخنوں پر لگا ہوا ہے، ظاہر ہے کہ اس کے لگنے سے ناخون پر پانی نہیں پہنچے گا، بغیر چھٹائے اوپر پانی بہانے سے وضو و غسل ہو جائے گا یا نہیں؟ نیز جو آدمی وہ رنگ فروخت کرتا ہے، اس کی چھنگلیاں کے ناخون پر لگا ہوا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں مجبور ہوں کیونکہ مجھے اپنے ناخون پر لگا کر دکھانا پڑتا ہے، اسے روزانہ کہاں تک کھرچوں، آیا اس کا وضو ہو جائے گا یا نہیں؟

مستفتی: شفاعت علی اشرفی

گوڑیا، وایہ منگریا، ضلع گنگانگر (راجستھان)

الجواب

(۱) نجاست اگر دلدار ہو تو تین مرتبہ کی کوئی قید نہیں بلکہ شرط اس کے دل کا زائل ہو جانا ہے خواہ ایک مرتبہ میں زائل ہو، خواہ ایک سے زائد۔ لیکن چار یا پانچ جتنے بار میں زائل ہو، اتنے بار دھونا ضروری ہوگا۔ اور اگر دلدار نہ ہو تو تین بار دھونا اور ہر بار اتنی قوت سے نچوڑنا ضروری ہے کہ قطرہ نہ ٹپکیں۔ اسی قدر سے کپڑا پاک ہو جائے گا اب اگر پوری قوت سے نچوڑنے کے بعد جب لٹکایا، دو ایک قطرہ ٹپک گئے تو حرج نہیں۔

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[سورۃ البقرہ–۲۸۶]

(۲) ایک ہی بار میں پاک ہو جائیگا جبکہ اتنی تیز دھار سے دھوئیں کہ نجاست نہ رہنے کا ظن غالب ہو

جائے۔ مگرلوٹے سے عادۃً ظن غالب حاصل نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) مٹی کا روغنی برتن جس کے اندر مسام نہیں ہوتے اسے پتے یا کپڑے سے پونچھ لینا کافی ہے جبکہ اتنی پونچھے کہ اثر جاتا رہے اسی قدر سے پاک ہوجائے گا اور جو برتن مٹی کا روغنی ہو، اسے تین بار دھولینا کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) صورت مسئولہ میں اس رنگ کے لگے رہنے سے وضو وغسل پر کوئی اثر نہ ہوگا کہ اس رنگ کی عورتوں کو زینت کے لئے ضرورت پڑتی ہے اور اس کی نگہداشت واحتیاط میں حرج نہیں تو یہ مہندی کی نظیر ہوا لہٰذا ضرورۃً وضو وغسل کے صحیح ہونے کا حکم دیا جائے گا اگرچہ وہ شے جرم دار ہو اگرچہ بیچ پانی نہ پہونچے۔ یہ حکم جب ہے جبکہ قدر قلیل لگایا جائے اور وزن ومقدار میں ہو تو اسے چھڑانا ضروری کہ اس کی نگہداشت میں حرج نہیں۔ مگر اس سے احتراز بہتر ہے کہ اس میں اسپرٹ کی آمیزش سنی جاتی ہے اور اگر یہ متحقق ومتعین ہو کہ اس میں کوئی نجس چیز مخلوط ہوتی ہے تو احتراز لازم اور بغیر اسے زائل کئے نہ وضو وغسل صحیح، نہ نمازیں ہوں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۱۷ ر محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

مسئلہ: ۲۹

الکوحل کیا ہے؟ ہومیو پیتھک ادویات کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

بخدمت عالی حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ الکوحل (Alcohal) کیا شئی ہے؟ ہومیو پیتھک کے طریقۂ علاج کی تمام ادویات الکوحل میں ڈوبی ہوئی ہوتی ہیں۔ لہٰذا ہومیو ادویات کا استعمال کرنا اور اس طرح سے علاج کرنا کرانا کیسا ہے برائے کرم مفصل مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

مستفتی: مولوی سید محمد شاہد علی حبیبی غفرلہ

مدرسہ حبیبیہ تعلیم القرآن دھاروی کملا نہرو ۳۴۸ بی ایم سی بمبئی ۷

الجواب

الکوحل روح شراب ہے اس کا استعمال خارجی وداخلی مثل شراب حرام ہے لہٰذا جس دوا میں یہ نجس شامل ہو وہ جنس حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

۱۳، رجب ۱۴۰۶ھ

مسئلہ: ۳۰

وضو کا پانی طہارت خانے میں بہانا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) وضو کا پانی نالی سے ہوتے ہوئے طہارت خانہ میں جاتا ہے۔ کیا اس صورت میں وضو کا پانی طہارت خانہ میں بہانا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ دوسری طرف سے وضو کا پانی بہانے کے لئے جگہ ہے۔

(۲) مسجد کے اندر نل ہے اور نل پر وضو کرنے کے بعد پانی ایک نالی سے بہتا ہے اور دوسری طرف طہارت خانہ ہے، طہارت خانہ کا پانی بھی دوسری نالی سے بہتا ہے، تھوڑی دور کے بعد دونوں نالیاں ایک ہو جاتی ہیں، یہاں بھی وضو کا پانی گرنے کے لئے دوسری طرف جگہ ہے۔ کیا اس صورت میں وضو کے پانی کو طہارت خانہ کے پانی میں جانے دیا جائے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) طہارت خانہ میں اس پانی کو جانے دینا جائز ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ دوسری طرف پانی گرائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۳۰ ر صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ: ۳۱

غسل خانے میں ستر کھول کر نہانا کیسا ہے؟
استنجا خانے میں پوری لنگی اُٹھا کر استنجا کرنا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین حسب ذیل مسائل میں کہ:

(۱) اگر کوئی غسل خانہ میں ستر کھول کر اور منہ قبلہ کی جانب ہو اور لنگی کا پردہ کیا جو پہنے ہوئے ہے وہ بیٹھنے پر سینہ سے اوپر ہے۔ تو کیا یہ جائز ہے؟

(۲) اگر کوئی پیشاب خانہ میں کھڑے ہو کر لنگی کو اٹھا لیوے کہ پیچھے کا حصہ دیکھنے میں آئے اور اگر منع کرے تو یہ جواب دے کہ ریاح خارج ہونے سے ممکن ہے، کچھ نکلا ہو، ایسے مسلمان پر کیا وعید ہے؟

المستفتی: محمد حنیف/معرفت مفتی عبدالعزیز خاں صاحب
متصل لالہ کی بازار، محلّہ چھوٹی بازار، فتح پور (اتر پردیش)

الجواب

(۱) صورت مسئولہ میں ضرور اس کے اعضاء عورت قبلہ رو ہوں گے اور یہ ناجائز ہے۔ لہٰذا قبلہ سے منحرف ہو کر بیٹھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) کشف عورت لوگوں کے سامنے حرام ہے، وہ سخت گناہ گار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲/ذی قعدہ ۱۴۰۳ھ

مسئلہ: ۳۲

جس وضو سے نماز جنازہ پڑھی ہے، کیا اس سے فرض نماز پڑھ سکتے ہیں؟

علمائے دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید نے کہا کہ جس وضو سے نماز جنازہ پڑھی اس سے نماز فرض نہیں ہو سکتی۔ یہ مسئلہ بھی زید نے خود نکالا اور بیان کیا تو زید کے بارے میں کیا حکم شرع ہے؟

آپ کا خادم: محمد رضا خاں، علی گنج

الجواب

(۳) غلط کہا، توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۱۳/ ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: ۳۳

غسل خانے میں برہنہ نہانے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ:
غسل خانوں کے اندر برہنہ بغیر کسی کپڑے کے نہانا، کیا اس طریقے سے غسل کرنا جائز ہے؟ یا اس طرح سے غسل ہوسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مطلع فرمائیں۔ فقط۔

المستفتی: خادم الفقراء حافظ محمد عرفان صابری
سکندر پور، بھیسوال، ڈاکخانہ خاص، ضلع سہارنپور، تحصیل روڑی (یوپی)
۱۶ ارمضان المبارک ۱۴۰۷

الجواب

جائز ہے جبکہ بے ستری نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۲۰/ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ

مسئلہ: ۳٤

غسل کے نیت ضروری نہیں!

اس مسئلہ میں علمائے اہلسنت ومفتیان دین متین کیا فرماتے ہیں کہ:
ایک صاحب پرہیزگار پابند صوم وصلوٰۃ ہیں، وہ فرماتے ہیں، جسے نیت غسل یاد نہیں ہے، طریقۂ غسل سے ناواقف ہے اور عام مذہب والوں کی طرح الٹا سیدھا پانی ڈال کر بدن بھگویا، مل لیتا ہے۔ ایسی حالت میں وہ پاک نہیں ہوتا ہے، نہ وضو ہوگا نہ نماز ہوگی نہ دعا قبول ہوگی۔

الجواب

نیت غسل کے لئے ضروری نہیں، البتہ کلی کرنا، ناک میں اس طرح پانی ڈالنا کہ نرم بانسے تک پہنچ جائے اور پورے بدن پر پانی بہانا فرض ہے، جو ان میں سے کسی بات کو نہ کرے، اس کا غسل صحیح نہ ہوگا۔
واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
۱۵/ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

کتاب الصلوٰۃ

باب الاوقات

مسئلہ: ۳۵

جماعت ملنے کا یقین ہو تو سنت فجر ادا کرے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

فجر کی نماز سنت کا مسئلہ لوگوں کے ذہن میں الجھا ہوا ہے اکثر لوگ فجر کی سنت ادا کرنے میں فرض کو چھوڑ دیتے ہیں ایک رکعت فرض یا دوسری رکعت کے جلسہ میں شریک ہوتے ہیں کچھ لوگ تو سنت ادا کرنے میں فرض کو غائب ہی کر دیتے ہیں ایسے لوگوں کا خیال ہے کہ فرض ادا کرنے کے بعد سنت کو بعد میں ادا کرنا اسی وقت مناسب ہے جبکہ سورج نکل آئے۔ فرض کی رکعت کو چھوڑ کر جبکہ جماعت کھڑی ہو چکی ہو اور فرض کی رکعت چھوٹنے کا بھی اندیشہ ہو ایسی حالت میں فجر کی سنت پڑھنا مناسب ہے یا پھر فرض کو پڑھنے کے بعد سنت ادا کر سکتا ہے؟ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر فرض کے بعد ہی پڑھنا ضروری ہے تو کب پڑھے؟

الجواب

فجر کی جماعت کھڑی ہوگئی اور یہ جانتا ہے کہ سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے گا اگرچہ التحیات ہی میں سہی تو حکم یہ ہے کہ سنت پڑھ لے ورنہ جماعت میں شریک ہو جائے۔ اگر سنت پڑھنا چاہے تو بعد بلندی آفتاب (یعنی طلوع آفتاب سے ۲۰ر منٹ بعد) پڑھے قبل طلوع پڑھنا جائز نہیں جو لوگ یہ جانتے ہوئے سنت پڑھتے ہیں کہ فرض میں شریک نہیں ہو سکیں گے اور فرض چھوڑ دیتے ہیں وہ ترک جماعت سے گنہگار ہیں بلکہ جب یہ اندیشہ ہو تو سنت چھوڑ کر جماعت میں شریک ہو جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری

مسئلہ: ۳۶

جاڑے کے موسم میں مغرب وعشاء کے درمیان کتنا وقت رہتا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

اذان عشاء مغرب کے بعد موسم سرما یعنی جاڑے میں ایک گھنٹہ ۳۰ر منٹ بعد کہی جائے اور موسم گرما میں ایک گھنٹہ ۴۰ر منٹ بعد کہی جائے یا نہیں اور نا گور کے مسائل رمضان المبارک میں ایسا ہی تحریر ہے قرآن حکیم واحادیث صحیحہ کی روشنی میں مطلع فرمائیں۔ جاڑوں میں وگرمیوں میں کون سے مہینوں کی تاکید آئی ہے کیونکہ عوام خاص طور سے ماہ رمضان میں نماز عشا جلدی کرانا چاہتے ہیں جبکہ تاخیر مستحب ہے جب عوام سے کہا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ ہم کام کرتے ہیں۔ ہم تھک جاتے ہیں ہمارے آرام میں کمی ہوتی ہے۔

مستفتی: قاضی مولانا شیخ محمد انیس صدیقی رضوی اجمیری

پیش امام خطیب جامع مسجد تیلی پورہ مقام وپوسٹ گلاب پورہ پھلواڑہ راجستھان

الجواب

مغرب کا وقت ان بلاد میں کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ تک رہتا ہے۔ ہر ماہ کا وقت صحیح ومعتمد تقویم دیکھ کر معلوم کرلیں واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور ایسی صورت میں جو تحریر ہوئی تعجیل عشا ہی انسب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۹ر صفر ۱۴۰۴ھ

مسئلہ: ۳۷

غروب آفتاب کے وقت اسی دن کی عصر کے علاوہ نماز کی ممانعت!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

زید کہتا ہے کہ غروب آفتاب سے پانچ منٹ پہلے نہ نماز پڑھنا جائز ہے نہ تلاوت قرآن کرنا جائز ہے۔

المستفتی: محمد عقیل مظہری متعلم مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف

الجواب

غروب آفتاب کے وقت نماز صحیح نہیں، پڑھے گا تو ذمہ سے نہ اترے گی۔ ہاں اسی دن کی عصر پڑھنا ضرور ہے اور اسے قضا کر دینا حرام ہے اگرچہ غروب آفتاب تک نماز عصر کو مؤخر کرنا گناہ ہے اور تلاوت اس وقت ناجائز نہیں البتہ خلاف اولیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۳۸

حنفیوں کے یہاں عصر کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس بارے میں کہ:

حنفیوں کو نماز عصر کس وقت پڑھنی چاہیئے اور یہاں اکثر امام، شافعی ہیں کچھ مالکی اور حنبلی بھی ہیں کیا ان کی جماعت کے ساتھ اسی وقت عصر پڑھ سکتے ہیں۔

مستفتی: محمد یوسف دوبئی

الجواب

بعون الملك الوهاب :

عصر کا وقت حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک جب تک سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل نہ ہو جائے نہیں آتا اور صاحبین کے نزدیک ایک ہی مثل کے بعد آجاتا ہے اگرچہ بعض کتب فتاویٰ وغیرہ تصانیف بعض متاخرین مثل برہان طرابلسی وفیض کرکی و درمختار میں قول صاحبین کو مرجح بتایا گیا مگر قول امام ہی احوط واضح اور از روے دلیل راجح ہے اکابر ائمہ ترجیح وافتاء بلکہ جمہور پیشوایان مذہب نے اسی کی تصحیح کی اگر آپ کے یہاں اس وقت عصر کی نماز ہوئی ہے تو اس کی صحت میں کسی کے نزدیک کلام نہیں اور اگر اس وقت سے پہلے مثل ثانی میں ہوئی ہے تو عند التحقیق اصلا قول امام پر نہیں ہوئی اور اگر تنزل کیا جائے تو بھی نماز مکروہ بہ کراہت شدیدہ ہوئی۔ اگر دو مثل سوا سایہ اصلی ہونے تک جماعت ثانیہ ملنے کی امید ہو تو اس پہلی جماعت میں ہرگز شریک نہ ہو اور اگر جانے کہ پھر میرے ساتھ کوئی نہ ملے گا تو بتقلید صاحبین شریک ہو جائے اور بعد میں عصر کے وقت مذکور میں اپنی تنہا پڑھے۔ ھذا ملخص مافی

الفتاوی الرضویہ لسیدنا امام احمد رضا الفاضل بریلوی قدس سرہ فلیراجع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الفتاوی الرضویۃ، ج۲، کتاب الصلوٰۃ، باب الاوقات، ص۲۱۰، رضا اکیڈمی]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۳۹

امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک عشاء کا وقت شفق البیض کے غروب کے بعد ہے! قول امام سے بے ضرورت عدول جائز نہیں! کفر کا فتویٰ کب دیا جائے گا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ہالینڈ میں چند راتوں کے اندر شفق ابیض کے غائب نہ ہونے کی وجہ سے عشا کی فرضیت وعدم فرضیت کے متعلق علما کے درمیان اختلاف ہوا۔ بعض علما نے عشا تک قضا پڑھنے کا حکم دیا اور بعض علما نے قول مختار و مفتیٰ بہ سے صرف نظر کر کے مدعی حنفیت ہونے کے باوجود شفق احمر کے بعد ہی فرضیت عشا کا قول کیا جسکی تحریری تائید بہت ہے۔ بعض لوگوں نے یہاں تک لکھا کہ فرضیت عشا کا قول مسلک حق اہل سنت کے بالکل مطابق ہے فقیر اس کی پرزور تائید کرتا ہے کہ یورپ میں ان راتوں میں سرخی کے غائب ہونے پر نماز عشا فرض ہو جاتی ہے اور اسکی فرضیت کا منکر حد شرع کو توڑنے والا اور منکر نماز کہلائے گا جواب طلب امر یہ ہے کہ اس طرح تائید کرنے سے امام اعظم علیہ الرحمہ کی عظمت تو مجروح نہیں ہوتی ہے اس تائید کے سبب موید پر کوئی اہم حکم شرع تو نہیں ہوتا ہے۔ اگر معاملہ توبہ وغیرہ تک پہونچ جائے تو عدم توبہ کی صورت میں موید کے ہاتھوں پر بیعت کرنا یا اسکو اپنا پیشوا اور عالم دین ماننا کہاں تک درست ہے؟

مستفتیان: امسٹرڈام ہالینڈ

الجواب

فی الواقع ہمارے امام اعظم ہمام اقدم سراج الائمہ امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ عشا کا وقت شفق ابیض کے غروب کے بعد شروع ہوتا ہے اور یہی مذہب اجلہ صحابہ کرام مثل صدیق وابوہریرہ وعائشہ صدیقہ اور تابعی جلیل عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے کہ غالبا عامۃ الصحابہ کا یہی مذہب ہے اور شفق کی روایت کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی نے روایت کیا اور اس قول سے امام

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رجوع ثابت نہیں اور قول امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی احوط ہے تو وہی من حیث الدلیل اقوی ہے جس سے عدول جائز نہیں ردالمحتار میں فرمایا:

"قوله (واليه رجع الامام) أى الى قولهما الذى هورواية عنه ايضاًو صرح فى المجمع بان عليه الفتوىٰ ورده المحقق فى الفتح بانه لايساعده رواية ولادراية الخ وقال تلميذه العلامة قاسم فى تصحيح القدورى ان رجوعه لم يثبت لمانقله الكافة من لدن الائمة الثلاثة الى اليوم من حكاية القولين و دعوى عمل عامة الصحابة بخلافه خلاف المنقول قال فى الاختيار الشفق البياض وهومذهب الصديق ومعاذابن جبل وعائشة رضى اللہ عنهم قلت ورواه عبدالرزاق عن ابى هريرة و عن عمربن عبدالعزيزولم يروالبيهقى الشفق الاحمرالاعن ابن عمر و تمامه فيه اذا تعارضت الاخبار والآثار فلا يخرج وقت المغرب بالشك كما فى الهداية وغيرها قال العلامة قاسم فثبت ان قول الامام هوالاصح ومشىٰ عليه فى البحرمؤيداله بماقدمناه عنه من انه لا يعدل عن قول الامام الا لضرورة من ضعف دليل اوتعامل بخلافه كالمزارعة وفى السراج قولهما اوسع وقوله احوط ۔والله اعلم۔اه ملخصاً"

[ردالمحتار، ج ۲، کتاب الصلوٰۃ، ص ۱۷–۱۸، دارالکتب العلمیہ بیروت]

اور جب قول امام سے بے ضرورت عدول جائز نہیں اور ضرورت مفقود اور یہ عذر کہ نماز کو قضا سے بچانا ہے ضرورت شرعیہ نہیں جس کے سبب امام اعظم کے مذہب سے عدول جائز ہو حالانکہ وہی من حیث الدلیل اقویٰ ہے اس لئے وہی احوط ہے جیسا کہ ابھی تصریح ردالمحتار سے گزری اور اس سے عدول میں مقتضائے احتیاط کا خلاف لازم آتا ہے اور وقت سے پہلے نماز عشا پڑھ لینے کا شبہ قویہ موجود ہے جس سے بچنے کی ضرورت ہے تو ثابت ہوا کہ ضرورت بھی امام اعظم کے قول پر عمل کی طرف داعی ہے اس کے برخلاف فتویٰ محل نظر ہے اور اسکی تائید وہ بھی اس طور پر کہ یہ قول مسلک حقہ اہلسنت کے بالکل مطابق ہے مبالغہ سے خالی نہیں اور دوسرے قول کی سنیت یہ تعریض بھی اس سے ظاہر ہے کہ وہ معاذ اللہ مسلک اہل سنت کے مطابق نہیں حالانکہ وہ قول امام ہے اور اس قول مخالف پر فرضیت عشا قطعی ماننا کہ

بقول مؤید اسکی فرضیت کا منکر حد شرع کو توڑنے والا اور منکر نماز کہلائے گا، بہت سخت ہے کہ خلافیات میں نوبت بتکفیر مسلم پہنچا تا ہے اور تکفیر مسلم کا ہرگز یہاں کوئی محل نہیں نہ اس کا یہاں کوئی ادنیٰ شبہ موجود ہے تو یہ سخت جرأت ہے اور امام اعظم علیہ الرحمہ والرضوان تک یہ جسارت وبیبا کی پہنچی علماء کرام احتیاط فرمائیں کہ قائل کے کلام میں جس کے ظاہری معنی کفری ہوں مگر اس میں کوئی پہلو وہ بھی ہو جو کفر نہ ہو تو وہ اس کے کفر کا فتویٰ نہ دیں بلکہ منع فرمائیں درمختار میں ہے:

اذا کان فی المسئلة وجوہ توجب الکفر و واحد یمنعه فعلی المفتی المیل لمایمنعه۔

[الدرالمختار ج٦،ص٣٦٨، کتاب الجهاد، باب المرتد، دارالکتب العلمیه بیروت]

ردالمحتار میں ہے:

لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن اوکان فی کفره خلاف ولوکان ذالك روایة ضعیفة۔

[درمختار ج٦،ص٣٦٧، کتاب الجهاد، باب المرتد، دارالکتب العلمیه بیروت]

جوش تائید میں مؤید صاحب کا یہ حال کہ ایک مسئلہ خلافیہ میں جس میں کفر کا ادنیٰ شبہ بھی نہیں تکفیر مسلم پر جرأت اور امام اعظم کا بھی خیال نہ فرمائیں۔ ھوالھادی وھوتعالیٰ اعلم مؤید پر اس سے توبہ لازم ہے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ٤٠

بوقت زوال فرض ونفل پڑھنا جائز نہیں!

جناب مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

جمعہ کے دن وقت زوال اذان دینا یا نماز تحیۃ المسجد یا نماز تحیۃ الوضو یا اور کوئی نفل نماز پڑھنا کیسا

ہے چونکہ یہاں پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ کی فضیلت کی بنا پر وقت زوال نماز جائز ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وقت زوال کسی دن بھی کسی طرح کی نماز جائز نہیں جس کی بنا پر اختلاف واقع ہو گیا ہے تفصیل سے جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں فقط والسلام

مستفتی: متولی جامع مسجد بیلپور ضلع ہاس کرناٹک

الجواب

عوام جسے زوال کہتے ہیں اس وقت ظہر خواہ جمعہ کا وقت اصلاً نہیں ہوتا اس وقت میں کوئی فرض و نفل پڑھنا جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

شب ۱۶ جمادی الآخرہ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ: ۴۱

بعد ادائے نماز مغرب کوئی جدہ روانہ ہوا اور وہاں سورج کو افق مغرب پائے تو کیا اس پر مغرب کی نماز فرض ہے؟ کئی نمازیں قضا ہونے پر کس طرح قضا پڑھے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) دہلی سے مغرب کی نماز پڑھنے کے فوراً بعد کوئی جدید ترین ہوائی جہاز سے جدہ، یا اور آگے گیا وہاں سورج کو افق مغرب میں پایا گیا تو بعد غروب آفتاب، مغرب کی نماز فرض ہے یا نہیں؟

(۲) درجہ دقیقہ دائرہ کے مطابق تیز رفتار فضائیہ سے زید گرد زمین سورج کے برابر دن نو بجے سوار ہو کر چوبیس گھنٹے جانب مغرب چلا۔ بعدہ کتنی نماز قضا پڑھے۔ کتب معتبرہ سے جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

مستفتی۔ محمد رفیق الاسلام متعلم مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف

الجواب

(۱) نہیں کہ وہ مغرب پڑھ چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اوقات نماز کا اندازہ کرے اور اس کے مطابق نماز قضا پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ٤٢

نماز فجر روشنی پھیل جانے کے وقت پڑھنا مستحب ہے! عصر کی نماز میں کتنی تاخیر جائز؟ فجر میں سنت مؤکدہ کے علاوہ کوئی نفل نماز جائز نہیں! تاخیر عصر میں حکمت یہ ہے کہ نوافل میں زیادہ وقت ملے!

علمائے کرام کیا فرماتے ہیں:

(۱) نماز فجر سورج نکلنے سے کتنے پہلے پڑھنا چاہیئے مستحب وقت کونسا ہے؟

(۲) وقت فجر سنت فجر پڑھ کر فرض نماز پڑھنے سے پہلے یا وقت صبح صادق سنت فجر پڑھنے سے پہلے نوافل پڑھ سکتے ہیں۔

(۳) نماز عصر وقت آخر میں پڑھنا کیا مستحب ہے؟ اگر اخیر وقت میں پڑھنا مستحب ہے تو کتنا وقت اخیر کا ہونا چاہیئے یعنی نماز مغرب سے کتنا پہلے نماز عصر پڑھنا چاہیئے اور وقت تاخیر کی کیا وجہ ہے؟

مستفتی عبد المجید امام مسجد چھپیان پیلی بھیت

الجواب

(۱،۲): فجر اس وقت پڑھنا مستحب ہے جب روشنی پھیل جائے مگر اتنی تاخیر نہ کرے کہ طلوع آفتاب کا گمان ہو بلکہ اتنی گنجائش وقت میں ہونا چاہیئے کہ اگر نماز میں فساد ظاہر ہو تو اعادہ قرأت مستحبہ کے ساتھ ممکن ہو۔ ہندیہ میں ہے:

"یستحب تاخیر الفجر ولا یؤخر ھا بحیث یقع الشك فی طلوع الشمس بل یسفر بھا بحیث لو ظھر فساد صلاته یمکنه ان یعیدھافی الوقت بقرأة تسعة كذا فی التبيين"

[الفتاوی الهندية، ج۱، ص۱۰۸، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی فی بیان فضیلة الاوقات، دار الفکر بیروت]

(۲) نہیں کہ اس وقت سنت مؤکدہ کے علاوہ کوئی نفل نماز پڑھنا ممنوع ہے اسی ہندیہ میں ہے:

تسعة اوقات یکرہ فیھا النوافل وما فی معنا ھالا الفرائض منھا ما بعد طلوع الفجر قبل صلاة الفجر كذافی النهاية والكفاية۔ یکرہ فیه التطوع باكثر من سنة الفجر و منھا ما

بعد صلاۃ الفجر قبل طلوع الشمس ھکذا فی النھایۃ والکفایۃ۔

[الفتاوی الھندیۃ، ج۱،ص۱۰۹، کتاب الصلوٰۃ الفصل الثانی،دار الفکر بیروت]

(۳) اتنی تاخیر جائز نہیں کہ سورج کی ٹکیہ اتنی ماند پڑ جائے کہ اس میں نظر خیرہ نہ ہو اس وقت سے پہلے پڑھ لینا چاہیئے اسی ہندیہ میں ہے:

"ویستحب تاخیر العصر فی کل زمان مالم تتغیر الشمس والعبرۃ لتغیر القرص لا لتغیر الضوء فمتیٰ صار القرص بحیث لاتحار فیہ العین فقد تغیرت والالا کذا فی الکافی"

[الفتاوی الھندیۃ، ج۱،ص۱۰۸، کتاب الصلوٰۃ،الفصل الثانی فی بیان فضیلۃ الاوقات،دار الفکر بیروت]"

اور بادل کے ایام میں جلدی کرنا چاہیئے تاکہ نماز وقت مکروہ میں نہ ہو اسی میں ہے:

"وفی یوم الغیم،ویعجل العصر خوفاًمن ان یقع فی الوقت المکروہ" ملخصاً

[الفتاوی الھندیۃ ج۱، کتاب الصلوٰۃ،الفصل الثانی فی بیان فضیلۃ الاوقاۃ،ص۱۰۸،دار الفکر بیروت]

اور تاخیر عصر میں حکمت یہ ہے کہ نوافل کیلئے وقت نماز عصر سے پہلے زیادہ ملے تبیین میں ہے:

" ولان فی التاخیر توسعۃ لوقت النوافل فیکون فیہ تکثیر ھا فیندب"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[تبیین الحقائق، ج۱،ص۲۲۴، کتاب الصلوٰۃ،دار الکتب العلمیہ بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۵/ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ: ۴۳

وقت تنگ نہ ہو تو امام سنت پڑھ کر امامت کرے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

جناب مفتی صاحب السلام علیکم عرض حال یہ ہے کہ امام وقت پر مسجد میں نہیں آیا اور دس منٹ ہو گئے اور مقتدی سنت پڑھ کر بیٹھ گئے اب وہ شخص آتا ہے اور وضو کرتا ہے اب یہ آنے والا شخص بغیر سنت مؤکدہ ادا کئے ہوئے فرض پڑھا سکتا ہے یا نہیں جب کہ ظہر کا وقت موجود ہے۔ کوٹہ میں ۵ بجکر ۲ منٹ پر عصر کا وقت شروع ہوتا ہے ایسی حالت میں بغیر سنت ادا کئے ہوئے نماز کیسی ہوئی۔

المستفتی: عبد القادر، کوٹہ راجستھان

الجواب

سنت مؤکدہ پہلے پڑھ لینا چاہیئے جبکہ وقت تنگ نہ تھا نماز ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری غفرلہ القوی

۲۶/رمضان ۱۳۹۸ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

مسئلہ: ٤٤

قبل معراج کتنے وقت کی نماز فرض تھی؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

کتنے وقت کی نماز اور کتنی رکعت فرض تھیں عوام کا کہنا ہے کہ معراج سے پہلے صرف ایک وقت کی نماز اور صرف دو رکعت نماز فرض تھی معراج میں پانچ وقت کی نماز اور رکعت فرض ہوئیں۔

الجواب

اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں قبل طلوع شمس وقبل غروب دو وقت کی نمازیں فرض تھیں اور بعض کہتے ہیں کہ صرف قیام لیل کی فرضیت ثابت باقی کی فرضیت پر کوئی دلیل صریح قائم نہیں اور یہی اصح ہے تفصیل کیلئے رسالہ مبارکہ "جمان التاج فی بیان الصلاۃ قبل المعراج" مندرجہ فتاویٰ رضویہ جلد دوم دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الفتاوی الرضویة، ج۲، کتاب الصلوٰۃ، ص ۱۷۷، رضا اکیڈمی ممبئی]

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ٤٥

بعض ملکوں میں جہاں عصر وعشاء کا وقت نہ آتا ہ، کس وقت نماز ادا کریں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے محققین ومفتیان شرع متین زاد اللہ اکرامھم والطافھم علی المسلمین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) یورپ کے بعض ملکوں میں موسم سرما کی مخصوص تاریخوں کے اندر نماز عصر کا وقت داخل ہی نہیں

ہوتا نہ سیدنا امام اعظم کے نزدیک نہ صاحبین وائمہ ثلاثہ کے نزدیک (رحمہم اللہ تعالیٰ) یعنی کسی چیز کا سایہ سایۂ اصلی کے علاوہ ایک مثل نہیں ہو پاتا ہے کہ سورج غروب ہو جاتا ہے۔ دریں صورت غروب آفتاب کے بعد نماز عصر پڑھی جائے گی یا پہلے؟ اور اس کی ادائیگی بہ نیت قضا ہوگی یا ادا؟ یا پھر وہ نماز فرض ہی نہیں ہوئی؟ اگر اس میں ائمہ اسلام کا اختلاف ہو تو اسکی وضاحت بھی ضروری ہے۔

(۲) ہر سال یہاں کم وبیش پینسٹھ راتیں ایسی آتی ہیں کہ سیدنا امام اعظم کے مسلک میں نماز عشاء کا وقت ہی داخل نہیں ہوتا ہے کیونکہ افق غربی سے نہ شفق ابیض زائل ہوتا ہے نہ سورج ساری رات اٹھارہ درجہ سے نیچے جاتا ہے (بارہ اور اٹھارہ کے درمیان گردش کرتا ہے) ایسی صورت میں احناف کیلئے نماز عشاء کی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی؟ کیا اس خاص مسئلہ میں قول صاحبین کی طرف امام اعظم علیہ الرحمہ کی رجعت صحیح ہے جیسا کہ فتح القدیر اور ردالمحتار وغیرہما میں ہے اگر صحیح ہے تو کیا مذکورہ راتوں کے علاوہ بھی ضرورت صحیحہ (بہت کم ہونا) ومصلحت شرعیہ (ارتفاع نزاع بین المسلمین الحنفیین) وغیرہا کے پیش نظر قول صاحبین پر حنفیوں کو عمل جائز ہے؟

(۳) مذکورہ راتوں میں جب ساری رات سورج اٹھارہ درجہ سے نیچے نہیں ہوتا (صبح کاذب ہوتی ہی نہیں) تو امساک عن الاکل والشرب للصوم کا کیا حکم ہوگا؟

(۴) ہالینڈ کی مجلس علما نے مقامی موسمی تبدیلیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ستمبر کے آخر ہفتہ سے مارچ کے آخر ہفتہ تک شفق ابیض کے غائب ہونے پر بالاتفاق ابتداء عشا کا وقت تسلیم کیا ہے اور ابتداء اپریل سے ستمبر کے تیسرے ہفتہ تک شفق احمر کے غائب ہونے کے بعد وقت عشاء کی ابتدا تسلیم کیا ہے۔ ایسا نہ کرنے میں نزاع شدید حرج مدید ہے کیا مجلس علماء کا یہ فیصلہ قابل عمل ہے؟

سائل: فیروز احمد

سکریٹری نیدرلینڈ اسلامک سوسائٹی یورپ

الجواب

(۱) صورت مسئولہ میں نماز عصر غروب آفتاب سے پہلے پڑھیں اور غروب آفتاب سے پہلے کچھ وقت عصر کیلئے اندازہ سے مقرر کرلیں درمختار میں ہے:

”وفاقدوقتهما مكلف بهما فيقدر لهمابه افتى البرهان الكبير واختاره الكمال وتبعه ابن الشحنه فى الغازه فصححه“

ب/۷

[الدر المختار، ج۲، ص۱۸-۱۹، کتاب الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیه بیروت]

اور نیت قضا کی کریں ردالمختار میں ہے:

اذا علمت ذلك ظهر لك ان من قال بالوجوب يقول به على سبيل القضاء لاالاداء۔

[ردالمحتار، ج۲، ص۱۹، کتاب الصلوٰۃ، مطلب فی فاقد وقت العشاء کأهل بلغار، دار الکتب العلمیه بیروت]

اسی میں ہے:

والذى يظهر من عبارة الفيض ان المراد انه يجب قضاء العشاء۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

[ردالمحتار، ج۲، ص۱۸، کتاب الصلوٰۃ، مطلب فی فاقد وقت العشاء کأهل بلغار، دار الکتب العلمیه بیروت]

اور اسی مسئلہ میں علماء کا اختلاف دربارہ فرضیت وعدم فرضیت ہے اور جو ہم نے ذکر کیا وہ قول معتمد ومختار ہے اور اسکی تائید احادیث اسراء ومعراج سے ہوئی جن میں وارد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض فرمائیں پھر یہی حکم سب کیلئے شریعت عامہ ٹھہرا اور کسی ملک والوں کیلئے کوئی تفریق ارشاد نہ ہوئی اور بالخصوص اس حدیث سے اس قول کی تائید ہوتی ہے جس میں دجال کا ذکر ہے کہ سرکار نے نمازوں کے اوقات کو اندازہ سے مقرر فرمانے کا حکم دیا ہے۔ فتح القدیر میں ہے:

”وانتفاء الدليل على شئ لا يستلزم انتفاء لجواز دليل آخرو قدوجد و هو ما تواطأت اخبار الاسراء من فرض الله تعالىٰ الصلوٰة خمسا بعد ما امروا اولا بخمسين ثم استقر الامر على الخمسين شرعاعاما لاهل الآفاق لا تفصيل فيه بين اهل قطرو قطر“ وماروى ذكر الدجال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: قلناما لبثه فى الارض؟ قال: اربعون يومايوم كسنة ويوم كشهرويوم كجمعة وسائر أيامه كأيامكم۔ فقيل يا رسول الله فذالك اليوم الذى كسنة أيكفينا صلوٰة يوم؟ قال: لااقدورواله رواه مسلم۔ فقد أوجب اكثر من ثلاث مأة عصر قبل صيرورة الظل مثلااومثلين، وقس عليه“۔ والله تعالىٰ اعلم

[فتح القدیر، ج۱، ص۲۲۶، کتاب الصلوٰۃ، برکات رضا پوربندر گجرات]

(۲) قول امام قدس سرہ ہی اصح واحوط ہے اور من حیث الدلیل اقوی ہے اور یہی مذہب صدیق ودیگر اجلہ صحابہ کا ہے اس سے عدول بے ضرورت داعیہ و بے مصلحت ضروری دینی وتعامل و بے خوف فساد جائز نہیں بلکہ اسی پر فتوی اور اسی پر عمل لازم ہے اگر چہ مشائخ نے قول صاحبین پر فتویٰ دیا ہو رد المحتار میں ہے:

”قال فی الاختیار الشفق البیاض وهو مذهب الصدیق و معاذ بن جبل و عائشة رضی الله تعالیٰ عنهم قلت و رواه عبد الرزاق عن ابی هریرة و عن عمر بن عبد العزیز و لم یرو البیهقی الشفق الاحمر الا عن ابن عمر و تمامه فیه واذا تعارضت الاخبار والآثار فلا یخرج وقت المغرب بالشك كما فی الهدایة وغیرها قال العلامة قاسم فثبت ان قول الامام هو الاصح الی قوله، قولهما اوسع وقوله احوط“۔ملخصاً

[ردالمحتار، ج۲، ص۱۷–۱۸، کتاب الصلوٰۃ، مطلب فی صلوٰۃ الوسطیٰ، دار الکتب العلمیہ بیروت]

اسی میں ہے:

لا یعدل عن قول الامام الا لضرورة من ضعف دلیل او تعامل بخلافه كالمزارعة۔

[ردالمحتار، ج۲، ص۱۷، کتاب الصلوٰۃ، مطلب فی صلوٰۃ الوسطیٰ، دار الکتب العلمیہ بیروت]

وان صرح المشائخ بأن الفتویٰ علی قولهما كما هنا۔ لہٰذا مقتضائے احتیاط یہی ہے کہ قول امام پر عمل کریں اور وقت مقدر مانیں ورنہ امام کے مذہب پر نماز عشاء ادا ہی نہ ہوگی اور فرض ذمہ میں رہے گا تو صاحبین کے قول پر عمل کرنے کی صورت میں فرض عشاء سے عہدہ برآ ہونے کا یقین نہیں ہوتا ہے بلکہ خلاف امام اعظم کی وجہ سے شک قائم ہے اور امام اعظم کے مذہب پر عمل کرنے کی صورت میں فرض عشاء سے عہدہ برآ ہونے کا یقین حاصل ہے لہٰذا اگر اس پر عمل میں لوگوں کو حرج نہ ہو اور فساد وفتنہ مظنون نہ ہو تو اسی پر عمل ضرور ورنہ بصورت دیگر صاحبین کے قول پر عمل کی اجازت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اس جگہ بھی وقت کا اندازہ کر لینا چاہیئے اور سحری ان دنوں میں نہ کریں تو حرج نہیں یا پہلے کر لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اس کا حکم گزشتہ سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۷ ر جمادی الاخرہ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ: ٤٦

حنفی امام کا شافعی مسلک کے وقت کے مطابق نماز پڑھانا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

حنفی سنی امام، شافعی مسلک کے ٹائم کے مطابق نماز پڑھاتے ہیں۔ لہٰذا حنفی سنی امام کو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور نماز ہوگی کہ نہیں؟ ان تمام سوالوں کا جواب عنایت فرما کر مشکور وممنون فرمائیں۔

مستفتی: محمد ہاشم نوری رضوی قادری، دبئی

الجواب

اگر حنفی مذہب پر وقت نہ ہوا تو وہ نماز نہ ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

باب الاذان

مسئلہ:۴۷

بوقت اقامت کب کھڑا ہونا چاہئے؟ صراط مستقیم کس کی تصنیف ہے؟ مسائل شرعیہ کو شرارت اور فتنہ فساد کی جڑ کہنے والے کا حکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل میں کہ:

(۱) بوقت اقامت حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا سنت ہے یا مستحب؟ اگر سنت ہے تو درمختار جلد چہارم مترجم (مولوی امیر علی صاحب) میں مستحب لکھا ہے۔ راجح کیا ہے اور مستحب کی تعریف کیا ہے؟ شروع سے کھڑا ہونا کیسا ہے؟ مع حوالہ کتب وعبارت تحریر فرمائیں۔ مستحب کے خلاف کام کرنا کیسا ہے؟ جبکہ اسکے خلاف کہا گیا ہے۔ مستحب کو ہلکا سمجھ کر اسکے خلاف پر عمل کرنا شرعا کیسا ہے۔ اور اس پر زور دینا اسی پر عمل کرنا اور کروانا کیسا ہے؟

(۲) صراط مستقیم کس کی تصنیف ہے؟ دیوبندی مولوی کہتا ہے کہ سید احمد بریلوی کے ملفوظات ہیں جو اسمٰعیل دہلوی اور مولوی عبدالحی نے جمع کئے ہیں، صحیح کیا ہے؟ ضرور تحریر فرمائیں۔

(۳) مسائل شرعیہ صحیحہ سنیہ مثلا بوقت اقامت حی علی الفلاح پر قیام کرنا۔ رمضان کے آخر میں لوگ جماعت واذان واقامت کے ساتھ پانچ وقت نمازیں قضائے عمری کی نیت سے پڑھتے ہیں۔ اس سے روکنا اور انہیں شرعی طریقہ سے عمر کی تمام قضا نمازوں کی ادائیگی کی تلقین کرنا وغیرہ مسائل کی ترویج و اشاعت کو شرارت اور فتنہ وفساد کی جڑ کہنا نیز ان مسائل کو نئے نئے مسائل کہنا شرعاً کیسا ہے؟ اور ایسا کہنے والوں پر شرعا کیا حکم ہے؟۔ بینوا توجروا

مستفتی: عزیز الرحمٰن خاں، غلام محی الدین قادری رضوی
محلہ بابو جی پورہ یاون ضلع جلگاؤں

الجواب

مستحب ہے۔درمختار میں اسے آداب کی گنتی میں شمار کیا اور مستحب وہ ہے جس کا کرنا اولیٰ و موجب اجر ہو،اور ترک خلاف اولیٰ ہونے کا مطلب شاید عقاب نہ ہو۔اور شروع اقامت میں کھڑا ہونا مکروہ ہے کہ حی علی الفلاح یا حی الصلاۃ یا قد قامت الصلوٰۃ تک بیٹھے رہنا مسنون ہے اور ہمارے ائمہ ثلثہ کے نزدیک بہتر یہی ہے کہ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔

ہندیہ میں ہے:

یقوم الامام والقوم اذاقال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثة هوالصحیح کذافی المضرات۔

[الفتاوی الهندية،ج۱،ص۱۱۴،کتاب الصلوٰة،الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامة وکیفیتها،دار الفکر بیروت]

ہمارے علمائے اعلام فرماتے ہیں: کہ اگر اقامت کے وقت کوئی داخل ہو تو اسے ختم تک کھڑا رہنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہو۔

درمختار وردالمحتار میں ہے:

”دخل المسجد والمؤذن یقیم قعد الی قیام الامام فی مصلاه و یکره له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذابلغ المؤذن حی علی الفلاح“

[الدر المختار مع ردالمحتار،ج۲،ص۷۱،کتاب الصلوٰة،باب الاذان،دار الکتب العلمیه بیروت]

یہاں سے ظاہر کہ مکروہ شروع اقامت سے کھڑا ہونا ہے اور حی علی الفلاح پر کھڑا نہ ہونا خلاف اولیٰ ہے اور مستحب خواہ کسی حکم شرعی کو ہلکا جاننا کفر ہے:

”من اهان الشریعة اوالمسائل التی لابد منها کفر“

[شرح فقه اکبر،ص۲۱۵،فصل فی العلم والعلماء،مکتبه تهانوی]

اور خلاف مستحب کی ترویج منع خیر ہے جو وہابیہ کا داب ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اسمٰعیل دہلوی کی تصنیف ہے اور رائے بریلوی کے ملفوظات ہونا ممکن نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) حرام حرام حرام بدکام بدانجام بلکہ کفر ہے جس سے توبہ وتجدید ایمان لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور یہی حکم مسئلہ شرعی کو شرارت وفتنہ وفساد کہنے کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۵ر شعبان ۹۹ھ

مسئلہ: ٤٨

تھویب کی ابتدا کب سے ہوئی؟ تھویب کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ڈھیلے سے استنجا کی اور پانی استعمال کرنا بھول گیا اور اسی حالت میں نماز پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسائل ذیل میں کہ:

(۱) یہ الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ کس وقت شروع ہوئی کہاں ہے تحریر کیجئے۔

(۲) جماعت سے پہلے جو صلاۃ پکاری جاتی ہے یہ صلاۃ کس وقت کہاں سے شروع ہوئی ہے صلاۃ پکارنا سنت ہے یا فرض ہے؟

(۳) استنجا ڈھیلے سے کیا اور بھول کر پانی سے استنجا پاک کرنے کی یاد نہیں رہی اور نماز پڑھ لی یا نماز پڑھائی امامت کی تو ایسی صورت میں کیا نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

مستفتی: حاجی محمد شفیع خاں محلہ نظر پور قصبہ تلہر شاہجہانپور

الجواب

اسے فقہ میں تثویب کہتے ہیں اسکی ابتدا ربیع الاخر ۷۸۱ھ میں ہوئی۔

درمختار میں ہے:

التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الاخر سنة سبع مائة واحدی و ثمانین فی عشاء لیلة الاثنین

[الدر المختار، ج ۲، ص ۵۷، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیہ بیروت]

پھر دس برس بعد سب نمازوں میں رائج ہوئی اور وہ بدعت حسنہ ہے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

(۲) اوپر گزرا کہ صلاۃ کا پکارنا بدعت حسنہ ہے یعنی بہتر ہے کہ اس میں لوگوں کو نماز کیلئے بلانا ہے اور یہ خیر محض ہے اور ثواب کا کام ہے والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اگر پیشاب مخرج سے بقدر ایک روپے بھر آس پاس پھیلا نہیں تھا تو نماز ہوگئی اور پیشاب روپے بھر سے زیادہ جگہ میں پھیل گیا تھا یا روپے بھر پھیلا تھا تو دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھیں اور اس سے کم پھیلا تھا تو بہتر ہے کہ دوبارہ پڑھیں۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۴۹

خطبۂ جمعہ کی اذان کہاں ہونی چاہئے؟ خارج مسجد یا داخل مسجد؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

جمعہ کے خطبہ کی اذان کہاں پر ہونی چاہیئے اگر امام نہ دکھائی دیتا ہو تو کہاں سے کہنی چاہیئے؟ میں بریلی شریف اعلیٰحضرت کے عرس میں جب شرکت کیا تھا تو مسجد رضویہ میں اذان جمعہ پورب والے دروازہ کے ذرا آگے ہوئی تھی۔ تو میں نے لوگوں سے یہ کہا کہ بھئی جب تک دوسرا ممبر امام کے سامنے نہیں بنتا تب تک باہر سے ہونی چاہیئے صاف صاف تحریر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

الجواب

ہر اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے اور مسجد میں ہر اذان مکروہ ہے۔ یہی حکم اذان خطبہ کا ہے لہٰذا اذان خطبہ بھی خارج مسجد کہی جائے اور نظر نہ آئے تو حرج نہیں کہ یہ عذر ہے جسکے سبب ترک سنت جائز نہیں۔ اور اذان داخل مسجد مکروہ وممنوع ہے جسکی اجازت نہیں ہوسکتی کہ حصول سنت مع ارتکاب ممنوع شریعت نہیں ہوسکتا واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۵۰

کیا ”قل ھو اللہ احدن اللہ الصمد“ اور ”ایاک نستعین اھدِ نا الصراط المستقیم“ پڑھنا جائز ہے؟ داڑھی منڈے کی اذان درست ہے یا نہیں؟

حضرت قبلہ ازہری میاں صاحب سلام مسنون

گزارش یہ ہے کہ ایک شخص جو اس بات کا معترض ہے جبکہ وہ داڑھی منڈواتا ہے۔ کہ تم نماز غلط

پڑھاتے ہو وہ یہ کہ سورۂ اخلاص (قل ھواللہ احدن اللہ الصمد اور اسی سورۂ کے آخر میں کفوا احدن اللہ اکبر) یہ غلط پڑھتے ہو۔ لہٰذا تم نماز غلط پڑھاتے ہو اور سورۂ فاتحہ میں بھی و ایاك نستعین اھدنا الصراط المستقیم میں بھی نھد نا الصراط المستقیم پڑھتے ہو یہ غلط ہے۔

میں نے اس کو فوائد مکیہ کتاب دکھائی کہ یہ قرأت کا قاعدہ وصل کے اعتبار سے ہے تو اس نے انکار کر دیا کہ میں نے اتنے شہر گھومے اور اتنی دنیا دیکھی لیکن تمہارے جیسے کسی انسان کو ایسی قرأت کرتے نہیں دیکھا تو میں نے کہا کہ تم ہمارے پیچھے نماز پڑھو یا نہ پڑھو میں اسی قاعدہ سے پڑھوں گا اور تمہارے جیسے کمبخت انسان کے کہنے سے قرأت کا قاعدہ نہیں بدلوں گا۔

اور وہ شخص داڑھی منڈاتا ہے جو اس بات کا معترض ہے اور داڑھی نہ رکھنے والے کی اذان صحیح ہوگی یا نہیں اور اسکی شہادت اور بات کا یقین رکھا جائے یا نہیں؟ یہاں اس بات کا بہت جھگڑا چل رہا ہے مہربانی کر کے تحریر فرمائیں۔

الجواب

اسکا اعتراض غلط و بے ہودہ ہے توبہ کرے اور اسکی اذان مکروہ اور بقول صاحب تنویر الابصار غیر صحیح اور شہادت اسکی مردود اور دیانات میں اسکی خبر نا معتبر کہ داڑھی منڈا فاسق معلن ہے۔ لیکن عوام الناس کے بیچ ایسی قرأت سے احتراز چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۵۱

اقامت مؤذن کہاں سے پڑھے؟ امام کے دائیں یا بائیں یا پیچھے سے؟ امام داہنی جانب کی بجائے بائیں جانب یا خانۂ کعبہ کی جانب دعا مانگ لے تو اس میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) اگر امام کے پیچھے یا بائیں طرف کھڑے ہو کر اقامت پڑھی جائے تو اقامت ہوگی یا نہیں زید کا کہنا کہ دائیں طرف سے اقامت ہوگی پیچھے اور بائیں سے اقامت کے بارے میں اعلیٰحضرت نے فرمایا صحیح

نہیں ہے بلکہ دائیں طرف سے صحیح ہے صرف دائیں طرف سے اقامت کہی جائے۔
اگر مسئلہ صحیح ہے تو کوئی بات نہیں اگر غلط ہے تو جیسا کہ اعلیحضرت نے بتایا ہو تحریر کریں اور یہ کہ جو ایسا مسئلہ بتائے تو ایسے شخص کی سزا کیا ہے اور اسکی اذان و اقامت ہوگی یا نہیں؟
(۲) امام بجائے دائیں طرف مڑنے، بائیں طرف یا خانہ کعبہ کی جانب دعا مانگ لے تو اس میں کیا حرج ہے جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا فقط والسلام

مستفتی: محمد شمس الدین

الجواب

اعلیحضرت علیہ الرحمہ نے صرف اس قدر فرمایا کہ ہاں اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ محاذات امام پھر جانب راست مناسب ہے جس کا حاصل اتنا ہے کہ اقامت ٹھیک امام کے پیچھے ہونا چاہیئے پھر دائیں جانب اولیٰ ہے زید صرف دائیں پر مصر ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اگر داہنی طرف نہ ہوئی تو اقامت ہی نہ ہوئی جو سراسر افترا ہے۔ غلط مسئلہ بتانا حرام ہے اور لعنت کا کام ہے۔

حدیث میں ہے۔

"من افتی بغیر علم لعنته ملائکة السماء والارض"

[کنز العمال، حدیث-۲۹۰۱٤، جز۱۰، ص۸٤، دارالکتب العلمیہ بیروت]

بے علم جو فتویٰ دے اسے زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کریں۔ توبہ کرے ورنہ اسکی اذان و اقامت مکروہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) انحراف چاہیئے۔ داہنی طرف افضل ہے بائیں طرف بھی جائز ہے قبلہ رو بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۵۲

خطبۂ جمعہ کی اذان کہاں سے ہو؟
کیا اذان خطبہ میں خطیب کا امام کے بالکل سامنے ہونا ضروری ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

جمعہ کے خطبہ کی اذان کہاں سے دی جائے مسجد کے اندر یا باہر؟ اگر منبر کے بالکل سامنے دیوار ہو کہ خطیب کے ٹھیک سامنے سے باہر ہونے پر خطیب نظر نہیں آتا مگر مؤذن کے ذرا سے دائیں یا بائیں ہٹ جانے سے خطیب نظر آجاتا ہے اس طرح پر اذان پڑھ سکتے ہیں یا نہیں یا کہ خطیب کی ناک کے سامنے مؤذن کی ناک ہونا شرط ہے۔ یہ اذان اندر ہونا کب سے رائج ہوگئی۔ اگر کوئی مفتی یہ کہے کہ میں اس لئے نہیں کراتا کہ فساد ہونے کا ڈر ہے یہ کہنا اس کا کیسا ہے؟ جواب مع حوالہ ومدلل عنایت ہو۔

الجواب

مسجد میں کوئی اذان دینا جائز نہیں طحطاوی علی المراقی میں ہے:

یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القھستانی عن النظم

[طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۱۹۷، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العمیہ بیروت]

یعنی نظم سے قہستانی میں ہے کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے۔ فتح القدیر میں خاص جمعہ کے متعلق ہے:

ھو ذکر اللہ فی المسجد أی فی حدودہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ۔

[فتح القدیر، ج۲، ص۵۶، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعہ، مطبع برکات رضا گجرات]

جمعہ کا خطبہ مثل اذان ذکر الٰہی ہے مسجد میں یعنی حدود مسجد میں، اسلئے کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے، جمعہ کی اذان خطیب کے سامنے ہونا مسنون ہے۔

حدیث میں ہے:

عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمر۔

[سنن ابوداود، ج۱، ص۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعہ، مطبع اصح المطابع، فیصل پبلیکیشنز]

بلا عذر یہ سنت نہ چھوڑی جائے گی ہاں جبکہ ٹھیک سامنے ہونا دشوار ہے تو داہنے یا بائیں ہٹ کر امام کے سامنے ہو کر اذان دی جاسکتی ہے۔ یا دیوار میں روشن دان کھول لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۵۳

مسجد کے اندر اذان دینا کیسا ہے؟ مسجد کا دروازہ خارج مسجد ہے یا داخل مسجد؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

جمعہ کی اذان ثانی اندرون مسجد دینا کیسا ہے؟ اور جس مسجد میں خارج مسجد جگہ نہ ہو تو کہاں اذان کہی جائے اور جہاں بہت دنوں سے ہوتا چلا آرہا ہے وہاں کیا کریں اور زید کا کہنا ہے کہ اندرون مسجد ہوگی۔

مستفتی: محمد حبیب الرحمٰن متعلم مدرسہ جامعہ رضویہ منظر الاسلام محلّہ سوداگران بریلی شریف

الجواب

اندرون مسجد اذان دینا مکروہ تحریمی ہے خارج مسجد اذان کہی جائے اور ایسی صورت بہت نادر ہے کہ خارج مسجد حصہ نہ ہو کم از کم دروازہ تو ضرور ہے دروازہ خارج مسجد ہے جہاں پہلے سے اندر ہوتی آئی ہو وہاں بھی یہی حکم ہے کہ خارج مسجد کہی جائے جبکہ فتنہ کا صحیح اندیشہ نہ ہو اور فتنہ کے خوف کو بہانہ بنانا جائز نہیں ۔اگر واقعی مسجد سے باہر جگہ نہ ہو تو صورت یہ ہے کہ لکڑی کا منبر بنائیں اور محراب میں رکھ کر دروازۂ مسجد پر کھڑے ہو کر اذان پڑھیں کہ سنت یہی ہے اور زید کا قول غلط ہے اس پر توبہ لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۵۴

بغیر داڑھی والے نے تکبیر کہی تو نماز ہوگی یا نہیں؟ تخت کے لئے پیسہ دینا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ھذا میں کہ

(۱) جس کی داڑھی نہ ہو اور وہ تکبیر کہے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

(۲) تخت کیلئے پیسہ دینا کیسا ہے؟ دینے والے کے لیے حکم شرع کیا ہے خلاصہ تحریر فرمائیں۔

مستفتی: محمد یوسف خاں

محلّہ گھیر جعفر خاں پرانہ شہر بریلی شریف

الجواب

تکبیر وہی کہے جس نے اذان دی اور مؤذن متقی ہونا چاہیئے کہ فاسق کی اذان صحیح نہیں۔

درمختار میں ہے:

جزم المصنف بعدم صحة اذان مجنون و معتوه وصبی لا یعقل قلت و کا فروفاسق لعدم قبول قوله فی الدیانات

[الدر المختار، ج۲، ص ۶۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیہ بیروت]

حدیث میں ہے:

من اذن فهو یقیم

[جامع الترمذی، ج۱، ص۲۸، ابواب الصلوٰۃ، مجلس برکات]

اقامت موذن کا حق ہے دوسرے کو بلا اجازت مؤذن اقامت نہ چاہیئے اگرچہ نماز ہو جائے گی اقامت کہنے والا اگر فاسق ہو تو اس سے نہ کہلوانا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ناجائز ہے اور دینے والے پر توبہ لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۵۵

اذان خطبہ کہاں ہو؟

جناب قبلہ مولوی صاحب! السلام علیکم

علمائے دین شرع متین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ:

اذان ثانی خطبہ کی مسجد کے اندر ہونا چاہیئے یا باہر علمائے پیلی بھیت اور علمائے بریلی باہر ہونا ثابت کرتے ہیں از راہ کرم مع دلیل کے آگاہ کیا جائے کیا صحیح ہے

سائل: محمد عاقل محلہ شیر محمد پیلی بھیت

الجواب

وہی صحیح ہے جو علمائے اہلسنت و جماعت بتاتے ہیں یعنی اذان مسجد کے باہر دی جائے مسجد کے اندر کوئی اذان جائز نہیں۔

خانیہ میں ہے:

"ینبغی ان یوذن علی المئذ نة اوخارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد"

[فتاویٰ قاضی خان، ج۱، ص ۵۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الفکر بیروت]

یعنی اذان مینار پر یا مسجد کے باہر ہونا چاہیئے مسجد میں اذان نہیں کہی جائے بعینہ یہی عبارت فتاویٰ خلاصہ وفتاویٰ عالمگیریہ میں ہے۔

[الفتاوی الهندية، ج۱، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامة، ص۱۱۲]

فتح القدیر میں ہے:

و الاقامة فی المسجد ولابد واما الا ذان فعلی المئذنة فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لایؤذن فی المسجد

[فتح القدیر، ج۱، ص ۲۵۰، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، بر کات رضا گجرات]

یعنی اقامت تو ضرور مسجد میں ہوگی۔ رہی اذان تو مینارے پر، مینارہ نہ ہوتو بیرون مسجد زمین متعلق مسجد میں ہو، علمائے کرام فرماتے ہیں مسجد میں اذان نہ ہو نیز اسی فتح القدیر میں فرمایا:

هوذکر الله فی المسجد ای فی حدوده لکراهة الاذان فی داخله۔

[فتح القدیر، ج۲، ص۵٦، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعه، بر کات رضا گجرات]

یعنی وہ اللہ کا ذکر ہے مسجد میں یعنی حدود مسجد میں، اسلئے کہ مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ہے۔

حاشیہ طحطاوی میں ہے:

یکره ان یؤذن فی المسجد کما فی القهستانی عن النظم فان لم یکن ثمه مکان مرتفع للاذان یؤذن فی فناء المسجد کما فی الفتح۔

[طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ص۱۹۷، ۱۹۸، دار الکتب العلمیه بیروت]

یعنی مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے جیسا کہ قہستانی میں نظم سے منقول ہے۔ تو اگر وہاں اذان کیلئے کوئی بلند مقام نہ بنا ہو تو مسجد کے آس پاس اسکے متعلق زمین میں اذان دے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے یہ تمام ارشادات صاف صاف بلا قید ہیں جن میں جمعہ وظہر یا کسی کی تخصیص نہیں مدعی تخصیص پر لازم ہے کہ ایسے ہی کلمات صریحہ معتمدہ میں اذان ثانی جمعہ کا استناد دکھائے مگر ہرگز نہ دکھا سکے گا۔

سنن ابوداؤد کی حدیث میں ہے جسکی سند حسن ہے:

عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمر

[سنن ابی داؤد، ج ۱، ص ۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعہ، مطبع اصح المطابع]

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جب روز جمعہ منبر پر تشریف فرما ہوتے تو حضور کے سامنے اذان مسجد کے دروازے پر دی جاتی اور وہیں سے ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں، اور کہیں منقول نہیں کہ حضور نے یا صحابہ نے اذان مسجد کے اندر کہلوائی اور اگر یہ جائز ہوتا تو یہاں جواز کیلئے کم ازکم ایک مرتبہ ہونا تو منقول ہوتا۔ ھذا کلمۃ تلخص ما فی الفتاویٰ الرضویہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۰ر شوال ۹۷ھ

مسئلہ: ۵۶

اذان خطبہ مسجد کے باہر ہی ہونا چاہئے، مسجد کے اندر مکروہ ہے! نااتفاقی حرام ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ہمارے یہاں زمانۂ قدیم سے جمعہ کے خطبہ کی اذان مسجد کے اندر امام صاحب کے سامنے دی جاتی تھی اب ایک امام صاحب قریب دو چار ماہ سے آئے ہیں وہ مسجد کے باہر خطبہ کی اذان دلواتے ہیں اسکے اوپر کچھ لوگوں کا اعتراض ہے اسلئے گزارش ہے صحیح مسئلہ سے حدیث کے حوالہ کے ساتھ جواب سے آگاہ کیا جائے کیونکہ اسے لے کر کچھ نااتفاقی بڑھنے والی ہے عین نوازش ہوگی۔ فقط

مستفتی: محمد روزہ مستان ساکن وپوسٹ راجہ پرسونی ضلع سیتامڑھی بہار

الجواب

امام مذکور کا عمل صحیح ہے اور وہ اس نیک عمل کے بموجب مستحق اجر وثواب ہیں جو لوگ انکی بات کو نہیں مانتے شریعت مطہرہ کے نزدیک گناہ گار مستحق عذاب نار ہیں بلا شبہ حدیث رسول اللہ ﷺ

وتصریحات جملہ فقہائے کرام کی رو سے کوئی اذان مسجد کے اندر جائز نہیں۔ تمام فقہاء فرماتے ہیں:

لا یؤذن فی المسجد

[فتاویٰ قاضی خان، ج ۱، ص ۵۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الفکر بیروت]

اسکے خلاف ایک آدھ عبارت بھی فقہا کی کوئی نہیں دکھا سکتا۔

حدیث میں ہے:

عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال انہ کان یؤذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمر

[سنن ابو داؤد، ج ۱، ص ۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعہ، مطبع اصح المطابع]

یعنی حضور سرکار دو عالم ﷺ، ابوبکر اور عمر کے زمانے میں جمعہ کے دن اذان دروازۂ مسجد پر خطیب کے سامنے ہوتی تھی یہ حدیث ابوداؤد میں مروی ہے جس سے ظاہر ہے کہ خاص اذان جمعہ کا باہر کرانا سنت رسول اور سنت صحابہ سے ہے اور یہ کہیں منقول نہیں ہے کہ حضور ﷺ نے کبھی بھی جواز کیلئے اندر اذان کہلائی ہو اور جس سنت پر حضور نے بلا ترک مواظبت فرمائی وہ واجب ٹھہرے گی کما صرح فی الفتح بالجملہ امام مذکور کا اس بات میں قول وفعل واجب الاتباع ہے نا اتفاقی حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۵۷

جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا جائز ہے؟

بخدمت جناب محترم مولوی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش احوال یہ ہے کہ آپ ہم کو ایک مسئلہ تحریر فرمادیں۔

جمعہ کی دوسری اذان مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا جائز ہے یا نہیں؟

مستفتی: عبد الحمید عزیز گنج آزاد مارکیٹ دہلی

الجواب

خارج مسجد حدود مسجد میں روبروئے امام اذان کہے اور مسجد کے اندر کوئی اذان جائز نہیں

فقہاءفرماتے ہیں:

"یکرہ ان یؤذن فی المسجد"

[طحطاوی علی المراقی،ص ۱۹۷، کتاب الصلوٰۃ،باب الاذان،دار الکتب العمیہ بیروت]

مسجد میں اذان دینا مکروہ تحریمی ہے وھو تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خان ازہری قادری

۱۱؍ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

مسئلہ: ۵۸

مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلے میں کہ:

زید کہتا ہے کہ اذان خطبہ خارج مسجد ہونی چاہیئے عمرو اسکے خلاف کہتا ہے کہ اذان اندرون مسجد ہونی چاہیئے۔اندرون مسجد اذان خطبہ پہلے سے ہوتی چلی آرہی ہے کیا پہلے علماء نہ تھے جو آج مسئلہ ایجاد ہوا لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ جواب حوالہ کتب کے ساتھ تحریر فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں بینوا توجروا۔

مستفتی: اکبر علی رضوی مدرسہ اہل سنت ضمیر العلوم رامپور

الجواب

زید صحیح کہتا ہے مسجد کے اندر کوئی اذان جائز نہیں فقہا فرماتے ہیں:

"ویکرہ ان یؤذن فی المسجد"

[طحطاوی علی مراقی الفلاح،ص ۱۹۷، کتاب الصلوٰۃ،باب الاذان،دار الکتب العلمیہ بیروت]

مسجد میں اذان نہ دی جائے مسجد میں اذان مکروہ ہے سنن ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے:

جو سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ اور عمرین کے زمانہ میں اذان جمعہ دروازۂ مسجد پر منبر کے سامنے ہوتی تھی۔

[سنن ابی دائود،ج۱،ص ۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ،باب وقت صلوٰۃ الجمعہ،مطبع اصح المطابع]

اوراس کا خلاف کسی حدیث میں منقول نہیں تو یہ مسئلہ بحمدہ تعالیٰ سنت سے ثابت اور علما کے ارشادات سے ہر زمانہ میں ظاہر۔عمرو نہ جانے یا جان کر انجان بنے تو کسی کا کیا قصور ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔ تفصیل کیلئے "اوفی اللمعة فی اذان یوم الجمعة" ملاحظہ ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

مسئله: ۵۹

اذان ثانی خارج مسجد منبر کے سامنے ہونا سنت ہے!

محترم! سلام مسنون

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

ایک مسجد یہاں ہے اذان ثانی جمعہ اندر ہوتی تھی میں نے مسئلہ بتایا کچھ دن اذان باہر ہوئی اسی میں کچھ خبیث ہیں جو کہتے ہیں مسئلہ نیارائج ہوا ہے۔باہر اذان پکارنے سے منبر بھی سامنے ہی پڑتا ہے یہ لوگ اس میں چہ می گوئیاں کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

مستفتی: محمد صابر علی گونڈہ یوپی

الجواب

وہ لوگ جو اس مسئلہ کو نیا خیال کرتے ہیں غلطی پر ہیں۔یہ مسئلہ نیا نہیں بلکہ اذان جمعہ منبر کے سامنے خارج مسجد ہونا سنت حضور علیہ السلام وسنت جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے۔حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث، سنن ابوداؤد شریف میں مروی، فرماتے ہیں:

کان یؤذن بین یدی رسول الله ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکرو عمر۔

[سنن ابی داؤد، ج۱، ص ۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعه، اصح المطابع]

یعنی حضورﷺ اور شیخین کریمین صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد کرامت میں اذان جمعہ دروازہ مسجد پر منبر کے سامنے ہوتی تھی۔اسی لئے فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے اندرون مسجد اذان مکروہ ہے۔

عالمگیری میں ہے:

"ینبغی ان یؤذن علی المئذ نة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد کذا فی فتاویٰ قاضیخان"

[الفتاوی الهندية، ج ۱، ص ۱۱۲، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثانی، الفصل الثانی، دار الفکر بیروت]

مسئلہ شرعیہ کو ماننا اور اس پر عمل لازم اور اسے نیا مسئلہ کہنے سے توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۶ رصفر ۹۸ھ

مسئله: ٦٠

جمعہ کی اذان ثانی کہاں ہو؟ مسجد کے اندر یا باہر؟ باجے شرعاً حرام ہیں! مقتدی بوقت اقامت حی علی الفلاح پر کھڑا ہو!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین مسئلہ ذیل میں کہ:

جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر دی جائے یا بیرون مسجد۔ قریہ اندرا گڑھ میں یہ مسئلہ فریقین میں اختلاف کا باعث بنا ہوا ہے لہٰذا کتاب وحدیث کی روشنی میں اصل مسئلہ سے آگاہ فرمائیں تاکہ فریقین متفقہ طریقہ پر عمل کرسکیں؟

عیدین کی نماز میں عورتوں کے ساتھ عام مسلمان باجے کے ساتھ عیدگاہ میں جایا کرتے تھے لیکن قوم کے چند سمجھدار آدمیوں نے یہ رواج پسند نہیں کیا اور کہتے ہیں کہ شریعت مطہرہ کے نزدیک باجا بجانا حرام ہے اس پر لوگوں نے اعتراض کیا۔

لہٰذا کتاب وحدیث کی روشنی میں اصل مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ تکبیر میں کن الفاظ پر کھڑے ہونا چاہیئے یہاں پر چند لوگ اللہ اکبر کہتے ہی کھڑے ہوجاتے ہیں۔

جو حضرات ان مسائل کے جاننے والے ہیں مگر لوگوں کو صحیح طریقہ پر نہیں چلاتے اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور شریعت کو غلط مانتے اور جو رواج چلا آرہا ہے اس کو صحیح مانتے ہیں ان آدمیوں کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

نوٹ:-ان سوالوں کے جوابات عید سے پہلے ہی روانہ فرمادیں۔ فقط والسلام

مستفتی: احقر العباد قاضی خاں انجمن سکریٹری اندرا گڑھ

الجواب

اذان جمعہ کی ہو خواہ پنجگانہ نمازوں میں سے کسی نماز کی خارج مسجد مسنون ہے اور مسجد کے اندر کوئی اذان جائز نہیں خانیہ و عالمگیری میں ہے:

ینبغی ان یؤذن علی المئذنۃاو خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد

[فتاویٰ قاضی خاں، ج۱، ص۵۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الفکر بیروت]

فتح القدیر میں اذان جمعہ کے بارے میں ہے:

ھو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ

[فتح القدیر، ج۲، ص۵۶، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعہ]

بلکہ سنن ابوداؤد شریف میں ہے:

عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلماذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد و ابی بکر و عمر

[سنن ابوداؤد، ج۱، ص۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعہ، اصح المطابع]

یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اذان جمعہ کے دن دروازۂ مسجد پر حضور رسالت مآب ﷺ کے روبرو ہوتی اور ایسا ہی عہد صدیق و فاروق میں ہوتا اور کہیں منقول نہیں کہ حضور ﷺ نے کبھی اذان مسجد کے اندر کہلوائی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

واقعی باجے شرعاً حرام ہیں صحیح حدیث میں ہے:

لیکو نن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف

[صحیح البخاری، ج۲، ص۸۳۷، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء فیمن یستحل الخمر، مجلس برکات مبارکپور]

یعنی ضرور میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہونگے جو شرمگاہوں اور ریشم و شراب اور مزامیر کو حلال ٹھہرائیں گے جنہوں نے ناپسند کیا اچھا کیا اور جو معترض ہوں وہ یہ حدیث دیکھیں اور اسکا مصداق

خودکونہ بنائیں اورتوبہ کریں۔واللہ تعالیٰ اعلم

جب امام اور مقتدی دونوں مسجد میں ہوں تو حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا حکم ہے اور پہلے سے کھڑے رہنا مکروہ ہے بلکہ ہمارے علما تصریح فرماتے ہیں کہ اگر اقامت ہو رہی ہو اور کوئی مسجد میں داخل ہوتو اسے ختم تک کھڑا رہنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور علی الفلاح پر کھڑا ہو۔ ہندیہ میں ہے:

یقوم الامام والقوم اذاقال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثة ھوالصحیح کذا فی المضمرات

[فتاویٰ ہندیہ، ج۱، ص۱۱٤، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامة، دار الفکر بیروت]

درمختار میں ہے:

دخل المسجد والمؤذن یقیم قعدالی قیام الامام فی مصلاہ

[درمختار، ج۲، ص۷۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیہ بیروت]

ردالمحتار میں ہے:

ویکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح۔واللہ تعالیٰ اعلم

[ردالمحتار، ج۲، ص۷۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیہ بیروت]

ایسے لوگ سخت گنہگار مستحق نار ہیں جب تک سچی توبہ نہ کرلیں قطع تعلق ضروری ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۲/رمضان ۹۸ھ

مسئلہ: ٦١

داڑھی منڈے کی اذان کا حکم! نماز میں کرتے کا بٹن لگا ہو، صدری کا نہ لگا ہو تو نماز ہوگی یا نہیں؟ کیا خطبۂ جمعہ میں اردو زبان کی آمیزش جائز ہے؟ وہابی مسجد میں آجائے تو کیا کرے؟ تعویذ پر ہدیہ لینے کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

جسکی داڑھی کٹی ہو وہ شخص اذان کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ اور کرتے کے بٹن لگے ہوں اور صدری کے نہ لگے ہوں تو نماز میں کچھ خلل ہوگا؟ اور منبر پر خطبہ میں جو اردو ہے اس کا درمیان میں پڑھنا کیسا ہے؟ اور وہابی مسجد میں نماز پڑھنے آئے تو ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ اور بدعت حسنہ کی تعریف کردی جائے اور تعویذ کا ہدیہ لینا کیسا ہے؟ مدلل جواب مرحمت فرمایا جائے عین نوازش ہوگی۔

مستفتی: آپ کا خادم حقیر محمد ریاض الحق رضوی طیب مسجد کالا در ضلع جامنگر گجرات

الجواب

داڑھی منڈا فاسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ ہے اور صدری کے بٹن لگا لینا بہتر ہے اور نہ لگائے گا تو نماز میں خلل نہ ہوگا اور خطبہ میں عربی کے سوا کوئی زبان ملانا خلاف سنت متوارثہ و مکروہ ہے اور وہابی کے ساتھ نماز پڑھنا حرام ہے حدیث میں ہے:

"لا تصلوا معهم"

[مرقات شرح مشکوٰة، باب مناقب الصحابة، ج ١١، ص ١٥٣، دار الكتب العلميه بيروت]

اور جماعت میں اس کے شمول سے قطع صف ہوگا پھر وہابیہ کہ اہلسنت کو ناحق مشرک گردانتے ہیں سخت دل آزار مسلمانان ہیں تو بشرط قدرت مسجد سے روکنا انہیں لازم۔ درمختار میں ہے: ويمنع منه كل موذ ولو بلسانه۔ ملتقطاً

[درمختار، ج ٢، ص ٤٣٥، ٤٣٦، كتاب الصلوٰة، باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها، دار الكتب العلميه بيروت]

اور بدعت حسنہ وہ فرد خاص ہے جو کسی مستحب عام کے تحت داخل ہو اور جائز تعویذ کی اجرت لینا جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

١٩ محرم الحرام ١٤٠١ھ

مسئلہ: ٦٢

اذان ثانی خارج مسجد منبر کے سامنے سنت متوارثہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

جمعہ کے دن جب امام صاحب خطبے کیلئے منبر پر بیٹھتے ہیں اس وقت مسجد کے باہر صحن میں اذان دیتے ہیں تو کیا امام کے نزدیک ہی اذان دینا چاہیئے یا باہر ہی دینا چاہیئے؟ دونوں میں کون بہتر ہے کتنے لوگ یہ اختلاف کرتے ہیں کہ باہر اذان دینا جائز نہیں ہے امام ہی کے نزدیک اذان کہی جائے صحیح جواب سے مطلع فرمائیں۔

مستفتی: انجمن فیض الاسلام بلرامپور ضلع سرگوجہ ایم پی

الجواب

وہ لوگ سنت جاریہ کو بدلنے والے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ باہر اذان دینا جائز نہیں اور ناجائز کو جائز سمجھ رہے ہیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے سے آج تک دستور بھی چلا آرہا ہے کہ اذان و اقامت کا مقام جداگانہ ہے اقامت داخل مسجد اور اذان خارج مسجد ہوتی آئی ہے۔ ہدایہ میں ہے:

والمکان فی مسائلتنا مختلف

[ھدایہ، ج۱، ص۸۹، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، کتب خانہ رحیمیہ]

فتح القدیر میں اس کے تحت ہے:

"المعھود اختلاف مکانھما والاقامۃفی المسجد ولا بد واما الاذان فعلی المئذ نۃ فان لم یکن ثمہ ففی فناء المسجد و قالوا لا یؤذن فی المسجد" ملتقطاً

[فتح القدیر، ج۱، ص۲۵۰، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، برکات رضا گجرات]

بلکہ سنن ابوداؤد شریف میں حضرت سائب بن یزید سے مروی کہ جمعہ کے دن اذان منبر کے سامنے دروازہ مسجد پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور شیخین صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں ہوتی تھی۔

[سنن ابوداؤد، ج۱، ص۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعہ، اصح المطابع]

اور صحن مسجد ہی ہے لہٰذا وہاں اذان نہ دیں بلکہ دروازۂ مسجد یا وضو خانہ وغیرہ سے کسی جگہ پر اذان دی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ٦٣

کیا خطبۂ جمعہ خالص عربی میں ہونا چاہئے؟ مسجد کے اندر اذان دینا نئی بات ہے! باہر اذان دینا سنت جاریہ ہے! کیا درمیان خطبۂ جمعہ انگوٹھا چومنا جائز ہے؟ اقامت میں پہلے سے کھڑا ہونا مکروہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

جمعہ کے خطبے میں اردو اشعار یا عربی فارسی اشعار پڑھنا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں اس بات پر لوگ بحث کرتے ہیں کہ علمی صاحب نے جو خطبہ لکھا ہے اس کے درمیان میں آخر اردو اشعار کیوں لکھا؟ اگر پڑھا نہ جاتا تو وہ کیوں لکھتے لہٰذا اگر پڑھا جائے تو منبر پر درمیان خطبہ پڑھا جائے یا خطبہ سے پہلے مصلے پر پڑھ دیا جائے یہ ضروری میں سے ہے یا نہیں لوگ یہ بھی نئی رسم بتاتے ہیں کہ خطبہ کی اذان مسجد کے باہر ہونا نہیں ٹھیک ہے یہ نئی بات ہے اور خطبہ کی اذان میں محمد رسول اللہ پر انگوٹھا چومنا کیسا ہے؟ حی علی الصلاۃ پر بیٹھنے پر بھی لوگ اعتراض کرتے ہیں حالانکہ لوگ سنی عقیدہ کے ہیں لیکن جو پہلے سے کرتے چلے آئے ہیں اس کو پکڑے ہیں لہٰذا عاجزانہ اپیل ہے کہ ہر بات بحوالہ تحریر فرما کر عنداللہ مشکور ہوں فقط

مستفتی: محمد حنیف رضوی متعلم عزیز العلوم نان پارہ

الجواب

خطبہ عربی خالص میں ہونا سنت متوارثہ ہے اور متوارث کا اتباع ضرور ہے درمختار میں ہے:

"لان المسلمین توارثوفوجب اتباعھم"

[درمختار، ج٣، ص ٦٥، کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، دار الکتب العلمیہ بیروت]

لہٰذا خطبہ میں دوسری زبان ملانا مکروہ وخلاف سنت ہے لہٰذا اردو اشعار پہلے پڑھ لیں اور اذان جمعہ مسجد کے باہر ہی مسنون ہے مسجد کے اندر کوئی اذان جائز نہیں فقہا مطلقاً فرماتے ہیں:

یکرہ ان یؤذن فی المسجد

[طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ص ١٩٧، دار الکتب العلمیہ بیروت]

مسجد کے اندر اذان دینا ہی نئی بات ہے اور خطبہ کی اذان کے درمیان خاموشی کا حکم ہے لہٰذا

انگوٹھے نہ چومنا چاہیئے اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مسنون ہے پہلے سے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے:

والقیام لامام ومؤتم حین قیل حی علی الفلاح خلافاً لزفر فعنده عند حی علی الصلاة

[درمختار، ج۲، ۱۷۷، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت]

یہ حکم جب ہے جبکہ امام قریب محراب موجود ہو ورنہ اگر پیچھے سے آئے تو جس صف سے گزرے وہ کھڑے ہو جائیں اور سامنے سے آئے تو نظر اس پر پڑتے ہی سب کھڑے ہو جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

مسئلہ: ٦٤

مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ہے! جس کی نسبندی ہوئی ہو، اس کو امام بنانا جائے گا یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) جمعہ کی اذان ثانی مسجد میں دی جائے یا مسجد کے باہر شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

(۲) جسکی نسبندی کی گئی ہو اسے مؤذن یا امام بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

مستفتی: محمد عبدالحسن شیخ

الجواب

(۱) مسجد کے اندر اذان مکروہ تحریمی ہے خارج مسجد اذان دی جاتی ہے والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

(۲) نہیں جب تک کہ توبہ صحیحہ نہ کرے اور یہ حکم جب ہے کہ بہ رضا و رغبت نسبندی کرائی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ٦٥

کیا مسجد کے اندر اذان دینے سے نماز ہو جاتی ہے؟
اذان کی ابتدا کب سے ہوئی اور سب سے پہلے اذان دینے والے کون ہیں؟

علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کیا فرماتے ہیں:

عمر فاروق نامی شخص یہاں اذان ثانی کے متعلق چند اعتراض کرتا ہے موصوف کا اعتراض بہت

بڑے فتنہ کا سبب بن گیا ہے۔خدمت اقدس میں اس کا اعتراض پیش کر رہا ہوں امید قوی ہے کہ مدلل و کافی وشافی جواب عنایت کیا جائے گا جواب جلد عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں بینوا توجروا۔

اعتراض (۱) جمعہ کے دن صف اول میں اگر اذان ثانی دی جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

اعتراض (۲) اذان ثانی اندرون مسجد یا بیرون مسجد دی جائے اس میں کیا مصلحت ہے؟

اعتراض (۳) اذان کی ابتدا کب ہوئی نیز سب سے پہلے اذان کس نے دی زمانۂ نبوی ﷺ میں اذان ثانی داخل مسجد ہوتی تھی یا خارج مسجد؟

سائل: آپ کا کفش بردار محمد ریاض الدین

موضع فرصت پور کھوٹھیاں ڈاک خانہ سوتیہا ضلع سیوان (بہار)

الجواب

نماز ہو جائے گی مگر اذان اندرون مسجد مکروہ وخلاف سنت ہے لہٰذا مسجد کے اندر کوئی اذان دینا ناجائز ہے ہندیہ میں فتاویٰ خانیہ سے ہے:

ینبغی ان یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد

[الفتاوی الهندية، ج۱، کتاب الصلوٰة، الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامة، ص۱۱۲، دار الفکر بیروت]

طحطاوی، خانیہ اور مراقی الفلاح میں ہے:

یکره ان یؤذن فی المسجد کما فی القهستانی عن النظم فان لم یکن ثمه مکان مرتفع للاذان یؤذن فی فناء المسجد۔

[طحطاوی علی المراقی، ص۱۹۷، کتاب الصلوٰة، باب الاذان، دار الکتب العلمیه بیروت]

ہدایہ میں ہے:

والمکان فی مسئلتنا مختلف

[هدایه اولین، ص۸۹، کتاب الصلوٰة، باب الاذان، مجلس برکات مبارکپور]

فتح القدیر میں اس عبارت کے تحت ہے:

یفید کون المعهود اختلاف مکانهما وهو کذلك شرعاً والاقامة فی المسجد ولا بد وأما الاذان فعلی المئذنة فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لا یؤذن فی المسجد۔

[فتح القدیر، ج ۱، ص ۲۵۰، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، برکات رضا گجرات]

نیز فتح القدیر کے باب الجمعہ میں خاص اذان جمعہ کے بابت اندرون مسجد کراہت کی تصریح ہے

وهذا نصه هو ذکر الله فی المسجد ای فی حدوده لکراهة الاذان فی داخله۔

[فتح القدیر، ج ۲، ص ۵۶، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعه، برکات رضا گجرات]

اور ان تمام عبارتوں سے بڑھ کر حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جو سنن ابوداؤد شریف میں ہے:

انه کان یؤذن بین یدی رسول الله ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر وعمر۔

[سنن ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعه، اصح المطابع]

یعنی حضور سرور عالم ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں جمعہ کی اذان مسجد کے دروازے پر خطیب کے سامنے ہوتی تھی تو صاف ظاہر کہ اذان خارج مسجد مسنون اور یہی مصلحت کہ اذان اعلان وقت ہے اور اس کیلئے خارج مسجد مناسب ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اسی لئے علامہ عبدالحی فرنگی محلی نے بھی عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ میں صاف فرمادیا:

قوله (بین یدیه) ای المستقبل للامام فی المسجد کان او خارجه والمسنون هو الثانی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[شرح وقایه اول، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعه، ص ۲۰۲، مکتبه تهانوی]

راجح یہ ہے کہ اذان ہجرت نبویہ علی صاحبہا التحیۃ کے پہلے سال میں شروع ہوئی ۔ مواہب و زرقانی شرح مواہب میں ہے:

(وذلك فیما قیل فی السنة الثانیة) مرضه لقول الحافظ الراجح: انه شرع فی السنة الاولیٰ من الهجرة۔ وروی عن ابن عباس: ان فرض الاذان نزل مع قوله تعالیٰ: یایها الذین

آمنوا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة ۔

[المواهب اللدنيةمع شرحها للزرقانی ،ج ٢،باب بدأالاذان ،ص ١٩٥ ،دار الكتب العلمية بيروت]

اور سب سے پہلے اذان حضرت بلال نے حضور علیہ السلام کے حکم سے دی چنانچہ عبداللہ بن زید بن عبدربہ کی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

قم مع بلال فالق علیه مارأیت فلیؤذن به فانه اندیٰ صوتامنك

[مشكوٰة المصابيح، كتاب الصلوٰة،باب الاذان،فصل ثالث،ص ٦٤،مجلس بركات مبارك پور]

اور باقی سوال کا جواب نمبر۲ میں گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۳/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

مسئله: ٦٦

نسبندی کیا ہوا شخص بعد توبہ اذان دے سکتا ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

نسبندی کیا ہوا شخص اذان دے سکتا ہے یا نہیں؟

مستفتی: جمیل احمد متعلم مدرسہ حنفیہ غوثیہ کانپور

الجواب

دے سکتا ہے جبکہ توبہ کرلی ہو اور کوئی وجہ فسق نہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۰/ جمادی الآخر ۱۴۰۰ھ

مسئله: ٦٧

جو اذان پڑھے وہی اقامت بھی کہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ:

بوقت ظہر امام صاحب نے اذان پڑھی مقتدی جمع ہوئے جماعت کا وقت ہوا امام صاحب مصلے پر پہونچکر تکبیر پڑھنے لگے جب کہ مقتدیوں میں پڑھے ہوئے لوگ صحت سے تکبیر پڑھنے والے موجود تھے بعد نماز امام صاحب سے اسی بارے میں معلوم کیا تو امام صاحب نے فرمایا کہ اذان میں نے پڑھی تھی اسلئے تکبیر بھی میں نے پڑھی اس میں کوئی حرج نہیں؟

راقم: صوفی احمد حسین قریشی ساکن قصبہ برکھیڑہ کلاں ضلع پیلی بھیت

الجواب

امام مذکور نے صحیح کہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۶۸

اذان کے خارج مسجد حدود مسجد میں ہونے کا ثبوت کتب فقہ سے!

یا پیر روشن ضمیر حضور مفتی اعظم ہند قبلہ مدظلہ العالی السلام علیم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

عاجزانہ التماس! عرض کررہاہوں علمائے دین ہماری باتوں کو زیر غور کریں۔

اذان پنجوقتہ یا اذان ثانی جمعہ داخل مسجد ہو یا خارج مسجد ہو یہ مسئلہ قرآن وحدیث سے ضروری ہے۔

مستفتی: حافظ عاشق علی شاہ قادری

موضع بھیلولی پوسٹ حستی بڑا ڈاکخانہ ہند کی ضلع فتح پور

الجواب

اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے اور خاص موضع صلاۃ میں کوئی اذان جائز نہیں ہندیہ میں فتاویٰ قاضی خاں سے ہے:

"ینبغی ان یؤذن علی المنارۃ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد"

[فتاویٰ ہندیہ، ج۱، ص۱۱۲، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثانی فی الاذان، دار الفکر بیروت]

طحطاوی میں ہے:

"یکرہ ان یؤذن فی المسجد"

[طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ص۱۹۷، دار الکتب العلمیہ بیروت]

فتح القدیر میں زیر قول ہدایہ 'والمکان فی مسئلتنا مختلف' ہے:

[ہدایہ اولین، ص۸۹، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، مجلس برکات مبارکپور]

ای المعهود اختلاف مکانهما والا قامة فی المسجد ولا بد واما الا ذان فعلی المئذنة فان لم یکن ثمه ففی فناء المسجد وقالو الایؤذن فی المسجد۔

[فتح القدیر، ج۱، ص۲۵۰، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، برکات رضا پوربندر]

اسی کے باب الجمعہ میں ہے:

" هوذکر الله فی المسجد ای فی حدوده لکراهة الاذان فی داخله"

[فتح القدیر، ج۲، ص۵۶، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعہ، برکات رضا گجرات]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۵/ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: ٦٩

اذان ثانی مسجد کے اندر ہو یا باہر؟ کیا حضور کے زمانے میں صرف ایک ہی اذان تھی جمعہ میں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

مسجد کے اندر اذان ثانی یعنی خطبے کی اذان کیسی ہے؟ اور حضور ﷺ کے زمانۂ اقدس میں کہاں ہوتی تھی؟ اور صحابۂ کرام کے زمانہ میں کہاں ہوتی تھی؟ لہٰذا حضرت سے گزارش ہے کہ تحریر حدیث اور مع حوالہ کتاب جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

مستفتی: محمد شہاب الدین رضوی نوری پورنوی بہاری

الجواب

زمان اقدس حضور سید عالم ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ایک ہی اذان تھی

اذان برائے خطبہ جمعہ اور یہ دروازہ مسجد پر منبر اقدس کے سامنے ہوا کرتی تھی ابوداؤد شریف میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

انہ کان یؤذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمر۔

[سنن ابوداؤد، ج۱، ص۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعہ، اصح المطابع]

اور کبھی منقول نہیں کہ صحابہ کرام نے یا تابعین عظام نے اس سنت کو بدلا ہو۔ لہٰذا اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے اور خاص مسجد کے اس حصہ میں جو موضع صلاۃ ہے کوئی اذان جائز نہیں ہندیہ میں خانیہ سے ہے:

"ینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ اوخارج المسجد"

[فتاویٰ ہندیہ، ج۱، ص۱۱۲، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثانی فی الاذان، دار الفکر بیروت]

فتح القدیر میں زیر قول ہدایہ "والمکان فی مسالتنا مختلف" ہے:

[ہدایہ اولین، ص۸۹، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، مجلس برکات مبارکپور]

"یفید کون المعہود اختلاف مکانہما وھو کذالک شرعاً والا قامۃ فی المسجد ولا بد واما الاذان فعلی المئذنۃ فان لم یکن ففی فناء المسجد و قالوا لا یؤذن فی المسجد" ملتقطاً

[فتح القدیر، ج۱، ص۲۵۰، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، برکات رضا گجرات]

طحطاوی علی المراقی میں ہے:

"یکرہ ان یؤذن فی المسجد"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[طحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ص۱۹۷، دار الکتب العلمیہ بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۳؍صفر ۱۴۰۲ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ: ۷۰

کیا موضع صلوٰۃ میں اذان دینا جائز ہے؟

محترم جناب مفتی دین سے گزارش ہے کہ سارے جہان کی مساجد میں خطبہ کی اذان اندر صف اول اور باہر سے بھی ہوتی ہے اور جب چالیس مفتیان کے مدلل فتاویٰ سے ثابت کیا گیا تو روز روشن کی طرح چمک گیا ہے کہ اذان اعلان غائبین کیلئے ہے اور تین فتوے اور خطبات جہانگیر سے بھی معلوم ہوا ہے جو اندر کی اذان اس لئے مکروہ تحریمی ہوئی کہ ہشام بن عبد الملک بادشاہ مروانی نے اپنی بدعقلی سے آغاز کیا تھا پس انہی ایام سے اکثر مسجدوں میں رواج پڑتا گیا اور بادشاہ موصوف کا دور اسّی برس رہا۔ بہر حال فتاویٰ سے معلوم ہوا ہے کہ جو شخص اندر والی اذان چھوڑ کر باہر سے آغاز کرے اور کروائے تو اہل جماعت کو شہیدی اجر ملے گا۔ اگر یہ بات درحقیقت درست ہے تو علمائے کرام پر فرض منصبی ہے کہ ایسے عظیم الشان ثواب کیلئے سارے جہان میں اعلان فرمایا جائے تاکہ لوگوں کا اختلاف ختم ہو جائے زمانۂ حال میں اکثر مسجدوں میں بذریعہ مائک اذان پکارنے کا رواج پڑ گیا ہے تاکہ رونق اسلام اور ثواب عظیم ہو تو کیا یہ مائک کے سہارے اذان کا پکارنا مسنون ہے یا نہیں؟ اور جبکہ قریب منبر اذان کا دینا بقول چنداں مفتیان دین اور کتابوں سے مکروہ تنزیہی اور تین فتوے سے مکروہ تحریمی بھی ثابت ہوئی تو پھر اس مذموم بدعت کو مٹانے پر علمائے کرام عوام الناس کے کیوں مانع نہیں ہوتے ہیں چہ سبب دارد؟ جواب ضرور فرمائیں۔

اب رہی یہ بات کہ اذان میں اختلاف ہرگز نہیں ہے صرف لوگوں میں کھٹک ہے۔ میں نے اکثر اضلاع کی سیر کی ہے اور پتہ چلا ہے کہ جو ناواقف ہیں وہی ناجائز فعل کیلئے اڑ کر کہتے ہیں کہ زمانۂ حضور سے اذان خطبہ صف اول میں پڑھی جاتی ہے اور اب نئے نئے مولوی نیا فتویٰ جھاڑتے ہیں پہلے دربھنگہ وامیر شریعت کی مسجدوں میں باہر سے اذان کا آغاز ہو تب یہاں بھی آغاز ہوگا۔ تین مفتیوں نے تحریر فرمایا تھا کہ اگر بھیتر مسجد قرب منبر اذان کا کہنا کسی مفتی سے ثابت ہو تو وہ حدیث بھی ارسال فرمائیں۔ مگر وہ نہ کر سکے۔ گزارش اینکہ بلند ہونے کے واسطے آواز اذان مائک کے سہارے دینا درست ہے تو پھر اندرون مسجد اذان دینا کیونکر نہ مکروہ ہو؟ جس کی ممانعت کیلئے اکثر فتاویٰ موجود ہیں بہر حال محترم مفتی دین

حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب ازہری و مولانا منان رضا خانصاحب آپ ضرور فرض منصبی سمجھتے ہوئے جواب دیکر اجر عظیم کے مستحق ہوں۔

گزارش اینکہ آپ اس مضمون سے جواب اہل جماعت کو تحریر فرمائیں کہ بے شک اذان اندر کی ناجائز ہے اگر کوئی باہر سے اذان کی ممانعت کرے اور حوالہ پیش کرے کہ فلاں فلاں جامع مسجد میں اندر ہی اذان خطبہ ہوا کرتی ہے پہلے ان سب مسجدوں کی اذان باہر سے ہوگی تب یہاں بھی آغاز کرونگا، تو ایسا جواب لغو ہے۔ لہٰذا یہ اسلامی دائرہ میں داغ لگانا ہے۔ جائے صد ہا افسوس ہے کہ باہر سے اذان کا جو شہیدی ثواب رکھتا ہے اس سے ناواقف لوگ انکار کر کے مسجد میں داخل ہوتے ہیں۔ بیشک مذکورہ اذان کو موصوف بادشاہ نے اپنے ذہن سے بیچ مسجد صف اول سے دلوائی تھی جو خلاف مسنون ہے اکثر مسجدوں میں زمانۂ قدیم سے اذان دروازہ پر سے ہورہی ہے مستفتی کی جانب سے حضرت مفتی صاحب کو دست بستہ عرض ہے کہ جس طور پر میں نے تحریر کرنے کی اجازت دی ہے اگر آپ کو پسند نہ ہو تو آپ خود تحریر فرماتے ہوئے ایسا مضمون تحریر کریں جس سے اہل جماعت خوش ہو کر دروازے پر سے اذان کا دینا منظور کرلیں تاکہ ثواب عظیم کے حقدار ہوں۔ دربھنگہ کے مفتی صاحب نے بھی جواب سے مطلع فرمایا تھا کہ بے شک اذان دروازے پر کی شہیدی درجہ رکھتی ہے مگر میں بھی کیا کروں بہت زمانے سے رواج پڑا ہوا ہے اور میری طاقت نہیں ہے جو دروازے پر سے بانگ دلواؤں۔ فقط والسلام

مستفتی: شیخ مولیٰ بخش موضع پٹھان پوسٹ سکری دربھنگہ

الجواب

فی الواقع اذان منارہ پر یا فنائے مسجد میں مسنون ہے اور خاص موضع صلاۃ میں کوئی اذان جائز نہیں ہندیہ میں قاضی خاں سے ہے:

"ینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد"

[فتاویٰ ہندیہ، ج۱، ص ۱۱۲، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثانی فی الاذان، دار الفکر بیروت]

طحطاوی علی المراقی میں ہے:

یکرہ ان یؤذن فی المسجد۔

[طحطاوی علی المراقی، ص۱۹۷، کتاب الصلوۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیہ بیروت]

تبیین وہدایہ میں ہے:

المکان فی مسالتنا مختلف۔

[ھدایہ اولین، ص۸۹، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، مجلس برکات مبارکپور]

اس کے تحت فتح القدیر میں ہے:

"یفید کون المعھود اختلاف مکانھما ٍلا قامة فی المسجد ولا بد، واما الاذان فعلی المئذنة فان لم یکن ففی فناء المسجد و قا لوا لا یؤذن فی المسجد"ملتقطاً

[فتح القدیر، ج۱، ص۲۵۰، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، برکات رضا گجرات]

نیز فتح القدیر باب جمعہ میں ہے:

ھوذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھة الاذان فی داخلہ۔

[فتح القدیر، ج۲، ص۵۶، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعہ، برکات رضا گجرات]

اور ایں وآں سے بڑھ کر حدیث میں ہے جو سنن ابوداؤد میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی:

کان یؤذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر و عمر

[سنن ابوداؤد، ج۱، ص۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعہ، اصح المطابع]

یعنی جمعہ کی اذان حضور صلی الہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں دروازۂ مسجد پر منبر کے سامنے ہوا کرتی تھی تو ثابت کہ یہی مسنون ومعمول مسلمین ہے کہ اذان خارج مسجد کہی جائے اور یہی حکم اذان ثانی جمعہ کا بھی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۷۱

حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح پر مؤذن کا کان پکڑ کر ہلانا کیسا ہے؟
مغرب کی اذان ۷؍بجکر ۳۳؍منٹ پر ہورہی ہے تو عشاء کی اذان کب کہی جائے؟

(۱) جن مسجدوں میں پہلی صف میں مائک پر اذان ہوتی ہو اور مؤذن حی علی الصلوٰۃ وفلاح پر رخ

دائیں بائیں نہ پھیرے بلکہ کان کی لوکو پکڑ کر ہلاتا رہے اور اقامت میں کوئی جملہ چار کے بجائے ۳ یا ۵ مرتبہ کہہ دے تو ایسی اذان واقامت اور نماز صحیح ہوگی یا قابل اعادہ؟

(۲) بہار شریعت حصہ سوم کے مطابق آج کی مغرب اور فجر کا وقت ۱ر گھنٹہ ۳۵ر منٹ ہے مغرب کی اذان ۷ر بجکر ۳۳ر منٹ پر ہورہی ہے تو ۹ بجے عشاء کی اذان کہہ کر سوا نو بجے عشاء کی جماعت کرنا صحیح ہے یا ۹ر بجکر ۱۰ر منٹ پر اذان عشاء کہنا صحیح ہے۔

مستفتی: محمد سرور میر خاں خطیب جامع مسجد بھوپال گنج بھیلواڑی راجستھان

الجواب

(۱) مسجد (کہ موضع صلاۃ ہے) میں اذان دینا مکروہ تحریمی ہے۔ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں ہے:

"یکرہ ان یؤذن فی المسجد"

[طحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوۃ باب الاذان، ص ۱۹۷، دار الکتب العلمیۃ]

والکراھۃ تحریمۃ لانھا المحمل عند اطلاقھم الکراھۃ التحریمیۃ کما فی البحر وغیرہ"

اور حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح کہتے ہوئے منہ دائیں بائیں گھمانا سنت ہے جسکے ترک کا عادی گناہ گار ہے اس سے اذان نہ کہلوائی جائے اور خلاف سنت اذان بروجہ مسنون اعادہ چاہئے اور اقامت کے الفاظ میں کمی یا بیشی بدعت ہے جو اس کا عادی ہو وہ لائق اقامت نہیں ہے اور نماز بہر حال ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ۹ر بجے اذان نہ کہی جائے کہ قبل از وقت ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۷۲

بغیر نکاح کے عورت کو رکھنے والا مؤذن کے فرائض انجام دے سکتا ہے یا نہیں؟

عالی جناب مفتی و عالم صاحب السلام علیکم

ناچیز آپ کی خدمت اقدس میں مسئلہ روانہ کر رہا ہے برائے کرم آپ شرعی طور پر جواب دیکر کارکنان کو شکریہ کا موقع دیں۔

(۱) ہماری مسجد کے مؤذن صاحب نے ایک عورت سے شادی کی اور تھوڑے دنوں کے بعد اس عورت کو انہوں نے طلاق دیدی اور وہ کسی دوسرے آدمی سے شادی کرلی۔ بعد میں اس شخص نے بھی چھوڑ دیا پھر موذن صاحب نے اس عورت کو اپنی پناہ میں لے لیا اور ابھی وہ عورت مؤذن صاحب کے پاس ہی رہتی ہے وہ عورت نہ پہلے پردہ کرتی تھی اور نہ آج کر رہی ہے ایسی حالت میں آپ مطلع کریں کہ آیا وہ مؤذن کے فرائض انجام دینے کے لائق ہیں یا نہیں؟ کیوں کہ انہوں نے اب تک اس عورت سے نکاح نہیں کیا ہے اور وہیں رہتی ہے اور لوگوں کو ان پر طرح طرح کی شکایت ہوتی رہتی ہے۔ فقط والسلام

مستفتی: سکریٹری مسجد ھذا

الجواب

صورت مسئولہ میں وہ شخص فاسق معلن ہے بشرطیکہ اس کا جرم شرعا ثابت ہو مشتہر ہو اسے موذن رکھنا جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۳/ ذی الحجہ ۹۹ھ

مسئلہ: ۷۳

نماز جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے باہر ہی ہونی چاہئے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید کہتا ہے کہ مسجد کے اندر نماز جمعہ میں اذان ثانی ہونا چاہیے اور عمرو کہتا ہے کہ مسجد کے باہر ہونا چاہیے؟

میں اس وقت موضع پنڈری ضلع پیلی بھیت میں بحیثیت مدرس ہوں میں کچھوچھہ شریف اور جلال پور سے تعلیم حاصل کر چکا ہوں۔ جلال پور میرے استاد مولانا قمر الدین اشرفی گھوسی اور مفتی شریف الحق صاحب گھوسی کی موجودگی میں اذان ثانی مسجد کے اندر دی گئی۔ اور میرے استاذ حافظ ابو العلی صاحب جو کہ مولانا حشمت علی صاحب کے ساتھ برابر رہ چکے ہیں اور انہوں نے مولانا حشمت علی صاحب کی موجودگی میں مسجد کے اندر اذان دلوائی اور محدث اعظم ہند کی موجودگی میں حافظ ابو العلیٰ صاحب نے

مسجد کے اندر اذان دلوائی اور میرے زیر درس جو کتابیں رہ چکی ہیں مثلاً نور الایضاح اس میں لکھا ہے کہ بین یدی المنبر والخطیب اور قدوری شریف میں لکھا ہے کہ مسجد کے اندر اذان اب تک ہوتی چلی آرہی ہے۔ اور یہی سچ ہے لہٰذا مسجد کے اندر ہی اذان ہوگی۔

مستفتی: محمد ظہیر الحسن مدنی اشرفی جلالپوری

مدرس مدرسہ مداریہ سید العلوم ضلع پنڈری پوسٹ پوٹا کلاں ضلع پیلی بھیت یوپی

الجواب

اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے خاص موضع صلاۃ میں کوئی اذان جائز نہیں ہندیہ و قاضی خاں میں ہے:

ینبغی ان یؤذن علی المئذنة اوخارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد۔

[فتاویٰ ہندیہ، ج۱، ص۱۱۲، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثانی فی الاذان، دار الفکر بیروت]

طحطاوی علی المراقی شرح نور الایضاح میں ہے:

یکرہ ان یؤذن فی المسجد۔

[طحطاوی علی المراقی، ص۱۹۷، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیہ بیروت]

فتح القدیر میں ہے:

قالو الا یؤذن فی المسجد

[فتح القدیر، ج۱، ص۲۵۰، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، برکات رضا گجرات]

اسی کے باب الجمعہ میں ہے:

ھو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھة الاذان فی داخلہ۔

[فتح القدیر، ج۲، ص۵٦، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعہ، برکات رضا گجرات]

اور خاص جمعہ کی اذان خطبہ کے بارے میں تو حدیث ابوداؤد شریف سے ثابت کہ وہ خارج مسجد خطیب کے سامنے قدیم سے ہوتی آئی۔ وہ حدیث یہ ہے:

عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان یؤذن بین یدی رسول اللہ ﷺ

اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر و عمر۔

[سنن ابوداؤد، ج۱، ص۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعہ، مطبع اصح المطابع]

یعنی جمعہ کے دن حضور سرور عالم ﷺ ابوبکر وعمر کے زمانہ میں خطبہ کی اذان دروازہ مسجد پر ہوا کرتی تھی۔ لہٰذا امام مذکور کا قول نامسموع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۴/ ذوالحجہ ۹۹ھ

مسئلہ: ۷۴

فاسق وفاجر کی اذان کا حکم، ایسا شخص قابل تعظیم ہے یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) جو شخص فاسق وفاجر ہو اور شراب ولواطت میں مبتلا ہو ایسے شخص سے اذان واقامت پڑھوانا کیسا ہے؟

(۲) کیا ایسا شخص مزار شریف پر بیٹھ کر سجادہ کی جگہ اپنے یا بڑوں کیلئے ایصال ثواب کرسکتا ہے حکم شرعی سے آگاہ فرمایا جاوے۔

راقم: حبیب احمد، مدرس مدرسہ بحر العلوم قصبہ بہیڑی

الجواب

(۱) اگر اس کا یہ جرم شرعاً ثابت ہے تو اسکی اذان مکروہ ہے اور اقامت بھی اس سے نہ کہلوائی جاوے۔

(۲) ایصال ثواب کی دعا سے ممانعت نہیں ہاں اسے جائے عظمت پر بٹھانا منع۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

یکم ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ

مسئلہ: ۷۵

داڑھی منڈے کی اذان کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید ایک محلہ کا رہنے والا ہے۔ مسجد میں اذان دیتا اور مسجد کی دیکھ بھال کیا کرتا ہے اور اپنی اس

خدمت کا سالہا سال سے وہ کوئی معاوضہ بھی نہیں لیا کرتا ہے۔زید داڑھی نہیں رکھتا ہے اب کچھ لوگوں کا اعتراض ہے کہ یہ داڑھی نہیں رکھتا ہے اس لئے اس کی اذان نہیں ہوتی اور جب اذان نہیں ہوتی تو نماز بھی نہیں ہوتی ۔لہٰذا زید کے بارے میں اب کیا حکم شرعی ہے وہ اذان دے سکتا ہے یا نہیں جواب سے نوازیں۔فقط والسلام

مستفتی: محمد نصیر الدین سکریٹری محلّہ سرائے محمد آرہ

الجواب

زید کو داڑھی رکھنا لازم ہے اور داڑھی کی مقدار یکمشت ہے جس سے کم کرانا گناہ ہے داڑھی منڈانے سے زید توبہ کرے۔بے توبہ اسکی اذان مکروہ ہے اور نماز ہوگئی واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۲/ذیقعدہ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب۔واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ: ۷۶

اقامت کہنے کا حقدار کون ہے؟ وہابیہ سے تعلق رکھنے والے کا شرعی حکم! فاسق کی اذان واقامت اور نماز کیسی؟ بہار شریعت اور قانون شریعت کے مسائل قابل عمل ہیں یا نہیں؟ تبلیغیوں کی باتیں سننا اور ان کے ساتھ نشست وبرخاست کرنا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) یہاں کی مسجد میں مؤذن نہیں ہے کوئی بھی اذان دے دیتا ہے ایک دن ایک شخص نے اذان نماز عصر کی دی اور سنت ادا کر کے وظیفہ میں مشغول ہو گیا جب مسجد کی گھڑی میں جماعت کا وقت ہوا تو ایک شخص نے کہا کہ وقت ہو گیا تو اشارے سے بتایا (اذان دینے والے نے) کہ ابھی دو منٹ باقی ہیں چونکہ جس نے اذان کہی تھی اس نے اپنی گھڑی سے اذان کہی تھی اور مسجد کی گھڑی دو منٹ آگے تھی اذان

کہنے والا وظیفے میں جماعت کا وقت دیکھتے ہوئے مصروف ہوا تھا کہ وقت پر فارغ ہو جاؤنگا۔ اس کے باوجود ایک فاسق نے مسجد کے ایک کونے سے آکر مسجد کی گھڑی دیکھی اور ممبر کے سامنے کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ وقت ہو گیا ہے۔ اسی پر پیش امام نے کہا کہ تکبیر کہیے اتنے میں ایک شخص نے کہا کہ فلاں شخص نے اذان کہی ہے اس پر امام صاحب نے کہا کہ کوئی اور کہہ دے لیکن فاسق کی طرف نہ تو اشارہ کر کے کہا اور نہ ہی نام لیکر کہا تھا جبکہ جس نے اذان کہی تھی اس کے علاوہ اور دو شخص متبع سنت موجود تھے انکا لحاظ نہ کرتے ہوئے فاسق نے اقامت کہی فاسق دو چار ہی الفاظ کہہ پایا تھا کہ جس نے اذان کہی تھی وہ فارغ ہوکر روکتے ہوئے اقامت کہی کہ یہ حق میرا ہے آپ بیٹھیں آپ کو کس نے اجازت دی جس پر فاسق نے کہا کہ امام نے دی فاسق استرا پھروانے (داڑھی) کتروانے کا عادی ہے اور وہابیہ عقائد کے لوگوں سے تعلق بھی رکھتا ہے جبکہ فاسق کو تنہائی میں کئی بار اس مسئلہ سے آگاہ کیا پڑھ کر کتابوں سے سنایا (کہ متبع سنت جب ہوں تو آپ کو اذان واقامت پیش امامتی کرنے کا حق نہیں ہے جیسا کہ بہار شریعت قانون شریعت الملفوظ (اعلیحضرت) جیسی کتابوں میں ہے) پھر بھی اس دن فاسق اپنی حرکت سے باز نہیں آیا فاسق کو اس بات کا احساس ہے کہ میری عام لوگوں کے سامنے بے عزتی کی اور پیش امام کی اذان دینے والے نے نافرمانی کی جس سے وہ اور ان کے ساتھیوں نے مسجد میں آنا ترک کر دیا۔ جنکی تعداد چار پانچ ہے۔ جو سب وہابیہ لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں ایسے شخص کیلئے شریعت مطہرہ کی رو سے کیا حکم ہے؟

(۲) کیا ایسا شخص اذان واقامت اور نماز پڑھا سکتا ہے اور وہ اگر ایسا کرتا ہے تو کیا حکم ہے کیا اس شخص کی واقعی بے عزتی ہوئی؟ جبکہ مؤذن نے انکی بے عزتی کرنے کے خیال سے منع نہیں کیا۔

(۳) کیا مؤذن نے واقعی پیش امام کی نافرمانی کی؟ اگر ہاں تو کیا نماز بھی جماعت کی ہوگئی یا نہیں؟

(۴) جن مسائل میں قرآن وحدیث کا حوالہ نہیں دیا ہوتا ہے تو پھر عمل کرنا چاہیئے یا نہیں کیونکہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ (جنکی گنتی اوپر تحریر کی گئی ہے) بہار شریعت قانون شریعت جیسی کتابیں جد وجہد میں لکھی گئی ہیں جن میں قرآن وحدیث کا حوالہ نہیں۔

(۵) تبلیغی جماعت کی باتیں سننا، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ان کا ساتھ دینا کیسا ہے؟ اور تبلیغی جماعت کو اور ان کا ساتھ دینے والوں کو کافر کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

مستفتی: شیخ کریم قادری رضوی مصطفوی پوسٹ ماسٹر دیو بند رنگر ضلع ستنا، ایم پی

الجواب

(۱،۲) فی الواقع اقامت کا حق اسی کو ہے جس نے اذان کہی حدیث میں ہے:

من اذّن فهو يقيم

[جامع الترمذی، ج ۱، ص ۲۸، کتاب الصلوٰة، ابواب الصلوٰة، مجلس برکات مبارك پور]

اور فاسق کی اذان و اقامت مکروہ ہے بلکہ اس کی اذان غیر صحیح ہے درمختار میں ہے:

يكره اذان الفاسق

[درمختار، ج ۲، ص ٦١، کتاب الصلوٰة، باب الاذان، دار الکتب العلمیه بیروت]

اسی میں ہے: جزم المصنف بعدم صحة اذان مجنون و معتوه وصبى لا يعقل الخ

[درمختار، ج ۲، ص ٦١، کتاب الصلوٰة، باب الاذان، دار الکتب العلمیه بیروت]

اور اس کا اپنی بے عزتی خیال کرنا اسی کا کبر و غرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) نہیں، اور نماز ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) علما شارع علیہ السلام کے امین اور قرآن وحدیث کی فہم رکھنے والے اور شرع کے رازدار ہوتے ہیں میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے:

اذهم (العلماء) امناء الشارع علىٰ شريعته

وہ جو مسئلہ ارشاد فرماتے ہیں قرآن وحدیث ہی سے مستفاد ہوتا ہے تو ان کی اطاعت اللہ و رسول کی اطاعت اور انکی نافرمانی اللہ و رسول کی نافرمانی ہے قال تعالیٰ:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ۔ الآية" [سورۂ نساء-۵۹]

وہ لوگ مسائل شرع مانیں اور نافرمانی سے توبہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) حرام ہے۔ اور ان کے کفریات پر مطلع ہوکر ان کے عقائد باطلہ سے راضی ہونا کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۹؍رجب ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: ۷۷

اقامت کھڑے ہوکر سننا کیسا؟ جمعہ میں اذان ثانی کہاں ہو؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) اقامت کھڑے ہوکر سننا کیسا ہے؟

(۲) جمعہ میں اذان ثانی کہاں ہونی چاہیے؟ فقط

مستفتی: ریاض احمد خاں (ناظم اعلیٰ)

دارالعلوم مخدومیہ محلّہ صوفیانہ رودولی شریف ضلع بارہ بنکی یوپی

الجواب

امام ومقتدی دونوں جبکہ مسجد میں موجود ہوں تو مستحب ہے کہ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں عالمگیری میں ہے:

یقوم الامام والقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثة هوالصحیح کذا فی المضمرات۔ [فتاویٰ ھندیہ، ج۱، ص۱۱۴، کتاب الصلوٰۃ، فصل اول دارالفکر بیروت]

اور کھڑے ہوکر تکبیر سننا مکروہ ہے ہمارے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر اقامت ہوتے میں مسجد میں آیا تو ختم تک کھڑا رہنا مکروہ ہے لہٰذا حکم شرع ہے کہ بیٹھ جائے اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہو درمختار وردالمحتار میں ہے:

دخل المسجد والمؤذن یقیم قعد الی قیام الامام فی مصلاہ ویکرہ له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذابلغ المؤذن حی علی الفلاح۔

[فتاویٰ شامی مع درمختار، ج۲، ص۷۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دارالکتب العلمیہ بیروت]

(۲) اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے مسجد کے اندر کوئی اذان جائز نہیں۔ ہندیہ وقاضی خاں میں ہے:

ینبغی ان یؤذن علی المئذنة اوخارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد۔

[فتاویٰ ھندیہ، ج۱، ص۱۱۲، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثانی فی الاذان، دارالفکر بیروت]

طحطاوی میں ہے:

یکرہ ان یؤذن فی المسجد

[طحطاوی علی المراقی، ص۱۹۷، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیہ بیروت]

تفصیل کیلئے ''اوفی اللمعہ فی اذان الجمعہ'' وغیرہ رسائل سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۷/ذیقعدہ ۹۹ھ

مسئلہ: ۷۸

اذان ثانی مسجد کے باہر ہونا چاہئے! بوقت اقامت کھڑے ہوں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ:

(۱) دن جمعہ کے خطبہ کی اذان داخل مسجد دیئی چاہیئے یا خارج مسجد نہیں یا ہاں تو کیوں؟

(۲) تکبیر کے وقت شروع ہی سے امام کا کھڑا رہنا خلاف سنت وفقہائے کرام ہے یا عین سنت و فقہائے کرام کے عمل کے مطابق؟

(۳) برسوں سے ایک مسجد میں (اندرون مسجد) خطبہ کی اذان ہوتی چلی آئی اور تکبیر کے وقت شروع سے اٹھنے کا رواج ہے لیکن بفضلہٖ تعالیٰ کل بھی سنی عالم اور سنی عوام تھے مگر معلومات عوام کو نہ تھی۔ آج بھی مسجد کے امام صاحب سنی بریلوی ہیں اور عوام ان کو چاہنے والے مگر چند انگلی پر گنے ہوئے لوگ مخالف جو فرقہ باطلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور خود ہی کٹے کٹے رہتے ہیں چونکہ اکثریت سنیوں کی ہے بہر کیف ادھر دو یا تین ہفتوں سے مسجد کے متولی کے لڑکے اور ان کے ساتھ چند بیباک حق پسند نوجوان اٹھے مذکورہ بالا مسئلوں کو لیکر کہ اب اذان خطبہ ثانی خارج مسجد ہوگی اور تکبیر کے وقت شروع سے امام صاحب نہیں کھڑے ہوں گے۔ اپنی غلطی کا احساس جس لمحہ ہوا اسی وقت سے سدھار آنا چاہیے پچھلی لغزشوں پر بارگاہ خداوندی میں معافی طلب کرنی چاہیے وہ انتہائی مہربان رحمت والا غفور ورحیم، غفار وستار ہے ہم لوگوں نے امام صاحب سے عرض کی کہ دونوں عمل جاری کردیں، انہوں نے فرمایا کہ عوام کہیں گے نئی چیز

ہے ہنگامہ ہوگا۔تحریری جواب وزنی معلوم ہوتا ہے لیکن اس میں کوئی خلجان نہیں کیونکہ نہ عوام کے ذریعہ ہنگامہ ہوگا نہ کوئی فتنہ کیونکہ سبھی عوام سنی امام صاحب کو چاہنے والے ہیں، جو بتادیا جائے آمنا صدقنا پھر اس مسجد کے متولی کے خاندان کا شروع سے عوام کے ساتھ ایسا رابطہ رہا کہ دوست تو دوست دشمن میں بھی اتنی ہمت نہیں کہ منہ پر ایک لفظ خلاف بول سکے۔اخلاق کا دریا جس خاندان کے یہاں سے بہے عوام اس خاندان کے اقرار سے متنفر کیسے ہوگی؟ نہ پہلے کبھی ہوئی اور نہ آج بلکہ انتہائی عزت واحترام کی نگاہ سے یہاں کے عوام اس خاندان کے افراد بالخصوص اس مسجد کے متولی اوران کے لڑکے یعنی (راقم الحروف) کو دیکھتے ہیں۔ہر بات میں ساتھ ہیں جان دینے کو تیار۔پھر یہ کیسے ممکن ہے سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ انہی عوام کے سامنے صحیح مسئلہ شرعی جب پیش کیا جائے تو ٹھکرا دے اور فتنہ برپا کردے؟ یہ ضرور ہے کہ پوچھیں گے کہ نئی چیز یہاں مسجد میں ہوئی تو امام صاحب کس لئے ہیں ہم اور میرے ساتھ کے نوجوان کس لئے ہیں جس طرح سے دیگر باتیں اور مسائل سمجھاتے ہیں یہ بھی سمجھائیں۔اسلئے امام صاحب کا یہ کہنا اپنا بچاؤ ہے جب متولی ساتھ ان کا لڑکا ساتھ یعنی میں (جاوید) چند شیر دل نوجوان ساتھ پھر کترانا چہ معنی دارد؟ مسجد کا انتظام چندہ پر نہیں ہوتا میرے خاندان کے معزز فرد نے دوکانیں جب ساری وقف کیں وصیت کے مطابق انہیں کے خاندان کے افراد مسجد کا انتظام دیکھا کرتے ہیں۔سلسلہ چلا آرہا ہے پھر کس کی مجال کہ آنکھ دکھا سکے؟ پہلے تو عزت وآبرو کو ہم نے داؤں پر لگایا ہے کیونکہ انتظام کا وہم تھا بعد کو دوسرے اگر عزت وآبرو نیلام ہو کر بھی دوسنت مردہ زندہ ہو جاتی ہے تو یقیناً ایسی عزت وآبرو ہزار ویران ہو، خوشی ہونی چاہیے نہ کہ کترانا چاہیے۔بہر کیف تفصیلی طور پر معاملات سامنے رکھ دئے حضور سے گزارش ہے کہ اس مسئلہ پر شریعت کا کیا فتویٰ و فیصلہ ہے پیش کریں۔

مستفتی: سید جاوید اشرف چشتی رضوی نظامی (ایم اے ایل)

بھائی امام الدین صاحب رضوی قادری

الجواب

اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے اور خاص موضع صلاۃ میں اذان دینا مکروہ خلاف سنت وناجائز وممنوع ہے عالمگیری میں خانیہ سے ہے:

ینبغی ان یؤذن علی المئذنة اوخارج المسجدولا یؤذن فی المسجد۔

[فتاویٰ هنديه، ج۱، ص۱۱۲، کتاب الصلوٰة، الباب الثانی فی الاذان، دارالفکر بیروت]

طحطاوی علی المراقی میں ہے:

یکره ان یؤذن فی المسجد۔

[طحطاوی علی المراقی، ص۱۹۷، کتاب الصلوٰة، باب الاذان، دارالکتب العلمیه بیروت]

تبیین وہدایہ میں ہے:

والمکان فی مسألتنا مختلف۔

[هدایه اولین، ص۸۹، کتاب الصلوٰة، باب الاذان، مجلس برکات مبارکپور]

فتح القدیر میں اس کے تحت ہے:

ای المعهود اختلاف مکانهماوهو کذٰلك شرعا والاقامة فی المسجد ولا بد واما الاذان فعلی المئذنة فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لایؤذن فی المسجد۔

[فتح القدیر، ج۱، ص۲۵۰، کتاب الصلوٰة، باب الاذان، برکات رضا گجرات]

اسی کے باب الجمعۃ میں ہے:

هوذکر الله فی المسجد ای فی حدوده لکراهة الاذان فی داخله۔

[فتح القدیر، ج۲، ص۵۶، کتاب الصلوٰة، باب صلوٰة الجمعه، برکات رضا گجرات]

بلکہ خود حدیث میں مصرح کہ اذان جمعہ زمانہ اقدس نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام وصدیق و فاروق میں دروازۂ مسجد پر جمعہ کے دن خطیب کے سامنے ہوتی تھی چنانچہ ابوداؤد شریف میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

انه کان یؤذن بین یدی رسول الله ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر و عمر۔

[سنن ابوداود، ج۱، ص۱۵۵، کتاب الصلوٰة، باب وقت صلوٰة الجمعه، مطبع اصح المطابع]

اور امام ومقتدی جب مسجد میں ہوں تو کھڑے ہوکر تکبیر سننا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور حی علی

الفلاح پر کھڑا ہو۔درمختار میں ہے:

دخل المسجد والمؤذن یقیم قعدالی قیام الامام فی مصلاہ۔

[درمختار، ج۲،ص ۷۱، کتاب الصلوٰۃ،باب الاذان،دارالکتب العلمیہ بیروت]

ردالمحتار میں ہے:

ویکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذابلغ المؤذن حی علی الفلاح۔

[ردالمحتار، ج۲،ص ۷۱، کتاب الصلوٰۃ،باب الاذان،دارالکتب العلمیہ بیروت]

امام ومقتدی سب کوشرع پرعمل کرنا ضرور۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۳/ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: ۷۹

اذان ثانی خارج مسجد ہو!خارج مسجد کی وضاحت!

جمعہ کے دن مسجد میں اذان کہی جاتی ہے اس دن جمعہ کی ثانی اذان کس جگہ دی جائے اندرون مسجد دی جائے یا خارج مسجد اذان دی جائے اور خارج مسجد کس جگہ کو کہتے ہیں؟اس کا صاف جواب قرآن واحادیث سے عنایت فرمائیں۔

مستفتی:مسلمانان کٹک اڑیسہ

الجواب

اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مثلاً وضوگاہ یادروازہ یافصیل پر کہنا مسنون ہے اور خاص موضع صلاۃ میں کوئی اذان جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۰/ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

صح الجواب۔واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ: ۸۰

بوقت اقامت حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا دلائل کی روشنی میں!

دیابنہ، وہابیہ کا رد بلیغ! ائمہ ثلاثہ کا مذہب!

اقامت کے وقت مقتدیوں کو نماز کیلئے کس وقت کھڑا ہونا چاہیئے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب مکبر حی علی الفلاح کہے اس وقت امام اور مقتدیوں کو نماز کیلئے کھڑا ہونا چاہیئے جو لوگ اس کے خلاف شروع ہی سے کھڑے ہوتے ہیں ان کو یہ لوگ برا سمجھتے ہیں اور ان کو طرح طرح سے مطعون کرتے ہیں یہ کہاں تک درست ہے؟

(نوٹ) اس جواب سے پہلے اشتہار کا جواب آخری صفحہ سے پہلے ملاحظہ ہو۔

الجواب

ہمارے ائمہ ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے محیط و ہندیہ میں ہے:

یقوم الامام والقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثه هوالصحیح کذا فی المضمرات۔

[فتاویٰ هندیه، ج ۱، ص ۱۱٤، کتاب الصلوٰة، الفصل الاول، دار الفکر بیروت]

اور شروع تکبیر سے کھڑا ہونا مکروہ ہے حدیث شریف میں اس سے ممانعت آئی چنانچہ ارشاد ہوا:

فلاتقوموا حتی ترونی قد خرجت۔

[الصحیح لمسلم، ج ۱، ص ۲۲۰، کتاب الصلوٰة، باب متیٰ یقوم الناس للصلوٰة، مجلس برکات مبارکپور]

مجھے جب تک حجرۂ انور سے باہر آتا نہ دیکھ لو کھڑے نہ ہو۔ ہمارے علمائے اعلام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دوران اقامت مسجد میں آئے بیٹھ جائے اور کھڑے کھڑے ختم اقامت کا انتظار نہ کرے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تب کھڑا ہو در مختار میں ہے:

دخل المسجدوالمؤذن یقیم قعد الی قیام الامام فی مصلاه۔

[در مختار، ج ۲، ص ۷۱، کتاب الصلوٰة، باب الاذان، دار الکتب العلمیه بیروت]

اس کے تحت ردالمحتار میں ہندیہ سے ہے:

ویکرہ له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذابلغ المؤذن حی علی الفلاح۔

[ردالمحتار، ج۲، ص ۷۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیہ بیروت]

اس نفیس مسئلہ کے متعلق چند عبارتیں تھیں جو نقل ہوئیں اور ان سے بہت زائد عبارات فقہ حنفی کی کتب میں موجود ہیں جن کو بحیثیت مجموعی افضتہ جدا الکرامۃ میں تحریر فرمایا گیا ہے اور رسالہ مبارکہ عظیم النجاح بھی اس باب میں وافی و کافی ہے مکاتب اہلسنت سے طلب کر کے ملاحظہ فرمائیں اور یہی چند حروف اشتہار ھذا کے ابطال کیلئے کافی ہیں اور اشتہار میں یہ صریح بہتان جڑا ہے کہ حی علی الفلاح پر ہی امام و مقتدیوں کے کھڑے ہونے کو ضروری قرار دینا، ہم اہلسنت اسے لازم نہیں سمجھتے مستحب جانتے ہیں اور جو کہا کہ بلکہ اس کے خلاف شروع تکبیر پر کھڑے ہونے کو بہتر سمجھا گیا ہے یہ فقہ حنفی کی صریح مخالفت اور کھلی غیر مقلدیت ہے۔ محیط و ہندیہ و جامع المضمرات سے ابھی گزرا کہ حی علی الفلاح پر امام مقتدی کو کھڑا ہونا مستحب ہے اور درمختار ور دالمحتار سے گزرا کہ اقامت کے دوران آئے تو بیٹھ جائے اور کھڑے رہ کر انتظار ختم اقامت کرنا مکروہ ہے۔ اور آیات سے استدلال بے محل ہے اور خود مجتہد بننا ہے اور ان ائمہ کی تجہیل کرنا مکروہ ہے وہ لوگ کیا ان آیات سے بے خبر تھے؟ بلکہ معاذ اللہ کیا حضور علیہ السلام بھی بے خبر تھے؟ فلا تقوموا حتی ترونی فرما کر پہلے سے کھڑے ہونے سے ممانعت فرما رہے ہیں اور اسی پر اگر بنا ہے تو مستحب بھی لازم ہوگا کہ اقامت سے پہلے کھڑے ہو جاؤ اور معمول صحابہ اس ممانعت سے پہلے تھا تو اس سے استدلال نادرست۔ اور جو کہا کہ شروع تکبیر پر ہی کھڑے ہونے کا حکم فقہ حنفی کی مستند و معتبر کتب فتاویٰ سے ملتا ہے الخ۔ یہ اشتہار کا صریح فریب ہے جن عبارتوں میں حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا استحبابی حکم ہے چھپالیا اور امام کے سامنے اور صفوں سے گزرنے کی صورت کا حکم نقل کر لایا اور صفوں کو سیدھا اور درست رکھنا کوئی ایسا دیر طلب کام نہیں ہے جس کے لئے شروع اقامت سے کھڑا ہوا جائے۔ صفوں کی درستگی تو یہ ہے کہ کندھوں سے کندھے ملا کر کھڑے ہوں یہ کام چند منٹ کا بھی محتاج نہیں تو جو کہا کہ اس کے علاوہ شروع تکبیر ہی سے کھڑے ہونے میں ایک دوسرے انتہائی اہم حکم شرع کی رعایت پورے طور سے ہو سکتی ہے اور وہ ہے صفوں کو سیدھا اور درست رکھنا، مہمل حیلہ ہے۔ پھر اس کی

تقریر پر شروع اقامت میں کھڑا ہونا لازم ہوگا کہ اسی اشتہار میں اس منقولہ عبارت کے کچھ بعد یہ لکھا کہ ایک حدیث پاک میں اس کا اہتمام نہ کرنے پر سخت وعید وارد ہوئی ہے حالانکہ اشتہار میں صاف مان لیا تھا کہ شروع اقامت میں کھڑا ہونا بہتر ہے اور طحطاوی کی عبارت کا جو ترجمہ اشتہار میں لکھا جو یوں ہے کہ اور ظاہر مطلب اس کا یہ ہے کہ اس کے بعد تاخیر سے بچا جائے الخ۔ اس عبارت میں لفظ ظاہر سے صاف ہے کہ علامہ طحطاوی کی یہ بحث ہے جو خلاف مذہب حنفی ہے پھر اس پر ان کو جزم بھی نہیں اور کہنا کہ میں ان کے مساعد و مؤید بھی نہیں یونہی قول نا معتبر ہے اس کے برخلاف اشتہار کا طحطاوی کے دوسرے قول کو نا معتبر بنانا خود غلط و مہمل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بالجملہ اشتہار مذکور کا مضمون مذہب حنفی کے صریح خلاف ہے اور واہیات دعووں پر مشتمل ہے فقیر بحمدہ تعالیٰ عازم زیارت آستانہ سرکار اعظم وحج ہے اس لئے مفصل رد سے قاصر۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

الجواب صحیح والحبیب نجیح۔ فی الواقع پوسٹر مذکور جہل و نادانی کا دفتر ہے اور وہابیت کی عکاسی کرتا ہے جو حوالہ قرآن وحدیث کا نقل کیا گیا ہے وہ اس مقصد کیلئے دلیل نہیں ہے محض زور زبان سے اس کو دلیل بنانا ہے۔ دیانتداری کا تقاضا یہ تھا کہ ان روایتوں کو ذکر کرتے اور علمائے کرام کا کلام سمجھنے کی کوشش کرتے پھر عہد نبوی وصحابہ کرام کا اسوۂ حسنہ معلوم ہوتا اپنے مطلب کی روایت کو لیکر قوم کو دھوکہ و فریب دینا وہابیت کی پرانی چال ہے جس روایت کو پوسٹر والے نے نقل کیا ہے اور اس کے مثل جن روایتوں سے ابتدائے اقامت سے کھڑا ہونا معلوم ہوتا ہے وہ بیان جواز کیلئے محمول ہیں یا کسی عذر کی بنا پر ایسا ہوا اور حدیث فلا تقوموا حتی ترونی اس کے بعد کا ارشاد ہے شارح حدیث نے دونوں کی روایتوں کو ذکر فرمایا ہے اور دونوں میں تطبیق بھی فرمائی ہے۔ فتح الباری شرح بخاری میں حدیث ابو ہریرہ وغیرہ کو ذکر کرکے فرمایا:

فیجمع بینہ وبین حدیث ابی قتادۃ بأن ذلك ربما وقع لبیان الجواز۔

[فتح الباری، ج۲، ص۱۵۸، کتاب الاذان، باب متیٰ یقوم الناس اذا رأوا الامام عند الاقامۃ، دار الفیحاء دمشق]

یعنی حدیث ابو ہریرہ اور حدیث ابی قتادہ جواز کیلئے واقع ہوئیں۔علامہ بدر الدین عینی شرح بخاری عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں:

قلت وجه الجمع بينهما أن بلالا كان يراقب خروج النبي صلى الله عليه وسلم من حيث لايراه غيره اوالا القليل فعند اول خروجه يقيم ولا يقوم الناس حتى يروه ثم لا يقوم مقامه حتى يعدل الصفوف و قوله في رواية ابي هريرة فيأخذ الناس مصافهم قبل خروجه لعله كان مرة اومرتين اونحو هما لبيان الجواز اولعذر ولعل قوله صلى الله عليه وسلم فلا تقوموا حتى تروني كان بعد ذلك قال العلماء والنهي عن القيام قبل ان يروه لئلا يطول عليهم القيام لانه قد يعرض له عارض فيتأخر بسببه۔

[عمدالقاری، ج ۵، ص ۲۲۵، کتاب الاذان، باب متی یقوم الناس اذا رأوا الامام عندالاقامة، دار الکتب العلمیه بیروت]

یعنی ان روایات میں تعارض ہے میں کہتا ہوں کہ ان روایات میں مطابقت کی صورت یہ ہے کہ حضرت بلال حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے (کاشانۂ اقدس سے) باہر تشریف لانے کے ایسی جگہ سے منتظر رہتے تھے (کہ خروج کے وقت) بجز حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور ﷺ پر کسی کی نظر ہی نہ پڑتی یا نظر پڑتی مگر قلیل کی ایک آدھ کی حضور کے اول خروج پر حضرت بلال اقامت کہنا شروع کرتے اور لوگ کھڑے نہ ہوتے مگر جب حضور کو دیکھ لیتے پھر حضور اکرم ﷺ اپنی جگہ پر نہ کھڑے ہوتے یہاں تک کہ صفیں برابر کر لی جاتیں اور امام بخاری کا کہنا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یوں وارد ہے کہ حضور کے نکلنے سے پہلے لوگ صفوں میں اپنی اپنی جگہ پر قبضہ کر لیتے (اس کا جواب یہ ہے) کہ شاید ایک یا دو مرتبہ یا اس کے مثل بیان جواز کیلئے یا کسی عذر سے ہوا تھا حضور اقدس ﷺ کا یہ فرمان کہ صفوں میں نہ کھڑے ہو یہاں تک کہ مجھے آتا دیکھ لو امید کہ اس کے بعد ارشاد ہوا ہو علما فرماتے ہیں کہ امام کے دیکھنے سے پہلے جو قیام کی ممانعت کی گئی اس کی علت یہ ہے کہ نمازیوں پر قیام طویل نہ ہو جائے اور اس لئے بھی کہ کبھی امام کو کوئی عارض پیش آجاتا ہے کہ جسکی وجہ سے تاخیر ہوتی ہے۔اس سے صاف ظاہر ہوا کہ ابتدائے اقامت کی بھی جو روایتیں ہیں وہ بیان جواز کیلئے ہیں حضور اکرم ﷺ کی

عادت مستمرہ نہیں تھی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس پر علی الدوام عامل نہ تھے بلکہ یہ فعل ممانعت سے پہلے تھا۔ممانعت کے بعد صحابہ کرام ابتدائے اقامت سے کھڑے نہ رہتے اور علامہ بدر الدین عینی کے یہاں سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ حضور ﷺ اقامت کے بعد صفوں کو درست فرماتے تھے لہٰذا صفوں کی درستگی کا بہانہ کرنا محض فریب ہے۔اس سے عہد نبوی وصحابہ کرام کا اسوۂ حسنہ ظاہر اور پوسٹر والے کا جھوٹ ہویدا ہو گیا اس نے صحابہ کرام کا عمل کب دیکھا ہے؟ عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے:

وکان انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلاۃ۔

[عمدۃ القاری شرح بخاری،ج۵،ص۲۲٤، کتاب الاذان،باب متی یقوم الناس للصلوٰۃ،دار الکتب العلمیہ بیروت]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت قیام فرماتے جب مکبر قد قامت الصلاۃ کہتا۔اور حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جلیل القدر تابعین ثقات سے ہیں وہ قبل قد قامت الصلاۃ قیام کو مکروہ جانتے تھے۔عمدۃ القاری میں فرمایا ہے:

وکرہ ھشام بن عروۃ ان یقوم حتی یقول المؤذن قدقامت الصلاۃ و ائمۃ ثلثۃ۔

[عمدۃ القاری شرح بخاری،ج۵،ص۲۲٤، کتاب الاذان،باب متی یقوم الناس للصلوٰۃ،دار الکتب العلمیہ بیروت]

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وامام ابو یوسف ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مذہب یہی ہے کہ حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے شاید ان حضرات کو پوسٹر میں نقل کردہ آیات واحادیث کی خبر نہ ہوئی ہو چودہ سو برس کے بعد دیوبندیوں وہابیوں کو الہام ہوا ہے کہ ان آیات سے اذان واقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہونا بہتر ہے مگر کوئی وہابی دیوبندی اذان شروع ہوتے ہی کھڑا نہیں ہوتا ہے اور جھوٹ یہ لکھ دیا کہ معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کا معمول یہی تھا حالانکہ اوپر علامہ بدر الدین عینی وغیرہ کی تصریح ہے کہ صحابہ کرام ابتدائے اقامت سے کھڑے نہیں ہوتے تھے حضرت انس وہشام رضی اللہ عنہما کا صریح قول نقل ہوا ائمہ ثلثہ کا قول بھی نقل ہوا مگر دیوبندیوں کو ابھی وہی رٹ ہے کہ جس ضد وہٹ دھرمی پر وہ قائم ہیں وہ حق ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ الھادی وھو تعالیٰ اعلم۔

فقیر اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۸۱

خطبہ کی اذان مسجد کے اندر کیوں ہوتی ہے؟ باہر کیوں نہیں ہوتی؟

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

الہ آباد میں ایک مسجد کے نمازی یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ خطبہ کی اذان مسجد کے اندر کیوں نہیں ہوتی باہر کیوں ہوتی ہے جواب دلیل کے ساتھ دینے کی تکلیف فرمائیں۔

مستفتی: اجمل حسین:

نئی بستی بوڑھا تعزیہ نور اللہ روڈ دکان نمبر ۱۷۷ ازدل ٹی اسٹال الہ آباد

الجواب

اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے اور خاص موضع صلاۃ میں کوئی اذان جائز نہیں ہندیہ میں قاضی خاں سے ہے:

ینبغی ان یوذن علی المئذنة اوخارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد۔

[قاضی خان، ج۱، ص۵۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الفکر بیروت]

ہدایہ میں ہے:

والمکان فی مسالتنا مختلف۔

[ھدایہ اولین، ص۸۹، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، مجلس برکات مبارکپور]

اس کے تحت فتح القدیر میں ہے:

ای المعہود اختلاف مکانہما والاقامة فی المسجد ولا بد واما الاذان فعلی المئذنة فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوالا یؤذن فی المسجد۔

[فتح القدیر، ج۱، ص۲۵۰، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، برکات رضا گجرات]

فتح القدیر ہی میں باب الجمعۃ میں ہے:

ھوذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھة الاذان فی داخلہ۔

[فتح القدیر، ج۲، ص۵٦، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعہ، برکات رضا گجرات]

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القھستانی عن النظم۔

[طحطاوی علی المراقی، ص ۱۹۷، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیہ بیروت]

اور اس سے بڑھ کر یہ کہ خود حدیث میں وارد ہوا جو حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

انہ کان یؤذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر۔

[سنن ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعہ، مطبع اصح المطابع]

یعنی جمعہ کے دن اذان دروازۂ مسجد پر حضور ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں ہوتی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۵ محرم ۱۴۰۴ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ: ۸۲

اقامت اور اذان ثانی سے متعلق احادیث وآثار میں تطبیق اور مذہب امام اعظم کا ثبوت!

(۱) اخبرنی السائب بن یزید ان الاذان کان اولہ حین یجلس الامام علی المنبر یوم الجمعۃ فی عھد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابی بکر و عمر فلما کان خلافۃ عثمان وکثر الناس امر عثمان یوم الجمعۃ بالاذان الثالث فاذن بہ علی الزوراء فثبت الامر علی ذالک۔ [نسائی، ج ۱، ص ۱۵۷، مکتبہ فیصل]

[ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعہ، مطبع اصح المطابع]

(۲) عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اذاجلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر و عمر۔

[ابوداؤد، ج۱، ص۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعہ، مطبع اصح المطابع]

قال النیموی علی باب المسجد غیر محفوظ

(۳) عن السائب بن یزید قال کان بلال یؤذن اذا جلس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی المنبر یوم الجمعة فاذا نزل اقام ثم کان کذٰلك فی زمن ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما۔

[نسائی شریف، ج۱، ص۱۵۷، مکتبہ فیصل]

آثار السنن، الجزء الثانی کے حواشی ملاحظہ کریں:

حاشیہ: (۱) قولہ فثبت الامر علی ذالك ای علی الاذانین والاقامة قلت ان الاذان الثالث الذی هوالاول وجوداً اذا کانت مشروعیة باجتهاد عثمان و موافقة سائر الصحابةله بالسکوت عدم الانکار و صارامراً مسنونا نظراً الی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم "علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین۔"

حاشیہ(۲)قولہ غیر محفوظ قلت تفرد بہ محمد بن اسحاق عن الزهری عن السائب بن یزید و خالفہ غیرواحد من اصحاب الزهری یونس و عقیل والماجشون عند البخاری وغیرہ و ابن ابی ذئب عند احمد و ابی داؤد و ابن ماجہ و صالح و سلیمان التیمی عند النسائی کلهم عن الزهری عن السائب بن یزید بدون هٰذااللفظة وقدرواہ محمد بن اسحاق ایضا عن الزهری بدون هٰذااللفظ فی روایة عند احمد بلفظ قال کان بلال یؤذن اذاجلس رسول اللہ ﷺ علی المنبر یوم الجمعة و یقیم اذا نزل ولابی بکر و عمر رضی اللہ عنهما حتی کان عثمان انتهی، قلت وقولہ علی باب المسجدیعارضہ ما فی حدیث ابن اسحاق من قولہ کان یؤذن بین یدی رسول اللہ لانہ التأذین عندالخطبة لوکان علی باب المسجد لم یکن بین یدیہ ﷺ اذلایقال بین یدیہ لشیٔ کان من وراء الصفوف فتبین ان حدیث بن اسحا ق فی التأذین عند الخطبة علی باب المسجد لیس مما تقوم بہ

الحجة۔ ۱۲

حاشیہ:(۳) قوله فاذا نزل اقام قلت هذا يدل على ان بلالاً كان يؤذن يوم الجمعة عند النبي ﷺ في داخل المسجد لا على بابه لانه كان يقيم اذ انزل النبي عن المنبر فلو كان يؤذن على باب المسجدثم يدخل في الصف الاول للاقامة لزمه التخطى وهو منهى عنه فدل على ان التأذين عند الخطبة والاقامة عند النزول كان محلهما واحداً و محل الاقامة عند الامام فكذالك التأذين عند الخطبة محله عند الامام وبذالك جرى التوارث على ما قال صاحب الهداية قلت فبطل بذالك قول من زعم ان التأذين عند الخطبة في المسجد بدعة۔ ۱۲

مذکورہ بالا احادیث اور تینوں عبارات وحواشی کا ترجمہ فرماتے ہوئے تشریح وتطبیق، اور تعارض دفع کرتے ہوئے مذاہب ائمہ کو بیان فرمائیں اور مذہب ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ یہاں اذان ثانی کے بارے میں فساد ہورہا ہے۔

مستفتی: محمد سجاد حسین مسکونہ ٹیاری

الجواب

حدیث اول کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پہلی اذان زمان برکت نشان حضور سید الانس والجان علیہ السلام وشیخین کریمین ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اس وقت ہوتی جب امام منبر پر رونق افروز ہوتا پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا اور لوگ کثیر ہوئے تو انہوں نے ایک اذان کا اس پہلی والی اذان سے پہلے اضافہ فرمایا (جسے حدیث مذکور میں) ثالث باعتبار اقامت فرمایا جو دروازہ پر کہی گئی پھر امر برقرار ومستمر ہوگیا یہ حدیث بخاری ونسائی وابوداؤد نے روایت کی تیسری حدیث پہلی کے متقارب المعنی ہے اور اس میں قدرے تفصیل ہے اور ایک گونہ اجمال بھی ہے کما لا یخفی جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت سائب بن یزید سے روایت کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن اس وقت اذان کہتے جب حضور علیہ السلام منبر پر جلوس فرماتے اور جب منبر سے نزول فرماتے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت کہتے پھر ابوبکر وعمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کے زمانے میں ایسا ہی ہوتا یہ حدیث احمد ونسائی نے روایت کی اور اس کی سند صحیح ہے۔ دوسری حدیث انہیں صحابی مذکور سے بین ومفصل مروی جس کا حاصل یہ ہے کہ جمعہ کی اذان حضور اقدس علیہ السلام کے سامنے دروازۂ مسجد پر اس وقت کہی جاتی تھی جب حضور منبر انور پر جلوس فرماتے تھے اور ایسے ہی ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں یہ اذان خطیب کے سامنے دروازۂ مسجد پر ہوتی تھی۔ کوئی نیموی ہیں جنہوں نے اس حدیث میں وارد علی باب المسجد پر یہ طعن کیا ہے کہ یہ لفظ غیر محفوظ ہے اور یہ صاحب اس طعن میں منفرد ہیں اور انہوں نے اس میں تحکم سے کام لیا ہے اور ان کا یہ طعن بچند وجوہ بے اثر۔ اولاً یہ حدیث امام اجل ابوداؤد نے اپنی کتاب میں لکھی اور اس پر سکوت فرمایا اور جس پر وہ سکوت فرمائیں وہ حدیث لااقل حسن ہوتی ہے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

قال المنذری ماسکت علیه لا ینزل عن درجة الحسن وقال النووی ماروا ه فی سننه ولم یذکر ضعفه هو عنده صحیح اوحسن وقال ابن عبد البر ماسکت علیه صحیح عنده سیما ان لم یکن فی الباب غیره

[مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، خطبة الکتاب، ج۱، ص۷۳، دار الکتب العلمیه بیروت]

تو حدیث صحیح ہے یا حسن ہے اور اسے یوں رد کرنے کی ہوس بیجا۔ حدیث میں علی باب المسجد کو غیر محفوظ بتانے کا سبب کیا ہے؟ بین یدی رسول الله ﷺ بھی اس حدیث کے سوا کسی میں وارد نہیں تو اسے غیر محفوظ نہ بتانا اور علی باب المسجد کو غیر محفوظ بتانا تحکم و دعویٰ بے دلیل ہے ثالثاً غیر محفوظ ماننا تو ثقہ کی وہ روایت ہے جو دوسرے ثقہ یا ثقات کے معارض ہو ایسی جگہ زیادت حفظ و کثرت رواۃ و دیگر وجوہ سے ترجیح دیتے ہیں اور راجح کو محفوظ کہتے ہیں۔ مقدمہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی میں ہے:

"در اصطلاح حدیثے کہ روایت کردہ شدہ است مخالف آنچہ روایت کردہ اند آں را ثقات پس اگر راوی آں ثقہ نیست مردود است و اگر ثقہ است سبیل در ینجا ترجیح است بمزید حفظ یا کثرت عدد و دیگر وجوہ ترجیحات پس آنرا کہ راجح است محفوظ خوانند و مرجوح را شاذ۔"

[اشعۃ اللمعات، حصہ اول، مقدمہ، ص۴، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر]

اب غیر محفوظ کہنے والے یہ بتائیں کہ یہ روایت دیگر روایتوں کی کس بات میں معارض واقع ہوئی۔ کہ آپ طریق ترجیح پر چلے معارض تو جب ہوتی کہ ان دو حدیثوں میں متصل منبر داخل مسجد اذان جمعہ ہونے کی تصریح ہوتی ؟ حالانکہ ان میں اس کی تصریح نہیں تو وہ دونوں بہ سبب اجمال اندرون مسجد و بیرون مسجد دونوں کو مشتمل اور یہ احد الاجمال کی معین اور اجمال کا بیان تو یہاں طریق جمع ممکن اور جب ممکن تو ترجیح کیونکر اور کس کیلئے ؟ رابعا اس روایت ابوداؤد شریف کو چھوڑ کر ان دو روایتوں پر کوئی عمل کر کے بتا تو دے؟ ان دونوں روایتوں میں نہ اذان جمعہ کا محل مذکور نہ کیفیت مبین، تو وہ مزعوم داخل مسجد اور بین یدی الامام ہونا کہاں سے سمجھا جائے گا؟ خامساً اب بول چلئے کہ وہ دونوں حدیثیں محل و کیفیت میں مجمل اور جب وہ مجمل ہیں تو یہ ابوداؤد والی حدیث ان دونوں کے اجمال کا بیان اور تفصیل وارد ہوئی اور قاعدہ یہ ہے کہ "المفصل یقضی علی المجمل" کذا فی الزرقانی علی الموطا لامام مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

[شرح الزرقانی علی الموطا للامام مالك، باب ما جاء فی النداء للصلوٰۃ، ج۱، ص۱۹۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اور اس قاعدہ پر بین یدی تک اسی حدیث میں عمل آنجناب معترض نے بھی کیا تو قطعا بین یدی کو ان حدیثوں کے معارض جانا بلکہ تفصیل اجمال و توضیح مراد جانا۔ ایک ہی حدیث میں یہ دورنگی کیوں کیا؟ علی باب المسجد کے بابت کوئی تصریح پائی کہ یہ ان حدیثوں کے معارض ہے لہٰذا غیر محفوظ ہو کر نا لائق عمل ہے؟ وہ تصریح ہمیں بھی دکھا دی جائے اور داخل مسجد متصل منبر کی روایت میں وارد ہے ہمیں بھی پتہ دیا جائے تو ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ سادساً غیر محفوظ کہنا جو شاذ کے مرادف ہے اور شاذ کی تعریف ابھی سن چکے کہ وہ ثقہ کی وہ روایت ہے جو مخالف ثقات واقع ہو تو آپ ہی اس حدیث کے راوی محمد بن اسحاق کو ثقہ مان رہے ہیں اور ثقہ کی روایت بے وجہ رد نہیں ہو سکتی۔ تو آنجناب معترض کا غیر محفوظ کہنا کافی۔ ان کے ذمہ دوسری روایتوں کی وجوہ ترجیح بتانا اور بطریق جمع و تطبیق کو نا متصور ثابت کرنا تھا اور اس روایت کو رد کرنا مقصود نہ تھا تو ایسی عبارت جو مشعر رد تھی اس پر اکتفا نہ کرنا تھا بلکہ ماقبل کی تصریح فرمانے کی غرض تھی۔ آنجناب کا غیر محفوظ، قاصر و کوتاہ اور تعاقب سے غیر محفوظ۔ سابعاً یہ اعتراض جناب ایجاد بندہ ہے یا اس میں آپ کا مؤید کوئی سلف معتمد و مستند خلف ہے؟ ہے تو

ضرور ضرور بتائیے۔ بینوا توجروا۔ رہا حاشیہ میں یہ شقشقہ کہ تفرده محمد بن اسحق عن الزهری عن السائب بن یزید الخ یعنی علی باب المسجد کی روایت میں محمد بن اسحق زہری پھر سائب بن یزید سے منفرد ہیں اور زہری کے بہت اصحاب یونس وعقیل و ماجشون اور ابن ابی ذئب (احمد وابوداؤد وابن ماجہ کی روایتیں) اور صالح وسلیمان تیمی نے نسائی کی سند میں سب نے زہری سے اور انہوں نے سائب بن یزید سے بغیر اس لفظ کے روایت کی الخ ما قال تو اس کا جواب اولاً یہ ہے کہ محمد بن اسحق ثقہ ہیں فتح القدیر میں ہے:

اما ابن اسحق فثقة ثقة لا شبهة عندنا فی ذلك ولا عند محققی المحدثین

[فتح القدیر، ج۱، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الوتر، ص۴۳۷، برکات رضا گجرات]

اسی میں ہے:

بتوثیق ابن اسحق وهو الحق الابلج و مانقل عن مالك فیه لا یثبت و لو صح لم یقبله اهل العلم الخ۔

[فتح القدیر، ج۱، ص۲۳۱، کتاب الصلوٰۃ، فصل یستحب الاسفار فی الفجر، برکات رضا گجرات]

اور ثقہ کا تفرد قابل صحت جس کی اسناد نہیں۔ زرقانی علی المؤطا میں سیدنا امام مالک کی روایت:

حدثنی عن مالك عن عبید الله بن عبد الرحمٰن عن عبید بن حنین مولیٰ آل زید بن الخطاب انه قال سمعت اباهریره یقول اقبلت مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فسمع رجلا یقرأ قل هو الله احد فقال رسول الله ﷺ وجبت فسألته ماذا یا رسول الله فقال الجنة فقال ابو هریرة فاردت ان اذهب الیه فابشره ثم فرقت ان یفوتنی الغداء مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فآثرت الغداء مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم ذهبت الی الرجل فوجدته قد ذهب۔

کے بابت ہے: قال الترمذی حدیث حسن صحیح غریب لانعرفه الامن حدیث مالك یعنی و هو امام حافظ فلا یضره التفرد

[شرح الزرقانی علی موطا مالك، کتاب القرآن، ج۱، ص۳۷٤، باب ماجاء فی قرأة قل هو الله احد وتبارك الذی بیده الملك، مطبع خیریة]

تو سکوت ابوداوٗد صحت حدیث کے صحیح اور حسن ہونے کو حجت کافیہ ہے۔ ثانیاً بین یدی رسول اللہ ﷺ میں بھی محمد بن اسحٰق متفرد تو سوال علی باب المسجد پر کیوں ہے؟ اور حاشیہ میں جو کہا کہ

"قوله على باب المسجد يعارضه مافى الحديث ابن اسحق من قوله كان يؤذن بين يدى رسول الله ﷺ لان التاذين عند الخطبة لو كان على باب المسجد لم يكن بين يديه ﷺ"

یعنی علی باب المسجد بین یدی رسول اللہ ﷺ کے معارض ہے اسلئے کہ اذان اگر دروازۂ مسجد پر ہوتی تو حضور علیہ السلام کے (بین یدی) سامنے قرب میں نہ ہوتی۔ جواب اس کا یہ ہے کہ آنجناب معترض کا بین یدی اور باب المسجد میں معارضت سمجھنا انوکھا خیال ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمان کو جو ہمارے اوپر ہے بین یدی فرمارہا ہے قرآن عظیم میں فرماتا ہے:

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَى مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔ الآية

[سورة السبأ-۹]

اور حد نظر تک جو کچھ محسوس و مبصر ہو قرآن عظیم اسے ہمارے بین یدی فرمارہا ہے

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

[سورة البقره-۲۵۵]

قال البيضاوى تحت قوله تعالىٰ:

هذا مانصه ما قبلهم وما بعد هم اوبالعكس اى مستقبل المستقبل و مستدبر الماضى اوا مور الدنياوامور الاٰخرة ما يجوز اوما يحسونه وما يعقلونه اوما يدر كونه وما لايدر كونه۔

[تفسير بيضاوى، سورۂ بقره، آيت-۲۵۵، ص ۱۳٤، دار الكتب العلميه بيروت]

یہیں سے یہ ظاہر ہوا کہ حاشیہ کا یہ دعویٰ کہ لا يقال بين يديه بشئ على من وراء الصفوف بے دلیل، قرآن عظیم اس کا صریح مکذب ہے اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ بین یدی کا مفاد لغۃً مطلق قرب ہے اور وہ کسی خاص حد سے محدود نہیں کہ بین یدی کا مفاد اتصال و بے پردہ ہو اور جو مدعی ہے اس پر دلیل دینا لازم اور اب جو نتیجہ ان لفظوں میں دیا کہ

فتبین ان حدیث ابن اسحق فی التاذین عند الخطبة علی باب المسجد لیس فی تقوم به الحجة

اسی ادعائے بے دلیل پر مبنی تو یہ نتیجہ نتیجۂ عقیمہ ہے۔ وللہ الحجۃ السامیہ۔ اور دوسرے حاشیہ میں جو فاذا نزل اقام (یعنی حضرت بلال اقامت کہتے جب حضور علیہ السلام منبر سے نزول فرماتے) پر کہا کہ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت بلال اندرون مسجد حضور علیہ السلام کے قریب اذان دیتے تھے اسلئے کہ اگر دروزہ مسجد پر اذان دیکر صف اول میں داخل ہوتے تو تخطی رقاب (گردن پھلانگنا) لازم آتا اور یہ ممنوع ہے زعم فاسد پر مبنی ہے کیا دلیل ہے کہ حضرت بلال کو صف اول میں اقامت کہنے کا التزام تھا۔ کیوں نہیں جائز کہ پچھلی صفوف میں اقامت کہتے ہوں اور یہی سہی کہ صف اول میں اقامت فرماتے تھے تو ضرور ان کی جگہ صف اول میں خالی رہتی تھی اور پہلی صف میں جبکہ جگہ خالی ہو تو اسے بھر دینا تخطی ممنوع نہیں کہ بر بنائے حاجت ہے اور عند الحاجت تخطی کی رخصت ہے۔ کشف الغمہ میں ہے۔

کان ﷺ ینھی عن تخطی الرقاب الالحاجة وکان ﷺ یرخص فی التخطی لحاجة

[کشف الغمة عن جمیع الامة، ج۱، ص۲۰۸، ۲۰۹، فصل فی آداب الیوم والحضور، کتاب الجمعة، مطبع الکاستلیة مصر]

اسی میں ہے: وکانت الصحابة رضی الله عنهم اذا رأوا امامهم فرجة قریبة یتخطون الرقاب الیها لیسد وھا۔

[کشف الغمة عن جمیع الامة، ج۱، ص۲۰۹، فصل فی آداب الیوم والحضور، کتاب الجمعة، مطبع الکاستلیة مصر]

بلکہ بلا حاجت بھی تخطی جائز جبکہ خطیب کے خطبہ کیلئے آجانے سے پہلے ہو اور کسی کو ایذا نہ ہو۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں خلاصہ سے ہے:

اذا دخل الرجل الجامع وھو ملآن ان کان تخطیه یوذی الناس لم یتخط وان کان لایوذی احداً بان لا یطأ ثوبا ولا جسداً فلا باس ان یتخطی ویدنومن الامام وروی الفقیه

ابو جعفر من اصحابنا انه لاباس بالتخطی مالم یخرج الامام اویؤذی احدا۔

[حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعة، ص ۵۲۳، دار الکتب العلمیة بیروت]

اور جب وہ زعم فاسد پر مبنی تو خود فاسد اسی طرح یہ سوچنا بھی اسی فاسد پر مبنی فدل علی ان التاذین عند الخطبة والاقامة فی المسجد کان محلهما واحداً بھی فاسد اور اذان واقامت کا محل ایک ہونے کا دعویٰ تصریحات ائمہ کے خلاف۔ مدخل امام علامہ محمد بن محمد بن محمد عبدری الشہیر بابن الحاج مالکی میں ہے:

ان السنة فی اذان الجمعة اذا صعد الامام علی المنبران یکون المؤذن علی المنار کذلك کان علی عهد النبی ﷺ وابی بکر و عمرو صدرا من خلافة عثمان رضی الله عنهم

[المدخل لابن الحاج، ج۲، ص۲۱۲، فصل فی ذکر البدع التی احدث فی المساجد، دار الکتب العلمیة بیروت]

اسی میں ہے:

قد تقدم ان للاذان ثلثة مواضع المنار وعلی سطح المسجد و علی بابه واذا کان ذلك کذا لك فیمنع من الاذان فی جوف المسجد لوجوه، احدها انه لم یکن من فعل من مضی اللهم الا ان یکون للجمع بین الصلوتین فذلك جائز فی جوفه و اما الاقامة فلا تکون الافی المسجد، الثانی ان الاذان انما هونداء للناس لیاتوا الی المسجد ومن کان فیه فلا فائدة لندائه، وما لیس فیه فائدة یمنع۔ ملخصا

[المدخل لابن الحاج، ج ۲، ص ۱۰۶ فصل فی النهی عن الاذان فی المسجد، دار التراث العربی بیروت]

بالجملہ حدیث ابوداؤد مقبول علمائے امصار واعصار ہے اور اس کا مضمون عند الائمہ مقرر ہے۔ اسی لئے فتح الباری میں فرمایا:

فی سیاق ابن اسحق عند الطبرانی وغیره عن الزهری فی هذا الحدیث أن بلا لا رضی الله تعالیٰ عنه کان یؤذن علی باب المسجد

[فتح الباری شرح بخاری، ج۲، ص۵۰۶، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان یوم الجمعه، دار السلام ریاض]

اس عبارت فتح الباری سے پتہ چلا کہ اس حدیث کو طبرانی وغیرہ نے بھی روایت کی اور مقرر رکھا اسی لئے کشف الغمہ میں فرمایا:

کان الاذان الاول علی عهد رسول الله ﷺ و ابی بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما اذا جلس الخطیب علی المنبر (الیٰ قوله) و کان الاذان علی باب المسجد۔

[کشف الغمة عن جمیع الامة، ج۱، ص ۲۱۱/۲۱۰، فصل فی الاذان والخطبة، کتاب الجمعة، مطبع الکاستلیة مصر]

اسی لئے فتوحات الٰہیہ وصاوی میں فرمایا:

وهذا اللفظ للصاوی قوله (اذا نودی للصلوٰة) المراد به الاذان عند جلوس الخطیب علی المنبروذلك لانه لم یکن فی عهد رسول الله ﷺ نداء سواه فکان له مؤذن واحد اذا جلس علی المنبر اذن علی باب المسجد فاذا نزل اقام الصلاة ثم کان ابو بکر و عمر و علی بالکوفة علی ذلك حتی کان عثمان و کثرالناس و تباعدت المنازل زاد اذاناً آخر فامر بالتأذین اولًا علی داره التی تسمیٰ الزورآء فا ذا سمعوا اقبلو حتی اذا جلس علی المنبر اذن المؤذن ثانیا ولم یخالفه احد فی ذلك الوقت لقوله ﷺ علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین من بعدی۔

[تفسیر الصاوی، سورة الجمعة، آیت-۹، ج۴، ص ۲۰۰، دار الکتب العلمیة بیروت]

اور خازن میں اسی حدیث کو نقل کیا اور مقرر رکھا: وهذا مافیه

"ولا بی داؤد قال کان یؤذن بین یدی النبی ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد و ذکر نحوه"

[تفسیر خازن، ج۴، ص ۲۹۰، سورة الجمعة، آیت-۹، دار الکتب العلمیة بیروت]

اور یونہی کشاف وتفسیر کبیر وتفسیر نیشا پوری میں اس مضمون کا افادہ فرمایا۔ یہاں سے ظاہر کہ اذان ثانی حدود مسجد میں دروازہ یا فنائے مسجد میں مسنون ہے اور خاص موضع صلاۃ میں ممنوع جیسا کہ مدخل سے گزرا اور اذان جمعہ میں مالکیہ کے نزدیک سنت یہ ہے کہ منارہ پر ہو۔ اور ظاہر یہ ہے کہ دیگر باقی

ائمہ کے نزدیک خطیب کے سامنے دروازہ مسجد پر مسنون ہے۔ اذان کے داخل مسجد مکروہ وممنوع ہونے پر ہمارے مذہب حنفی کی نصوص یہ ہیں خانیہ وخلاصہ وخزانۃ المفتیین وشرح نقایہ علامہ عبدالعلی و ہندیہ وتاتار خانیہ ومجمع البرکات میں ہے:

ینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ او خارج المسجد ولایؤذن فی المسجد۔

[قاضی خان، ج١، ٥١، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دارالفکر بیروت]

بنایہ شرح ہدایہ للامام العینی میں ہے:

"لا یؤذن الافی فناء المسجد وناحیتہ۔

[البنایۃ شرح الھدایۃ، ج١، ص١٠٣، باب الاذان، دارالکتب العلمیۃ بیروت]

غنیۃ شرح منیہ میں ہے:

الاذان انما یکون فی المئذنۃ والاقامۃ فی داخلہ۔

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، کتاب الصلوٰۃ، ص٣٧٧، سھیل اکیڈمی]

نظم پھر شرح نقایہ قہستانی پھر طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں ہے:

یکرہ ان یؤذن فی المسجد

[حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ص١٩٧، دارالکتب العلمیہ بیروت]

وفتح القدیر میں ہے:

قولہ والمکان فی مسالتنا مختلف یفید کون المعھود اختلاف مکانھما و ھو کذلك شرعا والاقامۃ فی المسجد ولابد وا ما الا ذان فعلی المئذنۃ فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لایؤذن فی المسجد۔

[فتح القدیر، ج١، ص٢٥٠، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، برکات رضا گجرات]

اسی میں ہے (خاص اذان جمعہ کے متعلق):

فالاولی ماعینہ فی الکافی جامعا وھوذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ۔

[فتح القدير، ج ٢، ص ٥٦، كتاب الصلوٰة، باب الجمعة، بركات رضا گجرات]

اور ایک ان کا ہی حاشیہ مندرجہ سوال کا سنتے چلئے جو ہمارے مدعا میں بجمدہ نص ہے وہ یہ ہے:

فكذلك التاذين عند الخطبة فى المسجد بدعة

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔ والله تعالىٰ اعلم و صلى الله تعالىٰ على سيدنا محمد خير الانام و آله و صحبه و بارك وسلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۱۷/ ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم
تحسین رضا غفرلہ

قد اصاب من اجاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ: ۸۳

سرکار رسالت وخلفائے راشدین کے زمانے میں اذان ثانی کہاں ہوتی تھی؟
تکبیر کے وقت بیٹھے رہیں یا کھڑے ہو جائیں؟ بعد اذان صلوٰۃ پکارنا کیسا؟
ہرے درخت کٹوانا عندالشرع جائز ہے!

محترم المقام جناب قاضی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسائل ذیل میں کہ:

جمعہ کے دن اذان ثانی ہوتی ہے وہ کہاں ہونی چاہئے آیا داخل مسجد یا خارج مسجد میں یہاں عرصۂ دراز سے مسجد کے اندر ہوتی ہے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وخلفائے راشدین کے زمانہ میں کہاں ہوتی تھی احکام شرع سے مطلع فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ فقط

(۲) تکبیر کے وقت بیٹھنا کیسا ہے زید کہتا ہے کہ بیٹھنا نہیں چاہیے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ بیٹھنا چاہیے احکام شرع سے آگاہ کریں کہ آیا بیٹھنا چاہیے یا نہیں؟

(۳) اذان کے بعد صلاۃ پکارنا کیسا ہے؟ بعد اذان کے پکارنا چاہیے یا کس وقت پکارنا چاہیے احکام شرع

سے آگاہ فرمائیں فقط۔
(۴) ہرے درخت کٹوانا کیسا ہے زید اس کا پیشہ کرتا ہے ایک دوسرے سے خرید تا ہے اور پھر کٹوا تا ہے بکر کہتا ہے کٹوانا نہیں چاہئے تو کٹوانا چاہئے یا نہیں؟ احکام شرع سے آگاہ کریں فقط والسلام

العارض محمد صدر الحق

امام مسجد ضلع فرخ آباد یوپی

الجواب

(۲،۱) اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے زمانہ اقدس ﷺ و زمانہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اذان جمعہ دروازۂ مسجد ہی پر ہوا کرتی تھی۔ ابوداؤد شریف میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

كان يؤذن بين يدى رسول الله ﷺ اذا جلس على المنبر يوم الجمعة على باب المسجد وابى بكر وعمر

[سنن ابوداؤد، ج۲، ص۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعہ، اصح المطابع]

اور کبھی منقول نہیں کہ حضور علیہ السلام نے اذان اندرون مسجد دلوائی ہو۔ اگر یہ جائز ہوتا تو بیان جواز کیلئے ایک مرتبہ تو فرماتے والہذا جملہ فقہائے کرام نے تصریح فرمائی کہ:

لا يؤذن فى المسجد۔

[قاضی خاں، ج۱، ص۵۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الفکر بیروت]

مسجد میں اذان نہ دے واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام مسجد میں قریب محراب ہو تو امام و مقتدی کو حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہئے اور پہلے سے کھڑا رہنا مکروہ ہے۔ بلکہ علماء نے یہاں تک تصریح فرمائی کے اگر اقامت ہونے پر کوئی مسجد میں آئے تو ختم تک کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہو در مختار میں ہے:

دخل المسجد والمؤذن يقيم قعد الى قيام الامام فى مصلاه۔

[در مختار و رد المحتار، ج۲، ص۷۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

اور ردالمحتار میں ہے:

ویکرہ له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم۔الخ

[ردالمحتار، ج۲، ص ۷۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دارالکتب العلمیة بیروت]

زید نے غلط مسئلہ بتایا توبہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) بعد اذان جائز و مستحسن ہے۔ درمختار میں ہے:

التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الاخر سنة سبعمائة واحدیٰ ثما نین فی عشا لیلة الاثنین ثم یوم الجمعة ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الاالمغرب ثم فیها مرتین وهو بدعة حسنة۔ [درمختار ج۲، ص ۵۷، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دارالکتب العلمیة بیروت]

جزئیہ مذکورہ سے ظاہر کہ یہ عمل مسلمانان عالم میں چھ سو برس پیشتر سے ہے اور اسے فرمایا کہ بدعت حسنہ ہے تو اسے بدعت سیئہ کہنا ساری امت کو گمراہ کہنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ان کے کٹوانے میں جرم نہیں بکر کیوں منع کر رہا ہے؟ وجہ معلوم کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۶/ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

مسئله: ۸٤

موضع صلوٰۃ میں اذان دینا کیسا؟ اذان ثانی خارج مسجد حدود مسجد میں ہونا چاہئے، حدیث شریف سے اس کا ثبوت!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

اذان خطبہ مسجد میں امام کے سامنے منبر کے قریب ہونی چاہئے یا امام سے دور صحن مسجد میں یا بیرون مسجد ان دونوں شکلوں میں نماز جمعہ پر کوئی نقص واقع نہیں ہوتا ہے؟ نمازیوں کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ وضاحت کیلئے عرض ہے کہ آج سے قبل نماز جمعہ میں اذان خطبہ منبر کے قریب امام کے سامنے ہوتی رہی ہے اکثر بڑے بڑے اکابرین ملت اسلامیہ و علما و صوفیا اور پیران طریقت نماز جمعہ پڑھتے رہے اور پڑھاتے رہے ہیں ان بزرگوں کو اس پر کبھی اعتراض نہ ہوا لیکن اس دور کے کچھ لوگ اس بات پر زور

دے رہے ہیں کہ اذان خطبہ مسجد سے باہر ہونی چاہیے عوام میں اس تحریک سے زبردست ہیجان پیدا ہو گیا ہے برائے کرم جلد واپسی ڈاک کر کے حکم شرع سے مطلع فرمائیں تا کہ ہیجان دور ہو۔

مستفتی: مسعود اختر معرفت عبد الغفور ٹمبر مرچنٹ
متصل ڈاکخانہ سنبھل مراد آباد

الجواب

اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے۔ خاص موضع صلاۃ میں کوئی اذان جائز نہیں ہندیہ و قاضی خاں میں ہے:

"ینبغی أن یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد"

[قاضی خاں، ج۱، ص۵۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الفکر بیروت]

طحطاوی میں قہستانی سے پھر نظم سے ہے:

یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القھستانی عن النظم۔

[طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ص۱۹۷، دار الکتب العلمیة بیروت]

یعنی نظم پھر قہستانی میں ہے کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے فتح القدیر میں ہے:

قالوا لایؤذن فی المسجد۔

[فتح القدیر- ج۱، ص۲۵۰، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، برکات رضا گجرات]

علمانے فرمایا کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے اسی کے باب الجمعۃ میں ہے:

لکراھة الاذان فی داخله

[فتح القدیر- ج۲، ص۵۶، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعة، برکات رضا گجرات]

یعنی جمعہ کا خطبہ مثل اذان ذکر الٰہی ہے مسجد میں یعنی حدود مسجد میں، اسلئے کہ اذان مسجد کے اندر مکروہ ہے۔ قاضی خاں میں ہے:

لا یؤذن فی المسجد۔[قاضی خاں، ج۱، ص۵۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الفکر بیروت]

مسجد کے اندر اذان کی ممانعت ہے شرح نقایہ علامہ برجندی میں ہے:

فیه اشعار بأنه لا یؤذن فی المسجد۔

[شرح النقایة للبرجندی، ج۱، ص۸۴، باب الاذان، نولکشور لکھنؤ]

صدر الشریعہ کے کلام میں اس پر تنبیہ ہے کہ اذان مسجد میں نہ ہو۔ غنیۃ میں ہے:

الاذان انما یکون فی المئذنة او خارج المسجد والاقامة فی داخله۔

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ۳۷۷، سهیل اکیڈمی پاکستان]

اذان نہیں ہوتی مگر منارہ پر یا مسجد کے باہر اور تکبیر مسجد کے اندر یہاں تک کہ اب ماضی قریب کے ایک عالم مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی عمدة الرعایة حاشیة شرح وقایة میں تصریح فرماتے ہیں:

قوله (بین یدیه) ای مستقبل الامام فی المسجد کان او خارجه والمسنون هو الثانی۔

[عمدة الرعایه حاشیه شرح وقایه۔ ج۱، ص۲۰۲، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعة، مجلس برکات مبارکپور]

یعنی بین یدیہ کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ امام کے روبرو ہو مسجد میں یا باہر اور سنت یہی ہے کہ مسجد کے باہر ہو۔ ان سب سے قطع نظر خود ابوداؤد شریف میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

قال کان یؤذن بین یدی رسول الله تعالیٰ علیه وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد و ابی بکر وعمر۔

[سنن ابو داؤد، ج۱، ص۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعة، اصح المطابع]

یعنی جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی تھی۔ اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس ﷺ یا خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کیلئے کبھی ایسا ضرور فرماتے۔ مسلمانوں کو حکم شرع ماننا لازم ہے اور اسکے خلاف پر اصرار حرام بدکام بدانجام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۹/ ذی الحجہ ۹۸ھ

مسئلہ: ۸۵

اذان اور تکبیر میں فرق! اذان اور اقامت دونوں اعلان ہیں! اذان خارج مسجد تو اقامت داخل مسجد کیوں؟ کیا جمعہ کی اذان داخل مسجد ہونے سے نماز میں فرق آتا ہے؟ اذان خطبہ بیرون مسجد امام کے سامنے ہونی چاہئے!

علمائے دین اور مفتیان شرع اذان اور تکبیر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں:

(۱) اذان اور تکبیر میں کیا فرق ہے؟

(۲) جبکہ اذان بھی اعلان قوم ہے اور تکبیر بھی اعلان قوم ہے پھر داخل مسجد میں تکبیر کیوں کہی جاتی ہے؟

(۳) جمعہ کے دن خطبہ کی اذان داخل مسجد میں ہونا چاہیئے؟ یا بیرون مسجد میں؟

(۴) خطبے کی اذان مسجد میں ہونے سے نماز میں فرق تو نہیں آتا۔

لہٰذا قرآن وحدیث سے دلائل بحوالہ کتب جواب صادر فرمائیں۔

مستفتی: عشرت خاں نیوز پیپر ایجنٹ
بازار کٹرہ پختہ آنولہ ضلع بریلی

الجواب

(۱،۲) اذان اعلان وقت کیلئے ہے اور اقامت اعلام قیام صلاۃ کیلئے ہے اسی لئے اسے اقامت کہتے ہیں اور نماز خاص موضع صلاۃ میں کہ داخل مسجد بلکہ عین مسجد ہے پڑھی جاتی ہے لہٰذا اقامت مسجد میں کہی جاتی ہے بخلاف اذان کے کہ وہ مسجد کے ہمسایوں کو وقت نماز کی خبر دینے کیلئے ہے تو مناسب ہوا کہ خارج مسجد حدود مسجد میں ایسی جگہ سے کہی جائے جہاں سے انہیں خبر ہو سکے۔ اسی لئے اذان کا محل منارہ یا فناء مسجد قرار پایا اور قدیم سے یہی عمل چلا آرہا ہے چنانچہ ہدایہ وغیرہ میں فرمایا کہ

والمكان فى مسألتنا مختلف۔

[هدايه اولين ص۸۹ كتاب الصلوة باب الاذان كتب خانه رحيميه]

فتح القدیر میں اس کے تحت ہے:

اما الاقامة ففى المسجد ولابد واما الاذان فعلى المئذنة فان لم يكن ففى فناء

المسجد و قالوا لایؤذن فی المسجد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[فتح القدیر، ج۱،ص ۲۵۰، کتاب الصلوٰۃ،باب الاذان،برکات رضا گجرات]

(۳) بیرون مسجد خطیب کے سامنے۔حدیث میں ہے:

انـہ کان یؤذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد و ابی بکر و عمر

[سنن ابو داؤد، ج ۱،ص ۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ،باب وقت صلوٰۃ الجمعۃ،اصح المطابع]

یعنی جمعہ کی اذان دروازۂ مسجد پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام پھر ابوبکر پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے ہوتی تھی جب یہ حضرات منبر پر تشریف رکھتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) نماز ہو جاتی ہے مگر مکروہ تحریمی کے ارتکاب اور اسے مقرر رکھنے کے سبب نماز میں کراہت ہوگی یعنی جبکہ امام اس فعل سے راضی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۶ رشعبان ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: ۸۶

بوقت اقامت امام و مقتدی حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں! جو شخص اقامت کے وقت آئے وہ کیا کرے؟

محترم جناب مفتی صاحب دامت فیوضکم! السلام علیکم

ذیل کے مسئلہ میں شرع شریف کا حکم مطلوب ہے۔

اس مسجد میں پچھلے دو سال سے یہ رویہ اپنایا جا رہا ہے کہ جب مؤذن اقامت کی تکبیر کہتا ہے۔ اور حی علی الفلاح پر پہونچتا ہے تو لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور اس کے پہلے بیٹھے رہتے ہیں۔ جبکہ پہلے تکبیر شروع کرتے ہی کھڑے ہو کر صفیں درست کر لیا کرتے تھے اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ موذن جیسے ہی اللہ اکبر کہے اور کوئی شخص فوراً آیا یا کھڑا تھا تو کھڑا نہیں رہے گا بلکہ جلدی سے بیٹھ جاویگا اور جب موذن حی علی الفلاح پر پہنچے گا تو پھر کھڑا ہوگا۔ اس سے ایسا دیکھا جاتا ہے کہ صفیں درست ہونے میں

دشواری ہوتی ہے اور امام کو نماز شروع کرنے میں کچھ وقت لگ جاتا ہے اس کے متعلق با تفصیل بیان کریں نوازش ہوگی۔

مستفتی: محمد ظہیر خاں، قصبہ وڈاکخانہ دودھی ضلع مرزاپور یوپی

الجواب

فی الواقع ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک یہی مستحب ہے کہ حی علی الفلاح پر مقتدی و امام کھڑے ہوں جبکہ امام محراب میں بیٹھا ہو۔ درمختار میں ہے:

والقیام لامام و مؤتم حین قیل حی علی الفلاح۔

[درمختار ج۲، ص۱۷۷ کتاب الصلوٰۃ، صفۃ الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

ہندیہ میں ہے:

یقوم الامام والقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثۃ ھو الصحیح کذا فی المضمرات۔

[فتاویٰ ہندیہ ج۱، ص۱۱٤، کتاب الصلاۃ، الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ وکیفیتھما، دار الفکر بیروت]

اور اقامت کے دوران اگر کوئی آئے تو اسے حکم یہ ہے کہ کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو کھڑا ہو اور پہلے سے کھڑا رہنا مکروہ ہے۔ ردالمحتار و ہندیہ میں ہے:

یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح۔

[رد المحتار ج۲، ص۷۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

یہاں سے ظاہر ہوا کہ پہلے سے کھڑا رہنا مکروہ اس سے بچنا چاہئے حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں اور اسی وقت صفیں درست کریں اور صفیں درست کرنا یہ ہے کہ کندھے سے کندھے مل جائیں اس میں کتنی دیر لگتی ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۳۰ رجب المرجب ۱۴۰۶ھ

مسئلہ: ۸۷

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک حی علیٰ الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے!

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ ذیل میں کہ:

میرے محلّہ کی مسجد میں جمعہ کے دن تکبیر کے وقت مقتدی کھڑے رہتے ہیں لیکن کچھ دنوں سے امام صاحب نے کہا کہ تکبیر کے وقت بیٹھے رہیں حی علی الفلاح کے وقت کھڑے ہوں اس پر تمام مقتدی بیٹھے رہے تکبیر کے وقت لیکن چند لوگوں نے امام صاحب سے سوال کیا کہ آپ نے تکبیر کے وقت مقتدیوں کو بیٹھے رہنے کا اعلان کیا ہے یہ کون سی کتاب سے ثابت ہے؟ ہمیں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں تب ہم مانیں گے اس لئے برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

مستفتی: محمد سیف احمد قادری

محلّہ حضرت شیورہ پوسٹ حضرت شیورہ وایہ بیٹوری ضلع سمستی پور

الجواب

امام نے صحیح کہا فی الواقع حکم یہی ہے کہ مقتدی وامام کو حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے اور علما فرماتے ہیں شروع سے کھڑا رہنا مکروہ ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثة هو الصحیح کذا فی المضمرات۔

[فتاویٰ عالمگیری ج۱،ص۱۱٤، الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامة وکیفیتهما،دار الفکر بیروت]

درمختار میں ہے: دخل المسجد والمؤذن یقیم قعد الی قیام الامام فی مصلاه۔

[در مختار ج۲، ص۷۱، کتاب الصلوٰة،باب الاذان،دار الکتب العلمیة بیروت]

ردالمحتار میں ہے: ویکره له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم.الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[رد مختار ج۲، ص۷۱، کتاب الصلوٰة،باب الاذان،دار الکتب العلمیة بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۲؍رمضان ۱۴۰۶ھ

مسئلہ: ۸۸

اذان ثانی کے داخل مسجد مکروہ ہونے کا ثبوت، متعدد اسناد سے! ایک غلط فتوے کی تردید

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ہماری مسجد میں ایک مولانا صاحب نماز جمعہ پڑھانے سے پیشتر خطبہ کی اذان خارج مسجد دلوایا کرتے تھے چند ماہ بعد کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر ہونی چاہیئے۔اس پر مولانا مذکور نے کہا کہ از روئے شرع خطبہ کی اذان (یعنی جمعہ کی اذان ثانی) خارج از مسجد درست ہے۔مولانا صاحب بار بار کہتے ہیں کہ میں کتاب دکھانے کیلئے تیار ہوں آپ نماز پڑھ لیجئے اس پر بھی لوگوں نے نہیں مانا اور گڑبڑ مچائی۔اس دن سے جمعہ کے روز مسجد میں دو جماعتیں ہوتی ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ؟

(الف) از روئے شرع خطبہ کی اذان جمعہ کے دن کہاں دی جائے؟

(ب) خطبہ کی اذان خارج از مسجد دیکر اگر نماز جمعہ پڑھی جائے تو کیا یہ نماز نہ ہوگی۔شرعی جواب مقصود ہے مرحمت فرمائیں۔بینوا توجروا

مستفتی: اصغر حبیبی کٹک

الجواب: اذان ثانی جو خطبہ کے قبل ہوتی ہے وہ داخل مسجد منبر کے سامنے ہونی چاہیئے یہی سنت خلفا ہے اور اسی پر عمل امت ہے۔

سب سے پہلے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اذان کا مقصد کیا ہے؟ فقہا کی تصریحات سے ثابت ہے کہ اذان کا مقصد اطلاع غائبین ہے یعنی جو لوگ مسجد میں نہیں ہیں ان کو خبر دینا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔جیسا کہ شرح وقایہ میں ایک جگہ ہے:

الاذان لا علام الغائبین۔

[شرح الوقایۃ، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ص ۱۳۶، رضا اکیڈمی ممبئی]

اور اقامت اعلام حاضرین کیلئے ہوتی ہے کہ مسجد میں موجود لوگوں کو تنبیہ کر دی جائے کہ نماز شروع ہو رہی ہے۔شرح وقایہ میں ہے:

لا نها لاعلام الحاضرین۔

[شرح الوقایۃ، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ص ۱۳۶، رضا اکیڈمی ممبئی]

نفع المفتی میں ہے:

یحول فی الاذان لانه لاعلام الغائبین واما الاقامة فھی لتنبیه الحاضرین۔ملخصاً

[نفع المفتی والسائل، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ص ۲۷، مطبع مجتبائی]

اب دیکھا جائے کہ جمعہ کی اذان ثانی کا مقصد کیا ہے؟ عہد نبوی میں جمعہ کی اذان اول نہ تھی صرف یہی اذان جس سے اعلام غائبین کا کام لیا جاتا ہے اس لئے یہ مسجد کے دروازے پر ہوتی تھی اور ایسا ہی عہد صدیقی وفاروقی میں بھی معمول تھا حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے:

کان یؤذن بین یدی رسول الله ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر و عمر

[سنن ابوداؤد، ج ۱، ص ۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعة، اصح المطابع]

عہد عثمانی میں عابدین کی کثرت کی وجہ سے ایک اور اذان کا اضافہ ہوا جو اذان اول کہلائی یہ اذان مقام زوراء پر دی جانے لگی۔ بخاری شریف میں ہے:

کان النداء یوم الجمعة اوله اذا جلس الامام علی المنبر علی عهد النبی ﷺ وابی بکر و عمر فلما کان عثمان و کثر الناس زادالنداء الثالث علی الزوراء (بخاری)۔

[صحیح البخاری، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان یوم الجمعة، ص ۱۲۴، مجلس برکات مبارکفور]

چونکہ اذان اول سے اطلاع اخبار عام کا مقصد پورا ہو جاتا تھا اس لئے اذان ثانی کا مقصد حاضرین مسجد کی آگاہی وتنبیہ قرار پایا کہ مسجد میں موجود لوگوں کو خطبہ کیلئے خاموش ومتنبہ کیا جائے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

لمازید الاذان الاول کان للاعلام و کان الذی بین یدی الخطیب للانصات

[فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۲، ص ۵۰۶، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، یوم الجمعة، دارالسلام ریاض]

علامہ ابن المنیر فرماتے ہیں:

والحکمة فیه سکون اللغط، والتھیؤ للانصات۔ والاستنصات لسماع الخطبة

واحضار الذهن للذكر۔

[فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج۲، ص ۵۱۰، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، یوم الجمعة، دار السلام ریاض]

جب اذان ثانی کا مقصد بدل گیا تو یہ اقامت کے مثل ہوگئی جس طرح اقامت اعلام حاضرین کیلئے ہوتی ہے اسی طرح اس کا مقصد بھی اعلام حاضرین اور انصات ناس ہوا اور حاضرین کو خبر کرنے کیلئے اذان کو مسجد کے اندر ہونا چاہیئے نہ کہ باہر۔ اسی وجہ سے فقہائے احناف میں سے کسی نے بھی اس اذان کیلئے علی باب المسجد یا خارج مسجد کے الفاظ استعمال نہیں کئے ہیں۔ یہی بین یدی المنبر لکھتے ہیں۔ ہدایہ میں ہے:

اذا صعد الامام المنبر جلس واذن المؤذنون بين يدى المنبر وبذلك جرى التوارث۔

[الهداية اولين، كتاب الصلوٰة، باب الجمعة، ص ۱۷۱، مجلس بركات]

بلکہ بعض کتب فقہ میں تصریح ہے کہ یہ اقامت کے مثل ہے اور اس میں زیادہ رفع صوت بھی نہ ہونا چاہیئے۔ مراقی الفلاح میں ہے:

والاذان بين يديه جرى التوارث كالاقامة بعد الخطبة۔

[مراقی الفلاح، كتاب الصلوٰة، باب الجمعة، ص ۱۹۳، مكتبه اسعدی]

شرح شرح وقایہ میں ہے:

اى اذان لا يستحب رفع الصوت فيه قل هوا الاذان الثانى يوم الجمعة الذى يكون بين يدى الخطيب لانه كالاقامة لاعلام الحاضرين۔ صرح به جماعة من الفقهاء [السعاية فى كشف مافى شرح الوقاية، ج۲، ص۳۸، باب الاذان، المقام الثانى فى ذكر احوال المؤذن وما يتعلق به، مكتبة شيخ الهند]

اتنی تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جمعہ کی اذان ثانی اقامت کے مثل ہے اور اقامت ہی کی طرح اسے بھی مسجد کے اندر منبر کے سامنے ہونی چاہیئے اور اسی پر تعامل اقامت ہے۔

اب سوال کے جواب بالترتیب ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) ازروئے شرع خطبۂ جمعہ کی اذان منبر کے سامنے داخل مسجد ہونی چاہیئے۔

(ب) اذان نماز کے داخل کی چیز نہیں ہے کہ اس کے غلط پر ہونے سے نماز فاسد ہوجائے۔ اذان مسجد کے اندر ہو یا مسجد کے باہر نماز تو ہوجائے گی البتہ جمعہ کی اذان ثانی کا مسجد سے باہر دینا خلاف سنت اور خلاف تعامل ہے اس لئے یہ محل کراہت سے خالی نہ ہوگا۔

المجیب: بدر احمد الحبیبی

الجواب صحیح: ھلال احمد پھلواری

الجواب

اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے اور خاص مسجد (کہ موضع صلاۃ ہے) میں اذان پنجگانہ ہو یا اذان ثانی جمعہ ممنوع ہے۔ اور خلاف سنت متوارثہ کو صحیح بتانا شرع پر افترا و بہتان ہے جیسا کہ ظاہر ہوگا۔ ہمارے علمائے کرام نے فتاویٰ قاضی خاں و فتاویٰ خلاصہ و فتح القدیر و نظم و شرح نقایہ برجندی والبحر الرائق، فتاویٰ ہندیہ وطحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہا میں تصریح فرمائی کہ مسجد میں اذان دینی مکروہ ہے:

ینبغی ان یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد۔

[قاضی خاں، ج ۱، ص ۵۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الفکر بیروت]

یعنی اذان منارے پر یا مسجد کے باہر ہونی چاہیئے مسجد میں اذان نہ کہی جائے بعینہ یہی عبارت فتاویٰ خلاصہ وفتاویٰ عالمگیریہ یعنی ہندیہ میں ہے۔ فتح القدیر میں ہے:

الاقامة فی المسجد لا بد واما الاذان فعلی المئذنة فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لا یؤذن فی المسجد۔

[فتح القدیر، ج ۱، ص ۲۵۰، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، برکات رضا گجرات]

یعنی تکبیر تو ضرور مسجد میں ہوگی۔ رہی اذان تو وہ منارے کے اوپر ہو۔ منارہ نہ ہو تو زمین متعلق مسجد میں ہو علما فرماتے ہیں مسجد میں اذان نہ ہو نیز اسی کے باب الجمعہ میں فرمایا:

ھو ذکر الله فی المسجد ای فی حددہ لکراھة الاذان فی داخله۔

[فتح القدیر، ج ۲، ص ۵۶، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعه، برکات رضا گجرات]

وہ (یعنی خطبہ) اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے مسجد میں یعنی حدود مسجد اس لئے کہ خود مسجد کے اندر اذان دینی مکروہ ہے:

شرح مختصر الوقایہ للعلامہ عبد العلی میں ہے:

فی ایرادالمئذنة اشار بان السنة فی الاذان ان یکون فی موضع عال انه ینبغی الخ اھ مختصر۔اً

[شرح النقایة للبرجندی، ج۱، ص۸٤، باب الاذان، مطبع منشی نولکشور لکھنؤ]

یعنی صدر الشریعہ قدس سرہٗ نے اذان کے لیے جو منارے کا ذکر فرمایا ہے اسمیں تنبیہ ہے اس پر کہ اذان میں سنت یہ ہے کہ بلند جگہ پر ہو۔

ویسن الاذان فی موضع عال والاقامة علی الارض وفی اذان المغرب اختلاف المشائخ۔

[ردالمحتار —ج۲، ص٤۸، کتاب الصلوٰة، باب الاذان، دار الکتب العلمیة بیروت]

بحر الرائق میں ہے:

وفی السراج: ینبغی للمؤذن ان یؤذن فی موضع یکون اسمع للجیران، وفی الخلاصة ولایؤذن فی المسجد اھ

[البحرالرائق شرح کنزالدقائق، ج ۱ ص ٤٤٤، کتاب الصلوٰة، باب الاذان دار الکتب العلمیة بیروت]

اور بحر الرائق (ج۱ص۴۴۴، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان دار الکتب العلمیۃ بیروت) میں مختصر القنیہ سے ہے کہ اذان بلندی پر اور تکبیر زمین پر ہونا سنت ہے: یسن الاذان فی موضع عال والاقامة علی الارض۔

اور مغرب کی اذان میں مشائخ کا اختلاف ہے کہ وہ بھی بلندی پر ہونا مسنون ہے یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ مغرب میں بھی اذان بلندی پر ہونا سنت ہے۔ اور اسی (بحر الرائق، ج۱ص۴۴۴، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان دار الکتب العلمیۃ بیروت) میں سراج وہاج سے ہے اذان وہاں ہونی چاہیئے جہاں سے ہمسایوں کو خوب آواز پہنچے۔

اور خلاصہ میں فرمایا مسجد میں اذان نہ دے: "لایؤذن فی المسجد"

[خلاصۃ الفتاویٰ، ج۱، ص۴۹، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الاول فی الاذان، مطبوعہ نولکشور، لکھنؤ]

اسی میں چند ورق کے بعد ہے:

السنۃ ان یکون الاذان فی المنارۃ والاقامۃ فی المسجد۔

[خلاصۃ الفتاویٰ، ج۱، ص۴۹، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الاول فی الاذان، مطبوعہ نولکشور، لکھنؤ]

سنت یہ ہے کہ اذان منارے پر ہو اور تکبیر مسجد۔ میں حاشیہ طحطاوی میں ہے:

یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القھستانی عن النظم فان لم یکن ثمہ مکان مرتفع للاذان یؤذن فی فناء المسجد کما فی الفتح۔

[حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ص۱۹۷، ۱۹۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

یعنی مسجد میں اذان دینی مکروہ ہے جیسا کہ قہستانی میں نظم سے منقول ہے تو اگر وہاں اذان کے لئے کوئی بلند مکان نہ بنا ہو تو مسجد کے آس پاس اس کے متعلق زمین میں اذان دے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے یہ تمام ارشادات صاف صاف مطلق بلا قید ہیں جن میں جمعہ وغیرہا کسی کی تخصیص نہیں مدعی تخصیص پر لازم ہے کہ ایسے ہی کلمات صریحہ معتمدہ میں اذان ثانی جمعہ اندرون مسجد کا استناد دکھائے مگر ہرگز نہ دکھا سکے گا۔ ھذا ملخص ما فی الفتاویٰ الرضویۃ ج ۳ ص ۷۷۱ بحمدہ تعالیٰ ان کلمات سے مسئلہ اذان ثانی جمعہ ظاہر ہو گیا اور تعامل کیا ہے اور حکم شرع کیا ہے خوب آشکار ہو گیا۔ رہا فتویٰ منسلکہ کا یہ دعویٰ کہ اس وجہ سے کہ فقہائے احناف میں سے کسی نے بھی اس اذان کیلئے علی باب المسجد یا خارج المسجد کے الفاظ استعمال نہیں کئے ہیں سبھی بین یدی المنبر لکھتے ہیں اس کا جواب سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی نے پہلے ہی دیدیا ہے۔ پھر اگر ادنی عقل سے کام لیجئے تو فتح القدیر کی عبارت جو باب الجمعہ میں تحریر ہوئی جس میں فرمایا کہ اذان ذکر الٰہی ہے مسجد میں یعنی حدود مسجد میں اس لئے کہ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے اس عبارت کے باب الجمعہ میں خطبہ کے ذکر پر تحریر ہونے سے صاف ظاہر ہے کہ اس جگہ اذان سے مراد وہی خطبہ والی اذان ہے اور صاحب فتح القدیر نے اس کو بھی مثل اذان پنجگانہ مسجد میں مکروہ فرمایا ہے تو فتح القدیر کی اس عبارت میں اپنے مورد کے اعتبار سے خطبہ والی اذان کیلئے بھی گویا تصریح ہو گئی کہ یہ بھی مسجد

کے باہر ہونا چاہئیے کہ داخل مسجد اذان مکروہ ہے تو مدعی کا یہ کہنا کہ ''فقہائے احناف میں سے کسی نے بھی اس اذان کیلئے علی باب المسجد یا خارج المسجد'' الخ۔ یا تو ناواقفی ہے یا سفید جھوٹ اور صریح فریب۔

گر ہمیں مفتی وہمیں افتا - کار افتا تمام خواہد شد

پھر اس دعویٰ سے بھی کال نہیں کٹتا اس لئے کہ ''مدعی تخصیص پر لازم ہے کہ ایسے ہی کلمات صریحہ معتمدہ میں اذان ثانی جمعہ کا استناد دکھائے مگر ہرگز نہ دکھا سکے گا'' اور استناد کہاں سے دکھائے گا وہ تو خود اقرار کر چکا کہ ''عہد نبوی میں جمعہ کی اذان اول نہیں تھی صرف یہی اذان تھی جس سے اعلام غائبین کا کام لیا جاتا تھا اس لئے یہ مسجد کے دروازے پر ہوتی تھی اور یہی عہد صدیقی وفاروقی میں بھی معمول تھا حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے:

کان یؤذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبریوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر و عمر۔

[سنن ابو داؤد، ج۱، ص۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعة، اصح المطابع]

یہ کلمات صاف بتا رہے ہیں کہ زمان برکت نشان سرکار علیہ الصلاۃ والسلام اور عہد شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں خطبۂ جمعہ کی اذان دروازۂ مسجد پر ہوتی تھی اور مدعی نے اپنے پورے فتویٰ میں اس کا پتہ دیا ہے کہ نبی علیہ السلام اور شیخین کریمین کی اس سنت جلیلہ کو کسی نے بدلا ہو حالانکہ سابقہ عبارت کے بعد ہی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اذان اضافہ کرنا اور اسے مقام زوراء پر کہلوانا ذکر کیا مگر یہ نہ بتایا کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان خطبہ میں کوئی تبدیلی کی، جسکا صاف مفاد یہ ہوا کہ انہوں نے بھی حضور ﷺ اور سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس سنت جلیلہ کو نہ بدلا مگر اس کے باوجود اذان ثانی کو اقامت کی مثل قرار دینے کی سعی ناکام اس فتویٰ میں کی گئی ہے۔ چنانچہ بعد تمہید لکھا کہ جب اذان ثانی کا مقصد بدل گیا تو یہ اقامت کے مثل ہوگئی۔ ''جس طرح اقامت اعلام حاضرین کیلئے ہوتی ہے اسی طرح اس کا مقصد بھی اعلام حاضرین اور انصات ناس ہوا اور حاضرین کو خبر کرنے کیلئے اذان کو مسجد کے اندر ہونا چاہیئے''۔ اب مفتی صاحب سے یہ کوئی پوچھے کہ جی اس نکتہ کو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں نہ پہنچے اور انہوں نے اسی اذان کو اندرون مسجد کیوں نہ کہلوایا اور جب سیدنا عثمان غنی اور کسی صحابی کو

یہ جرأت نہ ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی صحبہ وسلم کی سنت کو بدلے تو آپ کو یہ حق کس نے دیدیا پھر مفتی مذکور نے اپنے اس دعوی پر کہ اذان ثانی جمعہ اقامت کے مثل ہے لہٰذا مسجد کے اندر ہونا چاہیئے کچھ عبارتیں بھی لکھیں ذرا ان عبارتوں پر بھی کچھ گفتگو ہو جائے تو اس سلسلہ میں کہنا یہ ہے کہ ان تمام عبارات سے اس امر کی صراحت تو نہیں ملتی کہ اذان خطبہ مسجد کے اندر ہونا چاہیئے اور جب ان میں یہ تصریح نہیں تو یہ عبارتیں ان عبارتوں کی معارض کیونکر ہو گئیں جن میں ہر اذان کیلئے بلا استثنا صراحت ہے کہ خارج مسجد ہو، مسجد میں اذان نہ دی جائے۔ سب سے پہلے مفتی مذکور نے اس سلسلہ میں فتح الباری کی ایک عبارت تحریر کی۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ پہلی اذان اعلان کیلئے ہے اور جو خطیب کے سامنے ہو تو اب وہ لوگوں کو خاموش کرنے کیلئے ہے قطع نظر اس سے کہ مفتی کے ذمہ تصحیح نقل ہے اس عبارت میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا مطلب یہ ہو کہ اذان ثانی مسجد کے اندر ہونا چاہیئے۔ دوسری عبارت جو روح التوشیح سے لکھی اس کی بھی تصحیح نقل مفتی مذکور کے ذمہ ہے اور اس کا مفاد بھی سابقہ عبارت سے زیادہ نہیں اور اس میں بھی مدعی کا افادہ نہیں مراقی الفلاح کی عبارت کا مفاد صرف اس قدر ہے کہ اذان ثانی کا خطیب کے سامنے ہونا شرعاً مطلوب ہے اور یہی معمول و متوارث رہا ہے جیسا کہ بعد خطبہ اقامت کہنا متوارث ہے تو تشبیہ متوارث ہونے میں ہے نہ کہ ہر لحاظ سے تو یہ بھی مدعی کو فائدہ نہیں دیتی۔ ''سعایہ'' کی بھی ایسی عبارت نقل ہوئی ہے جس میں ضرور اذان خطبہ کو مثل اقامت کہا ہے مگر یہ تصریح اس میں بھی نہیں کہ اذان خطبہ مسجد کے اندر ہونا چاہیئے اور اس میں یہ جو کہا گیا ہے کہ اذان خطبہ میں مقام بلند ہونا مستحب نہیں محل نظر ہے جو خود اس میں جملہ ''صرح به جماعة من الفقهاء'' یعنی اسکی تصریح فقہاء کی ایک جماعت نے کی ہے اس پر دال ہے کہ مسئلہ اتفاقی نہیں ہے بلکہ مختلف فیہ ہے اور طحطاوی علی الدر میں چند موذنوں کے اذان دینے میں حرج نہ بتایا اور درمختار میں چند موذنوں کیلئے لکھا کہ یکے بعد دیگرے خطیب کے سامنے اذان دیں اور درمختار و حاشیہ طحطاوی و حاشیہ ابن عابدین میں سعایہ کے مضمون کا پتہ نہیں یہ سب اس تقدیر پر ہے کہ مفتی صاحب سعایہ کی عبارت کی تصحیح نقل کر دیں پھر صاحب سعایہ کا یہ ارشاد بھی سن لیجئے وہ عمدۃ الرعایہ میں فرماتے ہیں:

قولہ (بین یدیہ) ای مستقبل الامام فی المسجد کان او خارجہ والمسنون هو الثانی۔

[حاشیۃ عمدۃ الرعایۃ علی شرح الوقایۃ، ج۱، ص۲۰۲، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، مکتبہ تھانوی]

یعنی اذان خطبہ خطیب کے سامنے مسجد میں ہو یا مسجد کے باہر اور مسنون یہ ہے کہ خارج مسجد ہو۔اس میں مفتی مذکور کے مدعیٰ کہ فلاں کی تصریح ہے اور بین یدیہ کا جو یہ مطلب ان مدعیوں نے سمجھا ہے کہ اذان خطبہ مسجد کے اندر ہی ہو جبھی بین یدیہ صادق آئے گا اس کا بھی واضح بیان اسی عبارت میں موجود ہے اور اس سے پہلے تو وہ حدیث جس میں عہد نبوی و عہد شیخین کریمین میں اذان خطبہ کا خطیب کے سامنے دروازۂ مسجد پر ہونا بیان فرمایا اس گمان کا رد کر چکی اور صاف بتا چکی کہ بین یدی اور خارج مسجد میں منافات نہیں بلکہ بین یدیہ خارج مسجد محاذات خطیب پر بھی صادق ہے تو فقہاء کے ''بین یدی المنبر'' لکھنے سے یہ متعین کر لینا کہ یہ اذان مسجد کے اندر ہونا چاہیئے بلا دلیل ہے بلکہ خلاف دلیل ہے اور اس پر تعامل امت کا دعویٰ صریح دروغ بے فروغ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بین یدیہ کے معنی کی تحقیق کیلئے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا رسالہ اوفی اللمعۃ فی اذان الجمعۃ مندرجہ فتاویٰ رضویہ جلد سوئم دیکھئے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

شب ۲۲ رصفر ۱۴۰۸ھ

صح الجواب

صحیح نہیں ہے اور کتب معتبرہ معتمدہ کے خلاف ہے اور فقہائے حنفیہ کے ارشادات کے خلاف ہے۔

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے:

الاذان اعلام للغائبین و الاقامۃ اعلام للحاضرین

[عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج۵، ص۱۵۲، کتاب الاذان، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

اذان غائبین کو خبر دار کرنے کیلئے ہے اور اقامت حاضرین کیلئے اور یہ وہم ہے کہ اذان خطبہ اب اعلام کیلئے نہیں ہے محض غلط و بے دلیل ہے اور اپنے مذہب سے ناواقفی ہے جو حکم اور اذانوں کا ہے وہی اذان خطبہ کا ہے ہدایہ و کافی و تبیین و عنایہ و درمختار و بحر الرائق و غیرہا میں بھی تصریح ہے کہ ثانی اذان جمعہ بھی اعلام ہی کیلئے ہے۔ بحر میں ہے:

تکرارہ مشروع کما فی اذان الجمعۃ لانہ لاعلام الغائبین فتکریرہ مفید لاحتمال

عدم سماع البعض۔ الخ

[البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج ۱، ص ۴۵۸ کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

یعنی جمعہ کی اذان بھی غائبین کی اطلاع کو ہے لہٰذا خطبہ کے وقت دوبارہ کہنا مفید ہے۔ کہ شاید پہلی اذان غائبین نے نہ سنی ہو تو اب سن لیں گے۔ تو فتح الباری یا روح التوشیح کی عبارت سے فقہائے حنفیہ پر حجت بنانا غلط و باطل ہے ہمارے فقہائے حنفیہ کی تصریحات کے خلاف ہے جو ہرگز مقبول نہیں ہے انہوں نے جو کچھ لیا ہے وہ اپنے مذہب کی بنا پر، وہ ہمارے لئے دلیل نہیں اور ان کی شرع سے فتویٰ دینا بھی روا نہیں۔ اور بین یدی المنبر یا عند المنبر پر جو کچھ مولوی مذکور نے لکھا ہے وہ بھی تحقیق کے خلاف ہے اور تصریحات علمائے معتمدین کے مخالف ہے ہم نے اپنے بعض فتاویٰ میں اس پر مفصل کلام کیا ہے اور ائمہ اعلام اور فقہائے معتمدین کے ارشادات سے ثابت کیا ہے کہ بین یدی المنبر یا عند المنبر سے مسجد کے اندر اذان دینے کی اجازت نہیں ہوتی ہے واللہ الھادی و ھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہ قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی
مرکزی دار الافتاء ۸۲ر سوداگران بریلی شریف
۳ر ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

مسئلہ: ۸۹

اذان ثانی داخل مسجد ہونا چاہئے یا خارج مسجد؟
بعد اذان صلوٰۃ پڑھنا شرعاً جائز ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:
جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر ہونی چاہئے یا باہر؟ اور صلوٰۃ کے پڑھنے کا کیا حکم شریعت۔ ہے؟
بینوا توجروا۔

رئیس احمد بلاس پور ضلع رامپور

الجواب

مسجد میں کوئی اذان جائز نہیں ہندیہ میں خانیہ سے ہے:

ینبغی ان یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد۔

[فتاویٰ ھندیہ، ج ۱، ص ۱۱۲، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی فی الاذان، دار الفکر بیروت]

ہدایہ وغیرہ کتب فقہ میں ہے:

والمکان فی مسألتنا مختلف۔

[ھدایہ- ج ۱، ص ۸۹، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، مجلس برکات مبارکپور]

فتح القدیر میں اس کے تحت ہے:

أی المعهود اختلاف مکانهما وهو کذالك شرعاً والاقامة فی المسجد ولا بد واما الاذان فعلی المئذنة۔فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لایؤذن فی المسجد۔

[فتح القدیر- ج ۱، ص ۲۵۰، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، برکات رضا گجرات]

اسی کے باب الجمعہ میں ہے:

هو ذکر الله فی المسجد ای فی حدوده لکراهة الاذان فی داخله۔

[فتح القدیر- ج ۲، ص ۵٦، کتاب الصلاۃ، باب صلوٰۃ الجمعة، برکات رضا گجرات]

طحطاوی علی المراقی میں قہستانی سے ہے:

یکره ان یؤذن فی المسجد۔

[طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ص ۱۹۷، دار الکتب العلمیة بیروت]

ان عبارتوں سے ظاہر کہ اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے اور خاص موضع صلاۃ میں اذان دینا مکروہ وخلاف سنت ہے بلکہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنن ابوداؤد میں مروی:

انه کان یؤذن بین یدی رسول الله ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر و عمر۔

[سنن ابو دائود- ج ۱، ص ۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعة، اصح المطابع]

یعنی حضور ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے جب یہ حضرات منبر پر تشریف

رکھتے اذان جمعہ دروازۂ مسجد پر ہوتی، اور صلاۃ بعد اذان جائز و مستحسن اور صدہا برس سے معمول مسلمین جملہ بلاد وامصار ہے درمختار میں ہے:

التسليم بعد الاذان حدث في ربيع الآخر سنة احدى و ثمانين و سبعمائة في عشاء ليلة الاثنين الى قوله وهو بدعة حسنة۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[درمختار مع شامی-ج ۲، ص ۵۷، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دارالکتب العلمیۃ بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

مسئلہ: ۹۰

کیا بوقت اقامت شروع تکبیر میں کھڑا ہونا چاہئے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

صوفی جمیل صاحب ساکن مورھانے اظہر جمیل میں چند کتابوں کے حوالے سے یہ ثابت کیا ہے کہ وقت تکبیر شروع ہی میں کھڑا ہونا چاہیئے وہ حوالے یہ ہیں۔ درمختار میں ہے: والقيام حين قيل حي على الصلوٰة الخ دوسرا حوالہ فتح الباری شرح بخاری ج ۲ ص ۱۰۰ ''ان بلالا يراقب خروج النبي الخ'' تیسرا حوالہ درمختار کی شرح طحطاوی جلد ا ص ۱۳۳۱ ''والظاهر انه احتراز عن التاخر لاللتقديم الخ''

ان عبارات سے صوفی مذکور نے یہ ثابت کیا ہے کہ شروع تکبیر میں کھڑا ہونا چاہیئے جبکہ مسئلہ یہ ہے کہ شروع تکبیر میں کھڑا ہونا مکروہ وسنت کے خلاف ہے۔ چونکہ یہاں اہل سنن میں اس کتاب کے ذریعہ اختلاف شدید کا اندیشہ ہے لہٰذا اس کا جواب مع ردجلد از جلد دینے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

مستفتی: ذاکر مشہور

الجواب

فی الواقع ہمارے ائمہ ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک امام ومقتدی کو حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے درمختار میں آداب نماز میں فرمایا:

والقیام لامام ومؤتم حین قیل حی علی الفلاح۔

[رد المحتار–ج۲،ص۱۷۷، کتاب الصلوٰۃ،باب صفۃ الصلوٰۃ،دار الکتب العلمیۃ بیروت]

ہندیہ میں ہے:

یقوم الامام والقوم اذاقال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثۃ ھو الصحیح کذا فی المضمرات۔

[فتاویٰ عالمگیری،ج۱،ص۱۱٤، کتاب الصلوٰۃ،الباب الثانی فی الاذان والاقامۃ وکیفیتھما،دار الفکر بیروت]

اور شروع تکبیر سے کھڑا ہونا باتفاق ائمہ مذہب حنفی مکروہ ہے لہٰذا مسجد میں اثناء اقامت داخل ہونے والے کا حکم ہے کہ وہ بیٹھ جائے اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہو۔ کہ کھڑے ہوکر ختم اقامت کا انتظار مکروہ ہے اسی در مختار میں ہے:

دخل المسجد والمؤذن یقیم قعدالی قیام الامام فی مصلاہ۔

[در مختار–ج۲،ص۷۱، کتاب الصلوٰۃ،باب الاذان،دار الکتب العلمیۃ بیروت]

ردالمحتار میں ہے:

ویکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذابلغ المؤذن حی علی الفلاح۔

[رد المحتار–ج۲،ص۷۱، کتاب الصلوٰۃ،باب الاذان،دار الکتب العلمیۃ بیروت]

اور طحطاوی کی عبارت منقولہ حجت نہیں کہ یہی طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں ابتدائے اقامت سے کھڑے رہنے کو مکروہ فرمارہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

ویفھم منہ کراھۃ القیام ابتداء الاقامۃ والناس عنہ غافلون۔

[طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح–ص۲۷۸، فصل من آدابھا الخ، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

صوفی مذکور نے درمختار کی عبارت تو نقل کی مگر یہ نہ سمجھا کہ وہ اس کیلئے مفید مدعا نہیں یہی حال اس حدیث منقول کا ہے کہ اس میں ارشاد حضور علیہ الصلاۃ والسلام صاف موجود کہ:

لاتقو مواحتی ترونی قدخرجت۔

[الصحیح لمسلم ،ج۱،ص ۲۲۰، کتاب المساجد، باب متیٰ یقوم الناس للصلوۃ مجلس برکات مبارکپور]

یعنی کھڑے مت ہو جب تک کہ مجھے حجرہ شریفہ سے نکلتا نہ دیکھ لو اور یہ فرمان خود شروع سے مانع قیام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ القوی
شب ۲۰ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: ۹۱

قبل اذان درود شریف پڑھنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

اذان سے پہلے تین مرتبہ مؤذن صاحب مائک میں بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہیں اذان ہی میں نہیں بلکہ تکبیر اور صلوٰۃ میں بھی درود شریف پڑھتے ہیں بلند آواز سے۔ درود شریف یہ ہے اللھم صل علیٰ سیدنا ومولٰنا محمد و علیٰ اٰل سیدنا و مولٰنا محمد وبارك وسلم۔ ضروری تحریر یہ ہے کہ تمامی کانپور کی مسجدوں میں صرف اذان ہی ہوتی ہے اور اذان وصلوٰۃ بہت کم ہوتی ہے لیکن کہیں بھی مائک سے درود شریف نہیں پڑھا جاتا۔ فقط والسلام

مستفتی: حاجی رمضان علی کانپور

الجواب

اذان سے قبل درود شریف پڑھنا جائز ہے مگر مائک میں نہ پڑھیں، ایسی بات سے بچنا چاہیئے جو کہ موجب تنفیر واعتراض ہو اور درود شریف آہستہ پڑھ لیا کریں۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ القوی

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ: ۹۲

تکبیر کہتے وقت مؤذن کے ساتھ کھڑا ہونا چاہیے یا حی علی الفلاح پر؟
داڑھی منڈے کی اذان کا حکم!

مہربان نسبت کے رہبر اعلیٰحضرت کے جانشین ہم سنیوں کے پیشوا و رہنما مفتی اعظم (فاضل بریلوی)! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دیگر ہم سنی مسلمانوں کی آپ سے گذارش ہے ہمیں کچھ فتووں کی ضرورت ہے برائے مہربانی ہمیں فتویٰ بھیجنے کی تکلیف گوارہ کریں آپ سے گذارش یہ ہے کہ بمبئی علاقے میں دوسئی نالوقہ کے ماتحت ایک قصبہ ہے جس کا نام آگاشی ہے یہاں شریعت کے خلاف کچھ لوگ شر پھیلا رہے ہیں جس کی تحریر ہم نیچے پیش کررہے ہیں اس کا جواب برائے مہربانی جلد از جلد دینے کی تکلیف گوارا کریں یہ آپ سے ہم سنیوں کی التجا ہے اس قصبہ میں ۴۵ سے ۵۰ گھر کے مسلمانوں کی آبادی ہے یہاں ایک مسجد ہے جس میں پانچوں وقت نماز بہ اذان ہوتی ہے اس وجہ سے اس مسجد میں ایک پیش امام (جو سنی حنفی ہے) اور ایک موذن رکھا گیا ہے نماز میں پنج وقتہ ۸-۱۰ رنمازی ہوتے ہیں اور جمعہ کے روز ۵۰-۵۷ نمازی ہوجاتے ہیں مگر اس میں کچھ شریعت کے خلاف اختلافات پیدا ہوگئے ہیں اسلئے ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں نیچے کی تحریر کے مطابق کچھ فتویٰ بھیجنے کی زحمت گوارہ کریں یہی ہم غریب سنیوں کی آپ سے التجا ہے۔

سوال نمبر (۱) ہمارے یہاں مسجد میں جماعت کھڑی ہونے کے وقت صلوٰۃ وتکبیر دینے کیلئے موذن کھڑا ہوتا ہے تب ساتھ میں امام اور کچھ مقتدی کھڑے ہوجاتے ہیں تو کیا مؤذن کے ساتھ جماعت کیلئے کھڑا ہونا چاہیئے یا حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح پر کھڑے ہونا چاہیئے ہمارے علمائے دین کا کیا فیصلہ ہے؟

سوال نمبر (۲) یہاں موذن جوان لڑکا ہے جس کی عمر کم از کم ۱۸ ر سے ۲۰ سال کی ہوگی وہ داڑھی صاف کرواتا ہے اور اذان دیتے وقت آگے پیچھے دائیں بائیں دیکھتا ہے اور ہنستا ہے کیا اسکی اذان یا تکبیر ہوسکتی ہے اور تکبیر کہتے وقت ہاتھ بھی باندھ کے رکھتا ہے تو اس کیلئے شریعت کا کیا حکم ہے اور ہمارے علمائے دین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

مہربانی کرکے ان تینوں سوالوں کا جلد جواب دینے کی تکلیف گوارا کریں یہ آپ سے التجا ہے

ہمیں آپ سے پوری پوری امید ہے کہ آپ ضرور ان سوالات کا جواب دیں گے اس خط کے ساتھ ہم اپنے پتہ کا پورا پورا پاکٹ روانہ کرر ہے ہیں دیگر آپ کے غریب مسلم ناچیز۔

مستفتی

ایم۔ایس۔سید ٹیلر ماسٹر پولس اسٹینڈ کے پاس
موضع وپوسٹ آگاشی 401301،مہاراشٹر

الجواب

(۱) امام ومقتدی کوحی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہئے اور شروع اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

عالمگیری میں ہے:یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثة هوالصحيح كذا فی المضمرات۔

[فتاویٰ عالمگیری، ج۱،ص ۱۱٤، کتاب الصلوٰۃ،الباب الثانی فی الاذان،دارالفکربیروت]

ردالمحتار میں ہے:

یکرہ له الانتظار قائما ولكن يقعد ثم يقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح۔

[رد المحتار– ج۲،ص ۷۱، کتاب الصلوٰۃ،باب الاذان،دارالکتب العلمیة بیروت]

طحطاوی علی المراقی میں ہے:

یفهم منه كراهة القيام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

[طحطاوی علی مراقی الفلاح–ص۲۷۸، کتاب الصلوٰۃ،فصل من آدابها،دارالکتب العلمیة بیروت]

(۲) اسکی اذان مکروہ وخلاف سنت ہے موذن ایسا ہو جو متقی ہو اور وجہ مسنون پر اذان دے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ
شب ۲۶؍جمادی الآخرہ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب۔واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ: ۹۳

کچھ لوگ باریش ہیں، کچھ بے ریش تو اذان کس کو دینا چاہیے؟ بے وضو اذان دینا کیسا؟

ازقصبہ پھیرہ ضلع علیگڑھ

منجانب غلام کبریا آرزو چشتی قادری غفرلہ

مخدومی حضرت مفتی اعظم ہند اہل سنت و جماعت بریلی شریف السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

ایک مسجد میں چند آدمی ہیں جن میں کچھ داڑھی منڈے اور کچھ باریش ہیں اذان کا وقت ہونے پر اذان کس کو پڑھنی چاہیئے؟ کیا داڑھی منڈے کی اذان بلا کراہت درست ہوگی اگر نہیں تو کیوں؟ کیا وضو پر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ جس طرح باوضو اور بلا وضو دونوں کی اذان بلا کراہت درست ہے ایسے ہی باریش کی اذان؟ مختصر مگر مدلل جواب سے نوازیں۔ فقط

مستفتی: احقر آرزو غفرلہ

الجواب

فاسق کی اذان مکروہ بلکہ صاحب درمختار نے اسکے نادرست ہونے پر جزم فرمایا:

جزم المصنف بعدم صحة اذان مجنون ومعتوہ و صبی لا یعقل قلت و کافر و فاسق لعدم قبول قولہ فی الدیانات۔

[درمختار، ج ۲، ص ۶۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دارالکتب العلمیة بیروت]

اور بے وضو پر قیاس کیونکر مقصود؟ کہ بے وضو اذان دینا بھی مکروہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۱۹ رمحرم الحرام ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: ۹۴

اذان کے بعد صلوٰۃ پڑھنا جائز ہے اور سیکڑوں برس سے رائج بین المسلمین ہے! نماز کے بعد حضور علیہ السلام پر سلام پڑھنا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) اذان کے بعد صلاۃ پڑھنا کیسا ہے؟

(۲) بعد نماز حضور نبی کریم ﷺ پر سلام پڑھنا کیسا ہے؟ بحکم شریعت مطہرہ شرعی ثبوت بحوالہ کتب مطلع فرمائیں عین عنایت ہوگی۔

مستفتی: نوری اصغر علی جیلانی، احمد حسین وغیرہ
ساکنان موضع بھوجی پورہ پیپل سانہ ضلع بریلی شریف

الجواب

جائز و مستحسن ہے اور تمام دیار و امصار میں سینکڑوں برس سے رائج بین المسلمین ہے۔ درمختار میں ہے:

التسليم بعد الأذان حدث في ربيع الآخر سنة سبعمائة و احدى و ثمانين في عشاء ليلة الاثنين ثم يوم الجمعة ثم بعد عشر سنين في الكل الاالمغرب ثم فيها مرتين و هو بدعة حسنة۔ الخ۔ [در مختار - ج ۲، ص ۵۷، كتاب الصلوٰة، باب الاذان، دارالكتب العلمية بيروت]

امام شعرانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں کہ مصر میں روافض کے دور حکومت میں اذان کے بعد خلیفہ اور اس کے وزراء پر تسلیم کا طریقہ تھا یہاں تک کہ جب حاکم بامر اللہ کی وفات ہوئی اور اسکی بہن کو والی کیا تو اسے اور اسکی وزیرات کو سلام کرتے تھے تو جب بادشاہ عادل صلاح الدین ایوبی نے تمام حکومت سمجھ لی تو انہوں نے بدعتیں ختم فرمائیں اور حضور علیہ السلام پر صلاۃ و سلام کا حکم دیا اور تمام شہروں اور دیہاتوں کے باشندوں کو یہی حکم فرمایا تو اللہ انہیں جزائے خیر دے۔ کشف الغمہ میں فرماتے ہیں:

كان في ايام الروافض بمصر شرعوا التسليم على الخليفة ووزراءه بعد الأذان الى ان توفي الحاكم بأمر الله وولوا اخته فسلموا عليها و على وزرائها من النساء فلما تولى الملك العادل صلاح الدين بن ايوب ابطل هذه البدع وامر المؤذنين بالصلاة والتسليم على رسول الله ﷺ بدل تلك البدعة و امر بها اهل الامصار و القرى فجزاه الله خيرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ بھی جائز و مستحسن ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کافی:

يآيها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما۔

[سورة الاحزاب۔آیت ۵۶]

اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی کریم ﷺ پر درود وسلام کا حکم مطلق بے قید وقت وکیفیت فرمایا تو کسی خاص وقت میں ممانعت کا مدعی قرآن وحدیث سے دلیل دے اور ہرگز دلیل نہ دے سکے گا۔ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۷/ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: ۹۵

صلوٰۃ پڑھنا کیسا ہے؟ اذان وصلوٰۃ کے درمیان کتنا وقفہ ہونا چاہئے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

ہمارے محلے میں چند دنوں سے صلاۃ کا آغاز ہوا ہے جس کی وجہ سے کچھ نام نہاد مسلمان (یعنی دیوبندی) حضرات بہت ناراض ہیں اور صلاۃ بند کرنے کی سعی میں لگے ہوئے ہیں لہٰذا اس کے متعلق مدلل ومفصل حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں اور صلاۃ واذان کے درمیان کتنا وقفہ ہونا چاہئے؟ حضور والا سے گذارش ہے کہ دشمنوں کا دنداں شکن جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: شاہد حسین رضوی محلہ مکرانہ قصبہ بانگر ضلع اناؤ

الجواب

صلاۃ بعد اذان بلاشبہ جائز ومستحسن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مطلق حضور سرور عالم ﷺ پر صلاۃ وسلام عرض کرنے کا حکم دیا اور کسی وقت میں ممانعت نہ فرمائی۔ قال اللہ تعالیٰ:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً

[سورۃ الاحزاب، آیت-۵۶]

اور جب اللہ تعالیٰ نے حکم مطلق دیا اور کوئی وقت مقرر نہ فرمایا تو جس وقت بھی سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام پر درود شریف پڑھا جائے اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ہوگی تو جوازِ صلاۃ مروجہ کے لئے یہی کافی اور جو منع کرتا ہے وہ اللہ کے حکم سے روکتا ہے۔ بلا دلیل قرآن کریم کے حکم کو مقید کرنا اور قرآن

کریم پر افترا کرنا ہے۔ دلیل ممانعت اس کے ذمہ ہے وہ قرآن وحدیث سے ممانعت دکھائے اور ہرگز نہ دکھا سکے گا تو اس کا منع کرنا ہی خود ممنوع وناجائز و بدعت سیئہ ہے۔ قال تعالیٰ:

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ–الآية

[سورة النحل، آیت–١١٦]

بالجملہ صلاۃ مروجہ باتفاق علماء جائز ومستحسن اور صدہا سال سے رائج ہے۔

درمختار میں ہے:

"التسليم بعد الاذان حدث في ربيع الآخر سنة سبع مائة واحدى و ثمانين في عشاء ليلة الاثنين ثم يوم الجمعة ثم بعد عشر سنين في الكل الا لمغرب ثم فيها مرتين وهو بدعة حسنة"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[در مختار ج ۲، ص ۵۷، کتاب الصلوٰة، باب الاذان، دار الكتب العلمية بيروت]

اور صلاۃ واذان کے درمیان تین آیت کی مقدار فاصلہ ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۵/ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ: ۹٦

اذان ثانی کہاں دینا چاہئے؟ مسجد کے اندر یا باہر؟ اذان ثانی کا رواج اندرون کہاں سے چلا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

اذان ثانی مسجد کے اندر دینا جائز ہے یا نہیں نیز اذان ثانی کا رواج کہاں سے چلا کس نے ایجاد کیا دلائل وبراہین سے مع عبارت وکتب صحیحہ سے واضح ومفصل طور پر بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ بینوا توجروا

مستفتی: محمد کمال احمد قادری گونڈوی امام وخطیب مسجد .W.C.L کوربا بلاسپور

الجواب

خاص موضع صلاۃ میں (کہ فی الحقیقۃ مسجد وہی ہے) کوئی اذان دینا جائز نہیں بلکہ مکروہ تحریمی

ہے۔فقہا یک زبان ہیں::

یکرہ ان یؤذن فی المسجد۔

[طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح ، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ص ۱۹۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

لہٰذا اذان خطبہ خارج مسجد حدود مسجد خطیب کے سامنے دی جائے کہ یہی مسنون ہے اور اندرون مسجد اذان خطبہ غالباً ہشام بن عبدالملک نے دلوائی تھی تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ دیکھئے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۹۷

تبلیغی نصاب کا پڑھنا سننا کیسا؟ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد بسم اللہ شریف پڑھنا کیسا؟ کیا قربانی کی کھال یا فطرے کا روپیہ مسجد یا مدرسے میں لگا سکتے ہیں؟ تکبیر بیٹھ کر سننا چاہئے یا کھڑے ہو کر؟ دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

سوال نمبر (۱) نماز کے بعد تبلیغی نصاب کا پڑھنا یا سننا کیسا ہے؟

سوال نمبر (۲) نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد بسم اللہ شریف پڑھنا چاہئے یا نہیں؟

سوال نمبر (۳) فطرہ یا قربانی کی کھال کے روپیہ کو مدرسہ کی عمارت میں لگا سکتے ہیں یا مدرسہ کے معلم کو تنخواہ دے سکتے ہیں؟

سوال نمبر (۴) تکبیر بیٹھ کر سننا چاہئے یا کھڑے ہو کر کون سا طریقہ افضل ہے؟

سوال نمبر (۵) دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

مستفتی: جمیل احمد موضع ڈڈیا ئے شادی ضلع رامپور

الجواب

(۱) تبلیغی نصاب تبلیغی جماعت کی کتاب ہے اور تبلیغی جماعت دیوبندی عقائد کفریہ کی مبلغ ہے لہٰذا تبلیغی نصاب پڑھنا جائز نہیں کہ اس میں بدمذہبی کی باتیں ہونا کوئی بعید نہیں اور بادی النظر میں ان بد

دینوں کی عظمت دل میں آنا تو ضرور ہوگا اور یہ مسلمان کے ایمان کو غارت کرنے کیلئے کافی ہے۔ لہٰذا تبلیغی جماعت کے دیکھنے سننے سے سخت احتراز فرض ہے اور دیوبندی، تبلیغی، وہابی یا کسی بھی بدمذہب کی اقتدا جائز نہیں اور ان لوگوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) پڑھ سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زکوٰۃ وفطرہ وعشر صدقات واجبہ کی رقوم کا مستحق فقیر مسلم ہے اسے دیکر مالک بنادیں پھر اس کی خوشی سے مدرسہ یا مسجد کیلئے لے لیں یوں جائز ہے اور ابتداءً فقیر کو بے دیے یہ رقوم مدرسہ وغیرہ پر صرف کرنا جائز نہیں اور اس صورت میں زکوٰۃ فطرہ ادا نہ ہوں گے چرم قربانی کی رقم مدرسہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں کہ اسے فقیر پر صدقہ کرنا واجب نہیں بلکہ اختیار ہے کہ اسکے عین کو باقی رکھتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھائے یا چرم کو کسی باقی رہنے والی چیز سے بدل لے یا چرم کو خواہ اسکی قیمت کو صدقہ کردے البتہ اگر چرم کو اسلئے بیچا تھا کہ اس کے دام خود پر اٹھائے گا تو اب اسے فقیر مسلم پر صدقہ کرنا واجب ہے اور بغیر حیلۂ مذکورہ مدرسہ کو دینا جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) کھڑے ہوکر تکبیر سننا مکروہ ہے اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے درمختار میں ہے:

دخل المسجد و المؤذن یقیم قعد الی قیام الامام فی مصلاہ

[در مختار، ج۲، ص ۷۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

ردالمحتار میں اس کے تحت ہے:

ویکرہ له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[رد المحتار، ج۲، ص ۷۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

شب یکم ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ

مسئلہ: ۹۸

داڑھی منڈے کو فاسق کہنا کیسا؟ داڑھی کی شرعی مقدار کیا ہے؟
داڑھی منڈے سے اذان کہلوانے کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) جو شخص داڑھی منڈائے اسے لغوی اور شرعی اعتبار سے کس نام سے موسوم کریں گے۔ کیا اسے فاسق کہنا غلط ہے؟

(۱) دو ایسے اشخاص جن میں ایک کی داڑھی ہو اور دوسرا داڑھی منڈاتا ہو ان میں اذان کہنے کا زیادہ مستحق کون ہے؟

(۲) داڑھی شرعی اعتبار سے کتنی ہونی چاہئے؟

مستفتی: افتخار علی خاں پنت نگر نینی تال

الجواب

داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم کرانا اور انکی عادت، گناہ کبیرہ ہے: درمختار میں ہے:

یحرم علی الرجل قطع لحیتہ۔

[درمختار- ج۹،ص ۵۸۳، کتاب الحظر و الاباحۃ،باب الاستبراء،دارالکتب العلمیۃ بیروت]

اور داڑھی کی حد شرع یکمشت ہونا ہے اسی میں ہے:

والسنۃ فیھا القبضۃ

[درمختار- ج۹،ص ۵۸۳، کتاب الحظر و الاباحۃ،باب الاستبراء،دارالکتب العلمیۃ بیروت]

اور اعلانیہ گناہ کا مرتکب فاسق معلن ہے داڑھی منڈا ہو یا کوئی اور پھر داڑھی منڈے سے اذان کہلانا ناجائز وگناہ ہے۔ حدیث میں ہے:

من استغمل رجلا من عصابۃ و فی تلك العصابۃ من ھو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ وخان رسولہ وخان المؤمنین۔

[المستدرك علی الصحیحین، ج٤،ص ١٠٤ کتاب الاحکام،حدیث-٧٠٢٣،دارالکتب العلمیۃ بیروت]

جو کسی جماعت سے ایسے کو کام پر مقرر کرے کہ دوسرا اس جماعت میں اللہ و رسول کو اس سے زیادہ پسندیدہ ہو تو اس نے اللہ و رسول اور عام مسلمانوں سے خیانت کی واللہ تعالیٰ اعلم۔ [مزید تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کا مبارک رسالہ لمعة الضحیٰ فی اعفاء اللحی کا مطالعہ کریں]

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۹/ جمادی الآخرہ ۱۴۰۷ھ

مسئلہ: ۹۹

مسجد کے اندر اذان پڑھنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

مسجد کے اندر اذان کہنا خواہ نماز پنجگانہ ہو یا نماز جمعہ کیسا ہے؟

الجواب

مسجد میں کوئی اذان دینا جائز نہیں اذان حدود مسجد میں خارج مسجد، مسجد کی جگہ پر مسنون ہے۔ خاص موضع صلاۃ میں اذان جمعہ ہو یا پنجگانہ نمازوں کی اذان باتفاق فقہا منع ہے۔

عامۂ فقہا کا قول ہے:

یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القھستانی عن النظم۔

[حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص۱۹۸، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیة بیروت]

تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ ملاحظہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۱۰۰

کیا اذان کے بعد صلاۃ کی جگہ سلام پڑھنا درست ہے؟

بملاحظہ عالی حضور محبوب الفقہا نبیرۂ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان حضرت علامہ اختر رضا خاں قبلہ ازہری بریلی شریف! السلام علیکم

مؤدبانہ دست بستہ التماس ہے کہ ایک قصبہ میں مسجد ہے جس کے پیش امام ایک حافظ صاحب ہیں اور یہ مسجد انہیں کے بزرگوں نے بنوا کر عام مسلمین کی عبادت کیلئے وقف کردی ہے ۱۹۷۵ء کے ایک شخص نے ختم تہجد سے صلاۃ کہنا شروع کرایا تھا۔ اور پھر فجر کی اذان ہوتی تھی یہ حافظ صاحب یہی فروری ۱۹۷۶ء سے یہاں پیش امام ہیں ان حافظ صاحب کو کانوں سے کچھ کم سنائی دیتا ہے اب چند دنوں سے حافظ صاحب نے یہ کہنا شروع کیا کہ صلاۃ میں صلوٰۃ کے بجائے سلام پڑھتے ہو پڑھنے والا قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں صلوٰۃ ہی پڑھتا ہوں۔ اذان اور صلاۃ اسپیکر پر ہوتی ہیں۔ حافظ صاحب کے علاوہ کوئی اور اس کو نہیں کہتا ہے اور اس صلاۃ سے سارے قصبہ کے لوگوں کے لئے فائدہ ہے، ہر شخص اٹھ کر اپنے گھر کے کام میں لگ جاتا تھا۔ تاریخ ۲۰، ۲۱ ماہ ربیع الاول شریف میں یہاں علامہ مفتی محمد اشفاق حسین صاحب نعیمی صدر دار العلوم اسحاقیہ جودھپور راجستھان کے جو کہ تقریر کے سلسلے میں دعوت نامہ پر تشریف لائے ہوئے تھے ان حافظ صاحب نے معلوم کیا کہ صلاۃ میں صاد کے بجائے سین پڑھا جائے تو کیا ہے انہیں قبلہ وکعبہ مفتی صاحب موصوف نے فرمایا۔ کوئی حرج نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن حافظ صاحب اور صدر کو اتنی تکلیف ہوگئی کہ صلاۃ بند کردی۔

اس قصبے کے لوگوں کو کچھ احساس ہوا لیکن صلاۃ کہنے والوں کو بہت صدمہ پہونچا براہ کرم آپ ہی اپنے شرعی احکام سے اسکے مطابق آگاہی بخشیں عین نوازش ہوگی۔ فقط والسلام

مستفتی: غلام عزیز خان اکرمی بمقام زمیندار صاحب
ملہا دگڑھ ضلع منڈسپور ایم پی

الجواب

حضرت مفتی اشفاق صاحب نے صحیح فرمایا دونوں پڑھنا جائز ہے اور انکی حرکت سخت قبیح اور صلاۃ کا بند کرنا قبیح تر اور مسلمانوں کو ناحق آزار پہنچانا ہے جس سے توبہ لازم ہے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۱۰۱

صلوٰۃ پکارنا کیسا ہے؟ کیا درود شریف پڑھنے کے لئے کوئی وقت متعین ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

صلوٰۃ کا پکارنا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں کی مسجد میں فجر وظہر وعصر وعشاء کی جماعت سے پانچ منٹ قبل الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ الصلاۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ الصلاۃ والسلام علیک یا نبی اللہ کی صدا بلند ہوتی ہے کہ ہر نمازی کو معلوم ہو جائے کہ اب جماعت تیار ہے صرف پانچ منٹ باقی ہیں یہ صلوٰۃ عرصہ طویل سے ہوتی چلی آرہی ہے لیکن اب موجودہ امام صاحب نے بند کروادی اور انکا یہ کہنا ہے کہ اذان مشروع ہے اور صلوٰۃ قرآن وحدیث سے یا کہیں سے ثابت نہیں اور نہ ہی دوسری جگہ ہوتی ہے ان کا کہنا ہے کہ اگر یہ قرآن وحدیث سے ثابت کردیں تو ہم کہلا دیں گے لہٰذا برائے کرم مفصل مدلل حکم شریعت سے آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

مستفتی: محمد مشتاق حسین بزریہ جلال نگر شاہ جہانپور

الجواب

یہ تثویب ہے یعنی اعلان نماز بعد اعلان اول اور اس کیلئے کوئی صیغہ مقرر نہیں ہے اور متاخرین کے نزدیک تثویب تمام نمازوں کے لئے مستحسن ہے۔ شرح وقایہ میں ہے:

واستحسن المتأخرون تثویب الصلوٰۃ کلھا۔

[شرح وقایہ، ج۱، ص ۱۳۵، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، برکات رضا گجرات]

اور درود شریف مطلقاً جائز ومندوب وشرعاً بے قید وقت مطلوب ہے قال تعالیٰ:

یایھا الذین آمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما۔

[سورۃ الاحزاب، آیت-۵۶]

تو جس وقت درود بھیجا جائے حکم الٰہی کی تعمیل ہوگی اور کسی وقت خاص میں بے دلیل ممانعت شرعاً خود ممنوع وحرام ہے۔ امام مذکور دلیل دے کہ یہ حکم الٰہی کس دلیل سے مقید ہے؟ اور اس وقت صلاۃ وسلام سے ممانعت کونسی آیت یا کونسی حدیث میں آئی ہے؟ اور وہ دلیل نہیں دے سکتا تو اسے ازخود منع کرنے کا کیا حق اور سنیوں سے دلیل کا مطالبہ کیا معنی؟ ہاں شرعاً ہم نے دلیل دی اور بحمدہ تعالیٰ خود آیت کریمہ سے صلاۃ مروجہ کا جواز بتادیا اور اس کا جزئیہ خاص درمختار میں ہے:

التسلیم بعد الاذان حدث فی عشاء لیلۃ الاثنین سنۃ احدی و ثمانین و سبعمائۃ ثم

بعد عشر سنين حدث فى الكل الا المغرب ثم فيها مرتين و هو بدعة حسنة۔

[درمختار، ج ۲، ص ۵۷، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دارالکتب العلمیۃ بیروت]

نیز کشف الغمہ امام شعرانی میں صلوٰۃ مروجہ کا جزئیہ معروفہ موجود ہے فلیراجع۔ امام مذکور کی وہابیت اس کے قول سے آشکار ہے اسکی اقتدا سے پرہیز کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۲۱ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

مسئلہ: ۱۰۲

کیا مسجد کے اندر اذان دینا حدیث وفقہ سے ثابت ہے؟

محترمی ومکرمی جناب مفتی صاحب قبلہ وکعبہ مدظلہ العالی!

سلام ورحمت بیکراں خیریت طرفین نیک مطلوب!

علمائے کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ:

ہمارے یہاں جمعہ کی ثانی اذان ممبر کے سامنے یعنی کہ مسجد کے اندر دی جاتی ہے۔ تو ہمارے پیش امام صاحب کہتے ہیں کہ مسجد کے اندر اذان دینا حدیث وفقہ کی کسی کتاب سے اسکا ثبوت نہیں ہے اور مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے لہٰذا اذان مسجد کے باہر منبر کے سامنے دی جائے تو برائے کرم صحیح مسئلہ کیا ہے؟ حدیث کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔ اس کا جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں۔ فقط

مستفتی: ابراہیم بن محمد بھائی، گجرات

الجواب

صحیح وہی ہے جو امام صاحب نے کہا حدیث میں ہے:

كان يؤذن بين يدى رسول الله ﷺ اذا جلس على المنبر يوم الجمعة على باب المسجد و ابى بكر و عمر

[ابو دائود- ج ۱، ص ۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعۃ، اصح المطابع]

یعنی حضور سرور عالم ﷺ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں اذان دروازۂ مسجد پر جمعہ کے دن منبر کے سامنے ہوتی تھی۔ یہ حدیث حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی سنن میں روایت فرمائی۔ عالمگیری میں ہے:

ینبغی أن یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد۔

[فتاویٰ عالمگیری، ج۱، ص ۱۱۲، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامة، دار الفکر بیروت]

ایسا ہی فتاویٰ قاضی خاں اور دوسری بہت سی کتابوں میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۲۰ ربیع الاول ۹۸ھ

مسئلہ: ۱۰۳

کیا اذان ثانی خارج مسجد ہونے پر کوئی دلیل ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمائے دین مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں اس مسئلے میں کہ ہمارے موضع شمس پور میں شروع سے اب تک منبر کے قریب اذان ثانی ہوتی تھی اسی دوران ہماری مسجد میں ایک امام آئے اور انہوں نے باہر اذان ثانی کہلانی شروع کردی اور وہ اب بھی یہی کہتے ہیں کہ سنت رسول یہی ہے کہ اذان ثانی خارج مسجد ہونی چاہئے اس پر زید نے یہ اعتراض کیا کہ میں دہلی اور علیگڑھ گیا اور میں نے وہاں جاکر مولوی لوگوں سے معلوم بھی کیا تو یہی معلوم ہوا کہ ایسی کوئی روایت نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ اذان ثانی باہر ہونی چاہئے لہٰذا امام اور زید کے بارے میں شریعت کی رو سے فرمایئے کون حق پر ہے اور کون باطل پر؟ جلد از جلد مدلل طریقہ سے جواب ارشاد فرمادیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے آمین۔

الجواب

امام مذکور کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ انہوں نے ایک سنت جمیلہ کا اجرا فرمایا بے شک اذان خارج مسجد ہی مسنون ہے اور مسجد کے اندر کوئی اذان جائز نہیں۔ فقہائے کرام بالاتفاق فرماتے ہیں:

لایؤذن فی المسجد ویکرہ ان یؤزن فی المسجد۔

[حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح،ص۱۹۷، کتاب الصلوٰۃ،باب الاذان،دارالکتب العلمیۃ بیروت]

عالمگیری میں فتاویٰ قاضی خاں سے ہے:

ینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ او خارج المسجد ۔

[عالمگیری،ج۱،ص۱۱۲، کتاب الصلوٰۃ،الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامۃ،دارالفکر بیروت]

علامہ کمال الدین ابن ہمام فتح القدیر باب جمعہ میں فرماتے ہیں:

ھو ذکر اللہ فی المسجد أی فی حدودہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ۔

[فتح القدیر ج۲، ص۵۶، کتاب الصلوٰۃ،باب صلوٰۃ الجمعۃ،برکات رضا گجرات]

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنن ابی داؤد شریف میں حدیث مروی:

انہ کان یؤذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر و عمر۔

[ابوداؤد،ج۱،ص۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ،باب وقت صلوٰۃ الجمعۃ،اصح المطابع]

یعنی حضور سرور عالم ﷺ اور ابوبکر و عمر کے زمانے میں اذان جمعہ کے دن دروازہ مسجد پر منبر کے سامنے ہوتی اور کہیں منقول نہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ نے کبھی اذان مسجد کے اندر کہلوائی ہو۔ اگر یہ امر جائز ہوتا تو بیان جواز کیلئے کبھی حکم فرماتے۔ مزید تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کا رسالہ ''ایذان الاجر،فی اذان القبر'' کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۱۰۴

اذان کے بعد صلوٰۃ اور نماز کے بعد سلام پڑھنا کیسا؟ تکبیر بیٹھ کر سننا چاہئے یا کھڑے ہوکر؟

محترمی و مکرمی جناب مفتی صاحب زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

اس زمانے میں اذان کے بعد صلاۃ اور نماز کے بعد سلام پڑھنے کا رواج عام ہو رہا ہے۔ اور اس

طرف کے حضرات اس مسئلہ میں بہت زیادہ الجھے ہوئے ہیں۔اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ قد قامت الصلاۃ سے قبل کھڑا ہونا گناہ ہے کیا؟اسکی کچھ اصلیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے نیز امام کا بالقصد تکبیر کے درمیان بیٹھنا درست ہے یا نہیں۔

مندرجہ بالا مسائل کے بارے میں مدلل ومکمل فتاوی صادر فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

مستفتی۔نیو سمراٹ ٹیلر محلّہ مکریانہ اناؤ

الجواب

صلاۃ مروجہ جائز ومستحسن ہے کہ سوسال سے بلانکیر امصار ودیار میں رائج ومعمول مسلمین ہے۔در مختار میں ہے: التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الاخر سنة سبع مائة واحدی و ثمانین فی عشاء لیلة الاثنین

[الدر المختار، ج۲،ص ۵۷، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیہ بیروت]

اورنماز کے بعد سلام پڑھنا بھی شرعاً ممنوع نہیں اور جب شرعاممنوع نہیں تو بے شک مباح بلکہ مستحب ہے کہ قرآن کریم نے بے قید وقت سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے ۔قال تعالی:

ان الله و ملئكته يصلون على النبی يايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما۔

[سورۃ الاحزاب، آیت-۵۶]

توجب بھی درود وسلام پڑھا جائے حکم الہی کی تعمیل ہوگی تو بے دلیل جو منع کرتا ہے اسکا دعوی غلط وممنوع ہے۔واللہ تعالی اعلم

تکبیر بیٹھ کر سننا چاہئے اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہئے پہلے سے کھڑے ہو جانا مکروہ ہے۔

حدیث میں ہے:"لاتقوموا حتی ترونی قد خرجت"

[الصحیح لمسلم، ج۱، ص ۲۲۰، کتاب الصلوٰۃ، باب متیٰ یقوم الناس للصلوٰۃ، مجلس برکات، مبارکپور]

جب تک مجھے باہر آتا نہ دیکھومت کھڑے ہو۔ ہندیہ میں ہے:

یقوم الامام والقوم اذاقال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثة هو الصحيح۔ واللہ تعالیٰ علم۔

[الفتوىٰ الهندية، ج۱، ص۱۱٤، كتاب الصلوٰة الفصل الثانى فى كلمات الاذان والاقامة، دار الفكر بيروت]

درمختار وردالمختار میں ہے:

دخل المسجد والمؤذن يقيم قعدالى قيام الامام فى مصلاه يكره له الانتظار قائما ولكن يقعد ثم يقوم اذابلغ المؤذن حى على الفلاح۔

[در مختار ورد المحتار، ج۲، ص۷۱، كتاب الصلوٰة، باب الاذان، دار الكتب العلمية بيروت]

فقیر محمد اختر رضا ازہری قادری غفرلہ

۲۵/ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ: ۱۰۵

مسجد میں کوئی اذان جائز نہیں! تکبیر بیٹھ کر سنیں یا کھڑے ہوکر؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) اذان ثانی خارج مسجد ہو یا امام کے سامنے سنت کیا ہے؟ خارج مسجد یا اندر یا امام کے سامنے جو سنت ہو وہی مختصر سمجھائیں اور قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مدلل ومفصل دیجئے۔

(۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مندرجہ ذیل کے بارے میں کہ تکبیر بیٹھ کے سنیں یا کھڑے ہوکر؟ لوگ کہتے ہیں تکبیر کھڑے ہوکر سننا سنت ہے اور یہی ہونا چاہئے۔ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کے وقت کھڑے ہوکر تکبیر سنا کرتے تھے اور جماعت سیدھی کرتے تھے یہی سنت ہے لہذا اسکا بھی جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

مستفتی: عبدالصبور قادری بستوی پوسٹ ومقام ضلع بہرائچ شریف

الجواب

(۱) مسجد میں کوئی اذان جائز نہیں بلکہ خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے۔

ہندیہ و قاضی خان میں ہے:

لا یؤذن فی المسجد

[فتاویٰ قاضی خاں، ج۱، ص۵۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الفکر بیروت]

ھدایہ و عامۂ کتب میں ہے:

المکان فی مسألتنا مختلف

[ھدایہ اولین، ص۸۹، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، مجلس برکات مبارکپور]

اس پر فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے:

المعھود اختلاف مکانھما وھو کذالك شرعاً والاقامة فی المسجد ولا بد واما الاذان فعلی المئذنة۔فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لا یؤذن فی المسجد۔

[فتح القدیر– ج۱، ص۲۵۰، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، برکات رضا گجرات]

اسی کے باب الجمعہ میں ہے:

ھو ذکر الله فی المسجدای فی حدوده لکراھة الاذان فی داخله۔

[فتح القدیر، ج۲، ص۵۶، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعة، برکات رضا گجرات]

حدیث شریف میں ہے۔ جو حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

عن السائب ابن یزید انه کان یؤذن بین یدی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علیٰ باب المسجد وابی بکر وعمر

[ابوداؤد، ج۱، ص۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعة، اصح المطابع]

رسول کریم ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اذان دروازۂ مسجد پر منبر کے سامنے ہوتی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ، احکام شریعت وغیرہ دیکھیے۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۲) تکبیر کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے۔ علما فرماتے ہیں کہ تکبیر ہو رہی ہے اور اس دوران کوئی آیا تو اسے کھڑے ہوئے سننا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور موذن جب حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو

ہندیہ میں ہے: یقوم الامام والقوم اذابلغ المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثة هو الصحیح کذافی المضرات۔

[الفتاوی الهندیة، ج۱، ص۱۱٤، کتاب الصلوٰة، الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامة، دار الفکر بیروت]

درمختار وردالمحتار میں ہے:

دخل المسجد والمؤذن یقیم قعد الی قیام الامام فی مصلاہ ویکرہ له الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح

[درمختار ورد المحتار، ج۲، ص۷۱، کتاب الصلوٰة، باب الاذان، دار الکتب العلمیة بیروت]

اس مسئلہ میں تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ دوم دیکھیے۔ واللہ تعالی علم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

شب ۲۲ رمضان ۱۴۰۴ھ

صح الجواب۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئله: ۱۰۶

اذان ثانی مسجد کے باہر ہونا چاہئے! کیا حالت سجدہ میں پاؤں کی انگلی کا پیٹ زمین پر لگنا شرط سجدہ ہے؟ دونوں پاؤں کی کتنی انگلیوں کا زمین پر لگنا ضروری ہے؟ بعد نماز جو دعا مانگی جاتی ہے کیا وہ سنت مؤکدہ ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ھٰذا میں کہ:

(۱) جمعہ کی دوسری اذان جو ہوتی ہے وہ مسجد کے باہر سے جو کہ حکم ہے کہنے کا اسکے متعلق صحیح حدیث شریف وامام اعظم وفقہائے احناف کی عبارت عربی میں حوالہ ضرور نقل کردیں۔

(۲) نماز میں سجدہ کی حالت میں پاؤں کو انگلی کا پیٹ کا لگنا زمین پر شرط سجدہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ دونوں پاؤں کی کون کون اور کتنی ہیں درمختار کی عبارت نقل کردیں یا اور کوئی فقہ کی ضرور اس سے بہت لوگ

غافل ہیں۔

(۳) نماز ختم ہوتے ہی جو دعا مانگی جاتی ہے کیا وہ سنت موکدہ ہے؟ تو صرف فرض جماعت کے بعد یا تنہا بھی منفرد خواہ کتنے ہی رکعت کا کوئی نماز فرض و واجب سنت نفل بعد ختم رکعت سلام کے دعا مانگنا ضروری ہے؟ فقہائے کرام کے ارشادات عالیہ نقل کردیں مسائل کا جواب بہت جلد دیں۔

المستفتی: محمد ابراہیم محلہ قاضی پور کلاں گورکھپور

الجواب

(۱) سنن ابوداؤد شریف کی حدیث:

عن السائب بن یزیدانه کان یؤ ذن بین یدی رسول صلی الله علیه وسلم اذا جلس علی المنبریوم الجمعة علی باب المسجد و ابی بکر و عمر۔

[ابو دائود ج۱، ص ۱۵۵، کتاب الصلوٰۃ، باب وقت صلوٰۃ الجمعة، اصح المطابع]

یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اور شیخین کے عہد میں اذان منبر کے سامنے جمعہ کے دن دروازۂ مسجد پر ہوتی تھی۔ اسی لئے جملہ فقہائے مذہب فرماتے ہیں:

لایؤ ذن فی المسجد و یکرہ الاذان فی المسجد۔

[جامع الرموز، کتاب الصلاۃ فصل الاذان، ج۱، ص۱۲۳/خلاصة الفتاویٰ– الفصل الاول فی الاذان، ج۱، ص٤]

تفصیل احکام شریعت میں ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۲) ایک انگلی کا لگنا فرض اور اکثر کا واجب اور کل کا سنت ہے درمختار میں ہے:

ومنها السجود بجبهته و قدمیه و وضع اصبع واحدة منها شرط الخ

[درمختار ج ۲، ص ۱۳۵، کتاب الصلوة، صفة الصلوة، دار الکتب العلمیة بیروت]

(۳) فرضوں کے بعد دعا مانگنے کی تاکید ہے اور یہ دعا ہمیشہ خصوصاً بعد نماز مستحب ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تحسین رضا غفرلہ

مسئلہ: ۱۰۷

کیا مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:
ہماری مسجد میں خطبے کی اذان مسجد کے اندر ممبر کے سامنے ایک دو ہاتھ کے فاصلہ پر ہوتی ہے۔ زید کا کہنا ہے کہ مسجد کے اندر اذان دینا مکروہ ہے خطبے کی اذان مسجد کے باہر خطیب کے سامنے ہونی چاہئے۔ یہی سنت ہے اور خطبے کی اذان مسجد کے اندر دینا سنت کے خلاف ہے اب سوال یہ ہے کہ زید کا کہنا صحیح ہے یا غلط؟ اور ہماری مسجد میں منبر کے سامنے دیوار ہے تو اسکی کیا صورت ہوگی؟ کہ خطبے کی اذان مسجد سے باہر خطیب کے سامنے ہو اور سامنے دیوار نہ ہو۔ مذکورہ سوالات کے جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں مع حوالوں کے عنایت فرمائیں۔

مستفتی: محمد عبدالرحمٰن رضوی
متعلم جامعہ نعیمیہ مرادآباد

الجواب

زید صحیح کہتا ہے مسجد کے اندر کوئی اذان جائز نہیں عالمگیری میں ہے:
ینبغی ان یؤذن علی المئذنة اوخارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد
[الفتاویٰ الھندیة، ج ۱، ص ۱۱۲، کتاب الصلوٰة، الفصل الثانی فی کلمات الاذان و الاقامة، دارالفکر بیروت]

اور اسی طرح جملہ کتب میں ہے۔ اور ابوداؤد شریف میں سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ اور شیخین صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں جمعہ کے دن اذان دروازۂ مسجد پر منبر کے سامنے ہوتی تھی تو یہی سنت ہے اور اندرون مسجد اذان دینا خلاف سنت ہے۔ دیوار میں جالی لگائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ
۵ رصفر ۹۸ھ

مسئلہ: ۱۰۸

تکبیر بیٹھ کر سنیں یا کھڑے ہو کر؟ کیا جمعہ کے دن خطبہ ختم ہونے کے بعد امام و مقتدی سب کھڑے رہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

تکبیر کو کھڑے ہو کر سنیں یا بیٹھ کر؟ عمرو کہتا ہے کہ تکبیر کو بیٹھ کر سنیں، کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے احکام شریعت میں ہے۔ زید کہتا ہے علاوہ جمعہ کے ہر وقت میں تکبیر بیٹھ کر سنیں جمعہ کے دن جب خطبہ کی اذان ہو جائے تو امام خطبہ پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھے یہ بیٹھنا مسنون ہے لیکن جب ختم ہو جائے خطبہ تو امام اور مقتدی سب کو کھڑے رہنا چاہیئے۔ جس کو کھڑے ہو کر سنیں جمعہ کی تکبیر بیٹھ کر سننا منع ہے کھڑے ہونے کا حکم ہے حدیث میں آیا ہے کہ اگر جمعہ کی تکبیر میں امام یا مقتدی بیٹھ کر سنے تو حکم یہ ہے کہ اس کو دونوں بازو پکڑ کر کھڑا کر دو۔ جمعہ کی تکبیر میں بیٹھنا ناجائز ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ اگر جمعہ کی تکبیر میں بیٹھنا منع ہوتا ہے تو احکام شریعت میں جمعہ کے دن کی قید لگی ہوتی کیا وہ عالم نہیں ہیں جو انہوں نے وہ حدیث نہ لکھی لہٰذا گزارش ہے کہ صحیح مسئلہ سے مطلع کریں۔ بینوا توجروا

مستفتی: افتخار حسین رضوی

موضع تخت پور پوسٹ دینگر پور ضلع مراد آباد

الجواب

امام جبکہ مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں ہو تو پہلے سے کھڑا رہنا نہ چاہیئے بلکہ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ درمختار میں ہے:

والقیام لامام و مؤتم حین قیل حی علی الفلاح۔

[درمختار، ج۲، ص۱۷۷، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت]

عمرو کا قول صحیح ہے زید کا قول غلط ہے جمعہ میں مقتدیوں کو پہلے سے کھڑا رہنا مکروہ ہے وہ اسی وقت کھڑے ہوں جبکہ مکبر حی علی الفلاح کہے۔ ہاں امام کو اختیار ہے کہ کھڑا رہے یا بیٹھ جائے زید پر غلط مسئلہ بتانے سے توبہ لازم اور حدیث جو ذکر کی اس کا ثبوت دے ورنہ ڈرے کہ حضور علیہ السلام ایسے کو

مژدۂ نار سناتے ہیں۔

من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[فیض القدیر شرح جامع الصغیر، حرف المیم، ج۵، ص ۲۸۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۰؍شوال ۹۵ھ

مسئلہ: ۱۰۹

کیا افطاری کے لئے اذان دینے کے ساتھ سائرن بجانا جائز ہے؟ کیا اذان کی آواز سننا ضروری ہے؟ عشاء کی اذان و جماعت کے درمیان سائرن بجانا کیسا ہے؟ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو اذان و جماعت کے درمیان سائرن بجائے؟ سائرن پر مسجد کا پیسہ صرف کرنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان اسلام اس مسئلہ میں کہ:

ماہ رمضان المبارک میں کئی برسوں سے افطار کے وقت مسلم یتیم خانہ میں ایک پٹاخہ چھوڑا جاتا تھا جس کی آواز تقریباً ۴ میل جاتی تھی اور قرب و جوار کے مسلمان اسی آواز پر روزہ افطار کرتے چلے آئے ہیں مگر اب یہاں کی مسجد کمیٹی نے مسجد میں سائرن کا انتظام کیا ہے جسکی آواز پٹاخے سے کم بھی ہے اور اسی مسجد میں اذان اور سائرن ایک ساتھ ہوتے ہیں سائرن کی آواز سے اذان کی آواز قطعی سنائی نہیں دیتی لہٰذا دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ

(۱) اذان کے ساتھ ساتھ اس طرح کی آواز (سائرن) جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) اذان کی آواز سننا اور سنانا ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) اگر سائرن سے عوام باخبر ہو سکتے ہیں تو اذان کی کیا ضرورت؟

(۴) پٹاخہ جسکی آواز ۴ میل تک ہو اور دس سیکنڈ میں آواز ختم ہو ایسی صورت میں سائرن کی ضرورت اور اس کے خرچ میں مسجد کا پیسہ خرچ ہونا جائز ہے یا ناجائز؟

(۵) عشاء کی اذان اور عشاء کی جماعت کے درمیان سائرن بجانا جائز یا ناجائز جبکہ لوگ مسجد میں سنتیں

ادا کر رہے ہوں۔

(۶) اس درمیان سائرن بجانے کی ممانعت ایک عالم دین نے بھی کی ہے پھر بھی نہ ماننے والوں کیلئے شرعی حکم کیا ہے؟

محمد یار خاں عرف بھورے خاں رائے پور

الجواب

(۱،۲،۳) اذان کہ اس سے مقصود دخول وقت صلوٰۃ کی خبر دینا ہے شعائر دین سے ایک عظیم وجلیل شعار ہے یہاں تک کہ ہمارے امام اجل امام محمد محرر المذہب الحنفی سے مروی ہے کہ اگر کسی بستی کے لوگ مل کر اسے چھوڑ دیں تو سلطان اسلام ان سے قتال کرے اور شعار مذہب کی تعظیم دلیل تقویٰ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ومن یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب الآیة۔

[سورۃ الحج آیت ۳۲]

لاجرم اسی لئے ہمارے علمانے فرمایا کہ تلاوت کرنے والا اذان کی آواز سنے تو چاہیئے کہ اس وقت تک تلاوت موقوف رکھے جب تک اذان ہو۔ کمافی الغنیہ جب اذان کی یہ تعظیم ہے تو وہ بے معنی سائرن اذان کے ساتھ کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔ ہمارے اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ اذان کا سننا بے شک ضروری ہے اسی لئے علما فرماتے ہیں کہ اذان کے وقت سلام وکلام حتی کہ جواب سلام (حالانکہ وہ واجب ہے) موقوف رکھے بلکہ بہار شریعت میں صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب نے حضور اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ سے لکھا اور فقیر نے اپنے جد محترم مفتی اعظم ہند (جنکی نظیر فقہائے معاصرین میں نہیں بلکہ اکثر فقہائے زمانہ انہیں سے مستفیض ہیں اور معاصرین میں محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے ان کے حکم کو حکم العالم المطاع کہا اور جنکی جلالت علم مخالف کو مسلم ہے) سے سنا کہ اذان کے وقت بات کرنے والے کیلئے سوئے خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ سائرن سے اگر دور والوں کو خبر افطار کرنا ہو تو وہ پہلے بجائیں کچھ بعد میں اذان کہیں یہ تینوں کا جواب ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) سائرن پر مسجد کا پیسہ خرچ کرنا جائز نہیں۔ اہل محلّہ اپنی جانب سے سائرن پر خرچ کریں۔ ردالمحتار

میں ہے:

واما اھلھافلھم ان یھد موہ ویجددوا بناءہ ویفرشوالحصیر ویعلقوا القنادیل لکن من مالھم لا من مال المسجد۔

[ردالمحتار، ج٦،ص٥٤٦، ٥٤٧، کتاب الوقف،مطلب فی احکام المساجد،دارالکتب العلمیۃ بیروت]

سائرن پر مسجد کا پیسہ لگانے والا ضامن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) اس وقت ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) گنہگار ہیں توبہ لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۱۱۰

اغلام بازی کرنے والے کی اذان واقامت کیسی ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

زید نے بکر کے ساتھ اغلام بازی دوبار کی، کیا ایسے شخص کی اذان واقامت درست ہے یا نہیں؟ اور اس کے ہاتھ کے بھرے ہوئے پانی سے وضو کرنا اور پینا جائز ہے یا نہیں عندالشرع اس کے بارے میں کیا حکم ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

سائل: محمد خلیل الرحمٰن رضوی

مدرسہ منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

الجواب

زید کا جرم اگر شرعی طور پر ثابت ومشتہر ہے تو وہ فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے اور اذان اسکی مکروہ وناجائز ہے اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو اس کا اعادہ کیا جائے غنیۃ میں ہے:

لوقدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم۔

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی،فصل فی الامامۃ،ص ۵۱۳،سھیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا

[درمختار، ج۲، ص۱٤۷،۱٤۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت]

اسی میں ہے:

جزم المصنف بعدم صحۃ اذان مجنون و معتوہ وصبی لا یعقل قلت و کافروفاسق لعدم قبول قولھما فی الدیانات۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**

[درمختار، ج۲، ص٦۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دارالکتب العلمیۃ بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۱۱۱

اذان ثانی مسجد کے اندر ہونی چاہئے یا باہر؟ جو یہ کہے کہ لوگ اپنے گھروں سے نیا نیا مسئلہ گڑھ کر نکال لیتے ہیں، اس کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:

(۱) اذان ثانی جمعہ کی مسجد کے اندر ہونی چاہیئے یا باہر؟ یہاں پہلے اندر ہوتی تھی۔ اب ہم نے باہر کر دیا ہے چونکہ شرعی کوئی عذر موجود نہیں۔ اور سب لوگ ایک ملک کے ہیں اسلئے ہم نے ایسا کیا۔ لیکن ایک شخص نے ہنگامہ مچا رکھا ہے۔ لہٰذا از روئے شریعت مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) کچھ لوگوں نے یہ کہا لوگ اپنے گھر سے نیا نیا مسئلہ گڑھ کر نکال لیتے ہیں۔

مستفتی: محمد مجیب الرحمٰن

الجواب

(۱) مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے علماء بالاتفاق فرماتے ہیں:

لا یؤذن فی المسجد۔

[فتاوی قاضی خاں ج۱، ص۵۱ کتاب الصلوۃ باب الاذان، دارالکتب العلمیۃ بیروت]

مسجد کے اندر اذان دینا منع ہے خود حضور اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں اور اسی طرح شیخین

کریمین ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے زمانے میں اذان جمعہ منبر کے سامنے دروازہ مسجد پر ہوتی تھی اور کہیں منقول نہیں کہ اندر اذان دی گئی ہو۔ابوداؤد شریف کی حدیث ہے:

عن السائب بن يزيد رضی الله تعالیٰ عنه قال كان يؤذن بين يدی رسول الله ﷺ اذا جلس على المنبر يوم الجمعة على باب المسجد و ابی بكر و عمر۔

[سنن ابی داؤد ج۱،ص۱۵۵،کتاب الصلوة باب وقت صلوة الجمعة ،اصح المطابع]

یعنی حضرت سائب بن یزید روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے روبرو جب حضور منبر پر رونق افروز ہوتے دروازہ مسجد پر اذان ہوتی اور اسی طرح ابوبکر وعمر کے زمانے میں یہ مسئلہ خود حدیث سے ثابت ہے ضد اور نفسیانیت کا علاج نہیں ہے مزید تفصیل کیلئے احکام شریعت وفتاویٰ رضویہ وغیرہ دیکھیں ۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) عالم کو گالی دینا اور اہانت کرنا بہت سخت ہے علماء نے اس پر حکم کفر فرمایا ہے۔الاشباہ والنظائر میں ہے:

الاستهزاء بالعلم و العلماء كفر۔

[الاشباه والنظائر مع الحموی باب الردة، کتاب السیر ج۲،ص ۸۷،زکریابکڈپو سہارنپور]

اس پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح اگر بیوی والا ہو لازم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۰/ذیقعدہ ۱۳۹۶ھ

مسئلہ: ۱۱۲

کیا تکبیر سے پہلے باآواز بلند تعوذ وتسمیہ ودرود شریف بلند آواز سے پڑھنا جائز ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسائل مندرجہ ذیل میں کہ

بکر جب تکبیر کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو باآواز بلند تعوذ وتسمیہ ودرود شریف پڑھتا ہے بعد میں تکبیر شروع کرتا ہے کیا یہ کسی حدیث اور فقہ سے ثابت ہے یا کسی صحابی یا بزرگان دین کا عمل رہا یا اور کچھ؟ تکبیر سے قبل بلند آواز سے کچھ پڑھنا ثابت ہے؟ تو اس عمل کو کیا قرار دیا جائے مفصل ومدلل بیان سے نوازیں۔

مستفتی:عبدالقدیر

الجواب

تکبیر سے پہلے تعوذ وتسمیہ اور درود شریف پڑھنا حدیث میں منقول نہ ہوا مگر حدیث میں منقول نہ ہونے کی وجہ سے ناجائز وبدعت جاننا کہ حضور وصحابہ وتابعین سے ثابت نہیں وہابیہ کی حماقت ہے کہ منقول نہ ہونا سرے سے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے اور بالفرض نہ ہونا مان لیں تو محض اتنی سی بات کہ حضور وصحابہ و تابعین نے نہیں کیا ہے کوئی امر حرام نہیں ہو جائے گا۔حرام وہی ہے جسے خدا اور رسول نے حرام فرمایا ہے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ نے تحفہ اثنا عشریہ میں فرمایا نہ کردن چیزے چیزے دیگر است۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۱۱۳

۱۵ر سال کا لڑکا جو دیکھنے میں ۱۲ر سال کا معلوم ہوتا ہو،اس کی اذان واقامت کا حکم! لڑکا لڑکی کتنے سال میں بالغ ہوتے ہیں؟

زید پندرہ سال کا لڑکا ہے دیکھنے میں بارہ سال کا معلوم ہوتا ہے اور اس لڑکے سے پانچوں وقت اذان وصلوٰۃ اور تکبیر کہلوائی جاتی ہے کیا اس لڑکے سے اذان،صلوٰۃ اور تکبیر پڑھوا سکتے ہیں یا نہیں یا وہ لڑکا پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ لڑکا کتنے سال میں بالغ ہو جاتا ہے اور لڑکی کتنے سال میں؟ مہربانی فرما کر دلائل کے ساتھ جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں عین کرم ہوگا۔فقط والسلام

مستفتی:عبد الصمد محلّہ صالح نگر بریلی شریف

الجواب

پڑھ سکتا ہے جبکہ اذان صحیح پڑھتا ہو۔اور لڑکا لڑکی پندرہ سال میں بالغ ہوتے ہیں اور علامت بلوغ اس عمر سے پہلے ظاہر ہو جائے تو پندرہ سال سے پہلے ہی بالغ قرار پائیں گے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۳۰ر جمادی الآخرہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: ۱۱۴

کیا تکبیر کے وقت بیٹھے رہنا چاہئے؟
اذان واقامت سے پہلے درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:
ہمارے شہر کے ایک مسجد میں ایک مولانا آئے تھے ان کے کہنے سے وہاں کے مقتدی اقامت کے وقت سب بیٹھ جاتے ہیں جب حی علی الفلاح کہا جاتا ہے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ موذن ہر اذان واقامت سے پہلے درود شریف پڑھتا ہے مولوی صاحب سے دریافت کرنے پر وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ مسائل فقہ کی کتابوں میں ہیں مگر یہاں زمانۂ قدیم سے انکا نہ ہونے سے آپ کو نیا لگتا ہے۔

مقتدی ان مسائل کو ماننے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں پر پرانے زمانے سے ایسا نہیں تھا لہٰذا یہ نیا کام ہے یہ فتنہ ہے اسکی ضرورت نہیں ہے یہاں بڑے بڑے علماء کرام آئے تھے انہوں نے نہیں کہا مگر یہ مولانا ایسا کہہ رہے ہیں اسلئے یہ نہ کر کے پہلے کی طرح ہی رہنا چاہیئے یہ اقامت واذان سے پہلے درود شریف کی ضرورت نہیں اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کی بھی ضرورت نہیں۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا مولوی صاحب حق پر ہیں یعنی مفتی صاحب جو منع کرتے ہیں؟ کیا ان مسائل پر عمل کرنے سے ثواب ہوگا یا نہیں؟ ان مسائل کی تفصیلی وضاحت فرما کر رہنمائی فرمائیں یہ مسائل جن کتابوں میں ہیں ان کے نام بھی تحریر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

مستفتی: غلام محمد فضل الرحیم قادری ہاسٹ بلاری

الجواب

عالم نے صحیح کہا واقعی حنفیہ کے نزدیک حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے اور پہلے سے کھڑا ہو جانا مکروہ ہے درمختار میں ہے:

دخل المسجد والمؤذن یقیم قعد الی قیام الامام فی مصلاہ

[در مختار ج ۲، ص ۷۱، کتاب الصلوٰۃ باب الاذان، دارالکتب العلمیۃ بیروت]

یعنی مسجد میں آیا اور موذن اقامت کہہ رہا ہو تو امام کے اٹھنے تک اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے۔ ''ردالمحتار'' میں اس کے تحت ہے:

قولہ قعد ویکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح انتھی ھندیہ عن المضمرات

[ردالمحتار ج ۲، ص ۷۱، کتاب الصلوٰۃ باب الاذان، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

کھڑے ہوکر انتظار مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح پر پہونچے تو اٹھے ہندیہ میں مضمرات سے اسی طرح ہے۔ اور درود شریف مطلقاً جائز و مندوب ہے اور کسی وقت میں منع نہیں لہٰذا اذان سے پہلے یا بعد اور اقامت سے پہلے بھی پڑھنا جائز و درست ہے اس سے ممانعت سنی صحیح العقیدہ کا کام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری

۲۲ر صفر ۱۴۰۸ھ

مسئلہ: ۱۱۵

قبر پر اذان دینا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

بعد دفن میت کے قبر پر اذان دینا از روئے شرع کیسا ہے؟

مستفتی: محمد حنیف چنارہ بیگوں ضلع چتوڑگڑھ (راجستھان)

الجواب

جائز و حسن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۹ر محرم الحرام ۱۳۹۹ھ / ۶ر جنوری ۱۹۷۹ء

مسئلہ: ۱۱۶

اذان ثانی مسجد کے اندر ہونا چاہئے یا باہر؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

جمعہ کے دن اذان ثانی مسجد کے اندر امام کے سامنے ہونی چاہئے یا کہ خارج از مسجد ہونی

چاہئے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیے۔

مستفتی: محمد علاؤالدین انصاری لکھیا سیون ڈیہہ، بی۔ایس۔سیٹی، (دھنباد)

الجواب

اذان ثانی خواہ کوئی اذان مسجد کے اندر جائز نہیں۔ ہندیہ میں ہے، قاضی خان میں ہے:

"ینبغی أن یؤذن علیٰ المئذنته اور خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد"

[فتاویٰ قاضیخان، ج۱، ص۵۱، کتاب الصلاة، باب الاذان، دار الفکر، بیروت]

طحطاوی علیٰ المراقی میں ہے:

"ویکره أن یؤذن فی المسجد"

[طحطاوی، ص۱۹۷، کتاب الصلاة، باب الاذان، دار الکتب العلمیة، بیروت]

فتح القدیر میں خاص اذان جمعہ کے متعلق ہے:

"هو ذکر الله فی المسجدای حدوده لکراهة الاذان فی المسجد"

[فتح القدیر، ج۲، ص۵۶، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مرکز اهلسنت برکات رضا، پوربندر]

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث سنن ابی داؤد شریف میں مروی ہوئی کہ:

"کان یؤذن بین یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا جلس علیٰ المنبر یوم الجمعة علیٰ باب المسجد وابی بکر و عمر"

[سنن ابی دائود، ص۱۵۵، کتاب الصلوٰة، اسلامك اکیڈمی، دیوبند]

یعنی جمعہ کی اذان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور شیخین کریمین کے زمانہ میں دروازۂ مسجد پر منبر کے سامنے ہوتی تھی۔ تفصیل کے لئے احکام شریعت، فتاویٰ رضویہ ملاحظہ ہو۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۵ر ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

صح الجواب۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۱۷

کیا اذان ثانی مسجد کے اندر خطیب کے روبرو دینا ناجائز ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان اسلام فقہ حنفیہ اس مسئلہ پر کہ:

جمعہ کی نماز میں ثانی اذان جو خطیب کے خطبہ پڑھنے سے پہلے دی جاتی ہے، کیا وہ منبر کے روبرو دی جاسکتی ہے؟ یا اذان اولیٰ کی طرح مسجد کے باہر؟ عرصۂ دراز سے ہمارے یہاں یہ طریقہ رائج ہے کہ ثانی اذان منبر کے روبرو دی جاتی ہے۔ کسی صاحب نے منبر کے روبرو اذان دینے کو طریقۂ جماعت اسلامی قرار دیا۔ تو کیا یہ جماعت اسلامی والوں کا طریقہ ہے؟ اگر نہیں تو اس عالم کے لئے کیا حکم ہونا چاہیے؟

الجواب

اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے۔ خاص موضع صلاۃ میں کوئی اذان دینا جائز نہیں؟ لہٰذا جمعہ کی اذان ثانی بھی روبروئے خطیب خارج مسجد کہی جائے۔ فتح القدیر میں ہے:

”والاقامة فی المسجد ولابد واماالاذان ففی المئذنة فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوالایؤذن فی المسجد“

[فتح القدیر، ج۱، ص ۲۵۰، کتاب الصلوٰة، باب الاذان، مرکزاهل سنت برکات رضا]

اسی کے باب جمعہ میں ہے:

”هو ذکر الله فی المسجد ای فی حدوده لکراهة الاذان فی داخله“

[فتح القدیر، ج۲، ص۵٦، کتاب الصلوٰة، باب الجمعة، مرکز اهل سنت برکات رضا]

طحطاوی میں ہے: ”یکره ان یؤذن فی المسجد“۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[حاشية الطحطاوی، کتاب الصلوٰة، باب الجمعة، ص۱۹۷، دارالکتب العلمية بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۸؍رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ: ۱۱۸

جو شخص صلوٰۃ کو بدعت حسنہ کہے اور پھر بھی نہ مانے، اس کا حکم! صلوٰۃ کا پڑھنا شرعاً کیسا؟ اذان ثانی مسجد کے اندر دینا مکروہ وممنوع ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) بکر نے کہا کہ یہ صلاۃ بدعت حسنہ ہے حضور کے زمانے میں نہیں تھی ہم اس لئے اسے نہیں مانیں گے۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے تو بتائیے۔ اب بکر کا کیا حکم ہے؟

(۲) صلوٰۃ کا پڑھنا ازروئے شرع کیا ہے؟ اور یہ کب سے رائج ہے؟ اس کا ثبوت قرآن وحدیث سے بیان کیا جائے۔

(۳) اذان ثانی جمعہ کے دن اندر دینا کیسا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ پہلے سے ہوتا آیا ہے، ہوتا رہے گا۔ لہٰذا تمام سوالات کے جوابات مدلل بیان فرمائیں۔

مستفتی: معین الدین نوری، امام مسجد ڈاکخانہ، شہامت گنج، بریلی

الجواب

(۱) بکر نے اگر فی الواقع صلاۃ کو بدعت حسنہ مانا تو اس کا یہ کہنا کہ ''ہم نہ مانیں گے'' تناقض اور اس کی حماقت وضد کی کھلی دلیل ہے اور اس کا ہم سے ثبوت مانگنا بے جا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ قرآن و حدیث سے ثابت کرے کہ اذان کے بعد درود وسلام پڑھنا منع ہے اور نہیں کرسکتا تو اس کا اسے ممنوع جاننا خود ممنوع وگناہ ہے۔ قرآن صاف فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ﴾

[سورۃ النحل، آیت-۱۱۶]

یعنی اسے (جس کو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں) نہ کہو کہ یہ حلال اور یہ حرام کہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔ اور جواز کے لئے ہمیں یہی کافی کہ ممانعت اصلاً مفقود پھر قرآن کا حکم مطلق موجود:

﴿صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

[سورۃ الاحزاب، آیت-۵۶]

تو جس وقت بھی صلاۃ وسلام پڑھا جائے، حکم الٰہی کی تعمیل ہوگی۔ اب جو کسی وقت خاص میں بے دلیل منع کرے، وہ مطلق حکم خدا کو مقید کرتا اور تحریف کا مرتکب ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جائز و مستحسن ہے۔ درمختار میں ہے:

"التسليم بعد الاذان حدث فی ربيع الآخر سنة سبع مأة واحدى وثمانين فی عشاء ليلة الاثنين، ثم يوم الجمعة، ثم بعد عشر سنين حدث فی الكل الا المغرب ثم فيهامرتين، وهو بدعة حسنة"

[در مختار، ج۲، ص۵۷، كتاب الصلوٰة، باب الاذان، دار الكتب العلمية، بيروت]

حدیث میں ہے: "ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن"

[المقاصد الحسنة، حرف الميم، ص۴۲۲، مركز اهل سنت بركات رضا]

جسے مسلمان اچھا جانیں وہ خدا کے نزدیک اچھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) مکروہ و ممنوع و خلاف سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ ہے۔ اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے اور مسجد کے اندر کوئی اذان دینا جائز نہیں۔ ہندیہ میں ہے:

"وينبغی ان يؤذن علىٰ المئذنة او خارج المسجد"

[فتاویٰ عالمگيری، ج۱، ص۱۱۲، كتاب الصلوٰة، الفصل الثانی فی كلمات الاذان والاقامة و كيفيتهما، دار الفكر، بيروت]

طحطاوی علیٰ المراقی میں قہستانی سے ہے:

"ويكره ان يؤذن فی المسجد كما فی القهستانی عن النظم"

[حاشيه طحطاوی علىٰ مراقی الفلاح، كتاب الصلوٰة، باب الاذان، ص۱۹۷، دار الكتب العلمية، بيروت]

تفصیل کے لئے رسالہ مبارکہ "اوفی اللمعة فی اذان الجمعة" واحکام شریعت ملاحظہ ہو۔ جو لوگ اس خلاف سنت پر مصر ہیں، سخت گناہگار ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۳۰/ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ: ۱۱۹

محراب میں اقامت کہنا کیسا؟ امام کی بے حرمتی کرنے والے کا حکم!

مؤذن کے عدم موجودگی میں باشرع کوئی شخص نہ تھا امام نے اذان دی، نیز اقامت پڑھی اپنی جائے نماز پر یعنی محراب جہاں امام کھڑا ہوتا ہے۔ دریافت یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اگر کوئی حرج نہیں تو اس پر کوئی امام کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر زبردستی صف میں کھڑے ہو کر اقامت کہے اور امام کی بے حرمتی کرے تو اس کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ بیان فرمایا جائے۔ عین کرم ہوگا۔ بینوا توجروا۔

مستفتی: محمد علاؤالدین رضوی، ویراول عرب چوک

الجواب

محراب میں اقامت کہنے میں حرج نہیں۔ اس بنا پر امام کی بے حرمتی حرام بدکام بدانجام۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۶/ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ: ۱۲۰

اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے!

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ:

جمعہ کی اذان ثانی خطیب کے سامنے اندر ہو یا باہر؟ امام صاحب کہتے ہیں: اندر ہونا کوئی حرج و گناہ نہیں ہے۔

مستفتی: سید محمد ارشاد علی رضوی، مسجد رضا، ذاکر نگر، دہلی (انڈیا)

الجواب

اذان خارج مسجد حدود مسجد میں مسنون ہے، خاص مسجد میں کہ موضع صلاۃ ہے، میں اذان مکروہ و ممنوع ہے۔ تمام فقہا بیک زبان فرماتے ہیں:

"لا یؤذن فی المسجد"

[الفتاویٰ الھندیة، ج۱، کتاب الصلوٰة، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الثانی فی کلمات الاذان، ص۱۱۲، دارالفکر بیروت]

مسجد میں اذان منع ہے۔

سنن ابی داؤد شریف میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مروی ہے:

"کان یؤذن بین یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا جلس علیٰ المنبر یوم الجمعة علیٰ باب المسجد وابی بکر و عمر"

[السنن لابی داؤد، ص۱۵۵، کتاب الصلوٰة، اسلامک اکیڈمی، دیوبند]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے روبرو جمعہ کے دن دروازہ مسجد پر اذان دی جاتی جب یہ حضرات منبر پر جلوہ فرماتے، اس سے ظاہر ہوا کہ سرکار دوعالم علیہ الصلاۃ والسلام اور شیخین کریمین کے زمانے میں خطبہ کی اذان مسجد کے باہری حصہ میں ہوتی تھی اور کبھی منقول نہ ہوا کہ اندرون مسجد اذان سرکار نے دلوائی ہو۔ اگر ایسا کرنا جائز ہوتا تو کم از کم ایک بار بیان جواز کے لیے ضرور اندرون مسجد اذان دلواتے۔ ثابت ہوا کہ اندرون مسجد اذان کہلوانا تبدیل سنت سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۷؍رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

مسئلہ-۱۲۱

جمعہ کی اذان ثانی کہاں سے ہو؟ حضور علیہ السلام و شیخین کے زمانے میں اذان کہاں سے ہوتی تھی؟ شریعت کی پیروی لازم ہے یا رسم و رواج کی جبکہ رسم و رواج شرع کے مخالف ہو؟ منبر کا حصہ دروازے سے ہٹ کر دو فٹ نیچا ہے تو اذان کیسے پڑھے؟ منبر کے سامنے دیوار ہے، اگر دیوار کے پیچھے اذان پڑھے تو امام کا سامنا نہ ہوگا، اس صورت میں اذان کیسے پڑھے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس مسئلہ میں کہ:

(۱) جو جمعہ کی اذان ثانی ہوتی ہے، وہ اذان مسجد کے اندر دی جائے یا باہر؟ فقہ کی معتبر کتابوں سے جواب دیں۔

(۲) جمعہ کی اذان ثانی منبر کے سامنے رسول اللہ صلی الہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے اندر ہوتی تھی یا باہر؟

(۳) خلفائے راشدین کے زمانہ میں اذان ثانی کہاں ہوتی تھی؟

(۴) فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرمایا ہے اور مکروہ لکھا ہے۔

(۵) اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں اذان مسجد کے باہر ہوتی تھی اور ہمارے اماموں نے مسجد کے اندر اذان مکروہ فرمایا ہے تو ہمیں اسی پر عمل لازم ہے یا رسم ورواج پر؟ اور جو رسم ورواج حدیث شریف اور احکام فقہ سب کے خلاف پڑ جائے تو وہاں مسلمانوں کو پیروی حدیث وفقہ کا حکم ہے یا رسم ورواج پر اڑا رہنا؟

(۶) جن مسجدوں میں ایسے منبر بنے ہیں کہ ان کے سامنے دیوار ہے، اگر موذن باہر اذان دے تو خطیب کا سامنا نہ رہے گا، وہاں کیا کرنا چاہئے؟

(۷) مسجد میں محراب اور منبر ایک دم نزدیک بنے ہوئے ہیں اور محراب کے سامنے دروازہ ہے اور دروازہ سے ہٹ کر دو فٹ منبر کا نیچا حصہ پڑتا ہے، اگر دو فٹ ہٹ کر باہر دروازہ پر منبر نظر آتا ہو تو اذان دے سکتے ہیں یا نہیں؟ منبر کے سامنے دیوار ہے۔

المستفتی: سید محمد عثمان غلام رسول رضوی
مقام وپوسٹ وتعلقہ: وڈگام، ضلع بناس کنٹھا (گجرات)

الجواب

(۱) حدود مسجد (خارج مسجد) میں۔ خاص موضع صلاۃ میں کوئی اذان جائز نہیں بلکہ مکروہ وممنوع ہے۔ ہندیہ میں خانیہ سے ہے:

"وینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد"

[الفتاویٰ الھندیۃ، ج۱، ص۱۱۲، کتاب الصلوٰۃ، الباب الثانی فی الاذان، دار الفکر بیروت]

ہدایہ وغیرہ میں ہے:

”والمکان فی مسألتنا مختلف“

[الهداية الجزأن الاولان،ص ۸۹، کتاب الصلوٰة،باب الاذان،مجلس برکات مبارفور]

اسی کے تحت فتح القدیر میں ہے: ”المعهود اختلاف مكانهماوالاقامة فی المسجد ولا بد واما الاذان فعلى المئذنة فان لم يكن ففی فناء المسجد وقالوا لا يؤذن فی المسجد“

[فتح القدير ،ج۱،ص ۲۵۰، کتاب الصلوٰة،باب الاذان،برکات رضا گجرات]

طحطاوی میں قہستانی سے ہے: ”يكره ان يؤذن فی المسجد“۔واللہ تعالیٰ اعلم

[حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح،ص۱۹۷، کتاب الصلوٰة،باب الاذان،دارالکتب العلمية بيروت]

(۲،۳) دروازۂ مسجد پر۔کہیں منقول نہیں کہ کبھی اذان داخل مسجد کہی گئی ہو،حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنن ابوداؤد میں مروی ہے:

انـه كـان يؤذن بين يدی رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا جلس على المنبر يوم الجمعة علیٰ باب المسجد وابی بكر و عمر۔واللہ تعالیٰ اعلم

[سنن ابی داؤد،ج۱،ص ۱۵۵، کتاب الصلوٰة،باب الجمعة،اصح المطابع]

(۴) شرع کی پیروی لازم ہےاوررسم ورواج مخالف شرع کا اعتبار نہیں،علماءفرماتے ہیں:

”لا عبرة بالعرف المخالف للشرع“۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) تھوڑا ترچھا ہوکر امام کے سامنے کھڑا ہواوراذان کہے یا دیوار میں جال نکال لی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) یہاں پرکھڑے ہوکراذان دینا جائز ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

دارالافتاء منظر اسلام،محلہ سوداگران،بریلی شریف

مسئلہ-۱۲۲

غروب آفتاب کے فوراً بعد افطار کرنا چاہئے یا اذان کے بعد؟ کیا دوران اذان افطاری ہوسکتی ہے؟ کیا آداب اذان بجالانے سے کوئی مہینہ مستثنیٰ ہے؟ افطاری میں زیادہ تاخیر کرنا روافض کا طریقہ ہے؟ مغرب کی نماز کے لئے قضا کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟ مؤذن بغیر روزہ افطار کیے اذان کہے تو اس کا روزہ اور اذان صحیح ہوں گے یا نہیں؟

محترمی ومکرمی جناب مفتی صاحب قبلہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرض کرنا ضروری یہ ہے کہ ہمارے شہر کاروار میں ایک بزرگ علم داں یہ کہتے ہیں کہ رمضان المبارک میں گروب آفتاب کے بعد اذان پڑھ کر پھر اذان کی دعا پڑھ کر افطار کی نیت پڑھ کر روزہ افطار کرنا چاہئے پھر اقامت کہہ کر مغرب کی نماز ادا کرنا چاہئے۔ جبکہ ہمارے شہر کی مساجد میں گزشتہ کئی برسوں سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ آفتاب کے غروب ہوتے ہی فوراً موذن کے ساتھ باقی تمام حضرات روزہ افطار کرتے ہیں اور موذن فوراً اذان دیتے ہیں، مطلب یہ کہ آفتاب کے غروب ہوتے ہی فوراً یہ دونوں کام (اذان وافطار) ایک ساتھ شروع ہوتے ہیں، اذان ختم ہوتے ہی اذان کی دعا پڑھ کر کلی کر کے ہم لوگ مغرب کی نماز پڑھنے کے لئے جماعت میں حاضر ہوجاتے ہیں۔ یہ کام مسجد کے باہری صحن میں انجام پاتے ہیں، مگر یہ بزرگ ہمارے اس طریقہ کو غلط ثابت کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ آپ اذان کی تعظیم نہیں کرتے ہیں، اس بات کو غلط ثابت کرتے ہوئے انہوں نے چند کتابوں کا حوالہ دے کر ایک کتابچہ شائع کیا اور اس کی کاپیاں بنوا کر ہماری کئی مساجد کو تقسیم کیے ہیں اور عوام سے اپیل کیے ہیں کہ ماہ رمضان قریب ہے اس لئے آپ حضرات اذان ختم کر کے پھر روزہ افطار کریں۔

غور طلب بات یہ ہے کہ ان کے کہنے کے مطابق اذان واقامت کے درمیان تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کے وقفے سے کہیں زیادہ وقت درکار ہوتا ہے جبکہ بہار شریعت اور کئی کتابوں میں اس بات کی سخت تاکید آئی ہے کہ مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان صرف تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کے وقفے سے زیادہ وقت نہیں گزرنا چاہئے، چاہئے وہ رمضان المبارک ہو یا اور مہینہ۔ ان بزرگ

کے کتابچہ کو پڑھ کر ہمارے شہر کے لوگ کشمکش میں مبتلا ہو گئے ہیں اس لئے میں نے یہ ضروری سمجھا کہ یہ تمام صورت حال آپ کو لکھوں۔ میں نے یہ کتابچہ آپ کو روانہ کرنے سے بہتر یہ سمجھا کہ اس میں سے چند سوالات آپ کو لکھوں، وہ سوالات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اذان وافطار ایک ساتھ شروع کرنا صحیح ہے یا غلط؟

(۲) اذان کے دوران اور دعا سے پیشتر افطار کرنا کس کتاب سے ثابت ہے؟

(۳) اذان کے آداب بجالانے سے مستثنیٰ کون سا مہینہ ہے؟

(۴) کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنے وقت روزہ افطار کر سکتے ہیں؟ یہ وقت منٹ، سکینڈ یا گنتی سے بتائیں۔

(۵) کتنے وقت کے بعد افطار کریں تو روزہ مکروہ و ناقص اور فاسد ہوتا ہے؟ کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنا وقت درکار ہوگا؟

(۶) مغرب کی نماز کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟

(۷) روزہ دار موذن بغیر روزہ افطار کیے، اذان کہے گا تو اس کا روزہ اور اذان صحیح ہوگی یا غلط؟

براہ کرم مفتی صاحب، اپنی پہلی فرصت میں اس مسئلہ کا حل پیش کریں تا کہ رمضان کے شروع ہونے سے قبل ہم لوگ روزہ افطار کرنے کے صحیح مسئلہ سے واقف ہو جائیں۔ امید ہے کہ رمضان سے پہلے آپ کا جواب ہمیں مل جائے گا۔ اس تحریر میں کچھ غلطی ہو تو معاف کریں۔ فقط۔

جواب کا منتظر: محمد مزمل

مائنڈ لک کا جو باغ، کاروار

الجواب

(۱) غروب آفتاب کے بعد فوراً بلا تاخیر افطار کرنا چاہئے، یہی مستحب اور شرعاً مطلوب ہے۔ مؤذن بھی پہلے خفیف طور پر افطار کرلے پھر اذان کہے، اسی پر تمام دیار و امصار میں بلا نکیر منکر از منہ کثیرہ سے عمل چلا آرہا ہے، اس کے خلاف حکم دینا ترک مستحب پر ابھارنا ہے اور مسلمانوں کو کلفت میں ڈالنا اور انہیں منتشر خواہمخواہ مشوش کرنا ہے۔ لہٰذا یہی طریقہ قابل عمل ہے کہ پہلے افطار کرے اور بعجلت اس سے فارغ ہو کر اذان کہے اور اذان میں تاخیر کھانے میں انہماک کے سبب نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اذان کے دوران افطار کیونکر متصور ہے؟ اور افطار کی دعا بعد افطار پڑھنا اولیٰ ہے، تفصیل کے لئے رسالہ مبارکہ العروس المعطار تصنیف سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) کوئی سانہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جلدی کرنا غروب آفتاب کے تیقن کے بعد مستحب ہے اور معمولی تاخیر میں حرج نہیں اور بہت زیادہ تاخیر کرنا کہ اندھیرا ہوجائے، روافض سے مشابہت ہے جس سے احتراز لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) روزہ غروب آفتاب پر تمام ہوجاتا ہے لہٰذا اب اس کے فاسد ہونے کا سوال نہیں اور غیر معمولی تاخیر روافض سے تشبہ ہے جو ناجائز وگناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) جب شفق غائب ہوجائے۔ شفق ہمارے مذہب میں اس سپیدی کا نام ہے جو جانب مغرب پر سرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے اور یہ وقت ان شہروں میں کم سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) روزہ صحیح اور اذان درست۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ۔

مسئلہ-۱۲۳

داڑھی منڈے کی تکبیر پر نماز ہوگی یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

داڑھی منڈا اگر مکبر ہے تو اس کی تکبیر پر نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب

نماز ہوجائے گی مگر اسے مکبر بنانا جائز نہیں۔

حدیث میں ہے:

"من استعمل رجلا من عصابة وفيهم من هو ارضى لله منه فقد خان الله و رسوله و المومنين"

[فیض القدیر شرح الجامع الصغیر من احادیث البشیر والنذیر، حرف المیم، ج٦، ص٧٣، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

جو کسی جماعت سے کسی کو کسی کام کے لئے مقرر کرے اور ان میں وہ ہو جو اللہ کو اس سے زیادہ پسند ہو تو اس نے بے شک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کی جماعت سے خیانت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۷؍ربیع الآخر ۱۴۰۵ھ

مسئلہ: ۱۲٤

کیا داڑھی منڈا اذان دے سکتا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں:

ہماری جماعت مسلم میں چند صاحبان کا کہنا ہے کہ داڑھی منڈوانے والا اگر مسئلہ سے واقف ہے اردو، عربی، فارسی پڑھا ہے، قرآن کی تلاوت، اذان و امامت سب کچھ اچھی طرح سے کر سکتا ہے اگر وقت مقررہ پر موذن یا پیش امام وقت یا کوئی داڑھی والا موجود نہیں ہے اور وقت گزر رہا ہے اذان کا، مثلا ہمارے یہاں ۷؍بجکر ۳۰؍منٹ پر اذان عشاء دی جاتی ہے اور ۷؍بجکر ۴۵؍منٹ پر جماعت شروع ہو جاتی ہے اتفاق سے پیش امام اور موذن دعوت میں چلے گئے اذان ۷؍بجکر ۴۰؍منٹ پر دی گئی پیش امام ۷؍بجکر ۴۵؍منٹ پر مسجد میں داخل ہوئے اور جائے نماز پر نہیں گئے موذن نے تکبیر بولی امام نے نیت کر کے نماز چالو کر دی چند صاحبان موذن اور پیش امام کے آنے سے پہلے تقریباً ۵، ۱۰ موجود تھے ان سے کہا گیا آپ صاحبان بفضل خدا تعلیم یافتہ ہیں آپ صاحبان کو امامت اذان دینا اچھی طرح سے معلوم ہے آپ نے اذان کیوں نہ دیدی تو وہ صاحبان نے کہا ہم لوگ داڑھی منڈے ہیں ہماری اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہے پیش امام صاحب نے کہا کہ مجبوری کے وقت داڑھی منڈا اذان دے سکتا ہے اقامت بھی بول سکتا ہے جب کوئی داڑھی منڈا موجود نہ ہو صرف نماز نہیں پڑھا سکتا۔ اس پر دوسرا سوال پیدا کیا گیا کہ داڑھی منڈے سب مقتدی ہیں امام صرف داڑھی والا ہے موذن نہیں ہے اذان بھی امام

نے دیٔ اب اقامت بھی امام خود بولے اور بول کر مصلّٰی پر جائے امامت کی نیت کر کے جماعت پڑھائے
کیا اس حالت میں داڑھی منڈا اقامت کہہ سکتا ہے۔ یا نہیں؟ صحیح مسئلہ سے اطلاع دیجئے۔

الجواب

داڑھی منڈے کا اذان دینا مکروہ ہے۔ متقی پرہیز گار نیک عالم بالسنۃ لوگوں کے احوال سے واقف اور جماعت میں تاخیر کرنے والوں کو زجر و توبیخ کرنے والا اذان پر مواظبت کرنے والا اور اپنی اذان کا حساب کا حساب رکھنے والا شخص ہو اور بہتر یہ ہے کہ امام ہی ہو، اگر موذن یا اور کوئی صالح شخص نہ ہو تو اذان کیلئے وہی متعین ہوگا، اذان جس نے کہی اقامت بھی وہی کہے۔ داڑھی منڈا بھی اقامت کہہ سکتا ہے مگر امام کا اقامت کہنا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۱۲۵

تثویب (صلوٰۃ) بعد الاذان کب سے شروع ہوئی؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ:

اذان کے بعد صلاۃ کہی جاتی ہے یہ کہاں سے شروع ہوئی؟ اور کیوں ہوئی؟ فقہ وقرآن وحدیث سے جواب مرحمت فرمائیے۔ فقط۔ والسلام

المستفتی: عبد المجید نعیمی قادری سنی حنفی
پیش امام جامع مسجد، شیر پور ضلع مراد آباد

الجواب

صلاۃ تثویب کے قبیل سے ہے اور اسے جملہ متاخرین حنفیہ نے مستحب فرمایا ہے۔ اور اس کا سبب امور دینیہ میں سستی کا ظہور ہے اور خاص یہ فعل پانچ سو برس بلکہ چھ سو برس سے زیادہ ہوئے کہ مسلمانوں میں بلانکیر رائج ہے۔ درمختار میں ہے:

التسليم بعد الاذان حدث فی ربيع الآخر سنة سبع مأة واحدى و ثمانين فی عشاء ليلة الاثنين ثم يوم الجمعة ثم بعد عشر سنين حدث فی الكل الا المغرب ثم فيها مرتين

وهو بدعة حسنة۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۳۰؍شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

مسئلہ: ۱۲۶

کسی مسلمان کو شیطان کہنا کیسا؟ غیر عالم کا مسائل شرعیہ بیان کرنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل میں کہ:

(۱) ایک شخص کے، اذان کے بعد صلاۃ پڑھنے پر زید نے یہ الفاظ کہے کہ کون شیطان پڑھ رہا ہے اور لاحول ولاقوۃ بھی پڑھا۔ ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

(۲) ایک شخص غیر عالم جو نہ علماء سے استفادہ کرتا ہے نہ ہی ان کی صحبت میں بیٹھتا ہے، اس کے باوجود حدیث بیان کرتا ہے اور غلط حوالے بیان کرتا ہے۔ بات بات میں بخاری کا حوالہ دیتا ہے۔ اس کا حکم کیا ہے؟

مستفتی: معین الدین نوری
امام مسجد ڈاکخانہ، شہامت گنج، بریلی

الجواب

(۱) وہ شخص سخت گناہگار مستوجب نار حق اللہ وحق العبد میں گرفتار ہے توبہ کرے اور جسے یہ لفظ کہا، اس سے معافی چاہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) وہ جاہل مسخرہ شیطان ہے لوگوں پر فرض ہے کہ اسے چھوڑ دیں اور جو ناواقف ہیں، انہیں اس سے واقف حال مسلمان دور رہنے کی تلقین کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

باب صفۃ الصلوۃ

مسئلہ: ۱۲۷

صف بھری ہونے کی صورت میں آنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟
امام کو بلا وجہ جاہل کہنا نا جائز اور باعث ایذا ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:
امام نماز پڑھا رہا ہے اور پیچھے مقتدی کی صف بالکل بھری ہوئی ہے جلدی میں ایک نمازی آیا تو صف کے کدھر سے آدمی کھینچے؟ بیچ میں سے یا ایک طرف سے اگر کنارے سے کھینچ کر بیچ میں لائے تو اسکی نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر مقتدی امام سے کہے کہ تم کچھ نہیں جانتے ہو تو اسکے لئے کیا حکم ہے؟ جواب با صواب سے مطلع فرمائیں

مستفتی: محمد نجم الدین محلہ انگلش گنج بریلی شریف

الجواب

آج کل عوام اس مسئلہ سے بے خبر ہیں اسلئے حکم ہے کہ کنارے سے کسی آدمی کی پشت پر ہاتھ رکھدے وہ اگر مسئلہ سے واقف ہوگا تو کچھ توقف کر کے اپنی جگہ سے کھینچ آئے گا ورنہ نیت باندھ لے اب کراہت نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم امام سے بلا وجہ جاہل کہنا نا جائز اور باعث ایذا ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

من اذی مسلماً فقداذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔

[کنز العمال، ج۱۶، کتاب المواعظ والرقائق والخطیب والحکم، الفصل الاول فی المفردات، حدیث-۴۳۶۹۶، دار الکتب العلمیة بیروت]

یعنی جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اس پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری

مسئلہ: ۱۲۸

دس سال کی عمر میں بچہ کو مارنے کا حکم ہے کہ بعد بلوغ نماز کا عادی ہو جائے! بچہ کی صحیح تعلیم و تربیت کی جائے! بعد بلوغ جتنی نمازیں قضا ہوئیں، انہیں جلد ادا کرے!

کیا فرماتے ہیں علمائے شرع و مفتیان اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) لڑکا دس سال کی عمر کو پہنچ جائے تو نماز پڑھے گا لیکن اگر نماز نہ پڑھے تو کس عمر سے بچہ کو مارے کہ وہ متبع سنت اور نمازی رہے؟

(۲) اگر کسی بالغ شادی شدہ شخص نے تیس سال کے بعد نماز پڑھنا شروع کی اور اس شخص کی بیس سال کی نمازیں ترک ہوئیں تو اس شخص کے لیے کیا صورت ہے کہ وہ بیس سال کی نماز سے بری الذمہ ہو جائے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: ناچیز خادم غلام معین الدین اشرف نعیمی

آل انڈیا رضائے غوثیہ، نواب عبداللطیف اسٹریٹ کلکتہ

الجواب

(۱) دس سال کی عمر میں بچہ کو نماز پڑھانے کیلئے مارنے کا حکم ہے کہ بعد بلوغ نماز کا عادی ہو جائے صحیح تعلیم و تربیت بچہ کی کی جائے تو ایسا ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے کہ بچہ پکا نمازی صحیح طور سے نماز پڑھنے لگتا ہے اور متبع سنت ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بعد بلوغ جتنی نمازیں قضا ہوئی ہوں انہیں جلد ادا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۱۲۹

صاحب ترتیب کس کو کہتے ہیں؟ وقت میں وسعت اور امام کی آمد جلد متوقع ہو تو انتظار کرنا چاہئے! امام کی غیر موجودگی میں سب داڑھے منڈے ہوں تو نماز تنہا ادا کریں!

حضرت مولانا مفتی صاحب قبلہ مدظلہ العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسائل میں کہ:

(۱) صاحب ترتیب کس کو کہتے ہیں؟

(۲) امام کی غیر موجودگی میں جب نماز کا وقت آچکا ہوتو امام کا انتظار کریں یا نہیں؟

(۳) امام کی غیر موجودگی میں سب لوگ داڑھی منڈے ہوں تو نماز جماعت سے ادا کریں یا نہیں؟ اور جماعت کریں تو ان میں امام کون ہو؟

الجواب

(۱) جسکی پے در پے چھ نمازیں قضا نہ ہوئی ہوں وہ صاحب ترتیب ہے:

وحد الكثرة ان تصير الفوائت ستابخروج وقت الصلاة السادسة

[الفتاوى الهندية، ج۱، كتاب الصلوٰة، الباب الحادى عشرفى قضاء الفوائت، ص۱۸۲، ۱۸۳، دار الفكر بيروت]

اور کثرت کی حد یہ ہے کہ فوت شدہ نمازیں چھ ہوں اور چھٹی نماز کا وقت نکل چکا ہو۔ در مختار میں ہے:

"فان كثرت و صارت الفوائت مع الفائتة ستاظهر صحتها"

[در مختار، ج۲، كتاب الصلوٰة، باب قضاء الفوائت، ص۵۳۱، دار الكتب العلمية بيروت]

(۲) وقت میں وسعت ہو اور امام کی آمد جلد متوقع ہو تو انتظار کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) تنہا پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۱۳۰

سنن ونوافل کے لئے جگہ بدلنا بہتر ہے! بآواز بلند دعا کرنا جائز جبکہ دوسرے مصلی کو تشویش نہ ہو! مسنون یہ ہے کہ فرضوں کے بعد مختصر دعا مانگیں کہ سنت میں تاخیر مکروہ تنزیہی ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسائل مندرجہ ذیل میں کہ

امام کا نماز فرض ادا کر لینے کے بعد وہیں کھڑے ہو کر سنن ونوافل ادا کرنا کیسا ہے؟ اور فرض نماز

کے بعد باآواز بلند دعا مانگنا کیسا ہے؟ اور پھر سنن و نوافل ادا کرنے کے بعد امام کا بلند آواز سے صرف چند دعائیں عربی میں مانگنا اور اس پر لوگوں کا آمین کہنا کیسا ہے جبکہ دوسرے لوگ سنن و نوافل ادا کرتے ہیں اور امام و مقتدی اتنی آواز سے دعا و آمین کہتے ہیں کہ مسجد گونج جاتی ہے اور مقتدی صرف معمولی پڑھے لکھے ہیں انکی نماز میں خلل پڑتا ہوگا تو یہ طریقہ دعا کا کیسا ہے؟

الجواب

سنن و نوافل کیلئے جگہ بدلنا بہتر ہے۔ اور باآواز بلند دعا و ذکر جائز ہے جبکہ دوسرے مصلیان کو تشویش نہ ہو امام و مقتدی پر لازم کہ اتنی آواز سے دعا مانگیں کہ مصلیان کو تشویش نہ ہو اور مسنون یہ ہے کہ فرضوں کے بعد مختصر دعا مانگیں کہ سنت میں تاخیر مکروہ تنزیہی ہے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۱۳۱

سجدہ میں دسوں انگلیوں کے پیٹ کا زمین پر لگنا سنت ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ کا زمین پر لگنا واجب ہے! عصر و مغرب کے درمیان کھانا پینا منع نہیں! قبر میں مسلمان مردہ جب سوال کے لئے اٹھتا ہے اس وقت اسے عصر کا آخری وقت معلوم ہوتا ہے! کیا سنت کی نیت میں ''رسول اکرم کی سنت'' کہنا جائز ہے؟ زبان سے نیت نہ بولنے پر نماز میں فرق نہ آئے گا! سوائے سنت فجر کے کسی سنت کی قضا کا حکم نہیں!

سنت فجر کی قضا سورج نکلنے کے ۲۰ رمنٹ بعد سے قبل زوال تک ہے!

فجر کی نماز کے بعد کسی سنت یا نفل کی اجازت نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے کہ سجدہ کرنے کی حالت میں دونوں پیروں کی انگلیوں کے پیٹ زمین سے لگنا واجبات میں سے ہے اگر نہیں لگیں تو نماز نہیں ہوگی۔ اور ہم جب نماز کے فرائض و واجبات کتابوں میں دیکھتے ہیں تو ان میں یہ مسئلہ پیروں کی انگلیوں کا کہیں نظر نہیں آتا۔

(۲) عصر و مغرب کے درمیان نفل پڑھنا منع ہے تو کیا صبح صادق کے بعد سے سورج نکلنے تک بھی نہیں پڑھ سکتے؟ پھر تحیت الوضو کا پڑھنا بھی جائز نہیں خواہ وہ فجر کی نماز کا وقت ہو یا عصر کا؟

(۳) کیا عصر سے مغرب تک کھانا پینا منع ہے یا عصر و مغرب کے درمیان کھانا پینا منع ہے؟ یہ جو کہتے ہیں کہ روح نکلتے وقت عصر و مغرب کے درمیان کا وقت نظر آتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ کیا اسی درمیان میں کھانا پینا منع ہے؟

(۴) جمعہ کی نیت اس طرح کرنا صحیح ہے؟ نیت کرتا ہوں واسطے نماز کے نماز پڑھتا ہوں واسطے اللہ کے ۲ر رکعت نماز فرض وقت جمعہ ساقط ہونے ظہر کے منہ میرا کعبہ شریف کو اللہ اکبر۔

(۵) کیا سنتوں کی نیت میں رسول اکرم کی سنت کہنا جائز ہے جیسے چار رکعت نماز سنت، سنت رسول اللہ کی اور اگر نام نہ لیں تو نماز میں تو کوئی فرق نہیں آتا؟

(۶) کیا جس طرح فرضوں کی قضا پڑھی جاتی ہے اسی طرح سنتوں کی قضا بھی پڑھی جاسکتی ہے؟ کیا سنت مؤکدہ کی بھی قضا ہے؟

(۷) فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کیا وہ سورج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں گی؟ زید کا کہنا ہے کہ اگر فجر کی نماز کے بعد سنتیں پڑھی جائیں یا سورج کے نکلنے کے بعد پڑھے نفل ہوگی۔ فقط

مستفتی: وفا نعیمی تحصیل نجیب آباد بجنور

الجواب

(۱) مسئلہ درمختار و ردالمحتار و فتح القدیر و بہار شریعت اور فتاویٰ رضویہ میں مصرح ہے۔ سجدہ میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ کا زمین پر لگنا سنت ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ کا زمین پر لگنا واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(بہار شریعت، ج۱، حصہ ۳، ص ۵۷، قادری کتاب گھر)

[در مختار ورد المحتار، ج ٢، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، ص ١٣٤، دار الكتب العلمية بيروت]

(۲) ہاں ان دونوں وقتوں میں نفل منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) عصر و مغرب کے درمیان کھانا پینا منع نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قبر میں مسلمان مردہ جب

سوال کیلئے اٹھتا ہے اس وقت اسے عصر کا آخری وقت معلوم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[مشکوٰۃ شریف، باب اثبات عذاب القبر، ص ۲٦، مجلس برکات، مبارکپور]

(۴) نیت صحیح ہے "ساقط ہونے ظہر کے" کہنے کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) جائز ہے اور نماز میں فرق تو زبان سے نیت نہ بولنے پر بھی نہ آئے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(٦) سوائے سنت فجر (کہ قریب واجب ہے اور حدیث میں اس کی بہت تاکید ہے) کسی سنت کی قضا کا حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد سے قبل زوال تک امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مستحب ہے اور فجر کی نماز کے بعد کسی نفل کی اجازت نہیں وہ سنت بھی نفل ہے اور ہر سنت نفل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۱۳۲

ساڑی پہن کر نماز پڑھنے کا حکم! عورت کس طرح سجدہ کرے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) جس جگہ پر ساڑیوں کا رواج ہے وہاں پر عورتیں ساڑیاں پہن کر نماز پڑھتی ہیں یہ کیسا ہے؟ اس سے نماز ہوئی یا نہیں جواب عنایت ہو۔

(۲) مردوں کو نماز میں سجدہ کی حالت میں جو انگوٹھا کا پیٹ لگنا مشروع ہے اور باقی تین انگلیوں کے پیٹ کا لگنا واجب ہے اس طریقے سے عورتوں کو بھی سجدہ ادا کرنا چاہیئے یا عورت اس مسئلہ سے مستثنیٰ ہے جواب خلاصہ تحریر ہو عین کرم ہوگا۔

مستفتی: ایوب قادری کیراف ماسٹر شیخ غلام محی الدین بمبئی

الجواب

(۱) جائز ہے جن شہروں میں عورتوں میں ساڑیاں پہننے کا رواج ہے وہاں ساڑیاں پہننے میں حرج نہیں اور اگر اس سے پورا پورا ستر ملحوظ ہو تو اس کو پہن کر نماز بھی جائز ہے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

(۲) عورتیں اس طرح سجدہ نہ کریں بلکہ پیٹ کو رانوں سے لگا کر پیروں کو دائیں جانب نکالیں

درمختار میں ہے:

"والمرأة تنخفض فلا تبدی عضد یھا و تلصق بطنھا بفخذ یھا لانه استر"

[در مختار، ج۲، ص۲۱۱، کتاب الصلوٰۃ باب صفة الصلوٰۃ دار الکتب العلمیة]

اور ردالمحتار میں ہے:

" وذکر فی البحرانھا لا تنصب اصابع القدمین کما ذکرہ فی المجتبی"

[ردالمحتار، ج۲، ص۲۱۱/۲۱۲، کتاب الصلوٰۃ باب صفة الصلوٰۃ دار الکتب العلمیة]

اور جدی الکریم امام احمد رضا قدس سرہ العزیز **لا تنصب أصابع القدمین** کے تحت جد الممتار میں فرماتے ہیں:

"ای فی السجود"[جد الممتار الجزء الثالث، فصل اذا اراد الشروع، ص۲۱۱، مکتبة المدینة]

ترجمہ:- اور عورت سجدہ میں اس طرح جھکے گی کہ دونوں بازو ظاہر نہ ہوں اور پیٹ کو اپنی رانوں سے ملالے کہ اس میں زیادہ ستر ہے۔

ترجمہ:- اور بحر میں بیان کیا کہ عورت سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں کھڑی نہیں کریگی جیسا کہ اسکو مجتبیٰ میں بیان کیا ہے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۱۳۳

نماز جمعہ کے فرض کے بعد صلاۃ وسلام پڑھنا، اس کے بعد سنتیں پڑھنا کیسا؟ علمائے کرام تصریح فرمائی کہ فرض کے بعد دعا مختصر مانگے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

نماز جمعہ کے فرض کے بعد صلاۃ وسلام پڑھنا اور اس کے بعد سنتیں پڑھنا مناسب ہے یا نہیں؟

مستفتی: شفیق احمد سول لائن بریلی

الجواب

نا مناسب ہے۔ سنن مؤکدہ کے بعد پڑھنا چاہیئے کہ سنن مؤکدہ میں ادائے فرض کی عجلت شرعاً

مطلوب ہے ولہٰذا ہمارے علمائے کرام کثرہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی کہ فرض کے بعد دعا بھی مختصر مانگے بلکہ درمختار میں ہے:'' ویکره تاخیر السنة الا بقدر اللهم أنت السلام الخ‘‘

[در مختار، ج۲، ص۲٤٦، کتاب الصلوٰة باب صفة الصلوٰة دار الکتب العلمیة]

یعنی سنت میں دیر کرنا مکروہ ہے مگر اتنی دیر کہ اللهم أنت السلام و منك السلام تبارکت یاذالجلال والاکرام پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[ردالمحتار، ج۲، ص۲٤٦، کتاب الصلوٰة باب صفة الصلوٰة دار الکتب العلمیة بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۹ر شوال ۹٦ھ

مسئلہ: ۱۳٤

امام کے سلام پھیرنے کے بعد اقتدا درست نہیں! مسبوق قعدۂ اخیرہ میں التحیات ٹھہر ٹھہر کر پڑھے! سلام سے پیشتر فارغ ہونے کی صورت میں کلمۂ شہادت کی تکرار کرے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہٰذا میں کہ:

(۱) مقتدی جماعت میں شامل ہوا لفظ السلام علیکم ورحمت اللہ پر جو امام پہلے اپنی داہنی طرف کہتے ہیں پھر بائیں طرف تو پہلے لفظ السلام علیکم پر اقتدا ختم ہو جائے گی یا کہ بائیں طرف پر؟ اور لفظ سلام کے میم پر ختم ہوگا یا کچھ اور؟ اس پر فقہائے کرام کے ارشادات عالیہ ضرور نقل کر دیں مع عبارت ونام کتاب و صفحہ وجلد۔

(۲) مسبوق امام کے ساتھ چوتھی رکعت کے قعدہ اخیرہ میں التحیات صرف پڑھے یا کہ درود شریف اور بقیہ دعا بھی پڑھے پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ فقہائے کرام نے کیا فرمایا ہے؟

الجواب

(۱) امام کے سلام پھیرنے کے بعد اقتدا درست نہیں خواہ ایک طرف پھیرا ہو خواہ دونوں طرف پھیر لیا ہو کہ نماز تمام ہوگئی اور بعد تمامیت نماز اقتدا کا محل نہ رہا حدیث شریف میں ہے:

"تحریمھا التکبیر و تحلیلھا التسلیم"۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

[جامع الترمذی الجزء الاول باب ما جاء فی تحریم الصلوٰۃ و تحلیلھا، ص ۳۲، مجلس برکات مبارکپور]

(۲) مسبوق کو چاہیئے کہ قعدۂ اخیرہ میں التحیات ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام کے وقت فارغ ہو اور اگر سلام سے پیشتر فارغ ہو گیا تو کلمۂ شہادت کی تکرار کرے اور اگر السلام علیک ایھا النبی سے تکرار کرے جب بھی کوئی ممانعت نہیں ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد سوئم میں ہے۔

[فتاویٰ رضویہ، ج۳، ص ۳۹٤، کتاب الصلوٰۃ، رضا اکیڈمی ممبئی]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۱۳۵

جسے سورۂ فاتحہ اور قل کے علاوہ کوئی سورہ یاد نہ ہو، ساری نمازیں اسی سے ادا کرتا ہو، اس کی نمازوں کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) زید پنج وقتہ نمازی ہے لیکن اسے کوئی سورت یاد نہیں سورہ الحمد اور قل، فرض، سنت ونفل سب اسی سورت سے ادا کرتا ہے۔ حالانکہ اسے اتنا ٹائم ملتا ہے کہ وہ اور سورت یاد کرلے لیکن ایسا نہیں کرتا، کیا اس سے نماز ہو جائے گی۔

بکر نے کہا کہ نماز نہیں ہوگی کیونکہ اسے سورت یاد کرنے کا وقت ملتا ہے پھر بھی وہ یاد نہیں کرتا مقررہ سورت میں نماز نہیں ہوتی ہے کیا بکر کا دعویٰ ٹھیک ہے یا نہیں؟ برائے کرم مع دلائل کے جواب عنایت کریں، حوالۂ کتب ضروری ہے محلے والوں کے لئے حوالہ لازم ہے۔ فقط والسلام

مستفتی: عبدالصمد محلہ صالح نگر بریلی شریف

الجواب

نماز ہو جائے گی مگر وہ اور سورتیں بھی یاد کرلے تا کہ نماز پنجگانہ میں ہر نماز کیلئے جتنی مقدار کی تلاوت مسنون ہے کر سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۳۰ رجمادی الآخرہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: ۱۳۶

لفظ "نَوَیْتُ" کی وضاحت!

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) نیت (نویت) کا کیامطلب ہے یعنی نویت کا مطلب نیت کی میں نے ہوتا ہے یا نیت کرتا ہوں ہوتا ہے؟ نیت میں تلفظ ماضی ہونا چاہیئے یا حال؟ اگر ماضی ہوتو بعض اشتہارات عیدالضحیٰ وعیدالفطر کے چھپتے ہیں ان میں حال کی تحریر ہے نیت کرتا ہوں میں جبکہ بہار شریعت حصہ سوم ص ۴۰؍ پر صاف لکھا ہے اور تاکید فرمائی ہے کہ نیت کی میں نے کہنا چاہیئے صحیح جواب سے آگاہ کیجئے گا۔

مستفتی: منشی عبدالحکیم خاں جہاں آباد ضلع پیلی بھیت

الجواب

نویت کالفظی ترجمہ نیت کی میں نے، نویت اور نیت کی میں نے کا مفاد وہی ہے کہ نیت کرتا ہوں میں اس لئے کہ یہاں ماضی بمعنی حال ہے کہ یہ محل انشاء کا ہے یہاں سے ظاہر کہ نیت کرتا ہوں میں-اور نیت کی میں نے دونوں کا مفاد برابر ہے اور دونوں طرح کہہ سکتے ہیں۔ وھوتعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۶؍صفر ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: ۱۳۷

عورتیں سجدہ وقعدہ کس طور پر کریں؟

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) حالت سجدہ میں کسی ایک انگلی کے پیٹ کا لگنا جو فرض بتلایا ہے آیا اس میں عورتیں بھی داخل ہیں کہ نہیں؟

(۲) نماز کی سنتوں کے بیان میں عورت کیلئے پنڈلی کا لگانا زمین پر حالت سجدہ میں سنت بتلایا ہے پھر اس پر کیسے عمل ہوگا تسلی بخش جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

مستفتی: محمد رمضان علی قادری ناگور راجستھان

الجواب

(۱) نہیں۔انہیں سجدہ میں حکم ہے کہ پست ہوکر اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے لگائیں:

والمرأة تنخفض فلا تبدی عضدیها و تلصق بطنها بفخذ یهالانه استر

[در مختار، ج۲، ص ۲۱۱، کتاب الصلوٰۃ باب صفة الصلوٰۃ دار الکتب العلمیة بیروت]

اور اپنے دونوں پیر ایک جانب نکال دیں جس طرح قعدہ میں ایک پیر دوسرے پیر کی طرف نکالکر بیٹھتی ہیں ردالمحتار میں ہے:

قوله (متورکة) بأن تخرج رجلها الیسریٰ منّ الجانب الایمن ولا تجلس علیها بل علی الارض۔

[ردالمحتار، ج۲، ص۲۱٦، کتاب الصلوٰۃ باب صفة الصلوٰۃ دار الکتب العلمیة]

عورت تورک کریگی اس کی کیفیت یہ ہے کہ بائیں قدم کو دائیں جانب نکالے اور اس پر نہ بیٹھے بلکہ زمین پر بیٹھے سرین زمین پر ہوگی۔ اسی میں ہے:

"ذکر فی البحر انها لاتنصب اصابع القد مین کما ذکرہ فی المجتبیٰ"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[ردالمحتار، ج۲، ص ۲۱۲/۲۱۱، کتاب الصلوٰۃ باب صفة الصلوٰۃ دار الکتب العلمیة]

(۲) کیفیت مذکورہ سے یہ ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

شب ۱۰/ ربیع الآخر ۱۴۰۸ھ

مسئلہ: ۱۳۸

نماز کی فرضیت کا منکر کافر بے دین ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک شخص قبرستان میں رہتا ہے اور کہتا ہے نماز کوئی ضروری نہیں ہے۔ نماز پڑھو یا مت پڑھو۔ جو میں کہوں وہ کرو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مستفتی: فدا حسین سردار نگر تحصیل آنولہ ضلع بریلی

الجواب

نماز کی فرضیت ضروریات دین سے ہے جس کا منکر کافر و مرتد بیدین ہے درمختار میں ہے:

ویکفر جاحد ها لثبوتها بدلیل قطعی

[درمختار، ج۲، ص ۵، کتاب الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیة بیروت]

اور نماز کا منکر دلیل قطعی سے ثابت ہونے کی وجہ سے کافر ہے اور اسی طرح عالمگیری میں ہے:

"الصلاۃ فریضة محکمة لا یسع ترکها. و یکفر جاحدها کذا فی الخلاصة"

[الفتاوی الهندیة، ج۱، ص۱۰۷، کتاب الصلوٰۃ، دار الفکر بیروت]

نماز فرض محکم ہے اس کے ترک کی کوئی گنجائش نہیں اور اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی خلاصہ میں ہے۔ لہٰذا جس نے یہ کہا کہ معاذ اللہ نماز ضروری نہیں ہے اس نے سخت کفر کہا اس پر توبہ و تجدید ایمان فرض ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے ورنہ ہر مسلمان پر اسے چھوڑ دینا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۴/ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ: ۱۳۹

حالت قیام میں دونوں پیروں کے درمیان ہاتھ کی چار انگلیوں کا فاصلہ مستحب ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید حالت قیام میں اپنے دونوں پیروں کے پچھلے حصے یعنی ایڑی کو ملا کر نماز پڑھتا ہے لہٰذا زید کی نماز میں کچھ کراہت ہوتی ہے یا نہیں؟ اور دونوں پیروں کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیئے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: لیاقت علی فیض العلوم دھوبی خرد فاضل نگر دیوریا

الجواب

ہاتھ کی چار انگل کا فاصلہ دونوں پیروں کے درمیان ہونا یہ حالت قیام میں مستحب ہے۔ ہندیہ

میں ہے:

"وینبغی أن یکون بین قدمیه اربع اصابع فی قیامه کذا فی الخلاصة"

[الفتاوی الهندیة، ج۱، ص۱۳۱، کتاب الصلوٰة، الفصل الثالث فی سنن الصلوٰة وادائها و کیفیاتها، دار الفکر بیروت]

اور اس کا ترک خلاف اولیٰ ہے۔ اور جدی الکریم اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز فتاویٰ رضویہ میں اسی طرح کے ایک مسئلہ کے جواب میں اقول کہہ کر فرماتے ہیں:

اقول: بل فی نور الایضاح و شرحه مراقی الفلاح للعلامة الشرنبلالی یسن تفریج القدمین فی القیام قدر اربع اصابع لانه اقرب الی الخشوع اه قال السید الطحطاوی فی حاشیته نص علیه فی کتاب الاثر عن الامام ولم یحك فیه خلاف۔اه

امام علامہ ابو یوسف اردبیلی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی کتاب الانوار میں کہ اجل معتمدات مذہب شافعی سے ہے اسی چار انگل فصل کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی حیث قال:

"یکره الصاق القدمین و یستحب التفریق بینهما بقدر اربع اصابع الخ"

[الفتاویٰ الرضویة، ج۳، باب صفة الصلوٰة، ص۵۱، رضا اکیڈمی ممبئی]

زید کو دونوں پیروں کے درمیان اتنا فاصلہ رکھنا چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۱۴۰

تارکِ صلوٰۃ سخت گنہ گار مستحق غضب الٰہی و مستوجب نار ہے!
زنانے کپڑے پہننا حرام حرام بدکام بدانجام ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ایک شخص قوم کا نائی ہے اور کھانا پکاتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا نقص یہ ہے کہ وہ نامرد ہے عورتوں کا لباس پہنتا ہے اور لوگ اس سے کہتے ہیں کہ نماز پڑھ اور اپنے لباس کو بدل دے وہ کہتا ہے میں کس طرح نماز پڑھوں میں نامرد ہوں اور لوگ کہتے ہیں کہ نماز نامرد پر بھی فرض ہے۔ وہ کہتا ہے میں نہیں پڑھتا

کیوں پڑھوں کسی کا مجھ پر کوئی زور نہیں اور نہ میں لباس بدلوں کیا اس شخص کے ہاتھوں کا پکا ہوا کھانا کھانے میں کوئی حرج ہے؟ جو حکم شرع ہوگا وہی عمل میں لایا جائے گا۔

الجواب

شخص مذکور سخت گناہ گار مستحق غضب الٰہی و مستوجب نار ہے نماز نہ پڑھنا پھر اس پر اڑنا اور زنانے کپڑے پہننا حرام حرام حرام بدکام بدانجام ہے اس پر توبہ فرض ہے توبہ نہیں کرتا تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسے چھوڑ دیں: " فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین "

[سورۃ الانعام، آیت-٦٨]

یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے: "وان الظلمین یعم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلھم ممتنع" [تفسیر الاحمدی، ص ۲۵۵، مکتبۃ رحیمۃ]

اور بیشک ظالمین بدعتی و فاسق و کافر سب کو عام ہے اور ان سب کے ساتھ بیٹھنا منع ہے۔

مسئلہ: ۱۴۱

نماز میں چادر اوڑھنے کا طریقہ!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

نماز میں چادر اوڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟ بعض لوگ کاندھے سے چادر اوڑھ کر اور ایک سرا دوسرے کاندھے پر ڈالکر نماز پڑھتے ہیں لہٰذا چادر کو کاندھے سے اوڑھنا چاہیئے یا سر سے اوڑھنا چاہیئے؟ صاف صاف جواب تحریر فرمائیں۔

مستفتی: حافظ شفیق احمد مقام پوسٹ چاند پور گڑھی ضلع مراد آباد

الجواب

سر سے اوڑھنا چاہیئے فتاویٰ رضویہ میں منقول ہے کہ ابو نعیم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

" لا ینظر اللہ الی قوم لا یجعلون عمائمھم تحت ردائھم یعنی فی الصلوٰۃ "

یعنی اللہ تعالیٰ اس قوم کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو نماز میں اپنے عمامے اپنی چادروں کے

نیچے نہیں کرتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
شب ۷؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ: ۱۴۲

یادِ حضور میں استغراق معافی نماز کا ضامن ہے یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید حضور ﷺ کی یاد میں مستغرق ہو جائے تو اور نماز کا وقت ہو کر گزر جائے تو وہ نماز معاف ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ نماز معاف ہے زید کا قول درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو کس طرح قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

مستفتی: چاند علی رضوی سنی نوازی مسجد سریان نگر بکرولی

الجواب

زید کا قول نا درست ہے حضور علیہ السلام کے خیال میں مستغرق ہونے سے نماز معاف نہ ہوگی ہاں مسئلہ یوں ہے کہ نماز پڑھتے میں امتی کو حضور علیہ السلام اگر بلالیں تو اسی وقت بالفعل اجابت فرض ہے پھر تعمیل حکم کے بعد نماز پڑھے زید کو اس مسئلہ سے دھوکا لگا اور وہ اسے صحیح بیان نہ کر سکا زید پر توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری
صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی
دار الافتاء منظر اسلام، محلہ سوداگران، بریلی شریف

مسئلہ: ۱۴۳

قبلہ سے ۴۰؍ ڈگری انحراف مفسد نماز نہیں؟

محترمی ومکرمی جناب مفتی صاحب السلام علیکم

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
ساکن سید آباد کی مسجد قطب نما سے اور قبلہ نما سے چالیس ڈگری منحرف ہے اور مسجد کافی چوڑی ہے اس مسجد میں نماز کیسے پڑھنی چاہیے؟ فقط والسلام

مستفتی: سید آباد کے مسلمانان، پٹنہ

الجواب

قبلہ سے ۴۰رڈگری انحراف مفسد نماز نہیں مگر نماز ٹھیک قبلہ کی طرف منھ کر کے پڑھی جائے۔ اور دیوار قبلہ کو قطب نما کے مطابق سیدھا قبلہ رو کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری
شب ۲۶رشوال ۹۹ھ

مسئلہ: ۱۴۴

"جس نے نماز چھوڑی وہ کافر ہوگیا" یہ حدیث ہمارے ائمہ کے نزدیک مؤول ہے!

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
ایک شخص کلمہ زبان سے پڑھتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا ہے کیا ایسے شخص کو کافر کہہ سکتے ہیں؟ مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: فقیر محمد غلام رسول

الجواب

اگر نماز کو فرض جانتا ہے اور کوئی بات منافی ایمان اس سے صادر نہ ہوئی نہ کوئی فعل مخالف اسلام سرزد ہوا تو وہ ہمارے امام اعظم کے نزدیک مسلمان ہے مگر اشد گناہ گار مستحق عذاب نار ہے اور دنیا میں سخت تعزیر کا مستحق ہے اور بعض ائمہ کے نزدیک وہ کافر ہے اور ان کی مؤید وہ حدیث ہے جس میں وارد ہوا:

"من ترك الصلاة متعمدا فقد كفر"

[فيض القدير شرح الجامع الصغير من احاديث البشير النذير ج ٦، ص ١٣٢، دار الكتب العلمية بيروت]

یعنی جس نے دانستہ نماز چھوڑی وہ کافر ہو گیا اور ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک یہ حدیث مؤول ہے اور مستحل ترک نماز پر محمول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۵ر شوال ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: ۱۴۵

الصاق کعبین کا حکم! حالت سجدہ میں اکثر انگلیوں کا پیٹ لگانا واجب ہے! معنی شریعت کی لغوی تحقیق! قدم کی انگلیوں کے بلا عذر زمین سے نہ لگنے سے نماز واجب الاعادہ ہوگی! ضروریات دین کا منکر کافر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسئلوں میں کہ:

(۱) زید رکوع میں ٹخنے سے ٹخنہ ملاتا ہے اور سنت مستحب بتلاتا ہے اور حوالہ درمختار اور فتاویٰ رضویہ سوم کا بتلاتا ہے۔

عمرو کہتا ہے یہ بہت پرانی سنت ہوگی اس کا ثبوت الملفوظ اعلیٰحضرت، جس کو سرکار مفتی اعظم ہند نے لکھا اس میں اس کا ثبوت نہیں اور بہار شریعت اور دوسری معتبر کتابوں میں بھی نہیں۔ اور یہ سنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور بڑے بڑے یوپی کے علماء اور کرناٹک کے علماء کو کرتے نہیں دیکھا اور عوام میں بھی نہیں دیکھا دیگر اس زمانے میں یہ ٹخنے کی سنت کو ادا کرنا دین میں فتنہ ہونے کا اندیشہ ہے چھوڑ دینا بہتر ہے۔

علمائے اہلسنت ہمیں صاف طور سے بتلائیں ہم کو یہ سنت ادا کرنا چاہیئے یا نہیں؟ اور اوپر کا قول زید کا صحیح یا عمر کا؟

(۲) مسجد کے امام کے سجدہ کی حالت میں ہر پیر کی تین انگلیاں زمین سے نہیں لگتیں کیا مقتدیوں کی نماز ہو جائے گی؟

(۳) شریعت کے لغوی معنی کیا ہیں؟ اور نماز، روزہ، زکوٰۃ حج یہ شریعت کے احکام ہیں یا نہیں؟

مستفتی: الٰہی انجینئرنگ ورکس بلاری روڈ ہاسٹ ضلع بلاری

الجواب

(۱) فی الواقع رکوع میں ٹخنے سے ٹخنہ ملانا جائز ہے مگر اس کا سنت ہونا ثابت نہیں اور اس امر کی خود سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نے تصریح فرمائی تفصیل کیلئے ہمارا مفصل فتویٰ ملاحظہ ہو یا فتاویٰ رضویہ جلد سوئم میں دوسرا فتویٰ دیکھیں۔ اور عوام میں اس مسئلہ کی اشاعت ضرور پریشانی عوام کا باعث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نماز ہوجائے گی مگر اکثر انگلیوں کا پیٹ لگانا واجب ہے جس کا ترک بلا عذر مکروہ تحریمی ہے:

"وفیه یفترض وضع أصابع القدم ولو واحدة نحوالقبلة والالم تجز ،والناس عنه غافلون"

[در مختار ج ۲، ص ۲۰۵/۲۰٤، کتاب الصلوٰة باب صفة الصلوٰة، دار الکتب العلمیة بیروت]

ترجمہ:- اور اسی میں یہ کہ قدم کی انگلیاں کھڑی بجانب قبلہ رکھے اگرچہ ایک ہی سہی ورنہ نماز جائز نہیں اور اکثر لوگ اس سے غافل ہیں۔ اور نماز واجب الاعادہ ہوگی اور عذر ہو تو کراہت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) شریعت کے لغوی معنی ہیں اونٹوں کو بہتے پانی پر پھیرنا اور بہتے پانی کیلئے بھی مستعمل ہوا ہے اور دین پر بھی بولا جاتا ہے اور اسی کے معنی میں غالب ہے مجمع البحار میں ہے:

"الشرع والشریعة ما شرع الله من الدین أی سنه وافترضه شرع الدین فهو شارع اذا أظهره و بینه والشارع الطریق الاعظم والشریعة مورد الابل علی الماء الجاری و فیه فا شرع ناقته ای ادخلها فی شریعة الماء"

[مجمع بحار الانوار، ج ۳ ص ۳۰۵،باب الشین مع الراء مکتبه دار الایمان]

اور امور مذکورہ بلاشبہ احکام شرعی ہیں جنکی فرضیت ضروریات دین سے ہے اور ان میں سے کسی کا منکر کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۹ رصفر ۱۴۰۴ھ

مسئلہ: ۱٤٦

گلے کا بٹن کھلا رکھنے سے نماز مکروہ تنزیہی ہوگی! بٹن کھلا رکھنے کے باوجود گردن چھپی ہو تو نماز درست ہے! رومال وغیرہ سے گلا بند ہو اور کرتے کا بٹن کھلا ہو تو کوئی کراہت نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین وملت مسئلہ ھٰذا میں کہ:

(۱) حالت نماز میں اگر گلے کا بٹن کھلا ہے تو نماز مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟

(۲) گول گلے کا سوٹر جس سے پوری گردن چھپی ہوئی ہے اس گلے کا آخری بٹن کھلا ہے سوٹر کرتے کے نیچے ہے کیا حکم ہے؟

(۳) رومال وغیرہ سے گلا بند ہے اور کرتے میں گلے کا بٹن کھلا ہوا ہے رومال سے بٹن اور گلا چھپا ہوا ہے نماز میں کیا فرق پڑتا ہے؟ کراہت ہے یا نہیں اگر ہے تو کون سی کراہت ہے؟

(۴) کرتے کے اوپر سوٹر ہے پورا گلا چھپا ہے اندر کرتے کا بٹن کھلا ہے نماز میں فرق پڑے گا یا نہیں؟ مفصل تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا

مستفتی: نور احمد پیلی بھیت شریف

الجواب

(۱) مکروہ تحریمی ہونے کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر کراہت ہے تو تنزیہی ہے تفصیل کیلئے فتاویٰ رضویہ جلد سوم دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) صورت مسئولہ میں نماز میں اس وجہ سے کوئی خلل نہ ہوگا اور اب کراہت تنزیہی نہ ہونی چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۱٤٧

قرأت خلف الامام کی ممانعت آیت قرآن سے ثابت ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

امام کے پیچھے مقتدی الحمد شریف پڑھے گا یا نہیں؟ اگر الحمد شریف مقتدی پڑھے تو یہ کہاں سے ثابت ہے؟ خلاصہ بیان فرمائیں اور اگر امام کے پیچھے مقتدی الحمد شریف نہ پڑھے تو یہ کہاں ثابت ہے؟ خلاصہ از روئے شرع و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں تسلی کے لیے اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک پڑھنا کیا ہے؟ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک پڑھنا کیا ہے؟ خلاصہ لکھیں۔

مستفتی: محمد اختر حسین صاحب حال مقام سنبھل ضلع مرادآباد

الجواب

ہمارے امام اعظم ہمام اقدم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مہذب و معتمد و مؤید یہی ہے کہ مقتدی کو قرأت منع ہے اور امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے اس لئے مقتدی کو امام کے پیچھے خاموش کھڑے رہنا فرض ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد مطلق ہے:

"واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون" [سورۃ الاعراف، آیت ۲۰۴]

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور چپ رہو کہ تم پر رحمت ہو۔ اور حدیث میں ہے:

"الامام ضامن"

[جامع الترمذی الجزء الاول ص ۲۹، ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء ان الامام ضامن والمؤذن مؤتمن ،مجلس برکات مبارکپور]

نیز حدیث میں ہے: "من كان له امام فقرأة الامام له قرأة"

[شرح معانی الآثار ج ۱، باب القرأة خلف الامام ص ۱۵۹، المکتبۃ الاشرفیۃ]

جس کا کوئی امام ہو تو امام کی قرأت اس مقتدی کی قرأت ہے اور تفصیل دلائل کیلئے ہدایہ، فتح القدیر، غنیۃ وغیرہ دیکھئے اور ہم حنفی ہیں لہٰذا ہم پر اپنا مذہب بتانا ضرور ہے درمختار میں ہے:

"لو قيل لحنفي مامذهب الامام الشافعي فى كذا وجب ان يقول قال ابو حنيفة كذا"

[در مختار ج ۵، کتاب الطلاق باب العدة، ص ۱۸۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

سائل کو بھی مذہب حنفی کا مسئلہ دریافت کرنا ضرور اور اسی پر عمل لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۴ر شوال ۱۴۰۴ھ

مسئلہ: ۱۴۸

سمجھدار بچے کو صف سے نکالنا منع ہے! درمیان ستون صف بندی ہے، جگہ تنگ ہونے کی صورت میں کراہت نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت و جماعت اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) ایک لڑکا نو یا دس سال کا ہوگا اور وہ نماز پڑھتا ہے اب جب جماعت ہوتی ہے اس وقت اس کو پہلی صف سے نکال دیا جاتا ہے یعنی پیچھے کھڑا کر دیا جاتا ہے تو کیا یہ بات ٹھیک ہے؟ اور اگر ٹھیک ہے تو کیا دلیل ہے اور اگر نہیں تو کیسے؟ اور کتنے سال کا لڑکا جماعت کی پہلی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے برائے مہربانی با تفصیل اور بحوالہ ثابت کیجئے۔

(۲) ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مسجد کے بیچ میں اکثر تھام ہوتے ہیں اس تھام کے بیچ بیچ میں جگہ رہتی ہے تو ان جگہوں میں نماز کی صف باندھنا منع ہے کیا یہ بات ٹھیک ہے؟ حوالہ دیجئے۔

الجواب

(۱) سمجھ والے بچے کو صف سے نکالنا منع ہے عوام اکثر اس کے مرتکب ہوتے ہیں لہٰذا احتراز چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ستون کے درمیان صف بنانا سخت مکروہ ہے نہ مگر جب جگہ تنگ ہو تو کراہت نہیں۔ وللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری

مسئلہ: ۱۴۹

پائجامہ یا تہبند کا ٹخنوں سے نیچا رکھنا بر بنائے تکبر مکروہ تحریمی ہے! تہبند کا ایک سرا اونچا یا ایک سرا نیچا ہو تو نماز ہو جائے گی! سجدہ میں ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگنا فرض اور اکثر کا لگنا واجب ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) امام کے ٹخنہ ڈھکنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

(۲) تہبند کا ایک سرا اونچا اور ایک سرا نیچا رہنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

(۳) سجدے میں پیر کی پانچوں انگلی نہ لگنے سے نماز ہوگی یا نہیں

مستفتی: محمد سلیم الدین موضع منپوریا ضلع بریلی شریف

الجواب

(۱) تہ بند یا پائجامہ کا ٹخنوں سے نیچا رکھنا اگر تکبر کی وجہ سے ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور نماز واجب الاعادہ ورنہ مکروہ تنزیہی ہے اور نماز کا اعادہ واجب نہیں۔ ہندیہ میں ہے:

"اسبال الرجل ازا رہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ التنزیہ"

[الفتاوی الھندیۃ، ج۵، ص ۳۸۶، الباب التاسع فی اللبس، دار الفکر بیروت]

درمختار میں ہے:

"کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[درمختار، ج۲، ص ۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

(۲) ہوجائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ایک انگلی کا پیٹ لگنا فرض ہے جسکے بغیر اصلاً نماز نہ ہوگی اور اکثر کا لگنا واجب اور سب انگلیوں کا لگنا سنت ہے اور واجب کے ترک سے نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری

مسئلہ: ۱۵۰

فجر کی سنت کی قضا بعد طلوع شمس و قبل زوال شمس پڑھی جائے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

(۱) زید فجر کی نماز جماعت میں اس وقت ملا جب پیش امام دوسری رکعت کے رکوع میں تھے سنت ادا نہ کر سکا اب وہ سنت سورج طلوع ہونے پر ادا کرے یا نہیں؟ جب کہ علمائے دین فجر، ظہر کی سنتیں جو فرض سے پہلے ادا کی جاتی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ سنت کی قضا نہیں ہے اگر ادا کرے تو کیا نیت کر کے ادا کرے؟

(۲) زید مغرب کی نماز جماعت میں اس وقت ملا جب پیش امام دوسری رکعت کے رکوع میں تھے اب زید امام کے ساتھ دو قعدے ادا کیا امام صاحب نے سلام پھیر دیا اب زید اپنی تیسری رکعت پوری کرے تو

تینوں رکعتیں زید کی قعدہ والی ہوتی ہیں ان تینوں میں التحیات پڑھے یا صرف دو رکعت میں پڑھے؟ ہمارے پیش امام کا کہنا ہے کہ جو رکعت زید کو امام کے ساتھ ملی ہے دوسری زید کی پہلی ہوئی اس میں زید خاموش بیٹھا رہے۔ امام کی تیسری رکعت زید کی دوسری رکعت ہوئی اس میں زید التحیات اشھد ان لا الہ اللہ واشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ تک پڑھ کر امام کے سلام پھیرنے تک خاموش بیٹھا رہے امام سلام پھیرے تو زید کھڑا ہو کر اپنی تیسری رکعت پوری کرے اب التحیات اور درود ابراھیمی اور ربنا اتنا پڑھ کر سلام پھیر دے۔ صحیح مسئلہ سے اطلاع فرمائیں۔

الجواب

(۱) فجر کی سنتیں اگر قضا ہو جائیں تو بلاشبہ سورج بلند ہونے پر زوال سے پہلے ادا کی جائیگی ردالمحتار میں ہے:

"اما اذا فاتت وحدھا فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراھۃ النفل بعد الصبح و اما بعد طلوع الشمس فکذلک عندھم وقال محمد احب الی ان یقضیھا الی الزوال کما فی الدرر"

[رد المحتار ج ۲، ص ۵۱۲، کتاب الصلوٰۃ باب ادراک الفریضۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت]

یعنی اگر صرف فجر کی سنت قضا ہوئی تو بالاجماع طلوع شمس سے قبل اس کی قضا مکروہ ہے اور رہا طلوع شمس کے بعد تو امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک یہی حکم ہے کہ اسکی قضا نہیں کرے گا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ زوال سے پہلے پہلے اسکی قضا کرلے اور ایسا ہی درر میں ہے۔ بلاشبہ علما نے یہ فرمایا ہے کہ سنتوں کی قضا نہیں مگر فجر کی سنت اس حکم سے بالاتفاق مستثنیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) زید بھی التحیات میں امام کی متابعت کرے ہندیہ میں ہے:

"اذا ادرک الامام فی التشھد وقام الامام قبل ان یتم المقتدی او سلم الامام فی آخر الصلوٰۃ قبل ان یتم المقتدی التشھد فالمختار ان یتم التشھد کذا فی الغیاثیۃ" واللہ تعالیٰ اعلم

[الفتاوی الهندیة ج ۱، ص ۱٤۷، کتاب الصلوٰة الفصل السادس فی ما یتابع الامام و فی ما لا یتابع ،دار الفکر بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۱۵۱

تشہد کے اندر کس لفظ پر شہادت کی انگلی اُٹھائی جائے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

نماز کی حالت میں تشہد کے اندر کس لفظ پر شہادت کی انگلی اُٹھائی جائے اور کس لفظ پر گرائی جائے؟

مستفتی: محمد جمال الدین اشرفی ڈوکرا انگلش پوسٹ ڈلی دیوان گنج، کٹیہار

الجواب

''لا'' پر کلمہ کی انگلی اُٹھائے اور ''الا اللہ'' پر گرائے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۷ رمحرم الحرام ۱۳۹۶ھ

مسئلہ۔ ۱۵۲

نماز میں مطلق قرأت فرض ہے، سورۂ فاتحہ کی فرضیت کا قول قرآن عظیم کے خلاف ہے! جو احادیث اس اس خصوص میں غیر مقلدین پیش کرتے ہیں وہ نفی کمال پر محمول ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کہتا ہے کہ الحمد شریف کا نماز میں پڑھنا ضروری ہے اور وہ اس بات سے استدلال کرتا ہے کہ امام کے پیچھے بھی مقتدی کو الحمد کا پڑھنا ضروری ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ بغیر الحمد کے نماز نہیں ہوگی۔ اگر قرآن وحدیث سے ثابت کریں تو ہم مانیں گے ورنہ نہیں۔

مستفتی: محمد عبد الرحمٰن، محلّہ قانون گویاں، بریلی شریف

الجواب

قرآن عظیم سے مطلق قرأت کی فرضیت ثابت ہے بعینہٖ قرأت سورۂ فاتحہ کی فرضیت قرآن

عظیم میں کہیں نہیں۔قال تعالیٰ:

﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾

[سورۃ المزمل،آیت-۲۰]

اور کسی حدیث قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ سے بعینہ سورۂ فاتحہ کی فرضیت ثابت نہیں اور جو احادیث اس خصوص میں غیر مقلدین باتباع شافعیہ پیش کرتے ہیں،نفی کمال پر محمول ہیں نہ کہ نفی نماز اُن سے ثابت ہو۔اور اسی نفی کمال کی تصریح حدیث مسلم میں ہے (جس میں بے قرأت سورۂ فاتحہ صلاۃ کو خداج فرمایا) وارد ہوئی کہ خداج ناتمام وناقص کو کہتے ہیں نہ کہ اس کو جو سرے سے معدوم ہو اور مقتدی پر سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض بتانا قرآن کے حکم کے خلاف ہے اور بعینہ سورۂ فاتحہ کی فرضیت کا قول بھی قرآن کے خلاف ہے۔غیر مقلدوں کو لازم ہے کہ پہلے اس کا جواب سوچ رکھیں پر دوسروں سے قرآن و حدیث سے ثبوت مانگیں پھر یہ کہا گیا کہ قرآن وحدیث سے ثابت کریں تو مانیں گے ورنہ نہیں۔اس کا ظاہر وصاف مطلب اس قائل کی غیر مقلدیت ہے۔وہی قرآن وحدیث سے بتائے کہ تقلید ائمہ جیسا کہ وہ گمان کرتا ہے کہ ناجائز وحرام ہے اور ہر عامی و جاہل کو کسی عالم سے ہرگز کوئی سروکار نہیں۔بلکہ سب کو برابر قرآن وحدیث سے کام ہے اور یکساں ان کی فہم عام ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۰ رذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ-۱۵۳

مرد کے لئے چین خواہ سونے چاندی کی ہو یا پیتل وغیرہ کی مطلقاً حرام ہے! تانبا، پیتل، لوہا عورتوں کو بھی حرام ہے،اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی! دھات کی چیز پہننے والے کی امامت صحیح نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور نماز کے علاوہ پہننا کیسا ہے؟ اور زید چین

والی گھڑی پہن کر نماز پڑھتا ہے اور علاوہ نماز کے بھی پہنتا ہے زید سے دو چار باتیں بھی ہوگئیں اور وہ کہتا ہے کہ مفتی اعظم ہند نے فرمایا ہے کہ چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ لہٰذا دریافت طلب بات یہ ہے کہ زید کے بارے میں ازروئے شرع کیا حکم ہے؟ جواب سے نوازیں، عین کرم ہوگا۔ فقط۔

مستفتی: محمد طیب، بہاری پور، بریلی

الجواب

مرد کو چین خواہ سونے چاندی کی ہو خواہ پیتل وغیرہ کی دھات کی ہو، مطلقاً حرام ہے کہ اس میں تشبہ بہ زنان ہے اور مرد کو عورت سے اور عورت کو مرد سے تشبیہ حرام و موجب لعنت ہے۔ حدیث میں ہے:

"لعن المخنثين من الرجال والمترجلات من النساء"

[فيض القدير شرح الجامع الصغير من احاديث البشير النذير، ج٥، حرف اللام، ص٣٤٦، دارالكتب العلمية، بيروت]

اور تانبہ پیتل لوہا وغیرہ عورتوں کو بھی حرام ہے۔ حدیث میں اسے جہنمیوں کا زیور فرمایا ہے۔ جوہرہ نیرہ میں خجندی سے ہے:

"التختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء"

[الجوهرة النيرة، ج٢، ص٦١٦، كتاب الحظر والاباحة، دار الكتب العلمية، بيروت]

اور اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ درمختار میں ہے:

"كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها"

[درمختار، ج٢، ص١٤٧، ١٤٨، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطبع دار الكتب العلمية، بيروت]

اور پہننے والا صالح امامت نہیں کہ فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا گناہ ہے۔ غنیۃ میں ہے:

"لو قدموا فاسقا ياثمون بناءً على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم"

[غنية المستملى شرح منية المصلى، ص٥١٣، فصل فى الامامة، مطبع سهيل اكيڈمى]

زید کا یہ کہنا افتراء ہے کہ جدی الکریم حضور مفتی اعظم ہند نے چین کو جائز فرمایا ہے، اس پر اس

افتراء سے اور اس فعل بد سے توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ: ۱۵۴

کف ثوب، یعنی گھرسنا، چڑھانا، سمیٹنا مکروہ تحریمی ہے!

پائجامہ اگر ٹخنوں سے نیچا ہو تو نیفے میں اندر سے گھرسیں یا اوپر سے یا اس کو اصلی حالت پر چھوڑ دیں۔

مستفتی: نصیر الدین، سرپدہ پٹی ضلع پیلی بھیت

الجواب

کپڑا گھرسنا چڑھانا سمیٹنا مکروہ تحریمی ہے اور اس سے نماز واجب الاعادۃ ہے۔ لہٰذا اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیں کہ وہ کراہت ضرور تنزیہی ہے بشرطیکہ تکبر کے لئے نہ ہو ہندیہ میں ہے:

"اسبال الرجل ازاره اسفل من الكعبين ان لم يكن للخيلاء ففيه كراهة تنزيه"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الفتاوی الهندیه، ج ٥، باب التاسع فی اللبس، ص ٣٨٦، دار الكفر بيروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲ رمضان المبارک، ۱۴۰۴ھ

مسئلہ: ۱۵۵

سینہ کی ہڈی تک کرتا کھلا ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی!

کیا کرتے کے اوپر والا بوتام کھلا رہنے سے نماز نہیں ہوتی؟ میں نے ایک مولوی صاحب سے سنا ہے اور کہتے ہیں کہ لوٹانا واجب ہے کیا یہ مسئلہ بہار شریعت میں ہے کہ نہیں ہے؟ کسی کتاب کا حوالہ دے کر لکھئے اور صفحہ نمبر بھی۔

مستفتی: امتیاز احمد رضوی قادری کنوریہ عمرپور بھاگلپور (بہار)

الجواب

سینہ کی ہڈی تک کرتا کھلا ہوتو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی جبکہ کرتے کے نیچے کوئی کپڑا نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۱۵۶

مصافحہ بعد نماز پنجوقتہ و جمعہ جائز و مباح ہے! مصافحہ کو بدعت سیئہ بتانا وہابیہ کا اختراع ہے! وہابیہ کے افترا پر امام الطائفہ اسماعیل دہلوی کی عبارت سے جواب!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

کیا بعد نماز جمعہ دعا کرنا اور باہم ملاقات کر کے مصافحہ کرنا غیر مسنون ہے یہاں کے مقامی متولی صاحب کے کہنے پر امام مسجد نے اعلان کیا کہ ایسا کرنا بدعت ہے۔ اس اعلان سے اہل سنت وجماعت کے لوگوں میں پریشانی کی لہر دوڑ گئی حالانکہ ایک عرصہ سے امام خود بعد نماز جمعہ دعا بھی کرتے رہے اور مسلمانوں سے مصافحہ بھی کرتے رہے لیکن اب ایسا کرنا ان کے نزدیک بدعت ہوگیا ہے کیونکہ وہابیوں کی ایک کتاب میں ان کو یہ بیان مل گیا ہے۔ لہٰذا ازراہِ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب سے سرفراز فرمائیں تاکہ یہاں کے مسلمانوں کا قدیم اتحاد و اعتقاد پامال ہونے سے بچ جائے۔

بینوا توجروا۔ فقط۔

سائل: پیرزادہ نعیم قادری عفی عنہ کوئمبتور، تملناڈو

الجواب

نماز جمعہ اور پنجوقتہ نمازوں کے بعد مصافحہ جائز ومباح ہے اور نیت محمود سے ہو تو محمود و مستحسن ہے،

ہرگز منع نہیں۔ اسے بدعت سیئہ بتانا وہابیہ کا افترا ہے اور علماء اجلۂ اعلام کی مخالفت ہے۔ تنویر الابصار ودرمختار میں ہے:

"کالمصافحة ای کما تجوز المصافحة لانها سنة قديمة متواترة لقوله عليه الصلوٰة و السلام (من صافح اخاه المسلم و حرك يدهٗ تناثرت ذنوبه) واطلاق المصنف تبعا للدرر والكنز والوقاية والنقاية والمجمع والملتقى وغيرها يفيد جوازها مطلقاً ولو بعد العصر، وقولهم انه بدعة، أى مباحة حسنة كما افاده النووى فى اذكاره"

[درمختار، ج۹، ص۵۴۷، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغيره، دار الكتب العلمية، بيروت]

بلکہ ان کی یہ بکواس خود ان کے امام الطائفہ میاں اسماعیل دہلوی کے خلاف ہے وہ زبدۃ النصائح کی تقریر میں یوں رقم طراز ہیں:

"ہمہ اوضاع از قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و طعام خورانیدن سوائے کندل چاہ و امثالہ و دعا واستغفار واضحیہ بدعت است، گو بدعت حسنہ بالخصوص است مثل معانقہ روز عید و مصافحہ بعد نماز صبح یا عصر۔ اھ"

[زبدة النصائح]

لیجئے امام الطائفہ نے فیصلہ کر دیا کہ ہر بدعت سیئہ نہیں ہوتی بلکہ بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے اور معانقہ عید کے دن اور مصافحہ صبح وعصر کی نمازوں کے بعد بدعت حسنہ ہے۔ مگر وہابیہ کو شرم نہیں آتی کہ بزور زبان جس چیز کو چاہتے ہیں حرام و ناجائز و بدعت سیئہ بتا کر منع کرتے ہیں، ان احمقوں سے کہا جائے کہ مسلمانوں کے منہ نہ آؤ، انہیں بدعتی نہ بناؤ، اپنے امام کے لکھے کا رد کرو، اپنی اور اپنے امام کی خیر مناؤ اور خود کو بدعتی اور مقتدی بدعتی ہونے سے بچاؤ۔ ﴿كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ۝﴾۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[سورۂ قلم، آیت-۳۳]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۳۰/ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۷ھ

صح الجواب۔ اس مسئلہ کی تفصیل اور دلائل کے لئے حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا

رسالہ مبارکہ صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین منگوا کر دیکھیں۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

دارالافتاء منظر اسلام، محلّہ سوداگران، بریلی شریف

مسئلہ: ۱۵۷

بعد نماز فجر و جمعہ صلوۃ وسلام پڑھنا جائز ہے! عمامہ باندھنے میں درمیان سر پیچ کا نہ ہونا یہ شکل اعتجار کی ہے! اسٹیل بٹن کا حکم

بگرامی خدمت حضرت مولانا قاضی عبدالرحیم صاحب، مفتی دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف!

ہدیۂ سلام ورحمت۔ مندرجہ ذیل سوالات حاضر ہیں۔ جوابات مدلل بحوالہ کتاب و بقید صفحات تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

(۱) جماعت فجر و جمعہ کے بعد مسجد کے اندر باواز بلند صلوٰۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے؟

(۲) وہ کلاہ جو بیچ میں اُٹھی ہوتی ہے اور جس پر عمامہ باندھنے کی صورت میں درمیان سر میں پیچ نہیں ہوتا اس کا کیا حکم ہے؟ اس پر نماز درست ہے یا نادرست ہے؟

(۳) پاجامہ یا تہبند کے نیچے چڈی پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۴) اسٹیل بٹن کا کیا حکم ہے؟ اس میں نماز درست ہے یا نادرست؟

مستفتی: مبین الہدیٰ نورانی خطیب باری مسجد، آزادنگر، جمشید پور (بہار)

الجواب

(۱) جائز ہے مگر اتنی آواز سے پڑھیں کہ نمازیوں کو تشویش نہ ہو۔ ردالمحتار میں ہے:

”اجمع العلما سلفا و خلفا علیٰ استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها الا ان یشوّش جهرهم علیٰ نائم او مصل او قارئ –الخ“۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[ردالمحتار، ج۲، ص٤٣٤، کتاب الصلوٰة، باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها، مطلب فی رفع الصوت بالذکر، دار الکتب العلمیة، بیروت]۔

(۲) یہ شکل اعتجار کی ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو دیگر صور اعتجار کا ہے یعنی کراہت تحریم اگرچہ نماز ہو جائے گی

مگر واجب الاعادہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جائز ہے جبکہ بے زنجیر لگائیں اور نماز میں کراہت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۴؍ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

الاجوبۃ کلھا صحیحۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ: ۱۵۸

چین کی گھڑی پہن کر پڑھی گئی نمازوں کا حکم! سورۂ فاتحہ یا التحیات یا دعائے قنوت میں سے کوئی حرف چھوڑ دینے کا حکم

علمائے کرام کیا فرماتے ہیں:

(۱) زید کہتا ہے کہ گھڑی میں حفاظت کے لئے زنجیر لگا کر کلائی پر باندھنا اور اس سے نماز پڑھنا جائز ہے۔ یہ زید کا کہنا صحیح ہے یا غلط؟

(۲) نماز میں سورۂ فاتحہ اور التحیات اور وتر میں دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے لیکن معلوم یہ کرنا ہے کہ سورۂ فاتحہ میں سے یا التحیات میں سے یا دعائے قنوت میں سے مجبوراً کوئی حرف چھوڑ دے تو نماز صحیح ہو جائیگی یا نہیں؟ مثلاً زید جب نماز پڑھتا ہے تو التحیات پڑھنے کے وقت اس کی زبان سے التحیات ادا نہیں ہوتا، وہ پوری کوشش کرتا ہے مگر ادا نہیں ہوتا تو وہ مجبورا التحیات کو چھوڑ کر للہ سے آگے پڑھتا ہے اور سلام پھیر دیتا ہے اور کبھی سورۂ فاتحہ التحیات کی جگہ پڑھ کر سلام پھیر دیتا ہے تو صورت مذکورہ میں زید کی نماز صحیح ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) چین پہننا منع ہے اور نماز اسے پہن کر مکروہ تحریمی واجب الاعادہ۔ درمختار میں ہے:

"کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[درمختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

(۲) ایسا نہ کرے، اس طرح نماز پھر سے پڑھنا واجب۔ صحیح صحیح پڑھنے کی کوشش کرتا ہے اور جو نکلتا ہے بہ مجبور، وہی بولے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۱۵۹

قضا نماز کی نیت کا طریقہ! سورت میں بسم اللہ پڑھنا شیخین کے نزدیک مسنون نہیں ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) نماز فجر میں سو گیا، سورج نکلنے پر پڑھنا چاہا تو نیت قضا کی کرے یا ادا کی؟ اور کتنی رکعت ادا کریگا؟

(۲) قضا نماز کی نیت کس طرح کرے گا، تمام نیت عربی میں درج کر دیں۔

(۳) نماز پڑھنے میں ثناء پڑھنے کے بعد اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھا بعد سورۂ فاتحہ کے آمین کہا۔ اب دوسری صورت بغیر بسم اللہ کے پڑھے یا بسم اللہ پڑھ کے پڑھے؟ پھر ایک رکعت کے بعد سجدے سے کھڑا ہو کر بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھے یا یونہی سورۂ فاتحہ پڑھنے لگے؟

الجواب

(۱) تفصیل سے سوال کیا جائے، کس رکعت پر سویا؟۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ''نَوَیْتُ أنْ اُصَلِّیَ فَائتۃ (یہاں نماز کا نام لے) للہ تعالیٰ متوجھا الیٰ الکعبۃ الشریفۃ''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ضم سورت میں بسم اللہ پڑھنا حضرت امام اعظم و ابو یوسف کے نزدیک مسنون نہیں ہے۔ ہاں سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ درمختار میں ہے:

''لا تسن بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقا ولو سریۃ، ولا تکرہ اتفاقا''

[درمختار، ج۲، ص۱۹۲، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

ردالمحتار میں ہے:

''ھذا قولھما و صححہ فی البدائع و ذکر فی المصفی أن الفتویٰ علیٰ قول ابی

یوسف أنه یسمی فی أول رکعة و یخفیها، ملخصا'' واللہ تعالیٰ اعلم

[رد المحتار، ج۲، ص۱۹۲، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطلب فی بیان المواشر بالشاذ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ: ۱۶۰

ایسا لباس جس سے گھٹنا یا ران کھلے پہننا ناجائز ہے!

زید کہتا ہے کہ نیکر پہن کر نماز نہیں ہوگی۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: اسرار احمد خاں قادری رضوی بریلی شریف

الجواب

نیکر ایسا جس کو پہن کر گھٹنا، ران کھلے، پہننا ناجائز ہے اور نماز نہ ہوگی۔ زید درست کہتا ہے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ اور اگر نیکر پائجامہ یا لنگی کے اندر پہن کر نماز پڑھتا ہے تو کوئی حرج نہیں اور نماز درست ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

۱۰/ذوالقعدہ ۱۴۰۵ھ

مسئلہ-۱۶۱

فرض کی نیت میں تعیین فرض ضروری ہے (مثلاً ظہر کی نماز، عصر کی نماز)! امام اول دوبارہ عید کی امامت نہیں کرسکتا! بلاضرورت لقمہ دینا مفسد نماز ہے! غیر مسلموں کو سلام کرنا حرام ہے! اور نوافل وسنن مطلق نماز کی نیت سے بھی ہوجائیں گے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) زید کہتا ہے کہ تمام نماز میں اللہ کی عبادتیں ہیں، لہٰذا فرض و واجب، سنت ومستحب سب کی نیتیں

یکساں ہوں گی، خصوصیت کے ساتھ سنت خواہ مؤکدہ ہوں یا غیر مؤکدہ، نیت یوں کرتا ہے: ''نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز تراویح سنت مؤکدہ واسطے اللہ کے، پیچھے اس امام کے، منہ میرا طرف کعبہ شریف کے، اللہ اکبر''۔ اس بات پر بکر کہتا ہے کہ عبادتیں تو واقعی اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں اور سب کی نیت میں اللہ ہی کا نام ہوگا لیکن سنتوں میں فرق ہے اس میں رسول کا بھی نام لیا جائے گا اور یوں کہتا ہے کہ نماز سنت رسول اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہے اور اس کی نیت اس طرح کرتا۔ نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز تراویح کی سنت رسول اللہ کی، پیچھے اس امام کے، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف، اللہ اکبر''۔ ان دونوں کی نیتوں میں کس کی نیت ٹھیک ہے؟ اور کس کی نیت غلط ہے؟ نیز قرآن وحدیث اور اقوال علماء اور ترکیب صلحاء کی روشنی میں دلیل سے واضح کیا جائے کہ سنتوں کی نیتیں کس طرح کی جائیں گی؟ اور سنت واقعی رسول کے لئے پڑھی جاتی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس طرح اور کیوں؟ مفصل دلائل و براہین کے ساتھ تحریر کیا جائے۔

(۲) اگر کسی شخص نے امام کو لقمہ دیا حالانکہ امام صحیح طریقہ سے نماز پڑھا رہا ہے، لقمہ دینے والے نے غلط لقمہ دیا ہے تو لقمہ دینے والا نماز گزشتہ کہ جس میں لقمہ دیا ہے، دہرائے گا یا نہیں؟ مفصل فقہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

(۳) غیر مسلموں کو سلام کس طرح کیا جائے اور ان کو جواب ان کے سلام کا کس طرح دیا جائے؟

(۴) عیدین کی نماز بالکل کچھ آدمیوں کی چھوٹ جانے پر امام اول دوبارہ ان کی امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟ ان مسائل کو مدلل و مفصل تحریر کیا جائے؟ بینوا توجروا۔

مستفتی: علی احمد چھیتونی دیوریا، متعلم مدرسہ

الجواب

(۱) فرض کی نیت میں فرض کی تعیین ضروری ہے مثلاً ظہر کی نماز، عصر کی نماز۔ اور نوافل و سنن مطلق نماز کی نیت سے بھی ہو جائیں گے اور نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، زبان سے الفاظ بولنا کچھ ضرور نہیں، ہاں عزیمت کے لئے علماء نے اسے مستحب فرمایا ہے اور سنت واقعی رسول اللہ کی ہوتی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں پڑھی جاتی ہے بلکہ خدا کے لئے پڑھی جاتی ہے کہ عبادت اسی کی ہے۔ جس نے کہا کہ رسول اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہے، غلط کہا، اس سے توبہ کریں، نیتوں کے دونوں جملے صحیح ہیں اور

ضروری ان میں سے کوئی نہیں۔ سنت رسول اللہ کی نہ کہنے پر اصرار خطا ہے اور کہنا ضروری جاننا بھی غلط ہے، ہاں بہتر ہے۔

(۲) بلا ضرورت لقمہ دینا مفسد نماز ہے، لہٰذا جس نے غلط لقمہ دیا اس کی نماز جاتی رہی، اس پر اعادہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) غیر مسلموں کو سلام کرنا حرام ہے اور اگر ضرورت شرعیہ مثلاً فتنہ کا اندیشہ ہو یا مسلم کا حق اس پر آتا ہو اور وہ بلا تعلق ظاہری نہ مل سکے تو سلام کی اجازت ہے، خالی سلام (علیک نہ) کہے اور جواب میں بھی وہی تفصیل ہے، اور وعلیک کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) امام اول دوبارہ عید کی امامت نہیں کرسکتا کہ اس کی نماز نفل محض ہوگی اور مقتدیوں کی واجب اور یہ ناجائز ہے کہ واجب پڑھنے والا متنفل کی اقتداء کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۶؍رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۶۲

کہنیوں تک آستین چڑھانے سے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

آستین اگر کہنیوں تک چڑھی ہوئی ہو تو کیا اس صورت میں نماز ہو جائے گی؟ اور گلے کا بٹن کھلا ہوا ہو اور سینے کی ہڈی چمکتی ہو تو کیا اس حالت میں نماز ہو جائے گی؟ زید کہتا ہے کہ نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے، بکر کہتا ہے کہ کیا حدیث میں ہے کہ مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: محمد زاہد الرحمٰن

محلہ چھوٹا دروازہ، بریلی شریف (یوپی)

الجواب

صورت مسئولہ میں جبکہ آستین کہنیوں تک چڑھی ہوئی ہوتو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی، یہی حکم اس وقت ہے جبکہ سینہ چمکتا ہواور بٹن کے کھلنے سے کراہت تنزیہی کا حکم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۶ر شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ

مسئلہ-۱۶۳

پائجامہ یا پینٹ وغیرہ کواوپر موڑنا کیسا؟ طلوع صبح صادق کے بعد سنت فجر کے علاوہ کوئی نفل نہیں! پیسوں کو جیب میں رکھکر نماز پڑھنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

(۱) پائجامہ پینٹ وغیرہ کواوپر موڑنا کیسا ہے؟ اور نیچے کی طرف باہر موڑنا کیسا ہے؟

(۲) فجر کی نماز میں جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنت یا نفل شروع کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳) پائجامے یا چڈی میں میانی نہیں رہنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ یا پھر اگر دونوں میں سے ایک کپڑے میں ہی میانی رہے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

(۴) اسلام میں تصویریں رکھنا حرام فرمایا گیا ہے، لیکن پیسوں میں تصویر ہوتی ہیں جن پیسوں کو آدمی جیب میں رکھ کر مسجدوں میں نمازیں پڑھتے ہیں، اس بارے میں فرمائیں کہ پیسوں کو جیب میں رکھ کر مسجد میں جانا اور نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۵) سجدے میں جاتے وقت پہلے زمین پر گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک پھر ماتھا رکھا جاتا ہے، اس دوران میں اگر ہاتھ زمین پر رکھنے کے بعد سرک جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

(۶) جب سجدہ کیا جاتا ہے، اس وقت پورا دایاں پیر جبکہ سرکایا نہیں جاتا، اگر دھوکہ سے سرک جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

مستفتی: سید ساجد علی/معرفت قاسم ٹیلر بازار روڈ، چاند میٹا، ضلع چھندواڑہ (ایم پی)

الجواب

(۱)　نماز میں اس سے کراہت تحریمی ہوگی اور نماز واجب الاعادہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲)　طلوع صبح صادق کے بعد سنت فجر کے علاوہ کوئی نفل نہیں، سنت فجر پڑھی جائے جبکہ جماعت ملنے کا غالب گمان ہو، اگرچہ التحیات میں ہی سہی، ورنہ جماعت میں شرک ہوجائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳)　نماز ہوجائے گی۔

(۴)　جائز ہے کہ اس صورت میں تصویر چھپی رہتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵،۶)　کہ نماز دونوں صورت میں ہوجائیگی، سرکانا نہیں چاہئے، سرک جائے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۹/ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ-۱٦٤

چادر یا کمبل کاندھے سے اوڑھ کر نماز پڑھنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

نماز پڑھنے کے وقت چادر یا کمبل کاندھے سے اوڑھ کر لوگ نماز پڑھتے ہیں، کیا یہ مکروہ ہے؟ کون سی کراہت ہے؟

مستفتی: محمد شمس الحق، خادم مدرسہ رضویہ شمس العلوم

محلّہ باڑا، پوسٹ موہریا، ضلع سیتامڑھی (صوبہ بہار)

الجواب

سر سے اوڑھ کر نماز پڑھنا چاہیے، کاندھے سے اوڑھنا مکروہ وممنوع ہے، اور اس میں وعید بھی آئی ہے۔ دیکھو فتاویٰ رضویہ، جلد سوئم۔ اور وعید کا مقتضی یہ ہے کہ کراہت تحریمی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۵/ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ-۱۶۵

تصویر جبکہ سامنے یا دئیں بائیں یا چھت پر ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی!
جاندار کی تصویر لگانا ناجائز!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید عالم ہے اور پیر بھی، اور ان کے مرید کے گھر میں ان کی تصویر موجود ہے اور وہ اس کمرے میں رہتے ہیں، جس کمرے میں ان کی تصویر دیوار پر ہے اور زید اس کمرے میں نماز بھی پڑھتے ہیں۔ کیا ان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

مستفتی: سید محمد حسین افریقی

الجواب

صورت مسئولہ میں نماز میں کراہت تحریمی ہوگی، جبکہ تصویر سامنے یا دائیں بائیں یا چھت پر ہو، اور تصویر جاندار کی لگانا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۱۶۶

نسبندی کرانے والے شخص کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟!

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل اسلام مسئلہ مندرجہ کے متعلق کہ:

زید نے اپنی نسبندی بالجبر نہیں بلکہ بالرضا کرائی ہے اور اب نماز مسجد میں آکر پڑھتا ہے باجماعت۔ امر طلب یہ ہے کہ بروئے شریعت اس کی نماز بنفسہ ہوگی یا نہیں؟ نیز مسجد میں جماعت سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ جواب عنایت کیا جائے۔ عین کرم ہوگا۔ بینوا تو جروا۔

مستفتی: خلیل احمد ساکن محلہ جسولی، ضلع بریلی شریف

الجواب

نسبندی حرام حرام حرام، بدکام، بدانجام۔ تو نہ صرف ایک حرام بلکہ حرام کا مجموعہ مرکب ہے جو ہرگز ہرگز جائز نہیں، جو اس فعل بد سے راضی ہو، وہ بڑا مرتکب گناہ ہے اور جو یہ فعل بد اپنا ستر کھول کر وہ بھی

غیر مسلموں کے سامنے کرائے، سخت فاسق ونہایت فاجر، بدکار ہے۔ اور اگر اس حرام قطعی کو جائز وحلال جانے تو دائرۂ اسلام سے خارج ہے، زید پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور نماز اس کی صحیح ہے، اور باجماعت نماز پڑھے، اس سے اسے روکنا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۲؍شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح والمجیب مصیب ومثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۶۷

کف ثوب مکروہ تحریمی ہے! قمیص کے اوپر تہبند کو لپیٹ کر نماز مکروہ تحریمی ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

ہمارے پاکستان میں آج کل جو پائجامے یا پینٹ استعمال کئے جاتے ہیں وہ اتنے دراز ہوتے ہیں کہ ایڑیوں کے برابر یا اس سے زائد ہوتے ہیں اور نماز کی حالت میں لوگ اسے کھوس لیتے ہیں یا موڑ لیتے ہیں تو اس حالت میں نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟ اور اسے چھوڑ دیا جائے تو نماز میں کراہت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

مستفتی: خطیب آخون مسجد کھارادر، کراچی (پاکستان)

الجواب

کپڑا اگھرس لینا کف ہے اور کف ثوب مکروہ تحریمی ہے۔ حدیث میں ہے:

”عن ابن عباس قال امر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یسجد علیٰ سبعة اعضاء ولایکف شعرا ولا ثوبا“

[صحیح البخاری، ج۱، ص۱۱۲، کتاب الاذان، باب السجود علیٰ سبعة اعظم، مجلس برکات]

مجھے حکم ہے کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں اور بال اور کپڑے کو نہ روکوں۔ لہٰذا تمام فقہاء نے

تصریح فرمائی کہ کف مطلقاً خواہ کپڑے میں ہو یا بال میں، مکروہ تحریمی ہے۔

درمختار میں ہے:

"وکره کفه ای رفعه ولو لتراب کمشمر کم او ذیل"

[الدرالمختار، ج۲، ص٤٠٦، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها، دار الکتب العلمیة، بیروت]

ہندیہ میں معراج الدرایہ سے ہے:

"یکره للمصلی ان یعبث بثوبه او لحیته او جسده وان یکف ثوبه بان یرفع ثوبه من بین یدیه او من خلفه اذا اراد السجود کذا فی معراج البدایة"

[فتاویٰ عالمگیری، ج۱، ص١٦٤، کتاب الصلوٰة، الفصل الثانی فیما یکره فی الصلوٰة ومالا یکره، دار الفکر بیروت]

خانیہ میں ہے:

"یکره أن یکف ثوبه—ملتقطا"

[فتاویٰ قاضی خان، ج۱، ص٧٤، کتاب الصلوٰة، باب الحدث فی الصلوٰة وما یکره فیها وما لا یکره]

کنز الدقائق میں ہے:

"وکف ثوبه—الخ"

[کنز الدقائق، کتاب الصلوٰة، باب ما یفسد الصلوٰة وما یکره فیها، ص١٤، المکتبة الازهریة للتراث]

بحرالرائق میں اس کے تحت ہے:

"للحدیث السابق سواء کان من بین یدیه او من خلفه عند الا نحطاط للسجود والکف هو الضم والجمع ولان فیه ترك سنة الید"

[البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج۲، ص٤٢، کتاب الصلوٰة، باب ما یفسد الصلوٰة ومایکره فیها، مکتبة زکریا]

نیز اسی میں ہے:

"وذكر في المغرب عن بعضهم أن الائتزار فوق القميص من الكف -اه، فعلى هذا يكره أن يصلي مشدود الوسط فوق القميص"

[البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۲، ص۴۲، كتاب الصلوٰة، باب ما يفسد الصلوٰة ومايكره فيها، مكتبة زكريا]

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ کرتا یا قمیص کے اوپر تہبند کو لپیٹ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ قمیص پر تہبند کو باندھنا خلاف معتاد ہے۔ تو یہاں کف ثوب خلاف معتاد ہو کر کف ممنوع کے تحت واقع ہوا اور ضرور ہوا کہ مکروہ تحریمی ٹھہرے اس پر پائجامہ گھرسنے کو قیاس کر لیجئے۔ بحمدہ تعالیٰ یہ جزئیہ صورت مسئولہ میں خوب منطبق ہے۔ وللہ الحمد۔

منیہ وغنیہ میں ہے:

"(و) يكره ايضا أن يكف ثوبه وهو في الصلاة بعمل قليل بأن يرفعه من بين يديه او من خلفه عند السجود او يدخل فيها وهو مكفوف كما اذا خل وهو مشمر الكم او الذيل"

[غنية المستملى شرح منية المصلى، ص۳۴۸، فصل في كراهية الصلوٰة، سهيل اكيڈمى]

اور جوہرہ میں ہے:

"ولا يكف ثوبه وهو أن يرفعه من بين يديه او من خلفه -الخ"

[الجوهرة النيرة، كتاب الصلوٰة، مطلب في مكروهات الصلوٰة، ج۱، ص۱۷۰، دار الكتب العلمية، بيروت]

رسائل الارکان علامہ عبد العلی بحر العلوم میں ہے:

"ومنها كف الثوب لأن فيه تحيراً -الخ"

[رسائل الاركان، ص۹۰، فصل في مكروهات الصلوٰة، مطبع يوسفى واقع فرنگى محل شهر لكهنؤ]

نور الایضاح میں ہے:

"وكف ثوبه -الخ"

[نور الايضاح، كتاب الصلوٰة، فصل في مكروهات الصلوٰة، ص۹۱، مجلس بركات]

اس کی شرح مراقی الفلاح میں ہے:

"ای رفعه بين يديه اومن خلفه اذا اراد السجود وقيل أن يجمع ثوبه ويشده فى وسطه—الخ"

[مراقی الفلاح بامداد الفتاح شرح نور الایضاح، کتاب الصلوٰۃ، فصل یکرہ للمصلی سبعة و سعبون شيئا، ص۱۲۷، المكتبة الاسعدی]

اور اس طرح نماز پڑھنے سے اعادہ واجب ہوگا

درمختار میں ہے:

"كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها"

[الدرالمختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، مطبع دارالکتب العلمیة، بیروت]

اور اس کا چھوڑ دینا اگر بوجہ تکبر ہے تو مکروہ تحریمی ورنہ تنزیہی۔

ہندیہ میں ہے:

"اسبال الرجل ازاره اسفل من الكعبين ان لم يكن للخيلاء ففيه كراهة تنزيه كذا فى الغرائب"

[فتاویٰ ہندیہ، ج۵، ص۳۸۶، کتاب الکراھیة، الباب التاسع فی اللبس وما یکرہ من ذلك ومالا یکرہ، دارالفکر، بیروت]

نیز اسی میں ہے: "يكره للرجل لبس السراويل المخرفجة وهى التى تقع على ظهر القدمين كذا فى الفتاوىٰ العتابية"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[فتاویٰ ہندیہ، ج۵، ص۳۸۶، کتاب الکراھیة، الباب التاسع فی اللبس وما یکرہ من ذلك ومالا یکرہ، دارالفکر، بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۸؍رجب المرجب ۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

دارالافتاء منظر اسلام، محلہ سوداگران، بریلی شریف

مسئلہ-۱۶۸

آستین کے کف پلٹنا اور چین کی گھڑی پہننا مکروہ تحریمی ہے! دیوبندی کافر بیدین ان سے سلام کلام ونشست وبرخاست شادی بیاہ حرام بدکام بدانجام ہے!

علمائے دین وشرع متین ومفتیان دین وملت ان مسائل کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ:

(۱) سورۂ فتح میں "محمد رسول اللہ" سے لے کر "من اثر السجود" تک پڑھ کر رکوع اور سجدہ کیا گیا۔ ایسی حالت میں نماز ہوئی یا نہیں؟ آگاہ فرمائیے۔

(۲) اس مسئلہ کے بارے میں مفتیان شرع متین کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ چین دار گھڑی باندھ کر آستین کی کفیں پلٹ کر اور گلے کا بٹن کھلے رہنے پر۔ ایسی حالت میں نماز پڑھنے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ علمائے دیوبند کے ماننے والوں سے سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا یا اُن کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا یا ان سے مصافحہ کرنا، ان کے گھروں میں اپنی لڑکی یا لڑکے کی شادی کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟ آگاہ فرمائیے؟

(۴) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے اور بزرگان دین کو مٹی کا ڈھیر بتانے والے، اُن کی شان میں گستاخی کرنے والے کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟ آگاہ فرمائیں۔

مستفتی: محمد عمر رضوی جامع مسجد، منکاپور بازار، ضلع گونڈہ (یوپی)

الجواب

(۱) نماز ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) آستین کے کف پلٹنا اور چین کی گھڑی پہننا مکروہ تحریمی ہے اور کرتے کے بٹن کھلے ہوں کہ سینہ کھل جائے، یہ مکروہ ہے اور ان صورتوں میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی اور گلا بھی کھلنا بہتر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳،۴) دیوبندی کافر بے دین ہیں کہ گستاخ حضرت رب العزۃ ورسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ہیں، ان سے سلام کلام ونشست وبرخاست، شادی بیاہ سب حرام بدکام بدانجام ہے۔

قال تعالیٰ:

﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۝﴾

[سورة الانعام-٦٨]

اوران کے پیچھے نماز باطل محض اور دانستہ انہیں امام بنانا حرام کفرانجام۔

کفایہ میں ہے: ''اما الکافر فلا صلاۃ له فالاقتداء بمن لا صلاۃ له باطل''

[کفایه مع فتح القدیر، ج١، ص٣٢٤، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، دارالکتب العلمیة، بیروت]

درمختار میں ہے:

''لوقال لمجوسی یا استاذ تبجیلا یکفر لأن تبجیل الکافر کفر'' واللہ تعالیٰ اعلم۔

[الدر المختار، ج٩، ص٥٩١، ٥٩٢، کتاب الحظر والاباحة، دارالکتب العلمیة، بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۹/ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بہاء المصطفیٰ قادری

مسئله-١٦٩

پائجامہ یا شلوار جو ٹخنوں سے نیچا نہ ہوا سے پہن کر نماز پڑھے! پائجامہ گھرس کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایسا پائجامہ یا شلوار جو ٹخنے سے نیچے تک لمبا ہو، اس کو اوپر سے گھرس کر نماز پڑھنے پر نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی یا نہیں؟

مستفتی: فرحت اللہ خان، بریلی

الجواب

پائجامہ یا شلوار جو ٹخنوں سے نیچا نہ ہو، پہن کر نماز پڑھنا چاہئے اور اسی پائجامے کو گھرس لینا مکروہ تحریمی ہے کہ اس میں کف ثوب اور کف ثوب مکروہ تحریمی ہے اور اس کے ساتھ نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔

حدیث میں ہے:

"عن ابن عباس قال امر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یسجد علیٰ سبعة اعضاء ولا یکف شعرا ولا ثوبا"

[صحیح البخاری، ج۱، ص۱۱۲، کتاب الاذان، باب السجود علیٰ سبعة اعظم، مجلس برکات]

یعنی مجھے حکم ہوا کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کروں اور کپڑا اور بال نہ سمیٹوں نہ باندھوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ—۱۷۰

عمامہ باندھے میں بیچ کھلا ہو تو اعتجار ہے!

پٹھانی کلاہ پر صافہ باندھ کر نماز پڑھنا کیسا؟ اگر ذرا بھر بھی کلاہ صافہ سے کھلی رہ جائے تو کیا نماز نہ ہوگی؟

الجواب

کلاہ پر اس طرح عمامہ باندھنا کہ بیچ میں کھلا ہو یہ اعتجار کی شکل ہے اور اعتجار مکروہ ہے جس سے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔

درمختار، مراقی الفلاح اور نور الایضاح میں ہے:

"والـلفظ للاخیرین (و) یکرہ الاعتجار وھو شد الرأس بالمندیل او تکویر عمامته علیٰ رأسه و ترك وسطها مکشوفا وقیل ان ینتقب بعمامته فیغطی انفه لنھی النبی صلی اللہ علیه وسلم عن الاعتجار فی الصلاۃ"

[نور الایضاح و مراقی الفلاح، کتاب الصلوٰۃ، فصل فیما یکرہ المصلی، ص۱۲۶، ۱۲۷، المکتبۃ الاسعدی]

طحطاوی میں ہے:

"(قوله لنهى النبى صلى الله عليه وسلم—الخ) هٰذا يفيد كراهة التحريم" واللہ تعالیٰ اعلم

[طحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الصلوٰة،فصل فى المكروهات،ص ۳۵۰،دار الكتب العلمية

بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۱۷۱

اسٹیل، تانبہ، پیتل کی مروج چین مرد وعورت دونوں کو مکروہ تحریمی ہے! چین پہن کر نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اور جو اس کا عادی ہو اگرچہ اتار کر پڑھے اس کی نماز واجب الاعادہ! موری لوٹنا یا عمامہ پر شملہ لوٹنا نا جائز و مکروہ ہے! اقامت مؤذن کو کہنا اولیٰ ہے! کنواں کیسے پاک کریں؟ ہجڑا آکر صف میں کھڑا ہو جائے نماز ہو جائے گی!

بخدمت جناب حضرت اختر رضا خان صاحب دامت برکاتہٗ

مراتب عقیدت کے بعد التماس ہے کہ کچھ مسائل بتا دیں۔ چین دار گھڑی باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور پینٹ پہن کر نیچے سے موری لوٹی ہو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر امام پینٹ پہن کر نماز پڑھا رہے تھے اور عمامہ باندھے ہے اور شملہ جو پیچھے پیٹھ پر لٹکا ہوتا ہے وہ شملہ اوپر عمامہ میں لوٹ لیتا ہے، کیا جائز ہے یا نہیں؟ اور خطبہ جمعہ کا ختم بھی نہیں ہونے پاتا ہے، امام ممبر پر سے اترنے بھی نہیں پاتا کہ لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں، آپ بتائیے یہ کیسا ہے اور کیا مؤذن نے اذان کہی اور تکبیر دوسرا کہہ سکتا ہے، یا نہیں؟ اور کنواں ناپاک ہو گیا ہے، قانون شریعت میں لکھا ہے کہ پانی بالکل نکال دو لیکن بارش کا موسم ہے پانی سوکھ نہیں سکتا، کیا کرنا چاہئے؟ اور نماز پڑھ رہے ہیں، ہجڑا آکر صف میں کھڑا ہو گیا ہے، ہماری نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ آپ کرم فرما کر جواب عطا فرمائیں۔

مستفتی: عبدالحمید بٹن والے، محمد رضی خاں

عزیز گنج، آزاد مارکیٹ، مکان نمبر 1567، دہلی-110000

الجواب

چین کہ آج کل اسٹیل، تانبہ، پیتل کی مروج ہے، مرد وعورت دونوں کو مکروہ تحریمی ہے، اور اسے باندھ کر نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے بلکہ اس کو جو پہننے کا عادی ہے، اس کی نماز مطلق واجب الاعادہ ہے، اگرچہ اُتار کر پڑھے۔

ہندیہ وجوہرہ میں ہے:

"وفی الخجندی التختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء"

[الجوھرۃ النیرۃ، ج۲، ص۶۱۶، کتاب الحظر والاباحۃ، مطلب فی التحلی بالذھب والفضۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

اور نماز واجب الاعادہ۔

ہندیہ میں ہے: "یکرہ للمصلی ان یعبث بثوبہ او لحیتہ او جسدہ وان یکف ثوبہ بان یرفع ثوبہ من بین یدیہ او من خلفہ"

[فتاویٰ ھندیہ، ج۱، ص۱٦٤، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوٰۃ ومالا یکرہ، دار الفکر بیروت]

اسی میں ہے: "لو صلی رافعا کمیہ الی المرفقین کرہ کذا فی فتاویٰ قاضیخان"

[فتاویٰ ھندیہ، ج۱، ص۱٦٥، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوٰۃ ومالا یکرہ، دار الفکر بیروت]

یہ بھی ناجائز ومکروہ ہے کہ یہ کف ثوب کی صورت ہے جس کا حکم ابھی جواب نمبر (۲) میں گزرا۔ وھو اعلم۔ یہ سخت مکروہ ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

اقامت مؤذن کو کہنا اولیٰ ہے۔ حدیث میں ہے:

"من أذن فھو یقیم"

[سنن ابی دائود شریف، کتاب الصلوٰۃ، باب الرجل یؤذن ویقیم آخر، ج۱، ص۷٦، مطبع اصح المطابع]

دوسرے کو بھی کہنا جائز ہے مگر مؤذن کی اجازت لینا چاہئے اور اگر قوی اندیشہ ہے کہ مؤذن سے اجازت نہ لی تو اسے ملال ہوگا تو اجازت لینا مؤکد ہے۔

ہندیہ میں ہے:

"ان أذن رجل واقام آخر، إن غاب الاول جاز من غير كراهة وان كان حاضرا ويلحقه الوحشة باقامة غيره يكره وان رضى به لا يكره عندنا كذا فى المحيط"

[فتاویٰ هنديه، ج۱، ص۱۱۰، كتاب الصلاة، الباب الثانى فى الاذان الفصل الاول، دار الفكر بيروت]

ایسی صورت میں دو آدمیوں (جن کو پانی کا خوب اندازہ ہو) کے تحول پر عمل کریں، وہ جتنی مقدار کنویں کی بتائیں اتنی مقدار پانی نکال دیں۔ ہندیہ میں ہے:

"الاصح ان يؤخذ بقول رجلين لهما بصارة فى امر الماء فأى مقدار قالا انه فى البئر ينزح ذلك القدر وهو اشبه بالفقه كذا فى الكافى وشرح المبسوط للامام السرخسى والتبيين"

[فتاویٰ هنديه، ج۱، ص۷۱/۷۲، كتاب الطهارة، النوع الثالث ماء الابار، دار الفكر بيروت]

نماز ہو جائے گی۔ وہو تعالیٰ اعلم۔ اس وجہ سے نماز میں خلل نہ ہوگا اس لئے کہ ہجڑا حقیقۃً مخنث نہیں، مخنث حقیقی وہ ہے جس میں مرد وزن دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور اس کی ایک قسم خنثیٰ مشکل ہے یعنی جس کا حال نہ کھلتا ہو کہ مرد ہے یا عورت اور خنثیٰ مشکل کے محاذات مفسد صلاۃ نہیں۔

ہندیہ میں ہے:

"محاذاة الخنثى المشكل لا تفسد صلاته كذا فى التتارخانية"

[فتاوى هنديه، ج۱، ص۱۴۷، كتاب الصلوة، الباب الخامس فى الامامة، الفصل الخامس فى مقام الامام والمأموم، دار الفكر بيروت]

تو ہجڑا کہ حقیقۃً مرد ہے، اس کے صف میں کھڑے ہونے سے کیا خلل متصور ہے؟۔

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۱۶/ جمادی الآخرہ، ۱۴۰۴ھ

مسئلہ-۱۷۲

حکم کف ثوب مطلق ہے یا اس کی کوئی حد ہے؟ موت العالم موت العالم حدیث نہیں ہے! اختلاط مرد و زن سے بچتے ہوئے دور ہی سے فاتحہ پڑھیں! اعراس بزرگاں میں شرکت جائز ہے اور منکرات سے دور رہیں! بے اجازت صحیحہ شرعیہ کسی کا پیسہ روک لینا خیانت و گناہ ہے!

حضرت گرامی قدر علامہ ازہری صاحب قبلہ!

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب بذریعہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

(۱) زید کا کہنا ہے کہ حدیث صحیح میں مطلق آیا ہوا ہے کہ "عن ابن عباس قال امر النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان یسجد علیٰ سبعة اعضاء ولا یکف شعرا ولا ثوبا"۔ لہٰذا کپڑے کا نماز میں لوٹنا چڑھانا اور آستین کا مطلق موڑنا سمیٹنا اور چڑھانا ممنوع و باعث کراہت تحریمی ہے۔ نصف کلائی سے کم کی قید لغو ہے۔ بکر کا کہنا ہے کہ آستین اگر نصف کلائی تک چڑھی ہو، تب مکروہ ہے، مطلق مکروہ نہیں جیسا کہ بہار شریعت جلد سوم، ص ۱۶۶ ر پر مرقوم ہے۔ لہٰذا کس کا قول مقبول اور درست ہے؟ مع دلائل بیان کیا جائے۔ اگر بکر کا قول درست ہے تو یہ بھی دریافت طلب ہے کہ مقدار کی تعیین صرف آستین کے لئے ہے یا دیگر اعضاء کے کپڑوں میں بھی؟ اگر دیگر اعضاء میں مطلق کف ثوب ممنوع ہے تو پھر آستین میں نصف کلائی سے کم کیا چیز؟ جبکہ حدیث کا حکم عام ہے۔ کف ثوب سے کپڑے کا صرف سمیٹنا یا سکوڑنا ہی مراد ہے یا کپڑے کا اُٹھا کر اُلٹ لینا بھی اسی میں داخل ہے؟

(۲) کیا موت العالم موت العالم، کوئی حدیث ہے یا کسی بزرگ کا قول ہے؟

(۳) جن مزارات کے اردگرد عورتوں کا اس قدر ہجوم ہو کہ بغیر ان سے مختلط ہوئے مردوں کا مزار پر جانا دشوار ہو تو ایسی شکل میں مردوں کو کیا کرنا چاہئے؟ دور ہی سے فاتحہ پڑھ لیں یا اختلاط کر کے مزار تک جانا ضروری ہے؟

(۴) ایسے اعراس میں جن میں مردوں سے زیادہ عورتیں ہوں اور وہ بھی بے پردہ، تو مردوں کا ان میں شریک ہونا کیسا ہے؟

(۵) اگر کسی پیشہ ور مقرر کو جلسہ میں شرکت اور تقریر کی دعوت دی گئی اور بوجہ منظوری کے سفر خرچ بھی

حسب ضرورت بھیج دیا گیا، پھر تاریخ مقررہ پر مقرر صاحب اگر کسی عذر معقول یا نامعقول کی بنا پر شریک اجلاس نہ ہو سکے تو کیا کرایہ سفر خرچ کا واپس کرنا ضروری ہے؟ یا اس کو نذرانے میں شمار کر لیا جائے گا؟ اگر واپس کرنا واجب ہے تو جو مقرر واپس نہ کرے اس پر کیا حکم شرعی عائد ہوتا ہے؟ کیا انگنت بار ایسا کرنے والا مقرر بھی اس لائق ہے کہ اس کو منبر رسول پر بٹھا کر دینی جلسہ میں تقریر کا موقع دیا جائے؟ یہ چند بہت ہی اہم اور متداول سوالات ہیں، امید کہ اعلاء کلمۃ الحق اور اعلان حق کے طور پر ضرور بالضرور اور جلد دینی شرعی مدلل مکمل جوابات سے نوازیں گے۔ والسلام۔

مستفتی: ناچیز شمس الدین قادری رضوی

نواپورہ، وارانسی/ ۱۵ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۷ھ

الجواب

(۱) سائل نے جس فتاویٰ رضویہ سے وہ حدیث نقل کی اسی فتویٰ میں حلیہ سے یہ عبارت نقل فرمائی:

"ینبغی أن یکرہ تشمیرھما الی مافوق نصف الساعد لصدق کف الثوب علیٰ ھٰذا"

[حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی]

یہی عبارت بہار شریعت کا ماخذ ہونا چاہئے، اگرچہ بہار شریعت میں درمختار کا حوالہ ہے، غالباً یہ سہو کاتب ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ عبارت مثل عبارت غنیّۃ کے ہے جو انشاء اللہ ذکر ہوگی، صاحب حلیہ نے یہ بتانے کے لئے تحریر فرمائی کہ منیہ میں مرفقین (کہنیوں) کی قید اتفاقی ہے اور کہنیوں سے نیچے کا بھی وہی حکم ہے جو کہنیوں تک سمیٹنے کا ہے۔

چنانچہ غنیّۃ میں تو صاف فرمایا:

"یکرہ ایضاً ان یرفع کمہ أی یشمرہ الی المرفقین وھٰذا قید اتفاقی فانہ لو شمر الی ما دون المرفق یکرہ ایضاً لانہ کف للثوب وھو منھی عنہ فی الصلاۃ لما مرّ وھٰذا اذا شمرہ خارج الصلاۃ وشرع فی الصلاۃ وھو کذلك اما لو شمرہ فی الصلاۃ تفسد لانہ عمل کثیر"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، فصل فی کراھیۃ الصلوٰۃ، ص ۳۵۷، سہیل اکیڈمی لاہور]

تو یہ دونوں عبارتیں حدیث شریف کے اطلاق کی مؤید ہیں بلکہ عبارت غنیّۃ افادۂ اطلاق میں حلیہ

سے صریح تر ہے کہ اس میں مادون المرفقین مطلق فرمایا جو کلائی سے اوپر اور کلائی کے نیچے پہونچے سے اوپر ہے صورت کف پر صادق ہے۔ برخلاف حلیہ کہ اس میں منیہ کی طرح مافوق نصف الساعد کی قید اسکے ما سوا سے نفی کراہت کی موہم ہے حالانکہ حکم مطلق ہے، اس لئے جملہ متون میں فرمایا:

"کرہ کف ثوبہ"

[کنز الدقائق، باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا، ص ۱٤، المکتبۃ الازھریۃ للتراث]

فتح القدیر و بحر الرائق میں بھی ہے:

"یدخل ایضا فی کف الثوب تشمیر کمیہ–اھ"

[البحر الرائق شرح کنز الدقائق، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا، ص۲ ٤، مکتبہ زکریا]

درمختار میں ہے:

"کرہ کفہ أی رفعہ ولو لتراب کمشمر کم او ذیل"

[الدر المختار ج۲، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا، ص: ٤٠، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

غنیّۃ میں ہے:

"ویکرہ ایضاً ان یکف ثوبہ وھو فی الصلاۃ بعمل قلیل بأن یرفعہ من بین یدیہ او من خلفہ عند السجود او یدخل فیھا وھو مکفوف کما اذا دخل وھو مشمرا الکم او الذیل"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص٣٤٨، فصل فی کراھیۃ الصلوٰۃ، سھیل اکیڈمی لاھور]

مراقی الفلاح میں ہے:

"وتشمیر کمیہ عنھما للنھی عنہ"

[مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ، فصل یکرہ للمصلی سبعۃ وسبعون شیئا، ص١٢٦، المکتبۃ الاسعدی]

فتح القدیر کے الفاظ یہ ہیں:

"ویتضمن کراھۃ کون المصلی مشمراً کمیہ–اھ" ملتقطا، للنھی عنہ لما فیہ من الخفاء المنا فی الخشوع

[فتح القدیر، ج١، کتاب الصلوٰۃ، فصل ویکرہ للمصلی الی آخرہ، ص٤٢٤، برکات رضا گجرات]

طحطاوی علی المراقی میں ہے:

"قولہ (تشمير كميه عنهما) أى عن ذراعيه سواء كان الى المرفقين أو لا على الظاهر كما فى البحر لصدق كف الثوب على الكل -اھ بقدر الحاجة"

[طحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوٰۃ،فصل فی المکروهات،ص ۳۴۹،دار الکتب العلمیة بیروت]

ان تمام عبارات سے ظاہر کہ متون وشروح، سب مطلق حکم فرمارہے ہیں کہ کف مطلق مکروہ ہے، خواہ کہنیوں تک ہو خواہ کہنیوں سے نیچے، تو یہ امر متعین کہ عبارت حلیہ کا مفہوم مخالف جو متون وشروح کے اطلاق صریح کا معارض نہیں ہوسکتا، جس طرح کہ عبارت منیہ میں الی المرفقین کی قید اتفاقی ہے۔ ضروری ہے کہ یہاں بھی یہ قید اتفاقی ہو اور اب یہ عبارت دوسری عبارتوں سے مطابق ہوجائے گی، ورنہ ان عبارات کثیرہ کے آگے مضمحل ٹھہرے گی اور جب حلیہ کہ بہار شریعت کا ماخذ ہے، اس میں یہ محمل متعین نہ ہوا تو بدرجۂ اولیٰ یہاں بھی یہی محمل متعین ٹھہرا کہ نصف کلائی کی قید اتفاقی ہے۔ اسی لئے سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے فتاویٰ رضویہ میں باوجود عبارت حلیہ مذکورہ آخر میں مطلقا آستین اتار کر نماز پڑھنے کا حکم فرمایا یہ نہ فرمایا کہ نصف کلائی تک اتارے بالجملہ حکم مطلق ہے اور زید خاطی ہے، سمیٹنا اور سکوڑنا اور اُٹھا کر اُلٹ لینا بھی کف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کسی بزرگ کا قول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) دور ہی سے فاتحہ پڑھیں۔ اختلاط سے احتراز لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) بزرگوں کے اعراس میں شرکت جائز ہے، منکرات سے دور رہیں اور حسب قدرت ازالہ منکرات کا کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) کرایہ واپس کرنا لازم ہے اور اسے بے اجازت صحیحہ شرعیہ روک لینا خیانت وگناہ ہے اور جو اس امر میں مشہور ہے، فاسق معلن ہے، اسے منبر پر بیٹھنا منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۳؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۷ھ

صح الجواب۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۷۳

غوث پاک سے متعلق ایک واقعہ کا سوال!

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید کہتا ہے کہ ایک بار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر کررہے تھے اور ان کے مریدین بھی شامل تھے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل مستغرق ہوگئے اور زبان پاک سے کہنے لگے میں اللہ میں اللہ۔ ذکر کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ حضرت ''آپ میں'' اللہ کہہ رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اگر اب میں آئندہ ایسا کروں تو آپ لوگ مجھے قتل کردیں دوبارہ ذکر ہوا تو پھر آپ نے وہی الفاظ کہا تو لوگوں نے تلوار اٹھا کر مارنا شروع کیا تو الٹا ان لوگوں کے سر میں وار لگ رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوش میں آئے دیکھتے ہیں کہ سب جگہ خون ہی خون ہے کسی کا ہاتھ کٹا ہے تو کسی کا پیر کٹا ہے تو کسی کا بدن لہولوہان ہے تو غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی تو سب صحیح وسالم ہوگئے۔ کیا یہ واقعہ درست ہے گر درست تو کس طرح اور کس کتاب میں ہے؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

مستفتی: چاند علی رضوی سنی نوازی مسجد سریان نگر بکرولی

الجواب

یہ واقعہ میری نظر سے نہ گزرا، اور اس کی نسبت سرکار غوث پاک کی طرف صواب سے دور معلوم ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۱۷۴

قبرستان کی چھوٹی موٹی لکڑیوں کو اپنے مصرف میں لانے کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

قبرستان میں ادھر ادھر پڑی ہوئی چھوٹی موٹی خشک لکڑیاں جن میں اکثر پتلی چھوٹی لکڑیاں ہوتی ہیں جو بڑی لکڑیوں کو جلانے کیلئے رکھی جاتی ہیں جن کو یہاں کی بولی میں جھور کہا جاتا ہے۔ آیا ان کا قبرستان سے اٹھانا درست ہے کہ نہیں؟

مستفتی: محمد رمضان علی قادری ساکن ضلع ناگور، (راجستھان)

الجواب

درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
شب ۱۰/ ربیع الآخر ۱۴۰۸ھ

مسئلہ-۱۷۵

کتنے سال کا بچہ اذان واقامت کہہ سکتا ہے؟ بالغ ہونے کی مدت کیا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ:
زید پندرہ سال کا لڑکا ہے دیکھنے میں بارہ سال کا معلوم ہوتا ہے اور اس لڑکے سے پانچوں وقت اذان وصلوٰۃ وتکبیر دلوائی جاتی ہے کیا اس لڑکے کو اذان صلوٰۃ تکبیر پڑھوا سکتے ہیں یا نہیں یا وہ لڑکا پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ لڑکا کتنے سال میں بالغ ہو جاتا ہے اور لڑکی کتنے سال میں؟ مہربانی فرما کر دلائل کے ساتھ جواب دیکر شکریہ کا موقع دیں عین کرم ہوگا۔ فقط۔ والسلام

مستفتی: عبدالصمد محلّہ صالح نگر بریلی شریف

الجواب

پڑھ سکتا ہے جبکہ اذان صحیح پڑھ سکتا ہو اور لڑکا لڑکی پندرہ سال میں بالغ ہوتے ہیں اور علامت بلوغ اس عمر سے پہلے ظاہر ہو جائے تو پندرہ سال سے پہلے ہی بالغ قرار پائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
۳۰/ جمادی الآخرہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ-۱۷۶

امام کے ایک طرف سلام پھیرتے ہی مقتدی کھڑا ہو گیا، جب امام سجدے میں گیا یہ لوٹ آیا اور ایک سجدہ پایا تو کیا حکم ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
مسبوق امام کے سلام پھیرتے ہی کھڑا ہو گیا ابھی ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِیۡمِ○﴾ ہی کہا تھا کہ امام نے سجدہ سہو کیا مقتدی لوٹ آیا سجدہ سہو کی طرف امام کے دوسرے سجدے میں شریک ہوا ایک سجدہ بعد کو کر کے کھڑا ہوا اپنی پڑھنے کیلئے کیا مسبوق مقتدی کی نماز اس صورت میں ہوئی یا نہیں خلاصہ مرقوم فرمائیں بینوا توجروا۔

مستفتی: محمد اشفاق عالم سہسوان

الجواب

ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۷ رمحرم الحرام ۱۴۰۱ھ

مسئلہ-۱۷۷

نماز کتنے کپڑے سے ادا کرے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل مسائل میں کہ:

فتاویٰ رضویہ شریف جلد سوم میں ہے: ''صرف پاجامہ پہنے بالائی حصہ بدن کا ننگا رکھ کر نماز بایں معنیٰ تو ہو جاتی ہے کہ فرض ساقط ہو گیا مگر مکروہ تحریمی ہوتی ہے، واجب ترک ہوتا ہے، عامل گنہ گار ہوتا ہے، اس کا پھیرنا گردن پر واجب رہتا ہے، نہ پھیرے تو دوسرا گناہ سر پر آتا ہے''۔ سوال یہ ہے کہ یہ وجوب صرف نماز کے لئے ہے یعنی بالائی حصہ جسم کا ڈھکنا یا نماز کے علاوہ بھی کرتا وغیرہ پہننا واجب ہے نیز فتاویٰ رضویہ شریف جلد اول میں ہے: ''یوں ہی تنہا پاجامہ پہنے راہ میں نکلنے والا ساقط العدالت مردود الشہادۃ خفیف الحرکات ہے''۔ تو یہاں کرتا وغیرہ پہننا واجب ہے یا مستحب؟ (ب) کرتا تو پہنے ہے مگر اتنا باریک ہے کہ جسم کا بالائی حصہ بالکل صاف نظر آتا ہے تو ایسا کرتا پہن کر نماز پڑھانا یا نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نیز نماز کے علاوہ پہن کر بازاروں میں اور سڑکوں پر چلنا کیسا ہے؟ (ج) فتاویٰ رضویہ شریف میں جو ساقط العدالۃ مردود الشہادۃ فرمایا ہے، وہ ترک واجب کی بنا پر یا ترک استحباب پر یا ایسے لوگوں کو فاسق کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد عبد الوہاب قادری رضوی

الجواب

بعون الملك الوهاب:

نماز سے باہر وجوب نظر سے نہ گزرا اور ہے بھی یہی کہ امر حدیث نے نماز میں منع فرمایا:

”لا يصلين احدكم فى الثوب الواحد ليس على عاتقه منه شئ“

[سنن نسأئی کتاب القبله،باب صلوٰة الرجل فى الثوب الواحد]

ہرگز تم میں کوئی ایک کپڑا پہن کر نماز نہ پڑھے کہ کندھے پر اس کا کوئی حصہ نہ ہو، ہاں مستحب ہے اور مواقع تہمت وخطا دریں صورت مستبعد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۳؍شوال المکرّم ۱۳۹۸ھ

صح الجواب۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۷۸

اسٹیل پیتل وغیرہ کی چین کا استعمال ناجائز وگناہ ہے!
مسجد کے فرش پر ایئر فریشنر کا استعمال حرام وگناہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) اسٹیل کی چین دار گھڑی پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نماز ہوگی یا نہیں؟

(۲) مسجد کے اندر فرش کے اوپر ایئر فریشنر جس میں الکوہل اور خوشبو بھی ہوتی ہے، وہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اس کارپیٹ پر نماز ہوگی یا نہیں؟

مستفتی: محمد ہاشم نوری رضوی قادری، دبئی

الجواب

(۱) اسٹیل پیتل وغیرہ کی چین کا استعمال ناجائز وگناہ ہے اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) الکوہل شراب ہے جس چیز میں اس کی ملاوٹ ہو، وہ ناپاک ہے اس کا استعمال حرام وگناہ ہے اور اگر فرش پر وہ لگ جائے تو وہ فرش ناپاک ہوگا اور اس پر نماز نہ ہوگی جبکہ قدر درہم سے زائد آلودہ ہو اور اگر وہ ہوا میں اُڑ گیا، فرش پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا تو نماز ہو جائیگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۷۹

مصلی الٹا بچھا ہو تو نماز میں کوئی خلل نہ پڑے گا! ایسا مصلی جس پر کعبہ مقدسہ یا مدینہ منورہ کا نقشہ بنا ہو اس کا استعمال سخت بے ادبی ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

جائے نماز اُلٹی بچھی ہو، جیسے جائے نماز کو الٹا بچھا دیا ہو جلدی میں، اس صورت مسئولہ میں نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اور شرعاً کیا اُس میں کوئی برائی ہے؟ احادیث کریم کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرما کر مشکور کریں۔

المستفتی: عبد المجید

تکیہ آدم شاہ گھاٹ گیٹ، جے پور

الجواب

اس وجہ سے نماز میں کوئی خلل نہ پڑے گا نہ آدمی ملزم ہوگا اور اگر الٹے سے یہ مراد ہے کہ جانماز کا وہ حصہ جس پر سجدہ کرتے ہیں، وہ پیروں کے نیچے رکھا ہو تو یہ بہت مذموم ہے جبکہ دانستہ ہو، خصوصاً اس میں کعبہ معظّمہ یا مدینہ منورہ کا نقشہ بنا ہو تو سخت بے ادبی ہے بلکہ ایسی جانمازوں کا استعمال مطلقاً بے ادبی سے خالی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۲۳؍ رجب المرجب ۱۴۰۱ھ

مسئلہ: ۱۸۰

لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں منع ہے!
واسکٹ یا شیروانی کے بٹن کھلے ہوں تو نماز کراہت تنزیہی ہوگی!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) کیا لاؤڈ اسپیکر پر نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(۲) کیا واسکٹ کے یا شیروانی کے تمام بٹن کھلے ہونے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اور اکابر اہل سنت کا فتویٰ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں منع ہے کہ یہ بعض صورتوں میں مفسد نماز ہے اور مظنۂ فساد نماز ہونے سے خالی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کراہت تنزیہی ہے جبکہ کرتے کے بٹن بند ہوں اور سینہ نہ کھلا ہو ورنہ کراہت تحریمی ہوگی۔ وراجع الی الفتاوی الرضویہ

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ-۱۸۱

لاؤڈ اسپیکر سے متعلق سوال اور اس کا تفصیلی جواب!

کیا فرماتے ہی علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) شہر بمبئی کی اکثر مساجد اہل سنت میں نماز باجماعت لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ ادا کی جاتی ہے اور خاص طور سے جمعہ، تراویح، عیدین میں تو باقاعدہ لاؤڈ اسپیکر کا اہتمام ہوتا ہے۔ اس عالم میں صرف چار یا پانچ مساجد ایسی ہیں کہ جن میں نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نہیں ہوتا۔ اور مکبرین کے ذریعہ جماعت کثیرہ نماز ادا کرتی ہے۔ ان ہی مساجد میں سے ہماری یہ مسجد بھی ہے جہاں ہم نماز پنج وقتہ اور دیگر نمازیں ادا کرتے ہیں۔ اس مسجد میں تراویح، جمعۃ الوداع کی نمازوں میں ایک عظیم جماعت ہوتی ہے اور عیدین میں تقریباً تیس چالیس ہزار کا مجمع ہوتا ہے۔ اس قدر عظیم جماعت میں ابھی تک مکبرین کا انتظام

ہوتا ہے پھر بھی ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک آواز پہنچتے پہنچتے ایک طرف دوسرا رُکن شروع ہوتا ہے جبکہ دوسری طرف کے مقتدی ابھی رکن اول میں ہی ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہزار احتیاط کے باوجود ہر سال جماعت میں انتشار و اِختلاف ہوتا ہے۔ کبھی کبھی جھگڑے فساد کی نوبت آجاتی ہے اور عوامی مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر لگایا جائے، ہر مسجد میں نماز ہوتی ہے یہاں کیوں نہیں ہوتی؟ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں فتنہ و فساد سے بچنے اور اتنی بڑی جماعت کے ارکان صحیح ہونے کی غرض سے نیز دفع شر کی خاطر کیا شرعاً ایسی کوئی صورت جواز ہے کہ جماعت میں مکبرین کا بھی نظم رہے اور لاؤڈ اسپیکر بھی استعمال ہو جائے؟ یا ایسی ہی اور کوئی صورت جواز ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے ساتھ نماز صحیح ہو جائے؟ امید کہ اس شرعی اہم مسئلہ میں قوم کی صحیح رہبری و رہنمائی فرمائیں گے اور کوئی نہ کوئی مناسب صورت بیان فرما کر ہر وقت ہر سال کے اس انتشار و اختلاف کو دور فرما کر نوازش فرمائیں گے۔

(۲)　یہاں شہر کی ایک مسجد میں حالیہ چند ماہ سے ایک سنی عالم دین امامت کے لئے تشریف لائے ہیں اور موصوف لاؤڈ اسپیکر پر نماز باجماعت کی امامت فرماتے ہیں۔ موصوف سے جب اس سلسلے میں استفسار کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ خود حضور مفتی اعظم ہند صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ ابتدا میں آٹھ سال تک لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کے قائل تھے۔ بعد میں حضور نے اپنا فتویٰ بدل دیا اور نماز نہ ہونے کا فتویٰ دیا، اس بات سے عوام میں مزید انتشار و اختلاف پھیلا ہوا ہے اور وہ چند مساجد جہاں لاؤڈ اسپیکر نہیں ہے وہاں کے ائمہ و مصلیان سخت پریشان ہیں۔ کیا حضور مفتی اعظم صاحب کا کوئی ایسا فتویٰ ہے؟ اور کیا اسی فتویٰ میں کوئی صورت جواز ہے؟

(نوٹ) چونکہ ماہ رمضان قریب ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ اولین فرصت میں جواب ارسال فرمائیں تاکہ وقت سے پہلے صحیح طور پر عوام کو مطمئن کیا جا سکے اور یہ اختلاف و انتشار دور ہو جائے۔ بینوا توجروا۔

مستفتی: صوفی نثار احمد رضوی، محمد حنیف سیٹھ، حاجی اصغر سیٹھ رضوی
ودیگر مصلیان، سنی بڑی مسجد، ۱۶۶، ایم آزاد روڈ، بمبئی-۸ (مہاراشٹرا)

الجواب

(۱)　لاؤڈ اسپیکر سے جو آواز نکلتی ہے، وہ صدا ہے اور صدا کا حکم شرعاً فی الجملہ وہ نہیں جو اس آواز کا متکلم

ہے جو بغیر کسی چیز سے ٹکرائے محض ہوا کے تموج سے گوش سامع تک پہنچتی ہے۔ لہٰذا آیت سجدہ اگر اس آواز متکلم سے سنے تو سجدۂ تلاوت واجب اور اگر صدا سے سنے تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔ غنیّہ میں ہے: "لو سمعها من الطائر او الصدى لا تجب لأنه محاكاة وليست بقراءة"

[غنية المستملى، شرح منية المصلى، ص ٥٠٠، سهيل اكيڈمى لاهور باكستان]

مراقی الفلاح میں ہے:

"ولا تجب بسماعها من الصدى وهو ما يجيبك مثل صوتك فى الجبال و الصحارى ونحوها"

[مراقى الفلاح، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ص ١٨٥، المكتبة الاسعدى سهارنپور]

طحطاوی میں ہے:

"فانه لا اجابة فى الصدى وانما هو محاكاة"

[حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، ص ٤٨٦، دار الكتب العلمية بيروت]

فتح القدیر میں ہے:

"فى الخلاصة اذا سمعها من طير لا تجب هو المختار وان سمعها من الصدى لا تجب"

[فتح القدير، ج ٢، ص ١٦، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، مركز اهل سنت بركات رضا پوربندر گجرات]

تنویر و درمختار میں ہے:

"لا تجب بسماعه من الصدى والطير"

[در مختار، ج ٢، ص ٥٨٣، كتاب الصلوٰة، باب سجود التلاوة، دار اكتب الكتب العلمية بيروت]

اس تغایر حکم اور فقہاء کی تعلیل (لانہا محاکاۃ) سے صاف ظاہر کہ صدا شرعاً فی الجملہ اپنا حکم جداگانہ رکھتی ہے اور سجدۂ تلاوت کے وجوب میں صدا کا اعتبار نہیں تو حکماً صدا نفس آواز متکلم سے خارج و بے علاقہ ہے گو نفس الامر میں بعینہٖ آواز متکلم ہو اور جب صدا اس جگہ نفس آواز متکلم سے جدا ٹھہری تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ سجدۂ صلاتیہ میں صدا کو شرعاً بعینہٖ آواز متکلم مان لیا جائے حالانکہ سجدۂ تلاوت و سجدۂ صلاتیہ ایک ہی جنس سے ہیں اس لئے کہ فی الجملہ شروط میں متحد ہیں پھر نماز زیادہ احتیاط کا محل لہٰذا اگر سجدۂ تلاوت میں

صدا نفس آواز متکلم سے جدا و خارج تو بدرجۂ اولیٰ یہاں خارج قرار پائے گی اور جب خارج قرار پائی تو خارج سے تلقین مفسد نماز اور یہ آفت لاؤڈ اسپیکر میں موجود لہٰذا ہمارے مقتدا تاجدار اہل سنت سیدی الکریم حضور مفتی اعظم ہند دام ظلہٗ اور اکابر اہل سنت کا فتویٰ مبارکہ یہی ہے کہ جو لوگ محض لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اعتماد کر کے انتقالات کریں گے ان کی نماز نہ ہوگی پھر یہ حکم اس آلہ کا ہے جو خود آواز اخذ کر سکے اور جس میں آواز بہ تکلف عمل کثیر ڈالنا پڑے وہ امام کی نماز بھی فاسد کرے گا تو لاؤڈ اسپیکر سخت مظنہ فساد نماز ہے۔ اس سے ارکان کی صحت کی امید رکھنا غلط اور مکبرین کی سنت قدیمہ کو اُٹھانا بہت مذموم اور یہ عذر کہ "ایک طرف دوسرا رکن شروع ہوتا ہے۔ الخ" نہ کارگر لاؤڈ اسپیکر رفع اشتباہ کا ضامن پھر بہار شریعت میں لاحق وغیرہ کے احکام مفصل مذکور تو نہ جاننا اپنا قصور۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) وہ فتویٰ ہم نیازمندان حضور مفتی اعظم ہند قبلہ مدظلہٗ نے نہ دیکھا نہ آج تک ان ممدوح مذکور نے نہ اور کسی نے دِکھایا۔ پھر اگر حضور مفتی اعظم ہند نے جواز کا فتویٰ کبھی دیا بھی ہو تو اسے سند بنانا کیا کارگر کہ وہ قول مرجوع عنہ ہے اور حضور مفتی اعظم ہند قبلہ کے دوسرے فتویٰ سے صرف نظر کون سی دلیل قوی سالم عن المعارض سے کیا گیا اور العمل بما علیہ الاکثر کو کیوں نظر انداز فرمایا گیا۔ ہر عوام میں یہ قول مرجوع عنہ اور تبدیل فتویٰ کی بات کب مناسب ہے کہ وہ کچھ کا کچھ سمجھیں گے اور اختلاف میں پڑیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۵؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

دارالافتاء منظر اسلام، محلّہ سوداگران، بریلی شریف

مسئلہ-۱۸۲

عمامہ اس طرح باندھنا کہ درمیان کھلا رہے مکروہ تحریمی ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف مسئلہ مسئولہ کے متعلق کہ:

نیز زید یہاں کا معتبر عالم ہے جن کا کہنا یہ ہے کہ عمامہ اس طرح باندھنا کہ سر کے بیچ کا حصہ کھلا

رہے مگر نیچے یعنی سر پر ٹوپی موجود ہے تو نماز مکروہ نہیں ہوئی۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ جہاں بھی اس مسئلہ کا ذکر آیا ہے وہاں لفظ رأس استعمال کیا ہے اور عمر کا قول ہے کہ ٹوپی ہو یا نہ ہو سر کھلا ہے تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور بلا ٹوپی تو عمامہ باندھنا ہی مکروہ۔ زید و عمرو میں سے جس کا قول صحیح ہے، مع دلیل وضاحت فرمایا جائے۔ عین کرم ہوگا۔

الجواب

عمامہ اس طرح باندھنا کہ درمیان میں کھلا رہے، مکروہ تحریمی ہے اور ٹوپی کے بغیر عمامہ باندھے تو خلاف سنت ہے کہ بے ٹوپی کے عمامہ باندھنا خلاف سنت ہے۔ حدیث میں ہے:

"فرق مابيننا و بين المشركين العمائم علىٰ القلانس"

[فيض القدير شرح الجامع الصغير من احاديث البشير النذير، ج٤، ص ٥٦٤، دار الكتب العلمية، بيروت]

اور زید کا قول درست نہیں۔ جب عمامہ ٹوپی کے ساتھ باندھنے کا حکم ہے تو ترک وسطہ سے وسطہ راس مراد ہوگا ٹوپی کے ساتھ ہی مگر بعض عبارتوں کی تعبیریں خود مختلف ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۶ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ-۱۸۳

نماز میں بحالت قیام انگوٹھا اٹھانا نہیں چاہئیے!

حضرت محترم ومکرم مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

نماز میں قیام کی حالت میں امام اپنے دایاں پاؤں کا انگوٹھا اُٹھاتے رہتے ہیں، ایک شخص کہتا ہے کہ اس طرح انگوٹھا اُٹھانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، ایک کہتا ہے یہ ٹھیک ہے۔ بھول کر اس طرح کیا تو کیا حکم ہے؟ اور قصداً کیا تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: خادم بزم صوفیہ

ہاسپیٹ، ضلع بلہاری (کرناٹک)

الجواب

انگوٹھا اُٹھانا نہ چاہئے اور نماز فاسد نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۱۴؍ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

مسئلہ-۱۸٤

نمازی کے سامنے گزرنا سخت ناجائز و ممنوع و گناہ ہے جو اس کے مرتکب ہوتے ہیں وہ سخت گنہ گار ہیں! مسجد میں آہستگی سے موافق شرع چندہ وصول کرنے کی اجازت ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

کچہری کی مسجد میں نماز جمعہ سے قبل ایک صاحب نمازیوں کے سامنے میں چندہ وصول کرتے ہیں جبکہ کافی نمازی سنتیں ادا کرتے ہوتے ہیں جبکہ سخت ممانعت ہے کہ نمازی کے سامنے سے مت گزرو۔ امام مسجد سے جب احقر نے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ فرق کہاں سے پیدا۔ احقر نے خود دیکھا ہے کہ عیدین یا نماز جمعہ پر اگر کچھ ضرورت ہوتی ہے تو وہ صاحب کپڑا لے کر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور دینے والے اس چادر میں ڈال دیتے ہیں، جیسا کہ اکثر مسجد محلہ قریب میں خود احقر نے دیکھا۔ ان صاحب کے لئے جو نمازیوں کے سامنے سے بے دریغ چندہ وصول کرتے ہیں ازروئے شریعت کیا حکم ہے؟

المستفتی: خوشنود علی، محلہ قاضی ٹولہ، بریلی شریف (یوپی)

الجواب

نمازی کے سامنے سے گزرنا سخت ناجائز و ممنوع و گناہ ہے، جو لوگ اس کے مرتکب ہوتے ہیں، سخت گنہ گار ہوتے ہیں، انہیں لازم ہے کہ نمازیوں کے سامنے سے ہرگز نہ گزریں۔ مسجد میں آہستگی سے موافق شرع چندہ وصول کریں، شور و غل اور گردنیں پھلانگنا اور ایذائے مسلم نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۴ر محرم الحرام ۱۴۰۴ھ

مسئلہ-۱۸۵

روپیہ پیسہ جیب میں رکھ کر نماز ادا کرنے سے نماز بلا کراہت ہو جائیگی!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

نماز پڑھتے وقت جاندار کی تصویر کرتے کی جیب میں رہی تو وہ نماز ہوئی یا نہیں؟ مثلاً پیسے میں بھی جاندار کی تصویر ہوتی ہے۔

حافظ محمد شرف الدین

حافظ بک ڈپو، سپرامپور، دھنباد

الجواب

نماز بلا کراہت ہو جائے گی کہ تصویر چھپی ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

یکم رشعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ: ۱۸۶

دیوبندی کے تکبیر کہنے سے نماز ہو جائیگی مگر جو تکبیر دیوبندی کہے گا وہ نہ ہوگی! تکبیر دوبارہ سنی صحیح العقیدہ سے کہلوانا بہتر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ:

امام سنی اور تکبیر پڑھنے والا شخص دیوبندی ہے، کیا اس کی تکبیر کہنے سے نماز ہو جائے گی؟ کیا اس سے تکبیر کہلوانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: خادم الفقراء حافظ محمد عرفان صابری

سکندر پور، بھیسوال، ڈاکخانہ خاص، ضلع سہارنپور، تحصیل روڑی (یوپی)

الجواب

تکبیر نماز کا موقوف علیہ نہیں ہے، لہٰذا نماز ہو جائے گی مگر تکبیر جو دیوبندی کہے گا وہ نہ ہوگی، لہٰذا اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو تکبیر دوبارہ سنی صحیح العقیدہ سے کہلوائیں اور دیوبندی کو کہ مرتد ہے، تکبیر واذان سے موقوف رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۰؍رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ

مسئلہ-۱۸۷

سجدہ سہو واجب تھا، دونوں طرف سلام پھیر دیا اب کیا کرے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان سوالات کے بارے میں کہ:

امام صاحب نماز میں غلطی پر سجدہ سہو نہ کر کے دونوں سلام پھیر چکے بعد لقمہ سجدۂ سہو کیا تو نماز ہوئی یا نہیں؟ اور اگر ایسی غلطی منفرد سے ہوگئی ہو تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ان چند سوالات کو دیکھ کر صحیح جواب سے بندہ کو نوازیں، غلام کی ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں جو غلطی ہوئی ہو تو حضور نظر انداز کر کے م معاف فرمائیں۔

مستفتی: محمد جمال الدین اشرفی ڈوکرا انگلش پوسٹ ڈلی دیوان گنج، کٹیہار

الجواب

فی الواقع اگر سجدۂ سہو یاد نہ تھا اور بہ نیت قطع سلام پھیر دیا پھر یاد آنے پر کرلیا تو نماز ہوگئی اور اعادہ واجب نہیں منفرد کے لئے بھی یہی حکم ہے اور اگر یاد ہوتے ہوئے کہ سجدہ سہو ذمہ میں ہے، بہ نیت قطع سلام پھیرلے گا تو اعادہ لازم ہوگا۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۷؍محرم الحرام ۱۳۹۶ھ

مسئلہ-۱۸۸

قرات کی ترتیب الٹ جانے سے سجدہ سہو نہیں، جو فتویٰ نہ مانے سخت گنہگار ہے۔ سرکار کے ہاتھ سے کس کا قتل ہوا؟ امام حسین کی شہادت سے متعلق ایک سوال۔

(۱) نمازی فرض، سنت، نفل میں پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سہواً ''الم تر

کیف فعل ربک'' تک پڑھ کر ''اذا جاء'' پڑھ لے تو سجدۂ سہو کرے یا نہیں؟ اور اس طرح پڑھی ہوئی نماز صحیح ہوگی یا قابل اعادہ؟

(۲) جو مسلمان حکم قرآن و حدیث پاک کے مطابق فیصلہ اور فتویٰ کو نہیں مانے اس کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۳) کیا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کے دست مبارک سے کبھی کوئی دشمنِ اسلام قتل ہوا؟

(۴) کیا سیدنا جبرئیل علیہ السلام سید الشہداء سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا محضر نامہ بارگاہ الٰہی سے خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کی خدمت میں آپ کی مہر یا دستخط کرانے کے لئے حاضر ہوئے تھے؟ جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سن مبارک چھ سات سال کا تھا۔

مستفتی: محمد مختار قادری نعیمی اکرمی معرفت محمد سرور میاں خاں قادری رضوی
خطیب جامع مسجد، بھوپال گنج، بھیلواڑہ (راجستھان)

الجواب

(۱) صورت مسئولہ میں امام نے خلاف ترتیب پڑھا اور خلاف ترتیب پڑھنا سہواً ہو تو کچھ الزام نہیں، عمداً ضرور گناہ ہے اور سجدۂ سہو لازم نہیں جبکہ تین بار سبحان اللہ کہنے کے بمقدار نہ ٹھہرا ہو ورنہ سجدۂ سہو لازم تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) سخت گنہگار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ہاں۔ امیہ بن خلف۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) میں نے یہ واقعہ نہ دیکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ
۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: ۱۸۹

امام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق کھڑا ہوا پھر امام نے سجدہ سہو کیا، مقتدی لوٹ آیا اور سجدہ سہو کیا، کیا نماز ہوگئی؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

مسبوق امام کے سلام پھیرتے ہی کھڑا ہو گیا ابھی الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم ہی کہا تھا کہ امام نے سجدہ سہو کیا مقتدی لوٹ آیا سجدہ سہو کی طرف امام کے دوسرے سجدے میں شریک ہوا ایک سجدہ بعد کو کر کے کھڑا ہوا اپنی پڑھنے کیلئے، کیا مسبوق مقتدی کی نماز اس صورت میں ہوئی یا نہیں؟ خلاصہ مرقوم فرمائیں۔ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اشفاق عالم سہوان

الجواب

ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۷ر محرم ۱۴۰۱ھ

مسئلہ-۱۹۰

فرض قضا ہوتے ہوئے نفل قبول نہیں! حالت فسق میں ادا کی گئی نمازوں کا اعادہ کرے! جس کی نمازیں قضا ہیں اور ادا نہیں کرتا اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے! فوج میں نوکری کرنا ضروری شرعی نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) جس کی عمر شریف پچاس برس کی ہو اور تقریباً بیس برس سے پابندی کے ساتھ پنجوقتہ نماز پڑھ رہا ہو، اس کے علاوہ تہجد، اشراق، اوابین بھی پابندی کے ساتھ پڑھے اور قضائے عمری بھی دو سال سے پابندی کے ساتھ پڑھے، جو حکم احکام شریعت میں ہے، ایسے شخصوں کے لئے کیا حکم آیا ہے؟ تہجد وغیرہ کو قائم رکھے؟ یا چھوڑ کر صرف قضائے عمری ہی ادا کرے؟ اور جو نماز تہجد وغیرہ پڑھ چکا ہے اس پر ثواب کا مستحق ہوا کہ نہیں ہوا؟

(۲) پھر زید کے اوپر وہ بھی نماز واجب ہے جو بغیر داڑھی، فسق کے ساتھ تیس برس گزارا ہے جس کا اعادہ لاعلمی کے باعث آج تک ادا نہ کرسکا، علم ہونے پر اعادہ کرنے کا پکا ارادہ کر چکا ہے جو ادا کرے گا۔

(۳) اس فعل میں جو جو شخص مبتلا ہو، پھر ایسے شخصوں کے متعلق صاف صاف شرعی حکم صادر کیا جائے،

جو درستی ایمان کے لئے صحیح عمل میں لایا جائے۔

(۴) بالفرض اگر نماز تہجد پڑھے تو ثواب کا حق نہیں رکھتا۔

(۵) جن لوگوں پر قضائے عمری واجب ہو، اگر وہ امامت کرے اور قضائے عمری ادا نہ کرے نہ اس کے قائل ہوں، ان حضرات کے پیچھے نماز پڑھی جائے کہ نہیں؟ کیونکہ اس میں عام نمازی مبتلا ہیں، ان سوالوں کا جواب مرحمت فرمایا جاوے تو بندہ تہ دل سے مشکور و ممنون ہوگا۔

(۶) جو نمازیں داڑھی نہ رکھنے کی حالت میں پڑھی گئی ہیں، اس کی نیت کیا ہوگی اور قضائے عمری کی طرح اس میں کچھ رعایت ہے؟ نیت میں واجب یا فرض کی نیت کرنی ہوگی؟

(۷) زید تو فوج میں تھا جو داڑھی رکھنے سے مجبور تھا، کیونکہ ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے کے لئے حکم ہے، اللہ تعالیٰ نیت کو دیکھتا ہے اور یہ ارادہ کرلیا تھا پینشن ہوتے ہی داڑھی نہ بنوائے گا، وہی عمل کیا پھر ایسے آدمی پر شریعت کی طرف سے چھوٹ نہیں؟

المستفتی: محمد یعقوب رضوی

موضع وڈاکخانہ صارم خورد بکسر ضلع بھوجپور (آرہ)

الجواب

بعون الملك الوهاب:

(۱) قضا نمازیں جلد ادا کرے، جب تک فرض ذمہ میں باقی ہے، نفل مقبول بارگاہ نہیں، بایں معنی کہ وہ معلق ہے تاوقتیکہ فرائض باقیہ کو ادا کرلے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے امید ثواب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اعادہ کرے اور ان نمازوں میں واجب کی نیت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) سب کو اعادہ کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جواب گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) جس شخص کے متعلق شرعاً یہ مشہور اور ثابت ہو کہ اس کے ذمہ قضا نمازیں ہیں، جن کو وہ ادا نہیں کر رہا ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ، کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے۔ غنیۃ میں ہے:

"لو قدموا فاسقا يأثمون"

[غنية المستملی شرح منية المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سهيل اكيڈمی]

اور معاذ اللہ اگر وجوب قضا کا قائل نہیں تو کافر ہے، توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کرے (اگر بیوی رکھتا ہو)۔ یہ اس صورت میں ہے کہ قضا نمازوں کو اَدا کرنے کی فرضیت کا قائل نہ ہو اور اگر اس قضائے عمری کا منکر ہے جو عوام میں رائج ہے تو اس پر الزام نہیں۔ وہ مروجہ قضائے عمری یقیناً واجب الانکار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) نیت پہلے گزری، رعایت یہاں بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) فوجی ملازمت ضرورت شرعی نہیں کہ چھوٹ ممکن ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۷ر جمادی الآخرہ ۱۳۹۶ھ

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۹۱

تکبیر کے وقت بیٹھنا اور حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے۔ کھڑے ہو کر اقامت کا انتظار کرنا کیسا؟ سلام کے بعد امام کا انصراف سنت ہے خواہ کسی جانب ہو!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ہر فرض نماز میں امام ومقتدی اقامت کہنے سے پہلے بیٹھ جاتے ہیں اور لفظ اشھد ان محمد الرسول اللہ کہنے کے بعد امام ومقتدی کھڑے ہوتے ہیں اسکی وجہ کیا ہے؟ ایسا کیوں کرتے ہیں اور کرنے سے کیا کیا فائدے ہیں؟

(۲) ہر فرض نماز کے بعد امام اپنے دائیں جانب یعنی شمال کی طرف منہ کر کے مناجات کرتے ہیں اسکی وجہ کیا ہے؟ تفصیل کے ساتھ تحریر کریں گے۔

الجواب

(۲) یوں کہ مستحب ہے جسکی تفصیل "نھج السلامته" و "منیر العین" رسالہ سیدنا اعلیٰحضرت

علیہ الرحمۃ میں ہے اور امام ومقتدی کو حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے اور کھڑے کھڑے اقامت سننا مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے:

"دخل المسجد والمؤذن یقیم قعدالی قیام الامام فی مصلاہ"

[درمختار، ج۲، ص۷۱، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

ردالمحتار میں اس کے تحت ہے:" ویکرہ لہ الانتظار قائما ولکن تعید ویقوم اذاقال المؤذن حی علی فلاح"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[ردالمحتار، ج۲، ص۷۱، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

(۳) داہنے یا بائیں انصراف سنت ہے اور قبلہ رو بیٹھے رہنا مکروہ۔ کمافی الغنیۃ وغیرہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، بیان صفۃ الصلوۃ، ص ۳۴۱/۳۴۰، سہیل اکیڈمی لاہور]

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ-۱۹۲

جنازہ پڑھنے کی جگہ پر نماز فرض پڑھنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ:

قبرستان میں ایک جگہ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے معین ہے اور جنازہ لے کر زید گیا اور ظہر کی اذان ہونے والی ہے، صرف پانچ منٹ باقی ہیں، بکر نے کہا کہ اذان دے کر ظہر کی نماز پڑھ لی جائے، جماعت کے ساتھ پھر یہ جنازہ پڑھا جائے، زید نے کہا کہ جس جگہ نماز جنازہ پڑھا جائے وہاں فرض کی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اس مسئلے کے بارے میں کیا خیال ہے؟ قرآن وحدیث سے مدلل ومحقق جواب سے نوازیں، نوازش ہوگی۔

احقر: خادم الفقر محمد شبیر قادری

مسجد گلشن مصطفےٰ، نیو گوتم نگر نمبر-۲، گونڈی، ممبئی

الجواب

اس جگہ نماز فرض پڑھنے میں حرج نہیں جبکہ وہ جگہ مظنۂ قبر ونجاست نہ ہو، سامنے قبور حائل نہ

ہوں۔ ردالمحتار میں ہے:

''ولا بأس بالصلاة فيها اذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر ولا نجاسة كما في الخانية ولا قبلته الى قبر، حلية''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[ردالمحتار، ج۲، ص۴۲، ۴۳، كتاب الصلاة، مطلب في اعراب كائنا ما كان، دار الكتب العلمية، بيروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۲؍رجب المرجب

نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی فرضیت وعدم فرضیت کا مفصل ومبرہن بیان۔ شافعیہ کی دلیل کئی وجھوں سے محل نزاع ہے۔ نماز جنازہ حقیقۃً نماز نہیں جیسے سجدۂ تلاوت، لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب میں نماز جنازہ شامل نہیں۔ ابن عمر سے صراحت منقول ہے کہ نماز جنازہ میں قرأت نہیں۔ شافعیہ کی دلیل کی توضیح ملا علی قاری سے۔ سرکار سے فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں۔ اس باب میں ترمذی وابوداؤد وابن ماجہ کی مروی حدیث سے استدلال درست نہیں۔ مذکور حدیث میں انہا سنۃ کا مطلب من السنۃ کذا نہیں۔ شہر مدینہ میں فاتحہ پڑھنا معروف نہیں۔ صحابہ سے فاتحہ پڑھنا بطور دعا منقول ہے نہ کہ بطور تلاوت۔ لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب سے سورۂ فاتحہ کی فرضیت نماز میں بھی ثابت نہیں۔ فاتحہ والی حدیث نفی کمال پر محمول ہے۔ حدیث ابوداؤد شافعیہ کے صریح مخالف ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ہر نماز میں قرأت ہے اگرچہ سورۂ فاتحہ ہی ہو۔ حدیث لاصلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد اور لاصلوٰۃ للعبد الآبق کا کیا مطلب ہے۔ ظنی الثبوت ظنی الدلالۃ قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ کا معارض نہیں ہوسکتا۔ سرکار نے مقتدی کو قرأت سے منع فرمایا، محقق علی الاطلاق نے قرأت خلف الامام کو ممنوع قرار دیا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کو پچاس بار دیکھا کہ حضور نے رفع یدین نہ کیا۔ ہمارے علماء کے نزدیک اخفائے آمین مختار ہے۔ نماز میں ہتھیلی پر ہتھیلی ناف کے نیچے سنت ہے۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی تائید میں حدیث۔

مسئلہ-۱۹۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟ اور حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس حدیث سے کیا ثابت ہوتا ہے: واذا صلی علیہ کبر ثم قرأ الفاتحۃ حصن و حصین۔ اس حدیث کے صحیح ہونے یا ضعیف ہونے کے سلسلے میں کچھ تحریر کریں اور ہر ایک راوی کے متعلق بھی کچھ تحریر کریں کہ ان میں کونسا راوی ضعیف ہے۔

(۲) اور قرأت خلف امام کے متعلق بھی تحریر کریں کہ یہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو ضروری قرار دیتے ہیں اور یہ حدیث سناتے ہیں کہ لا صلاۃ الا بفاتحۃ الکتاب. اس حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی دلیل قوی ہے، نہ ہو تو واضح فرمائیں کہ اس حدیث کا کیا مفہوم ہے اور اس حدیث کی کیا مراد ہے؟ بینوا توجروا۔ جواب صحیح عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۳) رفع یدین کے سلسلے میں جو احادیث مذکورہ ہیں آیا وہ احادیث قوی ہیں یا ضعیف؟ بغیر رفع یدین والی احادیث قوی زیادہ ہیں یا رفع یدین والی حدیث؟ یہاں اہل حدیث حضرات کہتے ہیں کہ رفع یدین والی احادیث زیادہ قوی ہیں اور حنفیہ مقلدین کو لعنت ملامت کرتے ہیں کہ تم لوگ احادیث صحیحہ کے اوپر عمل نہیں کرتے ہو۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟ کیا حنفیہ کے دلائل ضعیف ہیں؟ بینوا توجروا۔

(۴) امام کے پیچھے آمین بالجہر کے سلسلے میں تحریر کریں کہ جو احادیث آمین بالجہر کے سلسلے میں ہیں آیا یہ احادیث صحیح ہیں، یا وہ احادیث صحیح ہیں کہ جس میں آمین بالسر کا حکم ہے؟ تو اس سلسلہ میں یہ واضح کریں کہ ان احادیث میں کون سی احادیث ضعیف ہیں اور کون سی احادیث صحیح ہیں، یہاں پر اہل حدیث کا دعویٰ ہے کہ ہم حدیث کے اوپر عمل کرتے ہیں اور حنفیہ ہویٰ کے اوپر عمل کرتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اپنے قول میں صحیح ہیں؟

(۵) اہل حدیث ناف کے اوپر والی احادیث کو قوی بتاتے ہیں، زیر ناف والی احادیث کو ضعیف بتاتے ہیں۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟ اگر تحت السرۃ والی احادیث صحیحہ ہیں تو ان احادیث کو مع روایت کے نقل کریں اور اگر فوق السرۃ والی احادیث ضعیف ہیں تو ان روایت کو بھی نقل کریں اور یہ واضح کریں کہ اس حدیث میں فلاں راوی ضعیف ہے اور ضعف کی وجہ بھی تحریر فرمائیں اور محدثین کے اقوال بھی نقل کریں کہ کن محدثین کے نزدیک یہ قابل قبول ہیں۔

المستفتی: محمد ابراہیم سرائے میرا، قنوج

الجواب

(۱) حنفیہ کے نزدیک نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ بہ نیت قرأت مشروع نہیں، ہاں بہ نیت ثناء ودعاء پڑھنے کی اجازت ہے کما هو فی عامة الکتب. اور یہی مذہب حضرت عمر اور ابن عمر وحضرت علی مرتضیٰ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور امام مالک وامام ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے کما فی الغنیه وشرح سفر السعادة وغیرهما.

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، ص۵۸۶، فصل فی الجنائز، سہیل اکیڈمی، لاهور]

اور امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ قرأت فاتحہ نماز جنازہ میں فرض ہے، اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

"لاصلاة الا بفاتحة الكتاب"

[کنز العمال، ج۸ کتاب الصلوٰة، قسم الافعال، حدیث – ۲۲۱۰٤، دار الکتب العلمیة بیروت]

اور فرمایا:

"ولا صلاة الا بقرأة"

[اخرجه مسلم، ج۱، ص۱۷۰، باب وجوب قرأة الفاتحة فی کل رکعة الخ، مجلس برکات]

یعنی نماز بغیر فاتحہ کے نہیں ہوتی اور فرمایا کہ نماز بے قرأت کے نہیں ہوتی اور نماز یہ ہے کہ طہارت اور استقبال قبلہ اس میں شرط ہے۔ نیز حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دلیل لائے جس میں وارد ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر ۴ تکبیریں کہیں اور تکبیریں اولیٰ کے بعد سورہ فاتحہ کی تلاوت فرمائی۔ اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دلیل پکڑی جس میں مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی تو اس میں سورہ فاتحہ بالجہر پڑھی اور فرمایا کہ میں نے سورہ فاتحہ اس لئے آواز سے پڑھی تا کہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔ ہماری دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آپ سے نماز جنازہ کے متعلق سوال ہوا: کیا اس میں قرأت ہے؟ آپ نے فرمایا:

((لم یُوقِت لنا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قولا ولا قرأة)) وفی روایة

((دعاء ولا قرأة کبر ما کبر الامام، واختر من اطیب الکلام ماشئت)) وفی روایۃ ((واختر من الدعاء اطیبہ))

[بدائع الصنائع، ج۲، ص۵۲، کتاب الصلاۃ، باب کیفیۃ الصلاۃ، مکتبہ زکریا]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے لئے کوئی قول یا دعا اور قرأت کو معین نہ فرمایا، امام کے ساتھ تکبیر کہہ اور بہتر کلام یا بہتر دعا میں سے جو تو چاہے، اختیار کر۔ اور ہماری دلیل وہ حدیث بھی ہے جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ ان دونوں نے فرمایا:

"لیس فیھا قرأۃ شی من القرآن"

[بدائع الصنائع، ج۲، ص۵۲، کتاب الصلاۃ، باب کیفیۃ الصلاۃ، مکتبہ زکریا، دیوبند]

نماز جنازہ میں قرأت نہیں۔ ھذا کلہ من البدائع. اور حضرات شافعیہ قدست اسرارہم کے استدلال لاصلاۃ الا بفاتحۃ الکتاب سے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی فرضیت پر بہ چند وجوہ محل نزاع ہے:

اولاً: نماز جنازہ حقیقۃً نماز نہیں اسی لئے اس میں وہ ارکان جن سے حقیقت نماز مرکب ہوتی ہے مثلاً رکوع وسجود موجود نہیں۔ بلکہ اسے صلاۃ بلحاظ دعاء کے، لغوی معنی پر کہتے ہیں۔ اور استقبال قبلہ اور طہارت کی شرط سے اس کا صلاۃ حقیقۃً ہونا ثابت نہیں ہوتا، جیسے سجدۂ تلاوت، کہ وہ نماز نہیں حالانکہ اس میں استقبال قبلہ اور طہارت شرط ہے۔ تو یہ حقیقۃً میت کیلئے دعا ہے اور دعاء بطور مقدمہ حمد وثناء وصلاۃ و سلام بر نبی خیر الانام کا محل ہے نہ کہ قرأت کا، قرأت تو سرے سے فرض ہی نہیں نہ کہ سورہ فاتحہ بعینہٖ فرض ہو۔ بدائع میں ہے:

"ولأنھا شرعت للدعاء، و مقدمۃ الدعاء الحمد، والثناء، والصلاۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا القرأۃ، وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ((لا صلاۃ الا بفاتحۃ الکتاب)) ((ولا صلاۃ الا بقرأۃ)) لا یتناول صلاۃ الجنازۃ، لانھا لیست بصلاۃ علی الحقیقۃ انما ھی دعاء واستغفار للمیت الاتری أنہ لیس فیھا الأرکان التی تترکب منھا الصلاۃ من الرکوع والسجود الا أنھا تسمی صلاۃ لما فیھا من الدعاء واشتراط الطھارۃ واستقبال القبلۃ فیھا لایدل علی کونھا صلاۃ حقیقیۃ، کسجدۃ التلاوۃ"

[بدائع الصنائع، ج ۲، ص ۵۲، ۵۳، کتاب الصلاۃ، باب کیفیۃ الصلاۃ، مکتبہ زکریا]

اور ہمارے دعویٰ کی مؤید بحمدہ تعالیٰ وہ حدیث بھی ہے جو امام مالک نے مؤطا میں نافع کی روایت سے ابن عمر سے روایت فرمائی کہ انہوں نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی، وھذا نصہ:

"وحدثنی عن مالک عن نافع ان ابن عمر کان لا یقرأ فی الصلاۃ علی الجنازۃ"

[فتح القدیر، ج ۲، ص ۱۲۵، کتاب الصلاۃ، فصل فی الصلاۃ علی المیت، مرکز اھل سنت برکات رضا، پوربندر]

نیز اسی میں سید ابن ابی سید المقبری سے مروی کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے پوچھا کہ نماز جنازہ کس طرح پڑھتے ہو؟ ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میں خدا کی قسم تجھے خبر دونگا، میں جنازہ کے پیچھے اس کے اہل سے چلتا ہوں تو جب جنازہ رکھ دیا جاتا ہے، تکبیر کہتا ہوں اور حمد الٰہی بجالاتا ہوں اور اس کے رسول پر درود بھیجتا ہوں پھر کہتا ہوں:

"اللھم عبدک وابن عبدک وابن أمتک کان یشھد ان لا الہ الا انت وأن محمدا عبدک و رسولک وانت اعلم بہ اللھم ان کان محسنا فزد فی حسناتہ وان کان مسیأ فتجاوز عن سیاتہ اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ"

[فتح القدیر، ج ۲، ص ۱۲۶، کتاب الصلاۃ، فصل فی الصلاۃ علی المیت، مرکز اھل سنت برکات رضا، پوربندر]

اگر سورہ فاتحہ نماز جنازہ میں حضور سے ثابت ہوتا ابن عمر جو غایت درجہ اتباع سنن پر حریص تھے ان سے ترک سورۂ فاتحہ متصور نہ تھا اور ابو ہریرہ سے یہ امر مخفی نہ رہتا واللہ تعالیٰ اعلم

ثانیاً: لا صلاۃ الا بفاتحۃ الکتاب ولا صلاۃ الا بقرأۃ میں صلاۃ مطلق ہے اور مطلق فرد کامل کی طرف متصرف ہوتا ہے، کما ھو المقرر فی اصول الفقہ اور صلاۃ کا فرد کامل صلاۃ مطلقہ ہے یعنی نماز جس میں رکوع وسجود وغیرہ ارکان ہوں تو مطلق اسی پر صادق، اسی لئے اس کو صلاۃ مطلق کہتے ہیں۔ اور اس کے ماوراء کو شامل نہ ہوگا، اسی بدائع میں ہے:

"ولانھا لیست بصلاۃ مطلقۃ فلا یتنا ولھا مطلق الاسم"

[بدائع الصنائع، ج ۲، ص ۵۳، باب کیفیۃ الصلاۃ علی الجنازۃ، مکتبہ زکریا]

ثالثاً: حدیث ابن عباس جو ابھی گزری، احادیث عمر ابن مسعود و ابن عمر و ابن عوف کے معارض

ہے اور اس صورت میں ترجیح ان احادیث کو ہے۔ فان العمل بما فیه الاکثر.

رابعاً: وہ خود شافعیہ کے مدعا میں مفید نہیں کہ اسمیں وارد ہوا:

"لیتعلموا انها سنة"

[صحیح البخاری، ج۱، ص۱۷۸، باب قرأة فاتحة الكتاب على الجنازة، مجلس برکات]

میں نے سورۂ فاتحہ جہراً یوں پڑھی کہ جان لو کہ وہ سنت ہے، تو اس کا ظاہر بالکل مخالف شافعیہ ہے۔ اسی لئے علماء شافعیہ نے بیان سنت کو اپنے ظاہر پر نہ چھوڑا بلکہ تاویل کی کہ فاتحہ پڑھنا طریقۂ مرویہ ہے اور بدعت نہیں۔ مرقاۃ ملا علی قاری میں ہے:

"قال الطيبى اى ليست بدعة قال الأشرف الضمير المؤنث لقرأة الفاتحة وليس المراد بالسنة انها ليست بواجبة بل مايقابل البدعة اى انها طريقة مروية وهٰذا التاويل على مذهب الشافعي واحمد وقال ابو حنيفة ليست بواجبة"

[مرقاة المفاتيح، كتاب الجنائز، باب المشى بالجنازة والصلاة عليها، ج٤، ص١٢٣، ١٢٤، دار الكتب العلمية، بيروت]

باوجود اس تاویل کے فرضیت فاتحہ ثابت نہیں ہوگی کما لا یخفی۔

خامساً: پھر اسے طریقہ مرویہ بتانا بھی محل نظر ہے جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احادیث سے ثابت کہ یہ حضرات سورۃ فاتحہ نہ پڑھتے تھے۔ اور ابن مسعود و ابن عمر و ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات پہلے گزرے اسی لئے فتح القدیر میں فرمایا:

"قالوا لا يقرء الفاتحة الا ان يقرأها بنية الثناء ولم تثبت القراة عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وفى مؤطا مالك عن نافع أن ابن عمر كان لا يقرأها فى الصلاة على الجنازة اه كذا فى مرقاة المفاتيح.

[فتح القدير، ج٢، ص١٢٥، كتاب الصلاة، فصل فى الصلاة على الميت، مركز اهل سنت بركات رضا، پوربندر / مرقاة المفاتيح، ج٤، ص١٢٤، كتاب الجنائز وغيره، دار الكتب العلمية، بيروت]

اسی لئے مرقاۃ میں اسی کے متصل فرمایا:

"ولهذا يعلم ضعف قوله أى انها طريقة مروية"

[مرقاة المفاتيح، ج٤، ص١٢٤، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، دار الكتب العلمية، بيروت]

یہاں سے ظاہر ہے کہ اس امر کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت میں تردد ہے۔ اسی مرقاۃ میں زیر حدیث مروی:

”عن ابن عباس ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قرأ علی الجنازة بفاتحة الكتاب رواه الترمذی وابوداؤد وابن ماجه قال ابن ملك وبه قال الشافعی قلت مع عدم تعيين دلالته علی ان القرأة كانت علی الميت اوفی الصلاة عليه و بعد أی تكبيرة من تكبيراتها الحديث ضعيف لا يصح الاستدلال به (رواة الترمذی) وقال ليس اسناده بذالك القوی قال ميرك يشير الی ان فی سنده ابا شيبة ابراهيم ابن عثمان الواسطی وهو ضعيف منكر الحديث“

[مرقاة المفاتيح، ج٤، ص١٤٠، ١٤١، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة، والصلاة عليها، دار الكتب العلمية، بيروت]

یہ نہ کہا جائے کہ حدیث ابن عباس میں

ليتعلموا أنها سنة

[صحيح البخاری، ج١، ص١٧٨، باب قرأة فاتحة الكتاب علیٰ الجنازة، مجلس بركات]

وارد ہوا تو یہ قول صحابی من السنة كذا کی قبیل سے ہوا۔ اور وہ حکم میں مرفوع ہے اسلئے کہ طیبی سے ابھی گزر چکا کہ مطلب یہ ہے کہ بدعت نہیں تو یہاں سنت مقابل بدعت کے ہوا نہ یہ کہ حدیث ابن عباس مرفوع ہوا اور قرأت فاتحہ بر سبیل مواظبت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہو۔ مرقاۃ میں اسی سے فرمایا:

”وليس هذا من قبيل قول الصحابی من السنة كذا فيكون فی حكم المرفوع كما توهمه ابن حجر فتدبر“

[مرقاة المفاتيح، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، ج٤، ص١٢٤، دار الكتب العلمية، بيروت]

اور اس کے مؤید بحمدہ تعالیٰ وہ ہے کہ امام طحاوی نے امام مالک سے نقل فرمایا کہ قرأت فاتحہ نماز جنازہ میں ہمارے شہر یعنی مدینہ پاک سے معروف نہیں طحطاوی علی المراقی میں عینی شرح باری سے ہے:

واجاب عنه الطحاوى بان قرأة الفاتحة من الصحابة لعلها كانت على وجه الدعاء لا على وجة التلاوة،وقد قال مالك:قرأة الفاتحة ليس معمولاً بها فى بلدنا فى صلاة الجنازة اھ"

[حاشية الطحطاعى على مراقى الفلاح، كتاب الصلوٰة،فصل الصلوٰة عليه،ص ٥٨٤،دار الكتب العلمية بيروت]

قلت ولئن سلم ما قاله ابن حجر رضى الله تعالىٰ عنه قال ابن حجر اذ ذاك خالف مذهب فتعين ما قاله الطيبى وتبين ان لا منافاة بين حديث ابن عباس و بين ما قال ابن الهمام من ان القرأة لم تثبت عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم.

[حاشية الطحاوى على المراقى، المطبعة الكبرى الاميرية]

تدبر اور حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صدر کلام میں گزری ہمارے ائمہ حنفیہ کے نزدیک اس پر محمول ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فاتحہ بر سبیل ثناء دعا پڑھی اور یہ ہمارے ائمہ کے نزدیک جائز ہے۔صرح به فى البدائع و شرح سفر السعادة وغيرهما امرما اجابه الطحاوى فى كلام الطحطاوى آنفا فتذكر وتدبر.

سادساً: حضرات شافعیہ قرأت فاتحہ کی فرضیت پہ استدلال نماز جنازہ تو نماز جنازہ صلاۃ مطلقہ ہی میں سرے سے محل نظر ہے کہ لا صلاة الا بفاتحة الكتاب خبر واحد ہے اور خبر واحد سے کتاب پر زیادتی جائز نہیں اور کتاب اللہ میں:

﴿فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾

[سورۂ مزمل،آیت–۲۰]

مطلق ہے جسکی رو سے مطلق قرأت فرض ہے اب اگر سورۃ فاتحہ کی قرأت فرض قرار دیجئے تو نص قطعی کے موجب اطلاق کا دلیل ظنی سے ابطال لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں۔اسی لئے ہم حنفیہ کہتے ہیں کہ حدیث پر یوں عمل کیا جائے کہ سورۃ فاتحہ کو واجب اور مطلق قرآن کو فرض قرار دیا جائے اور حدیث ہمارے یہاں نفی کمال پر محمول ہے اور یہ اگرچہ خلاف ظاہر لفظ ہے جیسا کہ علامہ امام نووی نے فرمایا لیکن اس کا ارتکاب نص قطعی کی وجہ سے واجب ہے اور فی الحقیقت یہ الزام مشترک ہے یعنی خلاف ظاہر لفظ کا

ارتکاب ہم نے بھی کیا اور انہوں نے بھی کیا لیکن نص قطعی کے موجب کو بچانے کیلئے دلیل ظنی میں خلاف ظاہر کرنا اولیٰ ہے کما لا یخفی پھر حدیث کے جو معنی ہم نے بتائے وہ حدیث مسلم سے بحمدہ تعالیٰ مؤید ہیں۔اور حدیث یہ ہے:

عن ابی هريرة عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من صلی صلاة لم يقرأ فيها بأم القرأن فهی خداج ثلاثا وغير تام–الخ

[الصحیح لمسلم، ج۱، ص۱۶۹، باب وجوب قراة الفاتحة فی کل رکعة، مجلس برکات]

یعنی جس کسی نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نا تمام ہے (حضور نے تین مرتبہ فرمایا)۔نووی شرح مسلم میں ہے:

"قال الخليل بن احمد والاصمعی وابو حاتم السجستانی والهروی رحمهم الله تعالیٰ وآخرون الخداج النقصان يقال خدجت الناقة اذا القت ولدها قبل اوان النتاج وان كان نام الخلق واخدجته اذا ولدته ناقصا وان كان لتمام الولادة الخ"

[شرح مسلم للنووی، باب وجوب قرأة الفاتحة فی کل رکعة، ج۱، ص۱۶۹/۱۷۰، مجلس برکات]

بلکہ یہ حدیث لاصلاة الا بفاتحة الكتاب سے مراد کی تفسیر ہے اور اگر سورہ فاتحہ کی قرأۃ فرض ہوتی تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعرابی کو (جس نے نماز اچھی طرح نہ پڑھی) سورۃ فاتحہ کی تعلیم ترک نہ فرماتے اور

اقرء ما تيسر معك من القرآن.

[فتح القدیر، ج۱، ص۳۴۰، کتاب الصلاة، فصل فی القرأة،مجلس برکات مبارکفور]

پر اکتفانہ فرماتے۔ والحديث فی صحيح مسلم فراجعه هذا ما علقناه علی قول النووی فان قالوا:

المراد لا صلاة كاملة قلنا هذا خلاف ظاهر اللفظ الخ مترجما ومزيدا ولله الحمد

[شرح مسلم للنووی، باب وجوب قرأة الفاتحة فی کل رکعة، ج۱، ص۱۷۰، مجلس برکات]

اگر کہا جائے کہ:

"فاقر ما تیسر معك من القرآن فمحمول على الفاتحه فانها ميسرة"

[فتح القدير، ج۱، ص۳٤٠، كتاب الصلاة، فصل فى القرأة،مكتبه زكريا]

تو سورۂ فاتحہ پر محمول ہے اسلئے کہ وہ میسرہ ہے۔قال النووی:

"فانها ميسره"

[شرح مسلم للنووى، باب وجوب قرأة الفاتحة فى كل ركعة، ج۱، ص۱۷٠، مجلس بركات]

اورابوداؤد کی روایت یہی ہے:

"اذا قمت الى فتوجهت الى القبله فكبر ثم اقرأ بأم القرآن وبماشاء الله ان تقرأ"

[فتح القدير، ج۱، ص٣٠٠، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة،مركز اهل سنت بركات رضا پوربندر]

ہم کہیں گے سورۂ فاتحہ پر حمل کرنا وہی خلاف ظاہر لفظ کا ارتکاب ہے اور وہ بالاتفاق ممنوع ہے جب تک کہ فرضیت فاتحہ کسی اور دلیل سے ثابت نہ ہوجائے یہ اپنے اطلاق پر باقی رہے گا اور حدیث ابی داؤد کا جواب یہ ہے کہ اسکی دوسری روایت خود اسکا معارض ہے کہ اس میں وارد ہوا:

فتوضا كما امره الله ثم اقرء وكبر فان كان معك قرآن فاقرء به والا فاحمدالله وكبره و هلله"

[فتح القدير، ج۱، ص٣٠٠، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة،مركز اهل سنت بركات رضا پوربندر]

اس روایت سے صاف ظاہر کہ فاتحہ فرضیت کیلئے متعین نہیں بلکہ فرضیت مطلق قرآن سے حاصل ہوجاتی ہے ورنہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورہ فاتحہ کو ضرور متعین فرماتے تو روایت اولیٰ میں:

ثم اقرأ بأم القرآن وبما شاء الله أن تقرأ وجوب

[فتح القدير، ج۱، ص٣٠٠، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة،مركز اهل سنت بركات رضا پوربندر]

تکمیل صلاۃ کیلئے معمول اور یہ بیان فرض پہ محمول ہے۔اور ظاہر یہ ہے کہ یہ الفاظ مختلفہ ایک ہی حادثہ میں فرمائے گئے۔پھر بالمعنی روایت کرنے والوں نے بعض محل پر اقتضاء فرمالیا تو تطبیق یوں ہوگی:

فان كان معك شئ من القرآن والا فكبره الخ وان كان معك فاقرأ بأم القرآن و بماشاء الله"

[فتح القدیر، ج۱، ص۳۰۰، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة،مرکز اهل سنت برکات رضا پوربندر]

یعنی اگر تجھے قرآن میں کچھ بھی یاد ہوتو اسے پڑھ ورنہ تکبیر وتہلیل کراور اگر تجھے سورۃ فاتحہ یاد ہوتو وہ اور جو اللہ تعالیٰ چاہے پڑھ۔

"قال فی الفتح وفی ابی داؤد من حدیث المسیٔ صلاته اذا قمت فتوجهت الی القبلة فکبر ثم اقرأ بام القرآن وبما شاء الله ان تقرء وفی روایة رواها قال فیها فتوضأ کما امرك الله ثم اقرأ وکبر فان کان معك قرآن فاقرء به والا فاحمد الله وکبره وهلله فالاولیٰ فی الجمع الحکم بانه قال ذلك کله ای فان کان معك شیٔ من القرآن والا فکبره الخ وان کان معك فاقرء بام القرآن وبما شاء الله ثم ان الرواة رواه بالمعنی مع اقتصار بعضهم علی بعض الجمل المنقولة فتأمله وبه یندفع التعارض"

[فتح القدیر، ج۱ص۳۰۰، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مرکز اہل سنت برکات رضا پوربندر]

پھر اسی حدیث روایت ابن داؤد میں نظر کیجئے تو یہ مدعائے شافعیہ (کہ سورہ فاتحہ کوفرضیت کیلئے معین کرتے ہیں) صریح مخالف ہے کہ اس میں وارد ہوا:

"ثم اقرء بأم القرآن وبما شاء الله"

[فتح القدیر، ج۱، ص۳۰۰، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة،مرکز اهل سنت برکات رضا پوربندر]

جس کا مقتضی یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت بھی واجب اور یہ مدعائے شافعیہ کے خلاف ہے کہ ضم سورت ان کے یہاں واجب نہیں اور ہمارے موافق ہے کہ ہمارے یہاں سورہ فاتحہ اور ضم سورت واجب ہے ہاں وجوب ہمارے یہاں دون الفرض ہے تو جو ان کا جواب ضم سورت کی عدم فرضیت کے متعلق ہوگا وہی ہمارا جواب فاتحہ کی عدم فرضیت کے بارے میں ہوگا اور یہ اس صورت میں ہے کہ واو کو بھی مع کے معنی میں لیجئے اور اگر بمعنی او کے لئے تو معنی یہ ہوں گے کہ سورۃ فاتحہ پڑھو یا جو اللہ چاہے پڑھو اور اس صورت میں عدم تعین اور ظاہر ہوگی بلکہ عدم تعین خود اس حدیث میں جسے طبرانی وحارثی وامام المعظم ابوحنیفہ نے روایت کی مصرح ہے وہ حدیث یہ ہے:

"عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه امرنی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان

انادی فی أهل المدینة ان فی کل صلاة قراءة ولو بفاتحة الکتاب" رواه الطبرانی فی الاوسط

[المعجم الاوسط للطبرانی، باب من اسمه الهیثم، حدیث نمبر ۹٤۱۵، مطبع دار الحرمین، القاهره]

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ فرماتے ہیں مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اعلان کروں کہ نماز بے قرأت کے نہیں ہوگی اگرچہ سورۃ فاتحہ ہی پڑھ لے۔ کما فی الفتح:

قال فیه حجاج بن ارطاة وثقه انا س مسلم ابن ابی نجیح وسفیان الثوری وقال العجلی جائز الحدیث وابو طالب عن کان من الحفاظ والوزراصدوق مدلس والبزاز کان حافظا مدلسانه اذکره الحافظ ووتم شعبة غیره علی حانی میزان الدحی .حاصل یہ کہ طبرانی کی روایت میں حجاج ابن ارطاۃ ہے جس کی بہت ساروں نے توثیق کی ہے ان میں سے ابن ابی نجیح اور سفیان ثوری اور ابو طالب اور ابو سدعۃ اور بزار وشعبہ وغیرہم محدثین کبائر ہیں تو اسکی سند ضعیف نہیں اور اگر سند کو ضعیف مان بھی لیں تو متن کا ضعف لازم نہیں کہ اس کا معنی (جو عدم تعین فاتحہ ہے) متعدد احادیث سے کہ اذا لجملة اقرء بما تیسر معك من القرآن ہے بلکہ خود آیت ﴿فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ [سورۂ مزمل، آیت-۲۰] سے ثابت ہے تو وہ ہمارے مدعا کی عین مؤید ہے وللّٰہ الحمد۔ ہمارے نزدیک حدیث راوی مجرد پر مقدم ہے اگرچہ ضعیف ہو، لاجرم مرقاۃ میں فرمایا:

"ولو صح ضعفه، فهو یقوی المعنی المراد علی ان الحدیث الضعیف عندنا مقدم علی الرای المجرد"

[المرقاة شرح مشکوٰة، ج۲، ص۵۰٦، کتاب الصلوٰة، باب القرات فی الصلوٰة، دار الکتب العلمیة بیروت]

پھر یہ حدیث بطریق متعددہ مروی، اور تعدد طرق سے ضعف منجبر ہو جاتا ہے۔ وقد سرد طرقه فلحاشیة المسند الامام الاعظم فلیراجع. بالجملہ حدیث: لاصلاة الا بفاتحة الکتاب مدعائے شافعیہ میں نص نہیں کہ بسا اوقات ایسا کلام نفی کمال وفضیلت کیلئے بولتے ہیں جیسے حدیث میں آیا:

"لاصلاة لجار المسجد الا فی المسجد"

[شرح معانی الآثار، ج۱، ص۲٦٦، باب من صلی خلف الصف وحده، المکتبة الاشرفیه]

اور لا صلاۃ للعبد الابق اس کا مطلب یہ نہیں کہ جار مسجد کی نماز غیر مسجد محلہ میں نہ ہوگی نہ حدیث دیگر کا مطلب یہ کہ بھاگے ہوئے غلام کی نماز نہیں ہوتی۔ بلکہ یہاں نفی فضیلت مراد ہے اسی طرح لا صلاۃ الا بفاتحۃ الکتاب میں بحکم عرف وہی نفی کمال مراد ہے اور اگر نفی حقیقت ہی راجح مانیں تو احتمال دیگر اب بھی قائم اور وہ قطعیت کے منافی تو حدیث ظنی الثبوت ظنی الدلالۃ ہوئی اور اب ﴿فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ [سورۂ مزمل، آیت-۲۰] قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ کا معارض نہیں ہوسکتا پھر اسکی قطعیت دلالت میں دوسری احادیث درج ہے کہ بعض سورۃ فاتحہ کے ساتھ ضم سورت یا ضم آیتوں کو واجب کرتی ہیں شافعیہ ضم سورت کے وجوب کے قائل نہیں۔ اور بعض مطلق قرأت کو واجب فرماتے ہیں لامحالہ سورہ فاتحہ کا عدم اختراض صلاۃ مطلقہ میں ثابت تو نماز جنازہ میں بدرجۂ اولیٰ قرأت فاتحہ فرض نہیں۔ شافعیہ اسی حدیث لاصلاۃ الا بفاتحۃ الکتاب سے قرأت خلف الامام پر دلیل لاتے ہیں اور امام کے پیچھے قرأت فاتحہ مقتدی پر لازم کہتے ہیں۔ اور یہ حدیث ان کے عمدہ ترین دلائل سے ہے۔ جسے ان کا مدار مذہب کہا جائے۔ جواب اس حدیث سے چند طور پر ہے یہاں اسی قدر کافی کہ یہ حدیث تمہارے مفید نہ ہمارے مضر، ہم خود مانتے ہیں کہ کوئی نماز ذات رکوع وسجود بے فاتحہ کے تمام نہیں امام کی ہوخواہ ماموم کی مگر مقتدی کے حق ہیں خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کیلئے امام کی قرأت کافی اور امام کا پڑھنا بعینہٖ اس کا پڑھنا ہے سیدنا امام الائمہ، سراج الامہ کاشف الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن مقلدیہ باحسان روایت فرماتے ہیں:

”حدثنا ابو الحسن موسی ابن ابی عائشة عن عبد الله بن شداد بن الهاد عن جابر بن عبد الله (رضی الله تعالیٰ عنهما) عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه قال: من صلی خلف الامام فان قرأة الامام له قرأة“

[مؤطا امام محمد رحمة الله تعليه، باب القرأة فی الصلاة خلف الامام، ص۹۸، مجلس برکات / مسند الامام الاعظم، کفایة قرأة الامام للماموم، ص۶۱، مطبوعه نور محمد کارخانه تجارت کتب، کراچی]

یعنی حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ رجال اس کے سب رجالِ صحاح ستہ ہیں،

ورواه محمد هكذا مرفوعاً من طريق اخر۔ حاصل حدیث کا یہ ہے کہ مقتدی کو پڑھنے کی کچھ ضرورت نہیں امام کا پڑھنا اس کیلئے کفایت کرتا ہے۔

”هكذا روى عند محمد رحمه الله تعالىٰ مختصراً ورواه الامام تارة اخرىٰ مستوعبا قال صلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بالناس فقرء رجل خلفه فلما قضى الصلاة قال ايكم قرء خلفي ثلث مرات، قال رجل انا يا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من صلى خلف الامام فان قرأة الامام له قرأة“

[مسند الامام الاعظم، كفاية قرأة الامام للماموم، ص٦١، مطبوعه نور محمد كارخانه تجارت كتب، كراچی]

خلاصہ مضمون یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی ایک شخص نے حضور کے پیچھے قرأت کی سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کس نے میرے پیچھے پڑھا تھا لوگ بسبب خوف حضور کے خاموش ہو رہے یہاں تک کہ تین بار بتکرار یہی استفسار فرمایا آخر ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے، ارشاد ہوا جو امام کے پیچھے ہو اس کیلئے امام کا پڑھنا کافی ہے۔ قال ابو حنيفة رضى الله تعالىٰ عنه ايضا

”عن حماد عن ابراهيم النخعي عن علقمة بن قيس ان عبد الله ابن مسعود كان لا يقرأ خلف الامام فيما يجهر فيه وفيما يخافت فيه الاولیين ولا في الاخريين واذا صلى وحده قرأ في الاولیين بفاتحة الكتاب و سورة ولم يقرأ في الاخريين شيئا“

[مؤطا امام محمد رحمه الله، باب القرأة خلف الامام، ص ١٠٠، مجلس بركات]

یعنی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام کے پیچھے قرأت نہ کی نہ پہلی دو رکعتوں میں نہ ان کے غیر میں۔ عبد اللہ بن مسعود اور کون عبد اللہ بن مسعود جو افاضل صحابہ و مومنین سابقین سے ہیں حضر و سفر میں ہمراہ رکاب سعادت انتساب حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رہتے اور بارگاہ نبوت میں بے اذن جانا ان کیلئے جائز تھا بعض صحابہ فرماتے ہیں ہم نے راہ و روش سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو چال ڈھال ابن مسعود کی ملتی پائی کسی کی نہ پائی حدیث میں ہے خود حضور اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"رضيت لامتی ما رضی لها ابن ام عبد و كرهت لامتی ما كره لها ابن ام عبد"

[مجمع الزوائد و منبع الفوائد، حدیث نمبر ۱۵۵۶۸، باب ماجاء فی عبد الله بن مسعود، ج۹، ص۴۷۵، دار الفکر، بیروت]

میں نے اپنی امت کیلئے وہ پسند کیا جو عبداللہ بن مسعود اس کیلئے پسند کرے اور اپنی امت کیلئے وہ ناپسند کیا جو عبداللہ بن مسعود اس کیلئے ناپسند کرے۔ گویا ان کی رائے خود حضور والا کی رائے اقدس ہے اور معلوم ہے کہ جناب ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مقتدی ہوتے فاتحہ وغیرہ کچھ نہیں پڑھتے اور ان کے سب شاگردوں کا یہی وتیرہ تھا۔ قال محمد فی موطاه من طريق سفيانين۔

"عن منصور ابن المعتمر عن ابی وائل قال سئل عبد الله بن مسعود عن القرأة خلف الامام قال انصت فان فی الصلاة شغلا سيكفيك ذاك الامام"

[مؤطا امام محمد، باب القرأة خلف امام، ص۹۹/۱۰۰، مجلس برکات]

خلاصہ یہ کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دربارۂ قرأت مقتدی سوال ہوا، فرمایا خاموش رہ کہ نماز میں مشغولی ہے یعنی باتوں سے باز رہنا عنقریب تجھے امام اس کام کی کفایت کردیگا یعنی نماز میں تجھے لاطائل باتیں روا نہیں اور جب امام کی قرأت بعینہ اس کی قرأت ٹھہرتی ہے تو پھر مقتدی کا خود قرأت کرنا محض لغو ونا شائستہ ہے۔ یہ حدیث اعلیٰ درجہ صحاح میں ہے اس کے سب رواۃ ائمہ کبار اور رجال صحاح ستہ ہیں۔ واما حديث الامام عن ابن مسعود فوصله محمد:

"انا محمد بن ابان بن صالح القرشی عن حماد عن ابراهيم النخعی عن علقمة بن قيس ان عبد الله بن مسعود كان لا يقرء خلف الامام فيما يجهر وفيما يخافت فيه فی الاولیين ولا فی الاخريين واذا صلی وحده قرء فی الاولیين بفاتحة الكتاب وسورة ولم يقرء فی الاخريين شيئا

[مؤطا امام محمد، باب القرأة خلف الامام، ص۱۰۰، مجلس برکات]

حاصل یہ کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مقتدی ہوتے تو کسی نماز میں جہریہ ہو یا سریہ کچھ نہ پڑھتے تھے نہ پہلی رکعتوں میں نہ پچھلی میں۔ ہاں جب تنہا ہوتے تو صرف پہلیوں میں الحمد و سورت پڑھتے۔ امام مالک اپنی موطا میں اور امام حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں:

”وهذا سياق مالك عن نافع ان عبد الله بن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما كان اذا سئل هل يقرء احد خلف الامام قال اذا صلى احدكم خلف الامام فحسبه قرأة الامام واذا صلى وحده فليقرأ قال وكان عبد الله بن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما لا يقرء خلف الامام

[مؤطا امام مالك، ترك القرأة خلف الامام، ص٦٨، مير محمد كتب خانه، كراچى]

یعنی سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب دربارۂ قرأت مقتدی سوال ہوتا فرماتے جب کوئی تم میں امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اسے قرأت امام کافی ہے اور جب اکیلا پڑھے تو قرأت کرے نافع کہتے ہیں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود امام کے پیچھے قرأت نہ کرتے یہ حدیث غایت درجہ کی صحیح الاسناد ہے حتی کہ مالک عن نافع عن ابن عمر کو بہت محدثین نے صحیح ترین اسانید کہا ان احادیث صحیحہ ومعتبرہ سے مذہب حنفیہ بحمد اللہ ثابت ہوگیا کہ قرأت امام مقتدی کے لئے کافی ہے اور امام کا پڑھنا بعینہٖ اس کا پڑھنا ہے۔ پس خلاف ارشاد حضور والاتم نے کہاں سے نکال لیا کہ مقتدی جب تک خود نہ پڑھیگا نماز اسکی بے فاتحہ رہیگی اور فاسد ہو جائے گی حالانکہ ہنوز فرضیت قرأت فاتحہ ہی ثابت نہ ہوسکی اور حدیث مسلم:

”من صلى صلاة لم يقرء فيها بأم القرأن فهى خداج هى خداج“

[صحيح مسلم شريف، ج١، ص١٦٩، ١٧٠، باب وجوب قرأة الفاتحه فى كل ركعة، مجلس بركات / مؤطا امام محمد رحمة الله عليه، باب القرأة خلف الامام، ص٩٥، مجلس بركات]

حاصل یہ کہ جس نے کوئی نماز بے فاتحہ پڑھی وہ ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے اس کا جواب بھی بعینہٖ مثل اول کے ہے نماز بے فاتحہ کا نقصان مسلم اور قرأت امام قرأت ماموم سے مغنی۔ خلاصہ یہ کہ اس قسم کی احادیث اگرچہ لاکھوں ہوں تمہیں اس وقت بکار آمد ہونگی جب ہمارے طور پر نماز مقتدی بے ام الکتاب رہتی ہو، وهو ممنوع، اور آخر حدیث میں قول حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”اقرأ بها فى نفسك يا فارسى“ کہ شافعیہ اس سے بھی استناد کرتے ہیں کہ جواب اولاً یہ ہے کہ وہ مذہب صحابی ہے جو احادیث متعددہ گزشتہ کے معارض ہے تو اس سے حجت قائم نہیں ہوسکتی ثانیاً وہ بھی محتمل ہے کہ یہ حکم صلاۃ سریہ میں ہو جب کہ امام مالک کا مذہب ہے اور محمد سے روایت ہے اگرچہ یہ روایت محض ضعیف ہے

"کما بسط المحقق علی الاطلاق فقیه النفس مولانا کمال الملة والدین محمد رحمه الله تعالیٰ. کما قال فی الدر المختار"

[فتاویٰ رضویه، ج۳، ص۸۸، رضا اکیڈمی، بمبئی]

(خود تصانیف امام محمد میں جا بجا عدم جواز مصرح) ہوسکتا ہے امام کے پڑھنے کا حکم ہو جیسا کہ مسبوق کو ثنا پڑھنے کی بعض نے اجازت دی یا دل میں پڑھنے کا حکم ہو اور یہ احتمال اخیر اظہر ہے کما لا یخفی۔ مرقاۃ ملا علی قاری میں ہے:

"(قال اقرء بها) ای بأم القران (فی نفسك) سرا غیر جهر وبه أخذ الشافعی۔ وهو مذهب صحابی لا یقوم به حجة علی أحد مع احتمال التقیید فی الصلاۃ السریة کما قال به الامام مالك والامام محمد من اصحابنا، اوفی السکتان بین قرأة الامام، کما قیل للمسبوق فی دعاء الاستفتاح او معناه فی قلبك باستحضار الفاظها او معناها"

[مرقاۃ المفاتیح، ج۲، ص۵۰۷، کتاب الصلاۃ، باب القرأۃ فی الصلاۃ، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اور حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ" لا تفعلوا الا بام القرآن "امام کے پیچھے اور کچھ نہ پڑھو سوائے سورۂ فاتحہ کے، سے استدلال اولا یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے ان صحیح حدیثوں کی جو ہم نے مسلم اور ترمذی ونسائی وموطائے امام مالک وموطائے امام محمد وغیرہا صحاح ومعتبرات سے نقل کیں، کب مقاومت کرسکتی ہے امام احمد بن حنبل وغیرہ حفاظ نے اس کی تضعیف کی، یحییٰ بن معین جیسے ناقد جن کی نسبت امام ممدوح نے فرمایا جس حدیث کو یحییٰ نہ پہچانے حدیث ہی نہیں، فرماتے ہیں استثنائے فاتحہ غیر محفوظ ہے۔ ثانیا خود شافعیہ اس حدیث پر دو وجہ سے عمل نہیں کرتے ایک یہ کہ اس میں ماورائے فاتحہ سے نہی ہے اور ان کے نزدیک مقتدی کو ضم سورت بھی جائز۔ صرح به الامام النووی فی شرح صحیح مسلم۔ دوسرے یہ کہ حدیث مذکور جس طریق سے ابوداؤد نے روایت کی باآواز بلند منادی کہ مقتدی کو جہراً فاتحہ پڑھنا روا، اور یہ امر بالاجماع ممنوع۔ صرح به الشیخ فی اللمعات ویفیده الکلام النووی فی الشرح۔ پس حدیث خود ان کے نزدیک متروک ہے ہم پر اس سے کس طرح احتجاج کرتے ہیں؟ بالجملہ ہمارا مذہب مہذب بحمد اللہ حجج کافیہ ودلائل وافیہ سے ثابت اور مخالفین کے پاس کوئی دلیل

قاطع ایسی نہیں کہ اسے معاذ اللہ باطل یا مضمحل کر سکے مگر اس زمانۂ پرفتن کے بعض جہال بے لگام جنہوں نے ہوائے نفس کو اپنا امام بنایا ہے اور نظام اسلام کو درہم برہم کرنے کیلئے تقلید ائمہ کرام میں خدشات واوہام پیدا کرتے ہیں جس ساز وسامان پر ائمہ مجتہدین خصوصاً امام الائمۃ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن مقلدیہ کی مخالفت اور جس بضاعت مزجات پر ادعائے اجتہاد وفقاہت ہے عقلائے منصفین کو معلوم اصل مقصود ان کا اغوائے عوام ہے کہ وہ بیچارے قرآن وحدیث سے ناواقف ہیں جو ان مدعیان خام کار نے کہہ دیا انہوں نے مان لیا، اگرچہ خواص کی نظر میں یہ باتیں موجب ذلت وباعث فضیحت ہوں اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ وساوس شیطان سے امان بخشے۔ آمین۔ هذا والعلم عند واهب العلوم العالم بكل سر مكتوم۔ ملخصاً من الفتاویٰ الرضوية سيدی و سندی الامام اعلیٰ حضرت احمد رضا قدس سره بتصرف فيه فی بعض مواضع شيئاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[فتاویٰ رضویہ، ج ۳، باب القرأت، ص ۸۸ تا ۹۲ بتصرف یسیر، رضا اکیڈمی ممبئی]

(۲) ہمارا مذہب مہذب دربارۂ رفع یدین یہ ہے کہ وہ تحریمہ کے ماوراء میں ہمارے یہاں مستحب نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہرگز کسی حدیث میں ثابت نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ رفع یدین فرمایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا خلاف ثابت ہے، نہ احادیث میں اسکی مدت مذکور۔ ہاں حدیثیں اس کے فعل وترک دونوں میں وارد ہیں۔ سنن ابی داؤد وسنن نسائی وجامع ترمذی وغیرہا میں ایسی سند سے ہے جس کے رجال صحیح ومسلم ہیں۔ بطریق عاصم بن کلیب عن عبد الرحمٰن بن الاسود عن علقمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی:

"قال الا اخبركم بصلاة رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم قال فقام فرفع يديه اول مرة ثم لم يعد"

[سنن نسأی، باب رفع الیدین للرکوع، ج ۱، ص ۱۲۳، مکتبہ سلفیہ لاہور]

یعنی انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کس طرح پڑھتے تھے یہ کہہ کر نماز کو کھڑے ہوئے تو صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے ترمذی نے کہا:

"حديث ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه حديث حسن وبه يقول غير واحد من

اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والتابعین وھو قول سفیان واھل الکوفۃ“

[جامع الترمذی، باب رفع الیدین عند الرکوع، ج ۱، ص ۳۵، مطبوعہ امین کمپنی، دھلی]

یعنی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث حسن ہے اور یہی مذہب تھا متعدد علماء منجملہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتابعین کرام وامام سفیان اور علمائے کوفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا۔ امام ابو جعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں:

”حدثنا ابو بکرۃ حدثنا مؤمل حدثنا سفیان عن المغیرۃ قال قلت لابراھیم حدیث وائل انہ رأی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یرفع یدیہ اذا افتتح الصلاۃ واذا رکع واذا رفع رأسہ من الرکوع فقال ان کان وائل رآہ مرۃ یفعل ذلک فقد رآہ عبداللہ خمسین مرۃ لا یفعل ذلک“

[شرح معانی الآثار، باب التکبیر [illegible]، ج ۱، ص ۱۵۴، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی]

یعنی مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابراہیم نخعی سے حدیث وائل کے بارے میں پوچھا کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے نماز شروع کرتے اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین فرمایا ابراہیم نے فرمایا وائل نے اگر ایک بار حضور کو رفع یدین کرتے دیکھا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پچاس بار دیکھا کہ حضور نے رفع یدین نہ کیا صحیح مسلم شریف میں ہے:

”مالی اراکم رافعی ایدیکم کأنھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلاۃ“

یعنی حضور نے فرمایا کہ مجھے کیا ہوا کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھتا ہوں گویا تمہارے ہاتھ چنچل گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ قرار سے رہو نماز میں اصول کا قاعدہ متفق علیہا ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اور حاظر مبیح پر مقدم ہے ہمارے ائمہ کرام نے احادیث ترک پر عمل فرمایا حنفیہ کو ان کی تقلید چاہئے، شافعیہ وغیرہم اپنے ائمہ رحمہم اللہ کی پیروی کریں کوئی محل نزاع نہیں۔ ہاں وہ حضرات کہ تقلید ائمہ دین کو شرک وحرام جانتے ہیں اور بآنکہ علمائے مقلدین کا کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نصیب اعدا اپنے

لئے منصب اجتہاد جانتے ہیں اور خواہی نخواہی تفریق بین المسلمین کرنا چاہتے ہیں بلکہ اسی کو اپنا ذریعہ شہرت وناموری سمجھتے ہیں ان کے راستے سے مسلمانوں کو بہت دور

رہنا چاہئے رفع یدین کوئی واجب نہیں غایت درجہ اگر ٹھہرے گا ایک امر مستحب ٹھہریگا مگر فتنہ اٹھانا مسلمانوں کے دو گروہ کرنا شاید ان کے نزدیک اہم واجبات سے ہے۔ واللہ تعالیٰ وھوالموفق وھوتعالیٰ اعلم۔فتاویٰ رضویہ ملخصا متصرفا فیہ

[الفتاویٰ الرضویہ، ج۳،ص ۴۹/ ۵۰،باب صفة الصلوٰۃ،رضا اکیڈمی ممبئی]

(۳) آمین کے جہر واخفا میں احادیث متعارض آئی ہیں ہمارے علماء کے نزدیک اخفائے آمین مختار ہے اور احادیث جہر اول امر میں تعلیم پر محمول ہیں یعنی تعلیما جہر فرمایا پھر اخفا فرمایا اور یہ اسلئے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آمین کا اخفا فرماتے اور آپ سے حدیث مروی کہ فرمایا چار چیزوں کا امام اخفا کرے اور ان میں آمین کو شمار فرمایا اور از آنجا کہ احادیث متعارض ہیں اس لئے ہم نے اللہ تعالیٰ کے قول دربارۂ دعا ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً-الآية﴾ [سورۂ اعراف،آیت-۵۵] کہ اللہ تعالیٰ نے دعا میں اخفا کا حکم فرمایا رجوع کیا اور اس کی وجہ سے احادیث اخفا کو ترجیح دی اور نیز قیاس سے تمام اذکار وادعیہ پر ہم نے یہاں بھی اخفاء کو اختیار کیا نیز اس وجہ سے بھی اخفا اختیار کیا کہ آمین بالاجماع قرآن میں سے نہیں لہٰذا مناسب نہیں کہ قرآن کے لہجہ میں اسے بہ آواز پڑھا جائے جیسا کہ اسکی کتابت مصحف میں جائز نہیں اسی لئے اخفائے تعوذ پر اجماع ہے۔اور تسمیہ کے جہر میں اختلاف اس پر مبنی ہے کہ وہ قرآن میں سے ہے یا نہیں؟ مرقاۃ میں ہے:

ولـمـا اختـلـف فـي الـحـديث عدل صاحب الهداية الى ماعن ابن مسعود انه كان يـخـفـي فـانـه يـؤيـده أن الـمعلوم منه عليه السلام الاخفاء قلت: مع ان الاصل في الدعاء الاخـفـاء لـقـوله تعالىٰ(ادعوا ربكم تضرعا وخفية) ولا شك ان آمين دعاء،فعند التعارض يـرجـح الاخـفـاء بذلك وبالقياس على سائر الاذكار والادعية،ولأن آمين ليس من القران اجـمـاعـاً فـلا ينبغي ان يكون على صوت القرآن ، كما انه لا يجوز كتابته في المصحف، ولهذا اجمعوا على اخفاء التعوذ لكونه ليس من القرآن والخلاف في الجهر بالبسملة مبنى

علیٰ انه من القرآن ام لا اھ

[مرقاۃ المفاتیح، ج۲، کتاب الصلوٰۃ، باب القرأۃ فی الصلوٰۃ، ص۵۲۸، دار الکتب العلمیة بیروت]

وقد تیسر والقار الاحادیث المختلفة بطرقها فی مرقاته فلیراجع۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) صحیحین میں، نماز میں ہاتھ پر ہاتھ دھرنے کا حکم مطلق فرمایا ہے خصوصیت کیفیت خواہ وضع الیدین تحت السرۃ یا فوق السرۃ کا ذکر نہیں وارد ہوا حنفیہ کیلئے کہ وضع الیدین تحت السرۃ کے قائل ہوئے تعظیم میں عرف شاہد ہے کہ تعظیماً معظمین کے حضور ناف کے نیچے ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے ہیں اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو ابوداؤد واحمد نے حضرت علی سے روایت فرمائی اور وہ یہ ہے:

"عن علی من السنة فی الصلاة وضع الاکف علی الاکف تحت السرة"

یعنی نماز میں ہتھیلی پر ہتھیلی ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے اور اگرچہ یہ ضعیف ہے کہ اس میں عبد الرحمٰن ابن اسحٰق واسطی مجمع علی ضعفہ ہے مگر حنفیہ کے مؤید ہے اور شافعیہ نے جو آیت کریمہ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۝﴾ [سورۂ کوثر، آیت-۲] سے استدلال کیا تو لفظ انحر کا مدلول طلب نحر وقربانی ہے نہ کہ ہاتھوں کا گردن کے پاس رکھنا پھر یہ ان کو مفید نہیں کہ سینہ پر ہاتھ رکھنا حقیقۃً گردن پر ہاتھ رکھنا نہیں تو لا محالہ یمنی کا یسری پر رکھنا مطلق بے ذکر کیفیت ثابت ہے اور اس کا ناف کے نیچے یا سینے کے نیچے ہونا جب کہ شافعی نے کہا اس میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوتی جب عمل واجب ہو تو عرف کی طرف ارادہ تعظیم کی حالت میں رجوع ہوگا اور عرف میں مشاہدہ ہے کہ ہاتھ ناف کے نیچے رکھتے ہیں فتح القدیر و مرقاۃ میں ہے:

واللفظ للفتح (لقوله علیه الصلاة والسلام) لا یعرف مرفوعاً بل عن علی من السنة فی الصلاة وضع الاکف علی الاکف تحت السرة رواه ابوداؤد واحمد وهذا لفظه قال النووی اتفقوا علی تضعیفه لان من روایة عبد الرحمٰن ابن اسحٰق الواسطی مجمع علی ضعفه وفی وضع الیمنی علی الیسری فقط احادیث فی الصحیحین وغیرهما واما قوله تعالیٰ ﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۝﴾ فمدلول اللفظ طلب النحر نفسه فالمراد نحر الاضحیة علی ان وضع الیدین علی الصدر لیس ھ الحقیقة وضعهما علی النحر فصار الثابت وضع الیمنی علی الیسری وکونه تحت السرة والصدر کما قال الشافعی لم یثبت

فیه حدیث یوجب العمل فیحال علی المعهود من وضعهما حال قصد التعظیم فی القیام والمعهود فی الشاهد منه تحت السرة اھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[فتح القدیر، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، ص ۲۹۲، ۲۹۱، برکات رضا پوربندر گجرات]

آخر میں غیر مقلدوں سے اتنا کہئے کہ صاحبو! تم تو تقلید کو شرک ٹھہرا کے تمام مسلمانوں کو مشرک بنا چکے اور راہ مسلمانان سے دور جا چکے اب تمہیں کیا حق ہے کہ مسلمانوں کے فروعی مسائل میں ان کے منھ آؤ پھر جب تقلید شرک ٹھہری تو بچارے جاہل عوام کو بہکا کر اپنی تقلید پر کیوں مجبور کرتے ہو کہ ائمہ کرام کی تقلید شرک ہے اور آپ حضرات خدا سے سند لکھا لائے ہیں کہ آپ کی تقلید شرک نہیں جبھی ہر کس و ناکس کو اپنا ہمنوا بنانے کی ہوس ہے پھر جس امام الطائفہ پر سر منڈائے بیٹھے ہو وہ تو کسی کی سند پکڑنا شرک بتا چکا دیکھو (تقویۃ الایمان)۔ اب اسی کے طور پر اپنے آپ کو اہلحدیث کہہ کر مشرک ہوئے کہ نہیں ضرور ہوئے کذلك العذاب ولعذاب الاخرة اکبرلو کانوا یعلمون ۔بس اسی تقویۃ الایمان کے آئینہ میں اپنی صورت دیکھتے رہیئے اور ہم اہلسنت سے باز رہیئے اللہ تعالیٰ ہمیں آپ سے باز رکھے۔ واللــــه تعالیٰ هو الهادی وهو تعالیٰ وصلی الله تعالیٰ علیه و آله وبارك و مجدد شرف و کرم۔

فقیر محمد اختر رضا ازہری قادری غفرلہ

شب ۴؍رجب المرجب ۱۳۹۶ھ

مسئله: ۱۹٤

کیا گردن کا مسح کرنا جائز ہے؟ دعا کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) گردن کا مسح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) دعا کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ عمر دعاء کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو ملتا رہتا ہے اور جھوم جھوم کر دعا مانگتا ہے دونوں ہاتھ ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوتے ہیں اور ایک ہاتھ کی مٹھی دوسرے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ نیز دعا کے وقت ہاتھ کتنا اُٹھانا چاہئے؟ فقط۔

مستفتی: علاؤالدین گل منڈی، بھیلواڑی (راجستھان)

الجواب

(۱) بدعت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہاتھوں کو بلند کرے اور دونوں ہاتھوں کو پھیلائے اور انہیں کچھ فاصلہ رکھے اور خشوع وخضوع کے ساتھ دعا مانگے۔ زید کا یہ طریقہ مطابق سنت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ
۲۴ رصفر المظفر ۱۴۰۴ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۱۹۵

جو شخص کبھی نماز چھوڑے اور کبھی پڑھے اس کا کیا حکم ہے؟ جو شخص یہ کہے کہ نماز چھوڑنے والے سے وہابی دیوبندی اچھے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟
ساڑی کا پہننا مسلمان عورتوں کو کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) زید کہہ رہا ہے جو شخص ایک وقت کی نماز پڑھے اور چار وقت کی نہ پڑھے یا کبھی پڑھے اور کبھی نہ پڑھے وہ کافر ہے اور زید امامت بھی کرتا ہے اور یہ بھی کہہ رہا ہے کہ ایسے لوگوں سے وہابی دیوبندی اچھے ہیں۔ ایسا بکنا کیسا ہے؟

(۲) مسلمان عورتوں کو ساڑی باندھنا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے مسلمان عورتوں کو ساڑی باندھنا حرام ہے۔

جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد نبی حسن رضوی
ٹھاؤں جنے ہٹا پوسٹ سلہری، تحصیل سہسوان، ضلع بدایوں (یوپی)

الجواب

(۱) نماز کا ترک اگرچہ ایک وقت ہی کی نماز چھوڑے اشد کبیرہ عظیم گناہ ہے اور فعل مشابہت کفار

ضرور ہے اسی لئے قرآن میں فرمایا کہ نماز قائم رکھو اور مشرکین سے نہ ہو جاؤ اور حدیث میں عمداً ترک صلاۃ کے مرتکب کو کافر فرمایا گیا، بعض علماء وائمہ ظاہر حدیث کی وجہ سے اسی طرف گئے ہیں کہ بے نمازی کافر ہے مگر جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ آدمی اس وقت تک کافر نہیں ہوتا جب تک ضروریات دین کا انکار نہ کرے اور یہ کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں ہے۔ زید بے قید نے یہ بہت سخت بے ہودہ کلمہ بولا کہ ایسے لوگوں سے وہابی دیوبندی اچھے ہیں، حالانکہ وہابی اور دیوبندی بکثرت ضروریات دین کے منکر اور خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ ہیں۔ علمائے حرمین شریفین نے انہیں کافر مرتد بے دین کہا ہے۔ اور جو انہیں دانستہ مسلمان جانے بلکہ ان کے کفر میں شک کرے، اس کو کافر فرمایا ہے۔ زید پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح فرض ہے ورنہ ہر مسلم اسے چھوڑ دے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) ہر جگہ یہ حکم نہیں۔ جہاں خاص مشرکہ عورتیں ساڑی پہنتی ہیں اس جگہ ضرور ناجائز ہے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۹۶

نماز کی فرضیت ضروریات دینیہ سے ہے۔ نماز کی فرضیت کا منکر کافر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک شخص قبرستان میں رہتا ہے اور کہتا ہے نماز کوئی ضروری نہیں ہے، نماز پڑھو یا مت پڑھو، جو میں کہوں وہ کرو۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: فدا حسین، سردار نگر تحصیل آنولہ ضلع بریلی

الجواب

نماز کی فرضیت ضروریات دین سے ہے جس کا منکر کافر ومرتد بیدین ہے۔

درمختار میں ہے: "ویکفر جاحدھا لثبوتھا بدلیل قطعی"

[الدر المختار، ج ۲، کتاب الصلوۃ ص ۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

اور نماز کا منکر دلیل قطعی سے ثابت ہونے کی وجہ سے کافر ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:

''الصلاۃ فریضۃ محکمۃ لا یسع ترکھا و یکفر جاحدھا کذا فی الخلاصۃ''

[فتاوی ھندیہ، ج۱، کتاب الصلوۃ، ص۱۰۷، دار الفکر بیروت]

نماز فرض محکم ہے اس کے ترک کی کوئی گنجائش نہیں اور اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی خلاصہ میں ہے۔ لہٰذا جس نے یہ کہا کہ معاذ اللہ نماز ضروری نہیں ہے اس نے سخت کفری کلمہ کہا، اس پر توبہ وتجدید ایمان فرض ہے اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے ورنہ ہر مسلمان پر اسے چھوڑ دینا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۴/ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

باب القراءۃ

مسئلہ-۱۹۷

مخرج ''ضاد'' اور اس کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین حضور مفتی اعظم ہند اس مسئلہ کی بابت میں سورۂ فاتحہ کے آخر میں والضالین کا تلفظ دالین ہے یا کہ ذالین بحکم شرع مفصل جواب سے نوازیں۔
المستفتی: پتن خاں قادری نوری مصطفوی ملک اُردن

الجواب

نہ دالین ہے نہ ذالین ہے ض کو اللہ تعالیٰ نے تمام حروف سے جدا پیدا کیا ہے اس کا مخرج حافہ لسان کا داہنی یا بائیں داڑھ سے لگتا اور باقی زبان کا کچلیوں سے ہو کر تالو سے لگ جانا ہے۔ ض کو اس کے صحیح مخرج سے نکالنا فرض ہے اور مشابہ دال یا ذال یا ظاء پڑھنا مفسد نماز ہے اور قصداً ایسا کرنا کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہٗ
۴ر رمضان المبارک جمعہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ-۱۹۸

فساد معنی مفسد نماز ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
زید نے نماز جمعہ پڑھائی اور اس میں سورہ بقرہ آیت کریمہ تلاوت کی یعنی فاذ کرونی اذ کرکم۔ الخ

اس میں اس نے ولنبلونکم کو ولانبلونکم تلاوت کی اس پر بکر نے جو حافظ قرآن ہے اس نے کہا کہ اس سے معنیٰ فاسد ہو گیا لہٰذا نماز نہیں ہوئی امام صاحب نے اس پر ضد کی کہ نماز میں کوئی فرق نہیں آیا نماز ہو گئی لہٰذا عرض یہ ہے کہ نماز ہوئی یا نہیں اور حکم امام کیا ہے؟ جواب سے آگاہ فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔

المستفتی: شہید خان بریلی، یوپی

الجواب

صورت مسئولہ میں اگر واقعی امام نے ولانبلونکم پڑھا تو بلاشبہ فساد معنیٰ پیدا ہوا اس نے غلط بولا کہ نماز میں فرق نہیں آیا اس پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۰؍ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۱۹۹

نماز، خارج نماز میں وقت تلاوت کیا نیت ہونی چاہئے؟

بخدمت عالی جناب حضرت علامہ مفتی اعظم ازہری صاحب قبلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نماز میں صرف قراءت ہی کے ارادہ سے سورہ فاتحہ پڑھے اور اس کے اندر کی آیات دعائیہ پر دعا کا ارادہ اور نیت نہ کرے یعنی آیات ہدایات کو پڑھتا تو ہے مگر دل میں ان کو مانگنا نہیں چاہتا ہے تو کیا زید کی نماز ادا ہو سکتی ہے۔ جب کہ وہ قرآن کی ہر ہر آیت اور حرف پر ایمان رکھتا ہے اسی طرح ایصال ثواب نیاز اور فاتحہ بھی کرتا ہے تو کیا درست اور صحیح ہوں گے۔ بینوا بالدلیل والکتاب توجروا نی یوم الحساب۔

المستفتی: عبد الغنی سنی حنفی خدم مدرسہ مقبول نگر، کرناٹک

الجواب

آیت رحمت سے گذرے تو اللہ کی رحمت مانگے اور آیت وعید عذاب پڑھے تو اللہ سے پناہ

چاہے اور سب دل ہی دل میں کرے۔اس کے اس مقصد سے نماز میں خلل نہ آئے گا جبکہ تلاوت کی نیت سے قرآن پڑھ رہا ہے۔نماز و خارج نماز ہر جگہ یہ ادب ملحوظ رکھا جائے اور اسے چھوڑنا نہ چاہئے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ--۲۰۰

ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل کر پڑھنے والے کے پیچھے نماز نادرست ہے!

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ:

زید نے نماز کی حالت میں قرآن پاک کو اس طرح پڑھا کہ ”ضَالًّا فَھَدٰی“ کے بجائے ”دُوَائے لأفھدیٰ“ پڑھا اور بجائے ش کے س یا ص یا بجائے ذال کے ظا وغیرہ پڑھا ایسا پڑھنے والا علم تجوید سے واقف نہیں ہے اور اس کے پیچھے پڑھنے والے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہ علم تجوید سے واقف ہیں۔لہٰذا نماز ختم ہونے کے بعد زید نے کہا بھائی صاحب میں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں آپ بُرا تو نہیں مانیں گے تو امام صاحب نے جواب دیا کہ میں بُرا نہیں مانوں گا کہو تو۔

زید کے دل میں کچھ دوسرا خیال تھا امام کے بارے میں عقائد کے متعلق زید نے سوال کیا کہ آپ کہاں سے تعلق رکھتے ہیں کہا تھوڑا دیوبند وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں یا بریلی شریف وغیرہ سے لہٰذا پیش امام صاحب نے اپنے کم علم ہونے کی بنا پر سوال کا جواب نہ دے پایا بہر حال زید نے کہا دیکھئے بھائی صاحب نماز نہیں درست ہوئی دہرالی جائے تو امام صاحب نے کہا کہ کیوں نماز درست نہیں ہوئی تو زید نے کہا کہ آپ نے فلاں فلاں جگہ غلطیاں کی ہیں جو اوپر مذکور ہیں تو جماعت میں ایک قاری صاحب بیٹھے ہوئے تھے وہ فوراً اٹھے اور کہنے لگے کہ ہاں نماز میں ایک چھوٹی سی غلطی ہوگئی ہے اور نماز پڑھانا شروع کردی اور فرض نماز پڑھانے کے بعد فوراً بولے کہ بھائی غلطی نماز میں تھی تو فوراً بتا دینا چاہئے تھا عقائد وغیرہ پوچھنے کی کیا ضرورت تھی تو زید نے جواب دیا کہ مجھے نہیں معلوم تھا تو میں نے پوچھ لیا۔تو

علمائے کرام اس کا جواب جلد عنایت فرمائیں کہ شریعت محمدی کے نزدیک زید کا پوچھنا درست تھا عقائد کے متعلق اور زید کا یہ کہنا بھی درست تھا کہ نماز نہیں ہوئی اور شریعت محمدی کے نزدیک پیش امام صاحب اور قاری صاحب کا کیا حکم ہے۔ عقائد کے متعلق جو قاری صاحب کا اعتراض ہے وہ درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: فقیر محمد حامد رضا خاں رضوی نوری

معرفت فرید الدین مکان نمبر ۶۹۹، محلہ ہٹہ بہادر گنج، الٰہ آباد

الجواب

الجواب: عقائد کے متعلق زید کا پوچھنا کچھ مضایقہ نہیں رکھتا بلکہ ناواقفی کی بنا پر اگر اسے کچھ شک تھا تو پوچھنا ضروری تھا اس پر قاری مذکور کا اعتراض درست نہیں اور نماز اس امام کے پیچھے نادرست ہے کہ وہ غلط پڑھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۰؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القولی

دار الافتاء منظر اسلام بریلی شریف

مسئلہ: ۲۰۱

مسجد یا مدرسے میں کوئی شخص بلند آواز سے قرآن پڑھ رہا ہے تو کیا آنے جانے والوں پر بیٹھ کر سننا ضروری ہے؟ مسجد کو راستہ بنانا کیسا؟ ہندوستان کے خوبصورت اور قدیم مساجد کو دیکھنے کے لیے دور دراز سے ہندو آتے ہیں اور مساجد میں داخل ہوتے ہیں تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟ کیا ہبہ کرنے کے بعد واہب شی موہوب کو واپس لے سکتا ہے؟ جبراً کسی کی زمین لینا کیسا؟

(۱) اکثر مساجد میں مدرسوں میں بچے قرآن پاک کی تعلیم پاتے ہیں اور بلند آواز سے بھی پڑھتے ہیں اور آہستہ بھی اور لوگ بھی مدرسہ میں آتے ہیں جبکہ قرآن پڑھنے کی آواز ان کے کانوں میں آرہی ہے

اب ان کو بیٹھ کر قرآن شریف سننا چاہیے یا نہیں؟ اور اگر بیٹھ کر سنتے ہیں تو ان کو جانا بھی ہے اور کام کاج میں لگنا ہے۔ ایسی صورت میں شرع کا کیا حکم ہے؟

اسی طرح مسجدوں میں جبکہ نمازی نماز پوری پڑھ لے تو وہ جائے یا بیٹھ کر سنے اگر بیٹھ کر سنتا ہے تو اس کی دکان کا یا دیگر کام کا حرج ہوتا ہے اس صورت میں شرع کا کیا حکم ہے جیسے کہ بازار کی مسجدیں ہیں لوگ نماز کو آتے ہیں اپنی دکان چھوڑ کر۔ ان کو نماز پڑھ کر اپنی دکان پر بھی جانا ضروری ہے اب جو شرع کا حکم ہو وہ تحریر فرمائیے۔

(۲) ہمارے یہاں کی مسجد کی دکان ہندوؤں کے پاس کرایہ پر ہیں ان دکانوں کی چھتوں پر آنے جانے کے لیے جب کوئی کام ضروری پڑ جائے جیسے کہ دکان بارش کے ایام میں ٹپک رہی ہو یا اور کوئی کام ہو تو ان پر آنے جانے کے لیے راستہ مسجد ہی سے ہے اور وہ لوگ جاتے ہیں تو ان کو منع بھی کرنے میں دقت ہے اس لیے کہ دکان کرایہ پر ہے اور ان کو خالی بھی نہیں کرا سکتے ہیں تو ایسی صورت میں کیا ہونا چاہیے۔

(۳) ہماری مسجد بہت شاندار مسجد ہے اور وسیع ہے اکثر ہندو لوگ اس کو دیکھنے آتے ہیں اس کی خوبصورتی کو دیکھتے ہیں تو ان ہندوؤں کو منع کیا جائے تو کس طرح یا ان کو دیکھنے دیا جائے اور یہ ظاہر ہے کہ اگر منع بھی کیا جائے گا تو وہ لوگ جہاں تک میرا خیال ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگ باز نہیں آئیں گے۔ جیسے کہ دہلی، آگرہ، بدایوں، پیلی بھیت وغیرہ کی جامع مسجدیں جو کہ بہت وسیع ہیں ان مسجدوں کو دیکھنے کے لیے دور دور سے بڑے بڑے ہندو، انگریز وغیرہ آتے ہیں دیکھتے ہیں تو ان کے لیے کیا حکم ہے۔

(۴) زید نے ایک قطعہ زمین بشکل کھنڈل خریدی اسی زمین میں سے آدھی زمین دینے کا وعدہ زید نے اپنے ایک عزیز سے کر لیا۔ اور اسی کے نام لکھوا دی ادھر زید کی جانب کے ایک پڑوسی نے جھگڑا اٹھایا کہ اس پورے پلاٹ میں سے ہمیں اپنی زمین ملنا چاہیے ادھر ہمارا جھگڑا پڑوسی سے چل اٹھا اور ادھر ہمارے عزیز نے فوراً پوری زمین سے آدھی بانٹ کر لے لی ادھر پڑوسی نے بے ایمانی سے زید کی جانب سے زمین لے لی اب زید نے اپنے عزیز سے کہا کہ تم نے تو پہلے ہی آدھی زمین بانٹ کر لے لی لہٰذا اب پھر سے بانٹو کیوں کہ اسی پورے پلاٹ میں سے پڑوسی نے بے ایمانی سے ایک طرف زمین لے لی ہے تو زید کے عزیز نے کہا کہ میں نہیں دوں گا میں نے ادھر زمین لے لی ہے اپنے میں سے کسی کو دو تو زید نے کہا

کہ بھائی اس پڑوسی نے پورے پلاٹ میں سے بے ایمانی سے زمین لے لی تمہیں تو یہ جھگڑا طے ہونے کے بعد آدھی چاہیے تھی غرضیکہ زید کے عزیز بھی انکار کرتے ہیں تو زید کے عزیز کے لیے کیا حکم ہے؟ ان دونوں کا حکم تحریر فرمایئے اور اس کے عزیز کا کہنا ہے کہ میں نے تو اپنی دیوار اٹھالی ہے۔ زید نے کہا کہ دیوار توڑ دو غرضیکہ زید کا عزیز انکار کررہا ہے۔

حافظ عبدالمجید کیپ آف شکیل الرحمٰن شمس نزد گھیر بھرنی محلہ پنجابیان پیلی بھیت

الجواب

(۱) سننا ان پر لازم ہے جو مجلس تلاوت میں سننے کے لئے بیٹھے ہوں آنے جانے والوں کو اختیار ہے اسی طرح نمازیوں کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) مسجد کو راستہ بنانا ناجائز ہے دکانوں کی چھت کے لئے دکانوں میں زینہ بنایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) بہ قدر وسعت انہیں روکنا لازم ہے اور ممانعت میں فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو اور اس کے دفع پر قدرت نہ ہو تو مجبور ومعذور ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) صورت مسئولہ میں زید نے جو قطعہ زمین اپنے عزیز کو دیا وہ بعد قبضہ اس کی ملک ہوگیا کہ ہبہ بعد قبض عام ہوجاتا ہے اس میں زید کو رجوع حلال نہیں اور اگر زید کا وہ عزیز اس کا قریبی محرم ہے تو رجوع صحیح نہیں۔ ہاں اس صورت میں یہ ہوسکتا ہے کہ زید کا عزیز ابتداء سے قطعہ مطلوبہ ہبہ کردے اور زید کا پڑوسی جس نے بے وجہ شرعی زید کی زمین دبائی ہے وہ ضرور ملزم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۲۰۲

کیا ایک رات میں شبینہ یعنی ختم قرآن کرنا جائز ہے؟ قرآن ایسا پڑھنا کہ یعلمون تعلمون ہی سمجھ میں آئے ناجائز وحرام ہے۔ حروف اپنے مخارج سے ادا نہ ہو تو ایسی قرأت ناجائز ہے۔

جناب قبلہ مولوی صاحب السلام علیکم

علمائے دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں کہ:

ایک شب میں قرآن عظیم کا پڑھنا یا ختم کرنا جو لفظوں میں پڑھا جاتا ہے جسکو شبینہ کہتے ہیں جائز

ہے یا نہیں علمائے پیلی بھیت ایک شب میں شبینہ ہونا ناجائز وحرام بتاتے ہیں۔ازراہ کرم اگر جائز ہے تو مع دلیل ثبوت کے ساتھ تحریر فرمائیں اور اگر ناجائز وحرام ہے تو مع دلیل ثبوت کے ساتھ تحریر فرمائیں مگر بہت بزرگ ایک رات میں قرآن عظیم ختم کیا کرتے تھے اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو یہ شان تھی کہ گھوڑے پر سوار ہوتے ہوتے قرآن پاک ختم کرلیا کرتے تھے تو اسکی کیا وجہ ہے؟

السائل: محمد عاقل محلہ شیر محمد پیلی بھیت

الجواب

شبینہ کہ ایک یا چند حافظ مل کر کرتے ہیں مکروہ ہے۔اکابر نے ایک رات میں برسوں ختم فرمایا وہ خاص اپنے تھے نہ کہ جماعت میں جس میں ہر قسم کے لوگ ہوں خصوصاً اکثر بلکہ شاید کل وہی ہوں جو اسے بار سمجھیں اور ایک دوسرے سے گفتگو میں مشغول رہیں۔حدیث صحیح میں ہے: اذا ام احدکم الناس فلیخفف

[جامع الترمذی، ج ۱، ص ۳۲، ابواب الصلوٰۃ، مجلس برکات مبارکپور]

اور ارشاد فرمایا: لا یسأم حتیٰ تسأموا۔

[مسند امام احمد بن حنبل، حدیث-۲۶۶۲۴، باب حدیث عائشہ۔ص ۴۸۶، مطبع عالم الکتب، بیروت]

علمانے بنظر صحیح منع فرمایا۔اقل مدت ختم قرآن عظیم تین دن فرمائی۔پھر اگر شبینہ میں اتنی جلدی کریں کہ یعلمون تعلمون کے سوا کچھ سنائی نہ دے یا حروف اپنے مخارج سے ادا نہ ہوں یا س ص ذ ز ظ ت ط کا احتیاط نہ رہے یہ ہمیشہ ناجائز وحرام ہے اور ایسے طور پر جو شبینہ مشتمل ہو ضرور ناجائز وحرام ہوگا اور حفاظ زمانہ کا یہی حال ہے۔لہٰذا عدم جواز کا حکم بہ اعتبار مذکور صحیح ہے۔

درمختار میں ہے: ویاتی الامام والقوم بالثناء فی کل شفع ویزید الامام علی التشهد الاان یمل القوم فیاتی بالصلوات ویترك الدعوات ویجتنب المنكرات هذرمة القرأة وترك تعوذ وتسمية وطمانينة۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج ۲، ص ۴۹۸، ۴۹۹، کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، دار الکتب العلمیہ بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ القوی

۱۰ رشوال ۹۷ھ

ایک رکوع میں سے پہلی تین آیت پہلی رکعت میں پڑھی پھر ایک آیت چھوڑ کر تین آیت دوسری رکعت میں پڑھی نماز ہوئی یا نہیں؟

مسئلہ: ۲۰۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

امام صاحب جمعہ کی نماز میں پندرہویں پارہ کی سورہ بنی اسرائیل کا ایک رکوع اقم الصلوٰۃ لدلوك الشمس الی غسق اللیل سے من لدنك سلطانا نصیرا تک تین آیت پہلی رکعت میں پڑھا اور دوسری رکعت میں ایک آیت چھوڑ کر یعنی وقل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا چھوڑ دیا۔ اس کے بعد و ننزل من القرآن ماھو شفاء سے شروع کر کے بمن ھواھدی سبیلا تک پڑھا نماز ختم کردی۔ اس پر زید نے کہا کہ مولانا صاحب نے ایک ہی رکوع کو دو رکعت میں پڑھا لیکن دوسری رکعت میں ایک آیت چھوڑ دی اس پر مولانا صاحب نے کہا کہ میں نے جان بوجھ کر قصداً چھوڑ دی کیونکہ پہلی رکعت میں تین آیت پڑھا تو اسی مناسبت سے دوسری رکعت میں بھی تین ہی آیت ہو جائے اس کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ نماز ہوئی یا نہیں جواب باصواب سے مطلع فرما کر آگاہی بخشیں فقط والسلام۔

المستفتی: علی حسن، فیٹر مائن ۸ ڈاکخانہ سیال کولوری ضلع ہزاری باغ بہار

الجواب

نماز ہوگئی قصداً آیت کو درمیان سے چھوڑنا نہ چاہیئے تھا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۶/شعبان ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: ۲۰۴

دوسری رکعت کا پہلی سے لمبا ہونا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

نماز جمعہ میں فرضوں میں امام نے پہلی رکعت میں چار سطروں سے کم پڑھا جس میں دو آیت اور

ایک مطلق ہے اور دوسری رکعت میں چھ سے زائد سطریں پڑھیں جس میں دس آیتیں ہیں تو ایسی صورت میں نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟

الجواب

دوسری رکعت کا پہلی رکعت سے لمبا ہونا خلاف اولیٰ ہے، نماز ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۲/ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ: ۲۰۵

فجر اور عصر کے وقت تلاوت کرنا کیسا ہے؟ کیا طلوع و غروب کے وقت سجدہ تلاوت کرنا جائز ہے؟ کیا طلوع و غروب کے وقت فجر اور عصر کی نماز پڑھ سکتے ہیں؟ لاٹری کی چکری سے کسب بلاشبہہ جوا ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

(۱) میں خادم بعد نماز فجر اور بعد نماز عصر دونوں وقت پر قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوں بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ ان وقتوں میں تلاوت کا حکم نہیں ہے جب تک کہ نماز کے بعد سورج نہ نکل آئے اور عصر کیلئے جب تک سورج غروب نہ ہو جائے تو تلاوت منع ہے کیونکہ دوران تلاوت بعض بعض پارہ میں آیت سجدہ آتی ہے اور ان وقتوں میں سجدہ کی ممانعت ہے ہمارے پیش امام کا کہنا ہے کہ سورج طلوع و غروب اور نصف النہار کے وقت نماز، تلاوت، سجدہ تمام امور نیک منع ہیں بعد نماز فجر تلاوت کر سکتے ہیں طلوع آفتاب تک، طلوع کے وقت تلاوت بند کر دیں طلوع ہونے کے بعد ۱۰/ منٹ بعد یا ۲۰/ منٹ بعد پھر شروع کر دیں اسکے بعد نماز اشراق ادا کریں یا جو امور کرنا ہے وہ کریں اگر اس دوران میں سجدہ کی آیت آ گئی ہے تو اس کو چھوڑ دیں بعد تلاوت سورج طلوع کے بعد آیت پڑھ کر سجدہ کر لیں۔ اور عصر کے وقت بعد نماز عصر تلاوت کر سکتے ہیں اس وقت تک جب تک کہ سورج غروب میں کچھ دیر ہے عین غروب پر تلاوت شروع کرنا منع ہے نماز پڑھنا منع ہے اسی طرح سجدہ کرنا بھی منع ہے۔ ایسا ہی حکم ہے سورج طلوع پر۔ تلاوت نماز و سجدہ منع ہے اگر آپ طلوع سے پہلے نیت کر کے فجر کی نماز کو کھڑے ہو گئے دوران نماز

میں سورج طلوع ہوگیا تو نماز ہوجائے گی اسی طرح اگر آپ نے سورج غروب سے قبل نیت نماز کی اور ایک یا دو رکعت ادا کی تھی کہ سورج غروب ہوگیا آپ کی نماز ہوجائے گی اسی طرح اگر تلاوت کررہے ہیں آیت سجدہ آگئی اور بعد نماز عصر کے سجدہ تلاوت نہیں کرسکتا۔ برائے کرم صحیح مسئلہ سے آگاہ کیجئے۔

(۲) یہاں ایک مسلمان شخص ہے جو پہلے ایک غیر قوم کی عورت سے اپنے ناجائز تعلقات رکھتا تھا چند سال ہوئے اس نے اس عورت کو اسلام میں داخل کرلیا وہ عورت خود، خوشی کے ساتھ مسلمان ہوگئی باقاعدہ شرعی نکاح وکیل گواہوں کی موجودگی میں جماعت مسلم کی حاضری میں اس سے توبہ کرائی گئی اس توبہ کے بعد اسے کلمہ پڑھایا گیا ایمان مفصل اور ایمان مجمل پڑھوایا گیا اس کے بعد عقد ہوا۔ بعد از عقد مسلمانوں نے اس سے علیحدگی اختیار کرلی نہ اس کو دعوت دی جاتی ہے نہ اس سے کسی معاملہ میں چندہ لیا جاتا ہے۔ اس سے قبل جب کہ وہ حرام کاری میں مشغول تھا اس سے کھانے پکوائے جاتے شادی وغیرہ میں گیارہویں شریف وغیرہ میں وہ کھانا وغیرہ پکانا اچھا جانتا ہے مگر اب جبکہ سچے معنی میں مسلمان ہوگیا ہے اس سے نفرت کی جاتی ہے وہ اگر کسی محفل میلاد یا کسی پاک مجلس میں آتا یا اسکے بچے وغیرہ آتے ہیں تو کچھ صاحبان اس مجلس سے اٹھ کر باہر چلے جاتے ہیں اگر وہ اندر کے کمرے میں ہو تو یہ لوگ باہر چلے جاتے ہیں اگر وہ باہر برآمدے میں ہو تو یہ لوگ اندر چلے آتے ہیں وجہ پوچھی گئی تو ان لوگوں کا کہنا کہ اس کا طریقہ معاش اچھا نہیں ہے یہ بازار بازار چکری لیکر جاتا ہے چکری والا جو کہ ایک قسم کا جوا ہے اس سے ہم لوگ اسلیئے بائکاٹ کرتے ہیں جہاں یہ جائے گا ہم لوگ نہیں جائیں گے جو اس کو دعوت دے گا اس کا بھی یہی حال کریں گے۔ از راہ کرم اس مسئلہ سے آگاہ کیجئے کہ ان لوگوں کا عمل ٹھیک ہے؟ کیا ایک مسلمان کے ساتھ یہ سلوک جائز ہے؟ اسی وجہ سے وہ مسجد نہیں آتا کہ اگر میں مسجد میں جاؤں گا تو لوگ خانہ خدا میں بھی جانا چھوڑ دیں گے میری وجہ سے جماعت کمزور ہوجائے گی سرکار اس کے متعلق کوئی رائے دیں یا ایسے شخص کو کوئی مسئلہ بتادیں۔ غریب پرور ہے یتیموں، غریبوں، مسافروں کی خلوص سے قومی خدمت کرتا ہے غریب کی مدد کیلیئے دل و جان حاضر سے ہے خوش خلق ہے صرف ایک ہی بات ہے کہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا گزارا چکری سے کرتا ہے حضور کو چکری کے متعلق صاف صاف لکھتا ہوں چکری ایک قسم کی گول چیز ہے جس طرح سے کمہار کے برتن کا پہیہ اس کو ایک کاغذ پر رکھ دیا جاتا ہے جس کاغذ پر کچھ تصویریں

ہوتی ہیں ۱۰ یا ۲۰ تک اس چکری کے ایک طرف نوک ہوتی ہے اس کاغذ پر جس پر کہ نمبر بنے ہوئے ہوتے ہیں اس پر لوگ روپیہ لگاتے ہیں چکری چالو کر کے چھوڑ دی جاتی ہے جس نمبر پر وہ رک جاتی ہے اگر اس پر روپیہ لگا ہو تو اس کو روپیہ دیدیا جاتا ہے باقی روپیہ پیسہ اور نمبروں کا چکری چلانے والا لے لیتا ہے یہ اس کا طریقہ معاش ہے اس پر چند لوگ ناخوش ہیں۔ آگے سرکار جو فیصلہ کریں وہ منظور ہے۔

الجواب

(۱) فجر و عصر کے بعد تلاوت کرنا بلاشبہ جائز ہے ناجائز کہنا بیجا ہے ان پر توبہ لازم ہے دوران تلاوت طلوع و غروب سے پہلے اگر سجدہ آجائے تو طلوع و غروب کے وقت نہ کریں بعد میں سجدہ کرلیں۔ طلوع و غروب کے وقت تلاوت خلاف اولیٰ ہے۔ منع بمعنی حرام و ناجائز کے نہیں اگر یہ اعتقاد ہے تو توبہ لازم ہے۔ طلوع آفتاب کے وقت فجر کی نماز صحیح نہیں عصر کی ادا غروب کے وقت صحیح ہے مگر اتنی تاخیر ناجائز ہے۔ آیت سجدہ اگر غروب کے وقت پڑھی تو اسی وقت سجدہ کرنا جائز ہے ہاں اگر پہلے پڑھی تھی اب ادا کرتا ہے تو ناجائز ہے۔ ہندیہ میں ہے:

اذا وجبت صلاة الجنازة و سجده التلاوة فی وقت مباح واخرتا الی هذا الوقت فانه يجوز قطعا اما لو وجبتا فی هذا الوقت واديتا فيه جاز لانها اديت ناقصة كما وجبت كذا فی السراج الوهاج۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الفتاوی الهندية ج ۱، ص ۱۰۸، کتاب الصلوٰة الفصل الثالث فی بيان الاوقات التی لا تجوز فيها الصلوٰة و تكره فيها ،دار الفكر بيروت]

(۲) سوال میں مذکور چکری کا چلانا اور اس سے اس طرح روپیہ حاصل کرنا بلاشبہ جوا ہے شخص مذکور گنہگار ہے اس پر فوراً توبہ لازم ہے توبہ نہ کرے تو اس سے قطع تعلق ضروری ہے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۲۰۶

سجدہ تلاوت و یوم شک کے روزے کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) زید قرآن کا حافظ اور ضروری مسائل سے واقف ہے، امام مسجد ہے قرآن سناتا ہے مگر جہاں آیت سجدہ آتی ہے، وہاں بجائے سجدہ کرنے کے بالالتزام رکوع کرتا ہے مگر علیحدہ سے بالقصد چودہ سجدوں کو ترک کرتا ہے تو کیا ایسے کرنے سے زید گنہگار تو نہیں ہوتا یا نماز تراویح میں تکمیل قرآن میں تو کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی ہے؟ بحوالہ کتاب جواب مرحمت فرمایا جائے۔

(۲) خالد نے ریڈیو کی خبر پر روزہ رکھ لیا پھر چند یوم کے بعد اسی یوم شک کے لئے یوم رمضان ہونے کی تصدیق ہوگئی تو کیا خالد یوم شک میں فرض کی نیت سے روزہ رکھ کر گنہگار ہوگا یا نہیں؟ اور اس پر توبہ بھی لازم ہوگی یا نہیں؟ اور اس پر بعد رمضان اس یوم شک والے روزہ کی قضا لازم ہوگی یا نہیں؟ مع حوالۂ کتاب تحریر فرمایا جائے۔ بینوا توجروا۔

نوٹ: نماز عاشورہ اور نماز چاند گہن جماعت کے ساتھ پڑھنے کا جو بعض جگہ رواج ہے وہ کس حد تک صحیح ہے؟

مستفتی: قربان علی رضوی بیسلپوری

مرتب: حافظ عبد الحمید

الجواب

(۱) صورت مسئولہ میں زید اگر فوراً رکوع میں جاتے ہوئے سجدۂ تلاوت کی نیت کر لیتا ہو تو اس کا سجدہ ادا ہوگیا اور وہ گنہگار بھی نہیں ہے۔ ہاں تاخیر سے گناہ ہوگا۔ مقتدیوں کا ادا نہ ہوا جبکہ نماز جہری ہو اور مقتدیوں نے نیت نہ کی ہو، اب مقتدیوں کو چاہئے کہ سلام امام کے بعد سجدۂ تلاوت کرلیں اور اس کے بعد قعدہ کریں کہ وہ قعدہ جو امام کے ساتھ کیا، اب شمار نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر سجدہ نہ کریں گے تو نماز نہ ہوگی اسی وجہ سے علماء نے یہ فرمایا ہے کہ امام کو اس زمانہ میں رکوع میں نیت سجدہ تلاوت کی کرنا مناسب نہیں۔

درمختار میں غنیۃ سے ہے:

”ولو نواها في ركوعه ولم ينوها المؤتم لم تجزه، ويسجد اذا سلم الامام ويعيد القعدة، ولو تركها فسدت صلاته“

[درمختار، ج۲، ص ۵۸۷، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود التلاوۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

ردالمحتار میں ہے: ”ينبغي للامام ان لا ينويها في الركوع“

[ردالمحتار، ج۲، ص۵۸۸، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود التلاوۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اور اسلم و بہتر صورت یہ ہے کہ تلاوت کے لئے مستقل سجدہ اصلاً نہ کرے بلکہ آیت سجدہ پڑھتے ہی معاً نماز کا رکوع بجالائے اور اس میں نیت سجدہ نہ کرے پھر قومہ کے بعد فوراً نماز کے سجدۂ اولیٰ میں جائے اور اس میں نیت سجدہ کرلے اس طرح امام اور مقتدی دونوں کا سجدہ بے قباحت و بے کراہت ہو جائے گا اگرچہ مقتدیوں نے کہیں نیت سجدہ تلاوت نہ کی ہو کہ سجدۂ نماز جب فی الفور کیا جائے تو سجدۂ تلاوت خود بخود ادا ہو جاتا ہے اگرچہ نیت نہ ہو۔ ردالمحتار میں ہے:

"لو رکع وسجد لها ای للصلاة فوراً ناب: ای سجود المقتدی عن سجود التلاوۃ بلانیة تبعا لسجود امامه لما مر آنفاً انها تؤدی بسجود الصلوٰۃ فوراً وان لم ینو"

[ردالمحتار، ج۲، ص۵۸۸، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود التلاوۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

بلکہ ہمارے علماء بحالت کثرت جماعت یا اخفائے قرأت اسی طریقے کو مطلقاً افضل ٹھہراتے ہیں۔ مراقی الفلاح میں ہے:

"وینبغی ذلك للامام مع کثرۃ القوم او حال المخافتة حتیٰ لا یؤدی الیٰ التخلیط"

[مراقی الفلاح، ص۱۸۵، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود التلاوۃ، المکتبۃ الاسلامی / ردالمحتار، ج۲، ص۵۸۸، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود التلاوۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

طحطاوی میں ہے: "ای ولا یجعل لها رکوعاً او سجوداً مستقلا خوف الفساد"

[طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح، ص۴۸۶، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود التلاوۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

سیدی اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ نے افادہ فرمایا کہ آج کل مسائل شرعیہ سے جہل عام ہے تو کثرت وقلت یکساں ہے۔ لہٰذا یہ حکم بھی یکساں افادہ فی فتاواہ فلتراجع۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[فتاویٰ رضویہ، ج۳، ص۶۵۳، ۶۵۴، رضا اکیڈمی ممبئی]

(۲) خالد پر توبہ لازم ہے کہ یوم شک کا روزہ فرض کی نیت کہنا ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے:

"من صام یوم الشك فقد عصیٰ ابا القاسم صلی اللہ علیه وآله وسلم"

[الصحیح البخاری، ج۱، ص۲۵۶، کتاب الصوم، باب قول النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا رأیتم الهلال

فصوموا،مجلس برکات مبارکپور اعظم گڑھ]

جو یوم شک میں روزہ سے رہا اس نے حضور کی نافرمانی کی۔خالص نفل کی نیت سے خواص کو جائز ہے۔قضالازم نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

الجواب صحیح۔تحسین رضا غفرلہٗ

باب الجماعۃ

مسئلہ: ۲۰۷

فرقہ وہابیہ غیر مقلدین کی حقیقت! اقتدا اور تکرار جماعت کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ہمارے محلے میں ایک مسجد ہے جس میں ہم اہل محلّہ با جماعت پنجگانہ نماز پڑھتے ہیں یہ مسجد بازار سے متصل ہے کچھ لوگ باہر کے بغرض تجارت بازار میں آتے ہیں اور وقتاً فوقتاً مسجد میں آکر وقت بے وقت اپنی جماعت کر کے نماز پڑھتے ہیں یہ لوگ غیر مقلد وہابی ہیں اور ان کی نماز کا طریقہ اور نمازوں کے اوقات عام مسلمانوں کی نماز کے طریقے اور اوقات سے علیحدہ ہیں یہ لوگ عموماً مسلمانوں کی نماز سے پہلے اپنی نماز پڑھتے ہیں اب انہوں نے عام مسلمانوں کے خلاف استغاثہ دائر کیا ہے جس میں اہل محلّہ پر ایک الزام یہ بھی لگایا ہے کہ یہ لوگ دوسری جماعت کر کے شریعت کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں اب دریافت طلب امور درج ذیل ہیں۔

(۱) صورت مسئولہ میں کون سی جماعت اولیٰ یعنی پہلی جماعت ہے اور کون سی جماعت ثانیہ یعنی دوسری جماعت؟

(۲) کیا غیر مقلد وہابیوں کی جماعت اذان نماز اہل حق کے نزدیک جو بحمد اللہ قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے ہیں معتبر ہے؟

(۳) ایک مسجد میں دو جماعتوں کا کیا حکم ہے اور مختلف حالات ومقامات میں اس کا کیا حکم ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل جواب مرحمت فرمائیں۔

مستفتی: محمد صدیق شاہدانہ بریلی شریف

الجواب

بعون الملک الوہاب:-فرقۂ وہابیہ غیر مقلدین کہ تقلید ائمہ دین کے دشمن اور ہمارے عوام اہل اسلام کے رہزن ہیں مذاہب اربعہ کو چوراہا بتائیں ائمہ دین کو احبار ورہبان ٹھہرائیں۔ مسلمانوں کو کافرو مشرک بنائیں۔ قرآن وحدیث کی آپ سمجھ رکھنا ارشادات ائمہ کو جانچنا پرکھنا ہر عامی جاہل کا کام نہیں بے راہ چل کر بیگاہ مچل کر حرام خدا کو حلال کردیں حلال خدا کو حرام کہیں ان کا بدعتی بد مذہب گمراہ بے ادب ضال مضل ہونا نہایت جلی واظہر بلکہ عندالانصاف یہ طائفہ باطلہ بہت فرق اہل بدعت سے ابتر اشد اضر ہے۔ صحیح بخاری شریف میں تعلیقا اور شرح السنۃ امام بغوی وتہذیب الآثار امام طبری میں موصولاً وارد:

كان ابن عمر يراهم شرار خلق الله، وقال: انهم انطلقوا الى آيات نزلت فى الكفار، فجعلوها على المؤمنين۔

[صحيح البخارى المجلد الثانى ص ١٠٢٤ ،باب قتل الخوارج والمحدين بعد اقامة الحجة عليهم، مجلس بركات مبار كپور]

یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کو بدترین خلق اللہ جانتے کہ انہوں نے وہ آیتیں جو کافروں کے حق میں اتریں اٹھا کر مسلمانوں پر رکھ دیں۔ بعینہ یہی حالت ان حضرات کی ہے آیہ کریمہ:

”اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله“

[سورۃ التوبۃ، آیت-۳۱]

کہ کفار اہل کتاب اور ان کے عمائد وارباب کے حق میں اتری ہمیشہ یہ بے باک لوگ اہل سنت وائمہ اہل سنت کو اس کا مصداق بتاتے ہیں علامہ طاہر پر رحمت غافر کہ مجمع بحار الانوار میں قول ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نقل کرکے فرماتے ہیں:

”قال المذنب تاب الله عليه و اشر منهم من سجيل آيات الله فى شرار يهود على علماء الامة المعصومة المرحومة طهر الله الارض عن رجبهم“[مجمع بحار الانوار]

یعنی ان خارجیوں سے بدتر وہ لوگ ہیں کہ اشرار یہود کے حق میں جو آیتیں اتریں انہیں امت محفوظہ مرحومہ کے علما پر ڈھالتے ہیں اللہ تعالیٰ زمین کو ان کی خباثت سے پاک کرے آمین۔

اصل اسی گروہ ناحق کی نجد سے نکلی۔ صحیح بخاری شریف میں ہے:

عن من نافع عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال ذکر النبی ﷺ قال اللهم بارك لنافی شامنا اللهم بارك لنافی یمننا قالوا(یا رسول الله) وفی نجدنا قال اللهم بارك لنافی شامنا اللهم بارك لنا فی یمننا قالوا(یا رسول الله) وفی نجدنا فاظنه قال فی الثالثة هناك الزلازل والفتن وبها یطلع قرن الشیطان۔

[بخاری شریف، ج۲، ص۱۰۵۱، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الفتنة من قبل المشرق مجلس برکات]

حضور پرنور سید عالم ﷺ نے دعا فرمائی الٰہی ہمارے لئے برکت دے ہمارے شام میں الٰہی ہمارے لئے برکت دے ہمارے یمن میں صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ہمارے نجد میں حضور نے دوبارہ وہی دعا کی الٰہی ہمارے لئے برکت دے ہمارے شام میں الٰہی ہمارے لئے برکت دے ہمارے یمن میں صحابہ، پھر عرض کی یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میرے گمان میں تیسری دفعہ پر حضور نے نجد کی نسبت فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے نکلے گی سنگت شیطان کی۔ اس خبر صادق ﷺ کے مطابق عبدالوہاب نجدی کے پسر واتباع نے بحکم آنکہ۔ پدر اگر نتوانند پسر تمام کند۔ تیرہویں صدی میں حرمین طیبین پر خروج کیا اور نا کردنی کاموں ناگفتنی باتوں سے کوئی دقیقہ زلزلہ وفتنہ کا اٹھا نہ رکھا۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

[سورۃ الشعراء، آیت-۲۷]

حاصل ان کے عقائد زائغہ کا یہ تھا کہ عالم میں وہی مشت ذلیل موحد مسلمان ہیں باقی تمام مومنین معاذ اللہ مشرک اسی بنا پر انہوں نے حرم خدا وحریم مصطفیٰ علیہ افضل الصلاۃ والثنا کو عیاذ اباللہ دار الحرب اور وہاں کے مکان کرام بمائگاں خدا ورسول کو (خاک بدھان گستاخاں) کافر و مشرک ٹھہرایا اور بنام جہاد خروج کر کے موائے فتنہ عظمی پر سلطنت کبریٰ کا پرچم اڑایا۔ علامہ شامی قدس سرہ نے کچھ تذکرہ اسی واقعہ ہائلہ کا فرمایا۔ ردالمحتار حاشیہ درمختار کی جلد ثالث کتاب الجہاء باب البناۃ میں زیر بیان خوارج

فرماتے ہیں:

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوهاب الذین خرجوامن نجدوتغلبواعلی الحرمین و کانواینتحلون مذهب الحنابله لکنهم اعتقدواانهم هم المسلمون وان من خالف اعتقدهم مشرکون واستحبوا بذالك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتیٰ کسر الله تعالیٰ شوکتهم وخرب بلادهم وظفربهم عساکر المسلمین عام ثلث وثلاثین ومأتین والف۔

[ردالمحتار ج٦،ص ٤١٣، کتاب الجهاد،باب البغاة،دارالکتب العلمیه بیروت]

یعنی خارجی ایسے ہوتے ہیں جیسا ہمارے زمانے میں پیروان عبدالوہاب سے واقع ہوا جنہوں نے نجد سے خروج کر کے حرمین شریفین پر تغلب کیا اور وہ اپنے آپ کو حنبلہ کہتے ہیں مگران کا یہ عقیدہ تھا کہ بس وہی مسلمان اور جوان کے مذہب پر نہیں وہ سب مشرک ہیں اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت و علمائے اہل سنت کا قتل مباح ٹھہرالیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکی شوکت توڑ دی اوران کے شہرویران کئے اور لشکر مسلمین کوان پر فتح بخشی ۱۲۳۳ھ میں والحمدللہ رب العلمین۔ یہاں تک کہ یہ فتنہ ہندوستان کی نرم زمین پر آیا آتے ہی اپنے قدم جمائے بانی فتنہ نے کہ اسی مذہب نامہذب کا معلم ثانی ہو اوہی رنگ وآہنگ کفروشرک پکڑا کہ ان معدود چند کے سوا تمام مسلمان مشرک اور یہاں تک ان کے امام و بانی ثانی کوشرک وکفر کی وہ تیز وتند چڑھی کہ مسلمانوں کے مشرک کافر بنانے کو حدیث نقل کر کے بے دھڑک زمانۂ موجود پر جمادی جس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمانہ فنا نہ ہوگا جب تک لات وعزی کی پھر پرستش نہ ہواور وہ یوں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی۔ جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر ایمان ہوگا انتقال کریگا جب زمین میں نرے کافر رہ جائیں گے پھر بتوں کی پرستش ہو جائیگی) اس حدیث کونقل کر کے صاف لکھ دیا ''سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا'' انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہوش مند نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ اگر یہ وہی زمانہ ہے جس کی خبر حدیث میں دی ہے تو واجب ہوا کہ روئے زمین پر مسلمان کا نام ونشان باقی نہ ہو بھلے مانس اب تو اور تیرے ساتھی کدھر بچ کر جاتے ہیں کیا دانے برابر ایمان کا نام نہیں۔ مسلمان دیکھیں کہ جوعیار صریح واضح متداول حدیثوں میں ایسی معنوی تحریفیں کریں، بے پر کی اڑانے میں اپنے معلم باطنی کے بھی کان

کتریں، جھوٹے مطلب دل سے بنائیں اور انہیں حضور کا مقصود ٹھہرائیں، حالانکہ حضور متواتر حدیث میں ارشاد فرمائیں:

"من كذب علی متعمد افليتبوأ مقعده من النار"

[مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۲، کتاب العلم، الفصل الاول، مجلس برکات مبارکپور]

جو جان بوجھکر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے ایسوں کا مذہب معلوم اور عمل بالحدیث کا مشرب معلوم۔ ع قیاس کن زگلستان شان بہار شاں۔ پھر دعویٰ یہ ہے کہ ہم تو خیر البریہ یعنی قرآن اور قول خیرا البریہ ﷺ یعنی حدیث پر چلتے ہیں سبحان اللہ یہ منھ اور یہ دعویٰ سچ فرمایا خیر البریۃ ﷺ نے:

یاتی فی آخر الزمان قوم حدثآء السنان سفهاء الاحلام يقولون من قول البرية يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية لايجاوز ايمانهم حناجرهم۔

[بخاری شریف ج۲، کتاب فضائل القرآن باب من رایابقرأت القرآن او تأکل به، ص ۷۵۶، مجلس برکات مبارکپور]

آخر زمانہ میں کچھ لوگ حدیث السن، سفیہ العقل آئیں گے کہ اپنے زعم میں قرآن یا حدیث سے سند پکڑیں گے اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے ایمان ان کے گلوں کے نیچے نہ اترے گا۔

اخرجه البخاری و مسلم وغیرهما عن امیر المومنین علی كرم الله تعالیٰ وجهه واللفظ للبخاری فی فضائل القرآن من الجامع الصحيح۔

واقعی یہ لوگ پرانے خوارج کے ٹھیک ٹھیک بقیہ و یادگار ہیں وہی مسئلہ وہی دعوے وہی انداز۔ اہل سنت کان کھول کر سن لیں کہ دھوکے کی ٹٹی میں شکار نہ ہو جائیں۔ ہمارے نبی ﷺ نے صحیح حدیث میں فرمایا:

تحقرون صلاتكم مع صلاتهم و صيامكم مع صيامهم و عملكم مع عملهم۔

[بخاری شریف، ج۲، کتاب فضائل القرآن، باب من رایابقرأۃ القرآن او تأکل به، مجلس برکات مبارکپور]

تم اپنی نمازاں ان کی نمازوں کے آگے حقیر جانو گے اور اپنے روزے ان کے روزوں کے سامنے اور اپنے اعمال ان کے اعمال کے مقابل) یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکی پہچان بتائی۔ بالجملہ یہ حضرات خوارج نہروں کے پس ماندے بلکہ غلو و بے باکی میں ان سے بھی آگے ہیں۔ یہ انہیں بھی نہ سوجھی تھی کہ شرک و کفر تمام مسلمین کا دعویٰ اس حدیث سے ثابت کر دکھانے جس سے ذی ہوش مذکور نے استدلال کیا۔

طرفہ شاگردے کہ می گوید سبق استادرا۔ مگر حضرت حق عزوجل کا حسن انتظام لائق عبرت ہے چاہ کن راچاہ درپیش۔ من حفر بئراً فقد وقع فیہ۔ حدیث سے سند لائے تھے مسلمانوں کے کافر مشرک بتانے کو اور بحمد اللہ خود اپنے شرک کافر ہونے کا اقرار کرلیا کہ جب یہ وقت وہی ہے کہ روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں تو یہ مستدل بھی انہیں کافروں میں کا ایک ہے علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاشیہ درمختار میں ناقل:

من عن جمهور اصل الفقه و العلم و السواد الاعظم فقد شذ فيما يد خله فى النار فعليكم معاشر المومنين باتباع الفرقة الناجية السماة باهل السنة و الجماعة فان نعرة الله تعالىٰ و حفظه و توفيقه فى موافقتهم و خذ لانه و سخطه فى مخالفتهم و هذه الطائفة الناجية المسماةقداجتمعت اليوم فى مذاهب اربعة و هم الحنفيون و المالكيون و الشافعيون و الحنبليون رحمهم الله تعالىٰ و من كان خارجا من هذه الاربعة فى هذا الزمان فهو من اهل البدعة و النار۔

[طحطاوی علی الدر]

یعنی جو شخص جمہور اہل علم و فقہ و سواد اعظم سے جدا ہو جائے وہ ایسی چیز کے ساتھ تنہا ہوا جو اسے دوزخ میں لے جائے گی تو اے گروہ مسلمین! تم پر فرقۂ ناجیہ اہل سنت و جماعت کی پیروی لازم ہے کہ خدا کی مدد اور اس کا حافظ و کارساز رہنا موافقت اہلسنت میں ہے اور اس کا چھوڑ دینا اور غضب فرمانا اور دشمن بنانا سنیوں کی مخالفت میں ہے اور یہ نجات والا گروہ اب چار مذہب میں مجتمع ہے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے اس زمانے میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی جہنمی ہے) علامہ شامی کا ارشاد گزرا کہ انہوں نے ان کے اسلاف نجد کو خارجیوں میں شمار فرمایا۔ یہ اختلاف کہ اصول میں

ان کے مقلد اور فروع میں اعلان بے لگامی سے ان پر بھی زائد کہ وہ بظاہر ادعائے حنبلیت رکھتے تھے یہ اس نام کو بھی سیمائے شرک اور اپنے حق میں دشنام سخت جانتے ہیں کیونکہ خوارج میں داخل اور اپنے اگلوں سے بڑھ کر گمراہ و مبطل نہ ہوں گے الغرض احادیث صریحہ صحیحہ حضور سید عالم ﷺ واقوال جماہیر فقہائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے ان کا صریح کافر ہونا ثابت یعنی ان کی تقلید کو شرک اور حنفیہ مالکیہ شافعیہ حنبلیہ وعمہم اللہ جمیعا بالطائفۃ العلیہ سب مقلدان ائمہ کو مشرکین بتانا کہ یہ صراحۃً مسلمانوں کو کافر کہنا ہے اور مسلمان کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ مسلمان نہیں اور جب مسلمان نہیں تو کیسی نماز کیسی اذان کیسا روزہ کیسا حج۔ ان کی نمازیں محض باطل مسلمان حتی الوسع انہیں اپنی مساجد میں آنے سے روکیں اور جب ان کی نماز نماز نہیں تو جماعت اولیٰ وثانیہ کا کیا سوال۔ اہلسنت والجماعت ہی کی نماز نماز ہے اور انہیں کی جماعت جماعت اولیٰ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور غیر مقلدوں نے اہلسنت و جماعت کے خلاف یہ بے پرکی اڑائی ہے کہ یہ لوگ دوسری جماعت کر کے شریعت کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ تقویۃ الایمان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی کی روشنی میں اولاً وہ اپنا مومن ہونا ثابت کریں ثانیاً اپنی جماعت کا جماعت صحیحہ شرعیہ ہونا ثابت کریں ثالثاً جماعت ثانیہ کا شریعت کے حکم کے خلاف ہونا ثابت کریں اور وہ ہرگز ثابت نہ کرسکیں گے ہم بعونہ تعالیٰ جماعت ثانیہ کے جواز کی چند صورتیں یہاں ذکر کرتے ہیں تاکہ حق بفضلہ ظاہر اور غیر مقلدین کا دروغ آشکار ہو۔

(۱) جو مسجد شارع عام یا بازار یا اسٹیشن یا سرائے کی ہے جس کیلئے اہل محلّہ معین نہیں وقت پر جو لوگ آئے پڑھ گئے غرض کسی محلّہ خاص سے خصوصیت نہیں رکھتی ایسی مسجد میں بالاجماع تکرار جماعت براذان جدید و تکبیر جدید جائز بلکہ یہی شرعاً مطلوب ہے کہ نوبت بہ نوبت جو لوگ آئیں نئی اذان واقامت سے جماعت کرتے جائیں اگرچہ وقت میں دس جماعتیں ہوجائیں

(۲) مسجد محلّہ کہ جو ایک محلّہ خاص سے اختصاص رکھتی ہے۔ اس میں اقامت جماعت اسی محلّہ والوں کا حق ہے اگر ان کے غیر جماعت کر گئے تو تکرار جماعت بلاشبہ جائز ہے اور معلوم ہوا ہے کہ اس مسجد میں جس کے متعلق سوال ہے سنی ہی رہتے ہیں تو اقامت جماعت کا حق انہیں کو ہے نہ کہ ان غیر مقلدوں کو

جو بیرون شہر سے آتے ہیں۔
(۳) بعض اہل محلہ ہی جماعت کر گئے مگر بے اذان پڑھ گئے۔
(۴) اذان بھی دی تھی مگر آہستہ ان صورتوں میں بھی بعد کو آنے والے باذان جدید بر وجہ سنت اعادۂ جماعت کریں کہ جماعت معتبرہ وہی ہے جو اذان سے ہو اور اذان وہ جو اعلان سے ہو۔ ان صورتوں میں تو یہ حکم ہے تو جبکہ اذان احناف کے طور پر قبل از وقت جیسے عصر یا عشاء میں دیدی جائے تو وہ اذان احناف کے نزدیک نامعتبر اور وہ جماعت بھی نامعتبر تو حنفیوں کو تکرار جماعت سے ممانعت کی کیا وجہ ہے سوائے اس کے کہ غیر مقلدین کا مذہب ہی مذہب ہے اور وہی مسلمان بزعم خویش ہیں تو اذان و جماعت کا حق بزعم خویش انہیں کو ہے اور سنیوں کا مذہب مذہب نہیں نہ معاذ اللہ وہ مسلمان بزعم غیر مقلدان ہیں تو ان کے نزدیک انہیں جماعت کا حق نہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
(۵) محلے میں حنفی و غیر حنفی دونوں رہتے ہیں پہلے غیر حنفی امام نے جماعت کرلی اور حنفیوں کو معلوم ہے کہ اس نماز میں اس کے مذہب حنفی کے کسی فرض عبادت یا فرض صلاۃ یا شرط امامت کو ترک کیا ہے مثلاً چہارم سے کم مسح یا آب قلیل نجاست افتادہ سے وضو یا جسم یا کپڑے پر قدر درہم سے زیادہ منی یا صاحب ترتیب کا باوصف یاد و وسعت وقت بے ادائے فائتہ وقتیہ پڑھنا یا نماز وقت تنہا پڑھ کر پھر اسی نماز میں امامت کرنا تو ایسی حالت میں حنفیہ بلاشبہ اپنی جماعت جداگانہ کریں کہ حنفی اس میں اقتدا نہیں کرسکتا اگر کرے تو نماز ہی نہ ہو۔
(۶) خاص نماز کا تو حال معلوم نہیں مگر اس بے امام کی بے احتیاطی اور فرائض میں ترک لحاظ مذہب حنفی ثابت ہے جیسے عامۂ غیر مقلدین کہ خواہی نخواہی اہل حق سے مخالفت اور مذاہب اربعہ خصوصاً مذہب مہذب حنفی کی مخالفت پر حریص ہیں جب بھی حنفیہ کو ان کی اقتداء گناہ و ممنوع ہے اپنی جماعت جداگانہ کریں۔
(۷) اسکی نسبت اور مذکورہ کا عادی ہونا نہ ہونا کچھ معلوم نہیں جیسے کوئی نامعلوم الحال شافعی حنبلی مالکی اس صورت میں بھی انکی اقتدا خالی از کراہت نہیں تو جماعت ثانیہ کا فضل مبین۔
(۸) عادت مراعات معلوم ہی سہی پھر بھی بتصریح ائمہ امام موافق المذہب کے پیچھے جماعت ثانیہ ہی افضل و اکمل اور اسی پر حرمین محترمین و مصر و شام بلاد دار الاسلام میں جمہور مسلمین کا عمل ہر زمانہ میں جاری

رہا۔ مسجد الحرام میں چاروں مذاہب کے ائمہ کے مصلے سعودی حکومت کے تسلط سے پہلے تھے پھر سعودی حکام نے اپنی وہابیت وغیر مقلدیت کے سبب انہیں ختم کر دیا۔

(۹) جس نے جماعت اولیٰ کی فاسد العقیدہ بد مذہب مثلاً وہابی اللہ تعالیٰ کے جھوٹ بولنے کو ممکن ماننے والا جیسا کہ غیر مقلدوں کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ ہے (دیکھو رسالہ یکروزی مصنفہ اسمٰعیل دہلوی) کہ ایسے کی اقتدا بھی شرعاً ممنوع ہے۔

(۱۰) فاسق تھا جیسے شرابی زنا کار داڑھی منڈا سود خور کہ یہ لوگ ان وہابیوں کذابوں وغیرہم بد مذہبوں کے مولویوں مفتیوں سے بھی اگر چہ لاکھ درجہ بہتر ہیں پھر بھی انکی اقتدا شرعاً بہت ناپسند۔

(۱۱) جماعت اولیٰ کا امام نرا بے علم جاہل نماز وطہارت کے مسائل سے غافل تھا تو ایسے کی امامت بھی مکروہ اور اس صورت میں جماعت ثانیہ بے کراہت کا جواز وفضل خود ظاہر اور جاہل کی تمثیل انہیں حضرات غیر مقلدین سے دیجئے کہ اسی جماعت ثانیہ کے مسئلہ میں جو نماز کے مسائل سے ایک مسئلہ ہے کیسی بے باکی سے کہہ دیا کہ دوسری جماعت کر کے شریعت کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اور جماعت ثانیہ کے جواز بلکہ تاکید وفضل کی اتنی صورتوں سے بے خبر ہیں پھر جب ان کے نزدیک تقلید ائمہ حرام اور قرآن وحدیث کو سمجھنا ہر جاہل کا کام تو جاہل وعالم ان کے نزدیک آپ ہی برابر ہوئے حالانکہ قرآن فرماتا ہے:

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ [سورۃ الزمر، آیت-۹]

یعنی اے محبوب تم فرماؤ کیا جاننے والے اور بے خبر برابر ہیں تو آپنے اس عقیدہ سے قرآن و دین ہی سے بے خبر بلکہ بدایت عقل ہی سے غافل ہیں تو ان نرے جاہلوں سے بھی گئے گزرے جن کے دلوں میں ائمہ وعلماء وعلم کی قدر تو ہے۔

(۱۲) قرآن مجید ایسا غلط پڑھتا تھا جس سے معنی فاسد ہوں جیسے ا-ع ت ط یا ث س ص یا ذ ز ظ میں تمیز نہ کرنے والے کہ صحیح خواں کی نماز مذہب معتمد پر ان کے پیچھے مطلقاً فاسد ہے لہٰذا صحیح خوانوں کو جماعت ثانیہ ہی کا حکم ہے اقول بہت وہابی قصداً ض کو مشابہ ظ پڑھتے ہیں اور یہ تحریف کلام الٰہی ہے جو کفر ہے کما صرح بہ العلماء۔

[شرح الفقہ الاکبر، ص ۲۰۵، مکتبہ تھانوی]

غرض ایسی صورتیں جماعت ثانیہ کی خاص تاکید یا فضل کی ہیں جن میں بالا جماع یا علی الاصح اصلاً کلام کی گنجائش نہیں ضابطہ یہ ہے کہ جب جماعت اولیٰ اہل مسجد یا اہل مذہب کی نہ ہو یا اپنے مذہب میں فاسدہ یا مکروہہ ہو تو ہمیں جماعت ثانیہ کی مطلقا اجازت بلکہ درصورت کراہت قصداً جماعت اولیٰ کو چھوڑ دینے کی رخصت جبکہ جماعت ثانیہ صحیحہ مل سکتی ہو اور درصورت فساد تو اس میں شرکت ہی سے صاف ممانعت اگرچہ جماعت ثانیہ میسر نہ ہو- اب ان مطالب پر نصوص علماء سنئے- متن غرر میں ہے:

لا تكرر فی مسجد محلة باذان واقامة الا اذا صلى بهما فيه اولا غير اهله او صلى اهله بمخالفة الاذان۔

[درالحکام شرح غرر الاحکام، ج۱، ص ۴۰۸، فصل فی الامامة، مطبع احمد کامل الکائنة فی دار سعادت مصر]

درمختار میں ہے:

يكره تكرار الجماعة باذان واقامة فی مسجد محلة لا فی مسجد طريق اومسجد لا امام له، ولا مؤذن له۔

[درمختار ج۲، ص۲۸۸، کتاب الصلوة، باب الامامة، دار الکتب العلمیه بیروت]

بحرالرائق میں ہے:

حاصله ان صاحب الهداية جوز الاقتداء بالشافعی بشرط ان لا يعلم المقتدى منه مايمنع صحة صلاته فی رأى المقتدى كالفصد و نحو وعدد و مواضع عدم صحة الاقتداء به فی العناية وغاية البيان بقوله كما اذا لم يتوضا الفصد والخارج من غير السبيلين وكما اذا كان شاكا فی ايمانه بقوله لانا مؤمن ان شاء الله أو متوضأ من القلتين اويرفع يديه عند الركوع وعندرفع الراس من الركوع او لم يغسل ثوبه من المنى ولم يتركه اوانحرف عن القبلة الى اليسار وصلى الوتر بتسليمتين اواقتصر على ركعة اولم يوتراصلا اوقهقه فی الصلاة ولم يتوضأ اوصلى فرض الوقت مرة ثم ام القوم فيه زادفی النهاية وان لايراعی الترتيب فی الفوائت وان لا يمسح ربع راسه وزاد قاضی خان وان يكون متعصباوالكل ظاهر ماعداخمسة اشياء الاول مسئلة التوضأ من القلتين فانه صحيح عندنا اذا لم يقع فی

الماء نجاسة ولم يختلط بمستعمل مساوله اوا كثر فلا بدان يقيد قولهم بالقلتين المتنجس ماء هما اوالمستعمل بالشرط المذكور لا مطلقا الثانى مسئلة رفع اليدين من وجهين الاول ان الفساد رواية شاذة ليس بصحيحة رواية ولا دراية۔ الثانى ان الفساد عند البركوع لا يقتض عدم صحة الاقتداء من الابتداء مع ان عروض البطلان غير مقطوع به حق يجعل كا لمتحقق عند الشروع لان الرفع جائز الترك عندهم سنية۔الثالث مسألة الانحراف عن القبلة الى اليسار لان المانع عندنا ان يجاوز المشارق الى المغارب والشافعية لا ينحرفون هذا الانحراف۔ الرابع مسئلة التعصب لان التعصب على تقدير وجوده منهم انما يوجب الفسق والفسق لا يمنع صحة الاقتداء۔ الخامس مسئلة الاستثناء فى الايمان فان التكفير غلط والاستثناء قول اكثر السلف اه ملتقطا۔

[البحر الرائق، ج۲، ص۷۹، ۸۰، کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ذکریا بکڈپو /فتاویٰ رضویہ، ج۲، ص ۳۴۱، رضا اکیڈمی ممبئی]

یہ کلام بحر فی البحر تھا۔ قلت و ههنا كلام للسيد السند لامام احمد رضا الجد فيما مرمن البحر يتعلق بتاييد صاحب البحر فيما قال و تنقيح سافاته تنقيحه فيما اثر من المقال وذلك فى الجزاء الثالث من الفتاوىٰ الرضوية فليراجع قد اثرنا الصور المنقحة التى تمنع صحة الاقتد اومن الفتاوىٰ المذكورة ولله الحمد ۔

نیز بحر میں ہے:

فصار الحاصل ان الاقتداء بالشافعى على ثلثة اقسام الاول ان يعلم منه الاحتياط فى مذهب الحنفى فلا كراهة فى الاقتداء به ۔الثانى ان يعلم منه عدمه فلا صحة لكن اختلفواهل يشترط ان يعلم منه عدمه فى خصوص مايقتدى به اوفى الجملة صحح فى النهاية الاول وغيره اختارالثانى وفى فتاوىٰ الزاهدى فى الاصح انه يصح وحسن الظن به اولىٰ الثالث ان لا يعلم شيئا فا لكراهة۔ملتقطا

[البحر الرائق ج۲، ص۸۱-۸۲، کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، زکریا بکڈپو]

ردالمحتار میں ہے:

نقل الشیخ خیرالدین عن الرملی الشافعی انہ مشی علی کراھۃ الاقتداء بالمخالف حیث امکنہ غیرہ قال الشیخ خیرالدین والحاصل ان عندھم فی ذلک اختلافا وقد سمعت ماعتمدہ الرملی وافتی بہ والفقیر اقول مثل قولہ فیما یتعلق باقتداء الحنفی بالشافعی والفقیہ المصنف یسلم ذلک: وانا رملی فقہ الحنفی۔ لا مرابعد اتفاق العالمین۔ اھ ملخصا یعنی: بہ نفسہ ورملی الشافعیۃ رحمھما اللہ تعالیٰ فتحصل ان الاقتداء بالمخالف المراعی فی الفرائض افضل من الانفراد اذا لم یجد غیرہ والا فالا قتداء بالموافق افضل۔[ردالمحتارج۲،ص۳۰۳،کتاب الصلوٰۃ،باب الامامۃ،دارالکتب العلمیہ بیروت]

اسی میں ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری سے ہے:

لوکان لکل مذھب امام کما فی زماننا فالافضل الاقتداء بالموافق سواء تقدم او تاخر علی ماستحسنہ عامۃ المسلمین و عمل بہ جمھور المؤمنین من اھل الحرمین والقدس و مصر والشام ولا عبرۃ بمن شذ منھم۔ اھ۔

[ردالمحتارج۲،ص۳۰٤،کتاب الصلوٰۃ،باب الامامۃ،مطلب اذا صلی الشافعی قبل الحنفی ھل الافضل الصلوۃ مع الشافعی ام لا؟دارالکتب العلمیۃ بیروت]

پھر خود فرمایا:

والذی یمیل الیہ القلب عدم کراھۃ الاقتداء بالمخالف مالم یکن غیر مراع فی الفرائض وانہ لوانتظر امام مذھبہ بعیداً عن الصفوف لم یکن اعراضاً عن الجماعۃ للعلم بانہ یرید جماعۃ اکمل من ھذہ الجماعۃ۔

[ردالمحتارج۲،کتاب الصلوٰۃ،باب الامامۃ،ص۳۰٤،دارالکتب العلمیہ بیروت]

اسی میں زیر مسئلہ امامت عبدواعرابی تبعا للبحر ہے:

"یکرہ الاقتداء بھم تنزیھا فان امکن الصلاۃ خلف غیرھم فھو افضل والافالاقتداء اولیٰ من الانفراد"

[ردالمحتارج۲،کتاب الصلوٰۃ،باب الامامۃ،ص۲۹۸،دارالکتب العلمیہ بیروت]

اسی میں ہے:

فی المعراج قال اصحابنا لا ینبغی ان یقتدی بالفاسق الافی الجمعة لانه فی غیر ها یجد اماماً غیره۔اھ

[ردالمحتارج۲، کتاب الصلوٰۃ،باب الامامة،ص۲۹۸،دارالکتب العلمیه بیروت]

بلکہ اسی میں ہے:

بقی لو کان مقتدیا بمن یکره الاقتداء به ثم شرع من لاکراهة فیه هل یقطع و یقتدی به استظهرط ان الاول لوفاسقا لا یقطع ولو مخالفا وشك فی مراعاته یقطع اقول والاظهر العکس لان الثانی کراهته تنزیهة کالا عمی والإ عرابی بخلاف الفاسق فانه استظهر فی شرح المنیة انها تحریمیة لقولهم ان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علینا اهانته الخ۔

[ردالمحتارج۲، کتاب الصلوٰۃ،باب ادراك الفریضة،ص۵۰۳،دارالکتب العلمیه بیروت]

غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی للعلامۃ ابراھیم الحلبی ص۵۱۴ میں ہے:

یکره تقدیم المبتدع ایضاًلانه فاسق من حیث الاعتقاد وهواشد من الفسق من حیث العمل لان الفاسق من حیث العمل یعترف بانه فاسق ویستغفر بخلاف المبتدع۔

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی،الاولیٰ بالامامة،ص۵۱۴،سهیل اکیڈمی لاهور]

تنویرالابصارودرالمختارمیں ہے:

ولاغیرالالثغ به أی بالالثغ علی الاصح کما فی البحر عن المجتبیٰ وحررالحلبی وابن الشحنة انه بعدبذل جهده دائماحتماًکالأمی۔فلایؤم الامثلة ولا تصح صلاته اذاامکن الاقتداء بمن یحسنه او ترك جهده او وجدقدرالفرض ممالالثغ فیه هذاهوالصحیح المختار فی حکم الالثغ وکذامن لا یقدرعلی التلفظ بحرف من الحروف۔

[درمختار،ج۲، کتاب الصلوٰۃ،باب الامامة،ص۳۲۷،۳۲۸،۳۲۹،دارالکتب العلمیه بیروت]

ردالمحتارمیں ہے:

وذلك كالرهمن الرهيم والشيتان الرجيم والآلمين واياك نأبدواياك نستئين السرات انامت فكل ذلك حكمه مامر۔

[ردالمحتار، ج۲، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامة، ص۳۲۸، دارالکتب العلمیه بیروت]

فتاویٰ خیریہ میں ہے:

امامة الالثغ بالفصيح فاسدة فی الراجح الصحيح]

[الفتاوی الخیریة، ج۱، ص۱۰، کتاب الصلوٰۃ، دارالکتب العلمیة بیروت]

اب محل نظر صرف ایک صورت رہی کہ مسجد محلّہ میں اہل محلّہ نے باذان واقامت بروجہ سنت امام موافق المذہب سالم العقیدہ متقی مسائل داں صحیح خواں کے ساتھ جماعت اولیٰ خالیہ عن الکراہۃ ادا کرلی پھر باقی ماندہ لوگ آئے انہیں اس مسجد میں دوبارہ جماعت قائم کرنے کی اجازت ہے یا نہیں اور ہے تو بکراہت یا بے کراہت اس بارے میں عین تحقیق وحق وثیق یہ ہے کہ اس صورت میں تکرار جماعت اعادۂ اذان ہمارے نزدیک ممنوع و بدعت ہے یہی ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مہذب و ظاہر الروایہ ہے متن متین مجمع البحرین و بحرالرائق علامہ زین میں ہے:

ولا تكررهافی مسجد محلة باذان ثان

[البحرالرائق، ج۱، ص۳٤٦، باب الامامة، مطبع ایچ ایم سعید کراچی]

اوراگر بغیر اس کے تکرر جماعت کریں تو قطعاً جائز وروا ہے اسی پر ہمارے علماء کا اجماع ہوا ہے۔
عالمگیریہ جلداول ص۸۲ میں ہے:

ما اذا صلوابغير اذان يباح اجماعاً و كذافی مسجد قارعة الطريق۔

[عالمگیری، ج۲، ص۱٤۱، کتاب الصلوٰۃ، الباب الخامس، الفصل الاول فی الامامة، دارالکتب العلمیه بیروت]

پھر یہ مطلق محض نہیں بلکہ کہیں کراہت بھی ہے اس میں صحیح یہ ہے کہ اگر محراب میں جماعت ثانیہ کریں تو مکروہ اور محراب سے ہٹ کر تو اصلا کراہت نہیں خالص مباح ہے بزازیہ وشرح منیہ وردالمحتار میں ہے:

عن ابی یوسف انہ اذا لم تکن الجماعۃ علی الھیئۃ الاولی لا تکرہ والا تکرہ وھو الصحیح و بالعدول عن المحراب تختلف الھیئۃ۔

[ردالمحتار، ج۲، ص ۲۸۹، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، دارالکتب العلمیہ بیروت]

اور فتاویٰ رضویہ میں ہے:

ان الصحیح تکرار بالجماعۃ اذا لم تکن علیٰ الھیأۃ الاولیٰ۔

[الفتاوی الرضویۃ، ج۳، ص ۳۴۴، رضا اکیڈمی، ممبئی]

ھذا کلہ خلاصۃ مافی الفتاویٰ الرضویہ مع تصرف منا فی مواضع بحسب المقام

واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۲۰۸

بے وجہ شرعی جماعت کا چھوڑنا اور جماعت شرعیہ کی توہین کرنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک صاحب کے یہاں ایک استفتاء آیا تھا اس میں امام صاحب پر الزام تھا کہ مولانا نے جانتے ہوئے یہ نکاح پڑھایا ہے جس کی طلاق نہیں ہوئی جعلی طلاق نامہ ہے اور زید کا انگوٹھا بغیر بتائے لے لیا ہے۔ واللہ مجھے معلوم نہیں، یہ طلاق نامہ جعلی ہے یا صحیح ہے میں نے تو طلاق نامہ دیکھا جو مبارک علی شاہ نے لکھا اور عدت گزرنے کے بعد جو نکاح ہوا اس میں مبارک علی شاہ کا بھائی وکیل بنا نہ تو مبارک علی شاہ نے بتایا اور نہ مبارک کے بھائی نے یہ بات ظاہر کی آج چار سال کے بعد جبکہ مبارک اور زید کے خسر میں نااتفاقی ہے تو یہ بغاوت میں نکاح پڑھایا لیکن طلاق نامہ دیکھ کر اور لوگوں کی شہادت سے پڑھایا اس پر آپ کے یہاں سے فتویٰ گیا مجھے بدنام کیا گیا اس پر مجھے کیا کرنا چاہیئے؟ جو حکم شرع ہو وہ تحریر کیا جاوے۔

اور جو لوگ جماعت ہو رہی ہے اور علیحدہ نماز پڑھتے ہیں اور کھلم کھلا جماعت سنت کی توہین فرماتے ہیں انکے لئے کیا حکم ہے فقط بینوا توجروا۔

مستفتی: خادم عبدالوہاب، موضع بدھولیا امام مسجد نگریا ضلع بریلی

الجواب

اگر فی الواقع یہ صورت مسئولہ ہے تو آپ پر الزام نہیں۔ یہاں سوال کے مطابق جواب دیا جاتا ہے سوال صورت حال کے مطابق کرنا ضروری ہے۔ صورت حال کو بدلنا حرام ہے جو بھی اس کا مرتکب ہو وہ سخت گنہگار ہے والعلم عند اللہ بے وجہ شرعی جماعت چھوڑنا گناہ ہے۔ بخاری شریف جلد اول ص ۸۹ میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے:

ان رسول اللہ ﷺ قال والذی نفسی بیدہ لقدھممت ان امر بحطب لیحطب ثم امر بالصلوٰۃ فیؤذن لھا ثم امر رجلا فیؤم الناس ثم اخالف الی رجال فاحرق علیھم بیوتھم والذی نفسی بیدہ لو یعلم احدھم انہ یجدعرقا سمیناً اومر مأتین حسنتین لشھد العشآ۔

[بخاری شریف، ج ۱، ص ۸۹، کتاب الاذان، باب وجوب صلوٰۃ الجماعۃ، مجلس برکات مبارکپور]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ کچھ لوگوں کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز کیلئے اذان کہنے کا حکم دوں پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ امامت کرے اسکے بعد انہیں چھوڑ کر ان لوگوں کی طرف جاؤں جو جماعت میں حاضر نہیں اور ان کے گھروں کو جلا ڈالوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ لوگ اگر یہ جانتے کہ فربہ ہڈی اور عمدہ گوشت بھری ہڈیاں پائیں گے تو ضرور عشاء میں شریک ہوتے۔ اور جماعت شرعیہ کی توہین کفر ہے۔ شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر ص ۱۷۴ میں ہے:

من اھان الشریعۃ او المسائل التی لا بد منھا کفر۔

[شرح الفقہ الاکبر، ص ۲۸۹، فصل فی العلم والعلماء، مطبع دار الایمان]

جس نے شریعت مطہرہ یا اسکے کسی مسائل قطعیہ کی توہین کی تو اس نے کفر کیا واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۲۰۹

مکہ معظمہ، مدینہ منورہ میں نجدی وہابی امام کی اقتدا کرنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ:

اگر کوئی صاحب حج بیت اللہ شریف کیلئے جائیں تو وہاں جا کر مکہ شریف اور مدینہ شریف کے امام

صاحبان کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھیں یا نہیں اور اگر نہیں تو پھر اس کو الگ ہی نماز پڑھنا پڑیگی تو ایسی صورت میں اس کو وہ ثواب جو جماعت سے پڑھنے سے ملتا الگ پڑھنے پر وہ ہی ملے گا یا نہیں جواب جلد سے جلد عنایت فرمائیں ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے ہوگی یا نہیں؟ فقط والسلام

مستفتی: الحاج قاسم خاں کوئلہ والے محلہ بیج ناتھ باڑہ رائے پور

الجواب

مکہ معظمہ، مدینہ منورہ میں نجدی حکومت نجدیوں کو امامت کیلئے مقرر کرتی ہے۔ نجدی، ہندی دہابیوں کی طرح کفری عقائد رکھتے ہیں لہٰذا ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے کفایہ میں ہے:

و الکافر لا صلاۃ لہ فالاقتداء من لا صلوٰۃ لہ باطل۔

[شرح فتح القدیر مع الکفایۃ، ج۱، ص۳۲۴، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، دارالکتب العلمیہ بیروت]

تو انکی اقتداء میں نماز کا ثواب کیونکر مقصود۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۸ رمضان ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: ۲۱۰

بلا عذر شرعی جماعت اولیٰ چھوڑنا اور جماعت ثانیہ قائم کرنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید اکثر و بیشتر جب جماعت ہو جاتی ہے تب آتا ہے اور اندرون مسجد ہی ایک دو آدمیوں کے ساتھ دوسری جماعت بآواز بلند قرأت پڑھتا ہے اور جو نمازی سنت و نفل و وتر وغیرہ پڑھتے ہوتے ہیں ان کی نماز میں خلل پڑتا ہے جب زید سے کہا گیا تو طرح طرح کی تاویلیں کرنے لگتا ہے جیسے محرم کے ڈھول بجتے ہیں اور بیاہ شادی کے لاؤڈ اسپیکر بھی تو بجتے ہیں۔ فقط

مستفتی: حاجی دیدار بخش صاحب، متولی جامع مسجد فتح گنج غربی بریلی شریف

الجواب

زید پر لازم ہے کہ جماعت اولیٰ میں حاضر ہو بلا عذر شرعی جماعت اولیٰ چھوڑنا منع ہے (فتاویٰ

رضویہ جلد سوم ص ۳۵۴، رضا اکیڈمی) جماعت ثانیہ بہ عذر شرعی جائز ہے مگر نوافل وسنن پڑھنے والوں کا خیال ضروری ہے۔ ردالمحتار جلد اول ص ۶۶۰ میں ہے:

اجمع العلماء سلفا و خلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغيرها الا ان يشوش جهرهم علیٰ نائم أو مصل اوقارئ الخ۔

[ردالمحتار، ج۲، ص ٤٣٤، کتاب الصلوٰة، مطلب فی رفع الصوت بالذکر، دارالکتب العلميه بيروت]

یعنی تمام علماء متقدمین ومتاخرین نے مساجد اور غیر مساجد میں اجتماعی طور پر ذکر بالجہر کو مستحب بتایا ہے بشرطیکہ ان کا بلند آواز سے ذکر کرنا سونے والوں یا نماز پڑھنے والوں یا تلاوت کرنے والوں کیلئے تکلیف کا باعث نہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۲۱۱

مسجد کے اندرونی دروں پر وقت جماعت پردوں کا لٹکانا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

مسجد کے اندر والے دروازے میں پردہ لٹکایا ہوا ہے کیا جماعت کھڑی ہونے کے وقت پردہ سمیٹ دیا جائے یا لٹکا دیا جائے کیونکہ جاڑے کا زمانہ ہے تا کہ نمازی کو ٹھنڈ کی وجہ سے تکلیف نہ ہو اور بعض کا کہنا ہے کہ پردہ سمیٹ دیا جائے تا کہ جماعت کھڑی دیکھ کر لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور نماز کیلئے آئیں اگر دونوں قول درست ہے تو کس قول کو ترجیح دی جائیگی۔ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: عبداللہ، بریلی

الجواب

یہ بلا وجہ کی بحث ہے جس سے احتراز ضروری ہے۔ ٹھنڈ کی وجہ سے بلا شبہ پردہ لٹکانے کی ضرورت ہے۔ پردہ سمیٹنے پر اصرار بے محل ہے اور نماز کا علم کوئی دیکھنے پر موقوف نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۴ رمحرم ۹۸ھ

مسئلہ: ۲۱۲

امام کے سلام پھیرتے وقت جماعت میں شامل ہونے کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

آخری رکعت میں مقتدی شامل ہوا اور امام کے سلام پھیرنے سے قبل اگر اسکی اللہ اکبر کی "لا" سلام سے پہلے جماعت پوری ہو جاتی ہے تب وہ شامل جماعت ہوا یا نہیں مفصل جواب سے نوازیں۔

الجواب

نہیں کہ اس صورت میں وہ امام کے ساتھ قعدۂ اخیرہ میں شامل نہ ہوا اور صحت اقتدا کیلئے ضروری ہے کہ امام کے ساتھ جزء رکن میں مشارکت پائی جائے اور وہ نہ پائی گئی ہاں اگر قعدۂ اخیرہ میں امام کو پالیتا تو نماز صحیح ہوتی درمختار میں ہے:

لان المشارکۃ فی جزء من الرکن شرط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[درمختار، ج۲، ص۸۱۶، کتاب الصلوٰۃ، باب ادراک الفریضۃ، دار الکتب العلمیہ]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۱ر محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

مسئلہ: ۲۱۳

مسبوق کا قصداً امام کے ساتھ سلام پھیرنا مفسد نماز ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

سجدہ سہو میں مسبوق نے امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرا یہ جانتے ہوئے کہ سلام نہیں پھیرنا چاہیئے تو کیا نماز فاسد ہوگئی یا نہیں اگر مسبوق اپنی بقایا نماز میں سجدہ سہو کرے تو نماز پوری ہو جائے گی یا نہیں؟

مستفتی: محمد حسین اودے پور

الجواب

نماز فاسد ہوگی اب نئے سرے سے پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۲۱۴

جماعت سے نماز پڑھنا واجب، بلاعذر شرعی ترک جماعت گناہ!
فاسق کی اقتدا مکروہ تحریمی، نماز واجب الاعادہ! جمعہ وعیدین میں فاسق کی اقتدا جائز ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید سنی بریلوی عالم ہے جو اپنی عدیم الفرصتی اور کثرت کار کے باعث و نیز اپنی تنہائی اور اپنے بچوں کی دیکھ بھال اور ذریعہ معاش (کاروبار) کی وجہ سے نماز پنجگانہ مسجد میں جا کر باجماعت نہیں پڑھتا بلکہ اکثر اپنے مکان ہی پر نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے ویسے نماز باجماعت کی فضیلت سے بخوبی واقف ہے اور ایک سنی مسجد میں نماز جمعہ وعیدین کیلئے بحیثیت خطیب مقرر ہے لہٰذا برائے مہربانی یہ ارشاد فرمایا جائے کہ زید موصوف کے پیچھے نماز جمعہ وعیدین پڑھنا جائز ہے اور اس کا نماز جمعہ وعیدین پڑھانا جائز و درست ہے یا نہیں؟

مستفتی: عبدالعظیم رضوی

الجواب

جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے۔ ہندیہ میں ہے:

الجماعة سنة مؤكدة كذافى المتون و الخلاصة و المحيط و محيط السرخسى وفى الغاية قال عامة مشائخنا انها واجبة وفى المفيد و تسميتها سنة لوجوبها بالسنة۔

[فتاوی ہندیہ، جلد اول کتاب الصلوة الباب الخامس فى الامامة الفصل الاول فى الجماعة ص، ۱۴۰، دارالفکر بیروت]

یعنی خلاصہ، متون، محیط وغیرہ میں ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور غایۃ الفتاویٰ میں ہمارے علماء مشائخ کا کہنا یہ ہے کہ یہ واجب ہے اور مفید میں اسکی وجہ تسمیہ بیان کی ہے اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے اسلئے اس کو سنت کہتے ہیں۔ اور درمختار میں ہے: الجماعة سنة مؤكدة للرجال قال الزاهدى أرادوا بالتاكيد الوجوب الافى جمعة و عيد۔

[درمختار، جلد ۲، کتاب الصلوة باب الامامة ص، ۲۸۸، دارالکتب العلمية بيروت]

اور بلا عذر شرعی جماعت کا ترک گناہ ہے اور اس کا عادی فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ درمختار میں ہے:

کل صلاة ادیت مع کراهة التحریم تجب اعادتها۔"

[درمختار جلد ۲، کتاب الصلوة باب صفة الصلوة، ص ۱۴۷/۱۴۸، دارالکتب العلمیة بیروت]

یعنی ہر وہ نماز جو کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو اس کا اعادہ ضروری ہے۔ اور اسے امام ہی بنانا گناہ ہے غنیّۃ میں ہے:

"لو قدموا فاسقا یاثمون"

[حلبی کبیر المعروف غنیة المستملی شرح منیة المصلی ص،۵۱۳، سهیل اکیڈمی لاهور پاکستان]

یعنی جو لوگ فاسق آدمی کو امام بنائیں گے وہ گنہگار ہوں گے۔ جمعہ وعیدین کا بھی یہی حکم ہے جبکہ کسی غیر فاسق کے پیچھے مل سکے ورنہ جمعہ وعیدین میں فاسق کی اقتدا جائز ہے۔ ہندیہ میں ہے:

"الفاسق اذا کان یؤم یوم الجمعة و عجزالقوم عن منعه قال بعضهم یقتدی به فی الجمعة ولا تترك الجمعة بامامته"

[فتاوی هندیه جلد اول کتاب الصلوة الباب الخامس فی الامامة، ۱۴۰، دارالفکر بیروت]

یعنی جمعہ میں جبکہ امام فاسق ہو اور قوم اسے منع پر قادر نہ ہو تو چاہئے کہ اسکی اقتدا کرے اور اسکی امامت کی وجہ سے جمعہ ترک نہ کرے اور عذر شرعی سے اگر جماعت کا ترک ہو تو الزام نہیں مثلاً مال کے تلف ہونے کا خوف یا بال بچوں پر تنہائی میں اندیشہ یا مریض کی گھبراہٹ کے خیال سے جماعت ترک کردے تو الزام نہیں کاروبار میں مشغولیت یہ عذر شرعی نہیں جبکہ مال کے تلف کا اندیشہ نہ ہو، جماعت میں دکان بند کر کے شریک ہونا لازم ہے یونہی بال بچوں کی دیکھ بھال جب تک گھر میں عورتیں نگراں ہوں اور اندیشہ نہ ہو تو یہ عذر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جمعہ وعیدین کے امام کا ماذون بہ اقامت جمعہ وعیدین ہونا شرط ہے فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"ثم لوجوبها شرائط و منها السلطان عادلا کان او جائراً هکذافی التتارخانیه ناقلاعن النصاب أومن امره السلطان وهوا لا میرأو القاضی او الخطباء کذافی العینی شرح

الهداية حتى لا تجوز اقامتها بغير أمر السلطان وامر نائبه كذافي محيط السرخسي"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[فتاوی هنديه جلداول، كتاب الصلوة الباب السادس العشر فی صلوة الجمعة، ص٢٠٦، دارالفكر بيروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۲رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

مسئلہ: ۲۱۵

امام کے ساتھ مسبوق یا مدرک کے ثنا پڑھنے کا حکم!

امام کے سکتات میں ثنا پڑھنا ممنوع ہے! ہر رکعت کے شروع میں تسمیہ پڑھنے کا حکم ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) زید نماز میں اس وقت شریک ہوا جبکہ امام قعدہ اولیٰ یا اخیرہ میں ہے اور زید نے ثنا نہ پڑھی تو اب وہ کب ثنا پڑھے گا اور اگر ثنا نہ پڑھے گا تو نماز ہوگی یا نہیں اور ثنا نماز میں کیا فرض ہے؟

(۲) زید نماز میں اس وقت شریک ہوا جبکہ امام قرأت کر رہا ہے کیا زید امام کے سانس لیتے وقت یعنی ایک سانس پر ثنا کا ایک ٹکڑا دوسری سانس پر دوسرا ٹکڑا اور اسی طرح ثنا پڑھ لے یہ درست ہے؟ تو اس کا ثبوت واضح طور پر بیان فرمائیں۔

مستفتی: فیروز رضا

الجواب

امام کے ساتھ جو رکعتیں پڑھے ان میں ثنا نہ پڑھے امام کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعت میں ثنا اور تعوذ، تسمیہ پڑھے کہ یہ اسکے حق میں پہلی رکعت ہے اور محل قرأت ہے اور تعوذ امام اعظم وامام محمد کے نزدیک تابع قرأت ہے وہی مختار ہے غنیۃ میں ہے: "اما المسبوق فلا ياتى به عند هما الا بعد مفارقة الامام لانه محل قرأته الخ۔"

[غنية المستملى شرح منية المصلى، باب صفة الصلوة، ص٣٠٤، سهيل اكيڈمی لاهور پاكستان]

نیز غنیۃ میں ہے:

"مختار قاضی خان والهداية و شروحها والكافی والاختيار واكثر الكتب هو قولهما انه تبع للقرأة وبه نأخذ"

[غنية المستملی شرح منية المستملی، باب صفة الصلوة، ص،۳۰٤، سهيل اكيڈمی لاهور پاكستان]

اور تسمیہ ہر رکعت کے شروع میں پڑھنے کا حکم ہے:

"ثم بعد التعوذ يسمى أی يقرأ بسم الله الرحمٰن الرحيم فيأتی بها ای بالتسمية فی اول كل ركعة"۔

[غنية المستملی شرح منية المصلی، صفة الصلوة، ص،۳۰٦، سهيل اكيڈمی لاهور پاكستان]

ثناء پڑھنا مسنون ہے بغیر ثناء کے بھی نماز ہو جائے گی مگر بلا ضرورت ترک سنت کی اجازت نہیں عادت ڈالنے سے گنہگار ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم

[الفتاوی الرضويه، جلد سوم، ص ٦١، رضا اكيڈمی، ممبئی]

(۲) ثنا اسی وقت تک پڑھ سکتے ہیں کہ امام قرأت بآواز شروع نہ کرے جب قرأت جہری شروع کردی اب خاموش رہنا اور سننا فرض ہے۔ غنیۃ میں ہے:

"واذا ادرك الشارع الامام وهو يجهر بالقراءة لا يأتی بالثناء بل يستمع و ينصت للآية" ملتقطا۔

[غنية المستملی شرح منية المصلی، باب صفة الصلوة، ص،۳۰٤، سهيل اكيڈمی لاهور پاكستان]

صحیح مذہب میں امام کے سکتات میں ثنا پڑھنا ممنوع ہے۔ غنیّۃ میں ہے:

"الاصح هو القول الاول انه لا يأتی به مطلقا لا طلاق النص"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[غنية المستملی شرح منية المصلی، باب صفة الصلوة، ص،۳۰٤، سهيل اكيڈمی لاهور پاكستان]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ ۲/ شوال المکرّم

مسئلہ: ۲۱٦

بلا وجہ شرعی تکرار جماعت جائز نہیں، وقت وجود وجہ شرعی تکرار جماعت میں حرج نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ھٰذا میں کہ:

ایک عیدگاہ میں دو جماعت ہوسکتی ہیں یا نہیں؟ اگر پہلے غیر مقلدین (وہابی، دیوبندی) عیدین کی نماز پڑھ لیں اور بعد کو اہلسنت و جماعت کی جماعت اسی عیدگاہ میں ہوسکتی ہے یا نہیں شریعت کا کیا حکم ہے؟ خلاصہ تحریر فرمائیں۔

الجواب

بلا وجہ شرعی دو جماعتیں جائز نہیں درمختار میں ہے:

"ویکرہ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلۃ باذان و اقامۃ۔ الخ"

[درمختار جلد ۲، کتاب الصلوۃ باب الامامۃ، ص ۲۸۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

اور ہندیہ میں ہے: "المسجد اذا کان لہ امام معلوم و جماعۃ معلومۃ فی محلہ فصلی اہلہ فیہ بالجماعۃ لا یباح تکرارھا فیہ باذان ثان"۔

[الفتاوی الھندیۃ، جلد ۱، کتاب الصلوۃ الباب الخامس فی الامامۃ، ص ۱۴۰، دار الفکر بیروت]

اور وجہ شرعی ہو تو جائز اور صورت مسئولہ میں بلاشبہ دوسری جماعت ضرور بلکہ اولیٰ ہے۔

[الفتاوی الرضویۃ، جلد سوم، ص ۳۷۵، رضا اکیڈمی، ممبئی]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۶/ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ: ۲۱۷

نسبندی کرانا ناجائز و حرام! صف اول میں کھڑے ہونے سے کسی کو ممانعت نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

جس شخص نے رضامندی سے نسبندی کرائی اور وہ نماز میں بیچ صف میں کھڑا ہو تو صف والوں کی نماز میں کوئی کراہت ہوتی ہے یا نہیں؟ اور جسکی زبردستی نسبندی کی گئی ہو تو اس کا کیا حکم ہے۔

المستفتی: محمود عالم موضع پدارتھ پور ضلع بریلی شریف

الجواب

نسبندی خوشی سے کرانے والا گنہگار ہے توبہ کرے اسلئے کہ اس میں اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدلنا

ہے اور قرآن وحدیث کی نص سے یہ ناجائز وحرام ہے قرآن عظیم میں اللہ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ۔

[سورۃ النساء، آیت۔۱۱۹]

یعنی شیطان بولا میں ان کو بہکاؤں گا تو وہ اللہ کی پیدا کردہ چیزوں کو بدلیں گے اسی کے تحت تفسیر صاوی میں ہے: ''من ذلك تغيير الجسم''

[حاشية الصاوی علی تفسير الجلالين جلد۱، ص،۳۲۹، دارالكتب العلمية بيروت]

اور اسی میں سے جسم کی تغییر ہے۔ اور تفسیر کبیر میں ہے:

''ان معنى تغيير خلق الله ههنا هوا لاخصاء'' الخ۔

[تفسير كبير جلد ۱۱، تحت سورۂ نساء آیت ۱۱۹، ص،۳۹، دارالكتب العلمية بيروت]

یعنی اس آیت میں تغییر خلق کا معنی خصی کرنا وغیرہ ہے نیز مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ''ليس منا من خصىٰ ولا اختصى''

[مشكوة شريف ،باب المساجد، الفصل الثانی ،۶۹، مجلس بركات مباركپور]

یعنی جس نے دوسرے انسان کو خصی کیا یا خود خصی ہوا وہ ہم میں سے نہیں۔ اور جس نے مجبوراً کرائی اس پر الزام نہیں۔ صف اول میں کھڑے ہونے سے کسی کو ممانعت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۲۱۸

امام تراویح کو نائب امام کی حیثیت سے رکھ کر اجرت دینا کیسا؟
بوجہ گرمی سطح مسجد اور فنائے مسجد پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی!
چین والی گھڑی کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید ایک حافظ قرآن ہے جو تراویح پڑھاتا ہے تراویح کی اجرت لینا دینا شرعاً ناجائز ہے اس لئے اب اسے نائب پیش امام مقرر کیا گیا ہے اور اسکی اجرت مقرر کردی گئی ہے اور کہہ دیا گیا ہے کہ ہم یہ

اجرت صرف نائب پیش امام کے لحاظ سے ادا کریں گے امامت تراویح کا کوئی معاوضہ نہ دیا جائے گا آیا یہ صورت جائز ہے؟ اگر جائز نہیں ہے تو کس طرح جائز ہو سکتی ہے جواب عنایت فرمائیں۔

دیگر عرض یہ ہے کہ مسجد کی چھت پر گرمی کی بنا پر جماعت قائم کرنا فتاویٰ رضویہ سوم عالمگیری میں مکروہ لکھا ہے آیا یہاں کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی؟ فرض جماعت کیلئے یہ حکم ہے یا ہر جماعت کیلئے؟ نماز پڑھنا حوض وغیرہ فصیل میں بھی چھت کا ہی حکم رہے گا؟ چین والی گھڑی سے نماز مکروہ تحریمی ہونے پر کیا دلیل ہے؟

مستفتی: ولی محمد رضوی

خطیب مسجد، مقام و پوسٹ باسنی ضلع ناگور راجستھان

الجواب

یہ صورت جائز ہے۔ بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۱۷۱، رضا اکیڈمی ممبئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور کراہت سے مراد کراہت تحریمی، جیسا کہ عالمگیریہ کے جزئیہ منقولہ سے صاف ظاہر ہے اور ہر جماعت کا اور منفرد کی نماز کا حکم یکساں ہے۔ مسجد کی چھت پر اجازت نہیں مگر اس صورت میں جبکہ مصلی زیادہ ہوں اور نیچے نہ سمائیں تو باقی ماندہ اوپر چڑھ سکتے ہیں فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۵۷۵ رضا اکیڈمی ممبئی۔ اور عالمگیریہ میں ہے:

الصعود علی سطح کل مسجد مکروہ و لهذا اذا اشتد الحریکره ان یصلوا بالجماعة فوقه الااذا ضاق المسجد فحینئذ لایکره الصعود علی سطحه لضرورة كذا فی الغرائب۔

[فتاویٰ هندیه، ج۵،ص ۳۷۲، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد، دار الفکر بیروت]

اور حوض وغیرہ فنائے مسجد کے اوپر بھی اجازت نہ ہوگی کہ فنائے مسجد کا حکم بھی حکم مسجد رکھتا ہے۔

ہندیہ میں ہے: والفناء تبع المسجد فیکون حکمه حکم المسجد كذا فی محیط السرخسی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[فتاویٰ هندیه، ج۲،ص۴۱۳، کتاب الوقف، فصل ثانی، الباب الحادی عشر فی المسجد، دار الفکر بیروت]

چین کی کراہت تحریمی ہے۔احکام شریعت،فتاویٰ رضویہ اور شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر ص ۱۶۹ میں ہے:

والجمهور من المتأخرين جوزوا تعليم القرآن بالاجرة۔

[شرح الفقه الاكبر،ص۲۰۷،مكتبة تهانوى]

میں منصوص ہے ملاحظہ ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۵؍رمضان ۱۴۰۶ھ

مسئلہ: ۲۱۹

صاحب ترتیب کا وقتیہ نماز پڑھنا فائتہ کے یاد ہوتے ہوئے کیسا؟
اوقات مکروہہ کے علاوہ تمام اوقات میں قضا نماز پڑھنا درست ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
زید عصر کے وقت مسجد میں پہنچا۔اس وقت جماعت کھڑی ہوگئی تھی مگر زید نے نماز ظہر ادا نہیں کی ہے اب جواب طلب امر یہ ہے کہ موصوف جماعت میں شامل ہو جائے یا قضا ادا کرنے کے بعد جماعت میں شامل ہو جماعت میں شامل ہونے کے بعد فوراً ظہر پڑھے یا بعد میں۔

عصر کی نماز کے بعد کیا قضائے عمری پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب

اگر وہ صاحب ترتیب ہے یعنی اسکی چھ یا زائد نمازیں لگاتار قضا نہ ہوئیں تو اسے لازم ہے کہ پہلے اپنی قضا پڑھے کہ صاحب ترتیب کی وقتیہ جبکہ فائتہ یاد ہو اور وقت میں گنجائش ہو،ادائے وقتیہ صحیح نہیں کما فی عامۃ الاسفار۔فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وان كانت المتروكة اكثر من واحدة والوقت يسع فيه بعضها مع الوقتية لا تجوز الوقتية مالم يقض ذلك البعض۔

[فتاوىٰ هنديه،ج۱،ص۱۸۲،كتاب الصلوٰة،الباب الحادى عشر فى قضاء الفوائت،دارالفكر بيروت]

اور اگر وہ صاحب ترتیب نہیں تو جماعت میں شامل ہو جائے پھر اپنی قضا پڑھے مگر مسجد میں قضا نہ

پڑھے کہ گناہ کا اظہار ہے یا گناہ کی تہمت متوجہ ہوگی اور ان دونوں سے بچنا لازم ہے۔ پڑھ سکتے ہیں مگر غیر وقت مکروہ میں۔

ثم ليس للقضاء وقت معين بل جميع اوقات العمر وقت له الاثلاثة وقت طلوع الشمس ووقت الزوال ووقت الغروب فانه لا تجوز الصلاة فى هذه الاوقات كذا فى البحر الرائق۔[فتاویٰ هندیه، ج۱، ص ۱۸۰، کتاب الصلوٰۃ، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، دارالفکر بیروت]

اور درمختار میں ہے:

وجميع اوقات العمر وقت القضاء الا الثلاثة المنهية كما مر)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[در مختار، ج۲، ص ۵۲٤، کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت، دار الکتب العلمیه بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۲۲۰

عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی!
عورت مشتہاۃ کا جماعت نماز میں مرد کے پہلو یا آگے کھڑے ہونے کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

عورتوں کی جماعت درست ہے کہ نہیں اگر مرد امامت کرے تو اس کے پیچھے کوئی مرد اور اس کے پہلو میں اسکی اہلیہ یا کوئی عورت کھڑی ہوسکتی ہے کہ نہیں؟ اگر اس طرح نماز پڑھی تو نماز ہوئی یا نہیں؟ اگر کئی ماہ سے اس طرح نماز لاعلمی کی حالت میں پڑھی تو کیا کرے بینوا توجروا۔

مستفتی: محمد راشد خاں معرفت مرحوم محمد یعقوب خاں ریٹائر ریلوے اسٹیشن ماسٹر
محلہ مرزاپور لائن پار ضلع نوادہ (بہار)

الجواب

مکروہ تحریمی ہے۔ مراقی الفلاح میں ہے:

وكره جماعة النساء بواحدة منهن۔ سيدعن الدرر

[مراقی الفلاح علی نور الایضاح، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی الاحق بالامامة، ص ۱۱۳، المکتبة الاسعدی]

طحطاوی میں ہے:

"قوله وكره وهوايضا مكروه فى حقهن سيد عن الدر"

[حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الصلوٰة فصل فى بيان الاحق بالامامة،ص ٣٠٤،دار الكتب العلميه بيروت]

اور عورت مشتہاۃ کا مرد کے پہلو میں یا آگے بلا فصل کھڑا ہونا مفسد نماز ہے بشرطیکہ امام نے اس کی امامت کی نیت کی ہو اور امام یا مقتدی نے اسے پیچھے ہٹنے کا اشارہ نہ کیا ہو، اور اگر پہلو میں کھڑی ہوئی مگر درمیان میں حائل یا ایک آدمی کی جگہ خالی ہے یا امام نے اسکی نیت نہ کی یا اسے پیچھے ہٹنے کا اشارہ امام خواہ مقتدی نے کیا اور وہ نہ ہٹی تو نماز اسی عورت کی فاسد ہوگی مردوں کی نماز ہو جائے گی۔ مراقی الفلاح میں ہے:

(ومحاذاةالمشتهاة)ولو محرما له اوزوجة اشتهيت ولو ما ضيا كعجوز شوهاء فى صلاة مطلقة مشتركة تحريمة بلا حائل قدر زراع اوفرجه تسع رجلا ولم يشر اليها لتتأخر عنه فان لم تتأخرباشارته فسدت صلاتها لا صلاته وتاسع شروط المحاذاة المفسدة ان يكون الامام قدنوى امامتها۔

[مراقى الفلاح على نور الايضاح، كتاب الصلوٰة،باب مايفسد الصلوٰة،ص ٠ ج١٢،المكتبة الاسعدى]

طحطاوی میں ہے:

"والتفسير الصحيح لها مافى المجتبى وهوان تقوم المرأة بجنب الرجل اوقدامه من غير حائل وفى الدر المعتبر المحاذاة بعضو واحد"الخ۔

[طحطاوى على المراقى،ص٣٢٩، كتاب الصلوٰة،باب ما يفسد الصلوٰة،دار الكتب العلميه بيروت]

لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر مرد نے عورت کی امامت کی نیت کی اور وہ اس کے پہلو میں بلا حائل و بے فصل متصل کھڑی ہوئی اور اس نے ہٹنے کا اشارہ نہ کیا تو دونوں کی نماز فاسد ہوئی اعادہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۲۱ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: ۲۲۱

بلاضرورت دو جماعت کرنے کی اجازت نہیں! کثرت جماعت کے باعث ترتیب صفوف کا طریقہ! وقت ضرورت جماعت ثانیہ کو نماز امام ماذون بہ اقامت جمعہ وعیدین پڑھائے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک ہی مسجد میں دوبارہ نماز جمعہ وعیدین ہوسکتی ہے؟ جبکہ جماعت کثیر ہو اور مسجد سے باہر بارش ودھوپ کی شدت کی وجہ سے صف کا انتظام کرنا دشوار ہو، ایک عالم نے فرمایا کہ ایک مسجد میں دوبارہ نماز جمعہ ہوسکتی ہے جبکہ امام محراب میں کھڑا نہ ہو اور اذان نہ کہی جائے حوالہ میں بہار شریعت حصہ سوم ص ۱۳۰ کی درج ذیل عبارت کو پیش کرتے ہیں۔ اگر بے اذان جماعت ثانیہ ہوئی تو حرج نہیں جبکہ محراب سے ہٹ کر ہو اور اسی کی روشنی میں جمعۃ الوداع کی نماز دوبارہ ہوئی عالم مذکور سے جب ایک صاحب نے دریافت کیا اور بتایا کہ بہار شریعت کی اس عبارت پر نماز جمعہ کو قیاس کرنا درست نہیں ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے یہاں کے حالات کے پیش نظر ایسا کیا اگر دوبارہ جماعت کی اجازت نہ دی جاتی تو فساد ہوجاتا۔ اس لئے لڑائی جھگڑا سے بچنے کیلئے میں نے ایسا کیا جبکہ اسی مسجد کے انتظامیہ کمیٹی کے صدر و سکریٹری نے بتایا کہ فتنہ وفساد کا کوئی اندیشہ نہیں تھا ہم نے ان سے مشورہ لیا اور انہوں نے جواز کی صورت پیش کی اور حوالہ بھی دکھایا لہٰذا ہم لوگوں نے دوسری جماعت کا اعلان کیا۔ کیا عالم مذکور کا یہ فعل درست تھا؟ اگر نہیں تو جب لوگوں نے دوبارہ نماز جمعہ ادا کی ان کی نماز کا کیا ہوگا؟

مستفتی: محمد انیس الرحمٰن

معرفت نورانی بک ڈپو ای ۴ اڈی مارکیٹ بردوان بنگال

الجواب

بلاضرورت دو جماعت کرنے کی اجازت نہیں۔ درمختار میں ہے:

ویکرہ تکرار الجماعۃ الخ

[درمختار، ج ۲، ۲۸۸، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت]

جماعت کثیر ہو تو قریب قریب صفیں بنائیں اور ایک دوسرے کی پشت پر سجدہ کرلیں پھر بھی اگر کچھ لوگ بچے رہیں تو دوبارہ نماز عید صحیح ہوگی بہ شرطیکہ امام ماذون بہ اقامت جمعہ وعید نماز پڑھائے بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۸۰۳ رضا اکیڈمی ممبئی۔ عالم کو اگر صحیح اندیشہ فتنہ کا تھا تو ان پر الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۰ / شوال ۱۳۹۸ھ

مسئلہ: ۲۲۲

حقیقتاً جماعت جماعت اولیٰ ہی ہے، بلا عذر شرعی اس کا ترک وعید شدید کا باعث وگناہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

ایک شخص نے عید کے روز جماعت اولیٰ کے وقت اعلان کیا کہ عید کی دوسری جماعت بھی ہوگی کیونکہ وہ ایک امام سے کہہ چکے تھے کہ ہم دوسری جماعت کریں گے اگرچہ پانچ ہی آدمی کیوں نہ ہوں جماعت اولیٰ میں تقریباً چار سو آدمی شامل ہوئے اور اس نے دوسری جماعت قائم کی اس میں تقریباً پینتس آدمی شامل ہوئے وہ بھی اس طرح ہوئے کہ ان میں کچھ وہ تھے جو پہلی جماعت میں نماز پڑھ چکے تھے وہ اس لئے شریک ہوئے کہ جماعت ثانیہ کے امام نے لوگوں کو یہ بھی بتایا تھا جو دوبارہ جماعت میں شریک ہوگا اسے دو رکعت نماز نفل کا ثواب ملے گا، جس امام نے جماعت اولیٰ پڑھائی اسی نے تراویح بھی پڑھائی تھی اور یہ امام سنی صحیح العقیدہ باشرع ہے اور جو لوگ جماعت ثانیہ میں شریک ہوئے وہ جماعت اولیٰ کے امام کے پیچھے اپنی نماز صحیح وجائز جانتے ہیں اور برابر اسکے پیچھے پڑھتے ہیں لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ عید کی نماز ایک ہی مسجد یا عیدگاہ میں دو مرتبہ ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اور جو اوپر لکھا ہے اسکے مطابق کرنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے اور نماز عید کی دوسری جماعت جس امام نے پڑھائی وہ جمعہ کی نماز میں بھی شامل تھا لیکن خطبہ سن کر مسجد سے چلا گیا اس پر لوگوں کا اعتراض ہے کہ وہ خطبہ کے بعد گئے انہوں نے ناجائز کیا جبکہ امام جمعہ خطبہ وغیرہ صحیح پڑھتا ہے لہٰذا ایسے شخص کیلئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ مطلع

فرمائیں لوگوں کا کہنا ہے کہ بارش کی وجہ سے بہت سی جگہ دوسری جماعت ہوئی ہے لہٰذا کوئی حرج نہیں ہے لہٰذا مہربانی کرکے جواب مفصل سے آگاہ فرمائیں عین نوازش ہوگی؟

مستفتی: شمشاد احمد

موضع پدارتھ پور تحصیل ضلع بریلی شریف

الجواب

جماعت جماعت اولیٰ ہی ہے اسی کی شرع مطہرہ نے تاکید فرمائی ہے اور بلا عذر اسکے ترک پر وعید شدید حدیث میں آئی ہے بے عذر شرعی جماعت اولیٰ چھوڑنا ناجائز و گناہ ہے اور اس پر اصرار گناہ در گناہ۔

[الفتاوی الرضویة، ج سوم، ص ۳۵٤، مطبع رضا اکیڈمی ممبئی]

جس نے بے وجہ جماعت ثانیہ کی ضد کی گناہ گار ہے توبہ کرے اور اسکے ہم نوا بھی توبہ کریں پھر اگر عید کی دوسری جماعت امام ماذون نے پڑھائی تو عید کی نماز ہوگئی ورنہ عید کی نماز ہی صحیح نہ ہوئی اور دہرا گناہ ہوا وہ امام جس نے بے وجہ شرعی امام لائق امامت کی اقتداء چھوڑی اور مسجد سے خروج کیا گناہگار ہے توبہ کرے ورنہ امامت کے لائق نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"ویشترط للعید ما یشترط للجمعة الاالخطبة کذا فی الخلاصة الخ"

[الفتاوی الهندیة، جلد اول، کتاب الصلوة الباب السابع العشر فی صلوة العیدین، ص ۲۱۱، دارالفکر بیروت]

اور اسی میں ہے:

"ولادائها شرائط فی غیر المصلی ومنهاالسلطان او من أمره السلطان وهوالامیر اوالقاضی اوالخطباء کذا فی العینی شرح الهدایة"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الفتاوی الهندیة جلداول، کتاب الصلوة الباب السادس عشر فی صلوة الجمعة، ص ۲۰٦/۲۰۵، دارالفکر بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ : ۲۲۳

تراویح سنت مؤکدہ، جماعت تراویح سنت مؤکدہ علی وجہ الکنایہ ہے! عند الاحناف رکعات تراویح بیس ہیں! بلاعذر شرعی ترک تراویح ترک سنت ہے جوموجب ملامت ہے! ثبوت جماعت تراویح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) رمضان المبارک میں تراویح کی نماز باجماعت ہوتی ہے جبکہ تراویح فرض نہیں ہے اور امام صرف فرض ہی پڑھاتا ہے تو تراویح امام کیوں پڑھاتا ہے؟

(۲) کیا تراویح نہ پڑھنے سے روزہ نہیں ہوتا؟

(۳) کیا حضور سرکار دوعالم نے بھی تراویح پڑھی ہے اور باجماعت پڑھی؟

(۴) تراویح کیلئے بیس رکعت لازم ہیں۔کم زیادہ نہیں ہوسکتیں؟

(۵) تراویح الگ بھی پڑھ سکتا ہے؟

ان ۵رسوالوں کے جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

مستفتی: محمد مصطفیٰ علی خاں رضوی
حاجی منزل پیروں کا چوک امام باڑہ اجمیر شریف

الجواب

تراویح سنت مؤکدہ ہے اور اس میں جماعت سنت مؤکدہ علی وجہ الکفایہ ہے لہٰذا اگر محلّہ کے کچھ لوگوں نے تراویح باجماعت ادا کی تو سب بری الذمہ ہوگئے ورنہ سب بوجہ ترک گنہگار ہوں گے یہی وجہ ہے کہ امام تراویح پڑھاتا ہے اور تراویح کی رکعتیں بیس ہیں اسی پر حنفیہ کا عمل ہے۔اور ہم بفضلہ تعالیٰ حنفی ہیں ہم پر اپنے مذہب کے مطابق عمل کرنا لازم ہے اور تراویح پر روزہ کی صحت موقوف نہیں، مگر بے عذر تراویح کا چھوڑنا ترک سنت ہے جو موجب ملامت ہے اور اس کی عادت گناہ ہے اور سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے تراویح پڑھی ہے مگر جماعت سے پڑھنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے اور ان کا عمل ہمارے لئے حجت ہے کہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے خلفا راشدین کی سنت پر عمل کرنے کا حکم

امت کو دیا ہے درمختار میں ہے:

"التراویح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء والجماعةفيهاسنة على الكفاية فى الاصح فلو تركها اهل مسجدأثمواوهى عشرون ركعة"

[درمختار جلد دوم، کتاب الصلوة باب الوتر والنوافل، ص ٤٩٣، تا ٤٩٥، دارالكتب العلمية بيروت]

ردالمحتار میں ہے:

"وهل المراد انهاسنة كفاية لاهل كل مسجد من البلدةاو مسجد واحد منها اومن المحلة ظاهر كلام الشارح الاول واستظهر والثانى ويظهرلى الثالث لقول المنية حتى لو ترك اهل محلة كلهم الجماعة فقدتركواالسنة"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[ردالمحتار جلد دوم، کتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ص، ٤٩٥، دارالكتب العلمية بيروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۴؍شوال ۱۴۱۲ھ

مسئلہ: ۲۲٤

عندالاحناف جمعہ وعیدین دیہات میں درست نہیں! اہل دیہات پر روزِ جمعہ ظہر فرض ہے! جہاں جمعہ پہلے سے ہوتا ہو وہاں انہیں روکا نہ جائے! دیہات میں روزِ جمعہ ظہر، ظہر احتیاطی نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ:

ضلع مظفر پور کے دیہات کی مساجد میں یہاں کے مسلمان عرصۂ دراز سے جمعہ کی نماز ۵۰؍۶۰؍آدمیوں کی جماعت کے ساتھ ادا کرتے آ رہے ہیں اور کبھی کبھی سو، سوا سو سے بھی زیادہ کی جماعت ہو جایا کرتی ہے اور ان میں ۷۵ فی صد مسلمان ایسے ہوتے ہیں جو ہفتہ میں ایک مرتبہ جمعہ کی ہی نماز پڑھنے کیلئے خانۂ خدا میں حاضر ہوتے ہیں اور مسئلہ یہ ہے کہ دیہات میں جمعہ کی نماز نہیں لہذا ایسے مسئلہ کو عام کرنے پر حالت یہ ہوگی کہ جو مسلمان ہفتہ میں ایک بار جمعہ کی نماز ادا کرنے کیلئے حاضر ہوتے ہیں وہ بھی بند کر دیں گے کہ جب جمعہ کی نماز دیہات میں نہیں ہے تو کیوں کر جائیں تو اب ایسی صورت

میں دیہات کے مسلمان کیا کریں اس سلسلہ میں سرکار اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول کیا ہے تحریر فرمائیں۔

زید جو کہ عالم دین ہے اس نے اپنے حلقۂ ورد میں جمعہ کی نماز کے فوراً بعد باجماعت اقامت کہہ کر ظہر احتیاطی پڑھنے کا حکم دیا ہے اور چند سال سے اس پر عمل بھی ہو رہا ہے تو کیا ایسا کرنا درست ہے اگر درست ہے تو ایسی صورت میں جمعہ کی جو سنتیں ہیں وہ پڑھی جائیں یا ظہر کی جو سنتیں ہیں وہ پڑھی جائیں ایسا مفصل اور مدلل جواب تحریر فرمائیں کہ دیہات میں جمعہ سے متعلق مسائل میں ان کی وضاحت بھی ہو جائے اور دل کو سکون بخش جواب بھی حاصل ہو جائے۔

مستفتی: نذیر احمد رضوی مظفر پوری

خادم دار العلوم اہلسنت رضائے مصطفیٰ شیرانی پورہ رتلام، ایم پی

الجواب

فی الواقع ہمارے مذہب حنفی میں جمعہ و عیدین دیہات میں درست نہیں۔ ہمارے مذہب میں صحت جمعہ کیلئے شہر یا فنائے شہر شرط ہے اور شہر وہ جگہ ہے جہاں متعدد گلی کوچے دوامی بازار ہوں اور وہ جگہ ضلع یا پرگنہ ہو جس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور ایک خاص شرط یہ کہ وہاں حاکم رہتا ہو جو اپنی شوکت و حشمت سے ظالم سے مظلوم کا انصاف لے سکے، حدیث شریف میں ہے:

"لا جمعة ولا تشريق ولا صلاة فطر ولا أضحىٰ الا في مصر جامع او مدينة عظيمة"۔

[البناية شرح الهداية ،ج،۳ كتاب الصلوة ،باب صلوة الجمعة ،ص ٤٤،دار الكتب العلمية بيروت]

لہٰذا دیہات والوں پر اس دن ظہر فرض ہے جو جمعہ پڑھنے سے ادا نہ ہوگا بلکہ ذمہ پر رہے گا۔ مگر جہاں عوام پہلے سے جمعہ پڑھتے چلے آئے ہوں وہاں مصلحتاً مندرجۂ سوال کے پیش نظر انہیں روکا نہیں جائے۔ عوام جس طرح خدا کا نام لیں غنیمت ہے اور عالم مذکور کا عمل درست ہے مگر دیہات میں ظہر احتیاطی نہیں۔ ظہر احتیاطی خواص کے لئے اس جگہ ہے جہاں کی مصریت میں انہیں شک ہو۔ اور دیہات میں جمعہ نہیں وہاں ظہر فرض ہے لہٰذا دو رکعت قیام جمعہ پڑھ کر چار فرض ظہر کی نیت سے جماعت کے ساتھ

ادا کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
۱۹/ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ

مسئلہ: ۲۲۵

امام کے سلام کے بعد مسبوق اپنی رکعت کو سجدے سے مقید کردیا پھر امام نے سجدہ سہو کیا تو اب مسبوق کیا کرے؟ ترک فرض کی وجہ سے امام نے اعادۂ نماز کیا تو مسبوق بھی امام کی پیروی کرے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) مسبوق امام کے سلام کے بعد اپنی رکعت کو سجدہ سے مقید کردیا اس کے بعد امام کو یاد آیا کہ مجھ پر سجدۂ سہو لازم تھا اور یاد کر کے سجدہ سہو کیا تو مسبوق نے اگر امام کی پیروی کرلی تو اسکی نماز فاسد ہوجائے گی یا نہیں؟

(۲) زید مسبوق ہے اور امام فرض کے چھوٹ جانے کی وجہ سے از سر نو نماز پڑھا تو زید امام کی پیروی کریگا یا نہیں؟ بکر کا کہنا ہے کہ زید امام کی اتباع نہیں کریگا کیونکہ امام عارضہ کی وجہ سے پڑھ رہا ہے۔

الجواب

(۱) صورت مسؤلہ میں مسبوق آخر نماز میں سجدہ سہو کرے کہ جب وہ رکعت کو سجدے سے مقید کرچکا تو اس کا منفرد ہونا مؤکد ہوگیا اور تأکد انفراد اس رکعت کا القاء جائز نہیں مجمع الانہر میں ہے:

"وان سجد قبل سجود امامه لایتابعه لتأكيد انفراده ويسجد فى آخر صلاته لسهو الامام استحسانا لالتزامه ان يفعل مثله، كما فى البرهان"

[مجمع الانہر جلد اول، کتاب الصلوۃ باب سجود السہو، ص ۱۸۹، دار احیاء تراث العربی]

مگر امام کے ساتھ سجدہ سہو کرنے کی صورت میں نماز کا فاسد ہونا نظر سے نہ گذرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) زید امام کی پیروی کرے کہ اس صورت میں نماز نہ ہوئی لہذا اعادۂ فرض، اور جماعت واجب تو اقتدا لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۲۲۶

صفوف کے پُر ہونے کی صورت میں کوئی نمازی آئے تو وہ کیا کرے؟
مقتدی کا امام کو جاہل کہنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:
امام نماز پڑھا رہا ہے اور پیچھے مقتدی کی صف بالکل بھری ہوئی ہے جلدی میں ایک نمازی آیا تو صف کے کدھر سے آدمی کھینچے؟ بیچ میں سے یا ایک طرف سے؟ اگر کنارے سے کھینچ کر بیچ میں لائے تو اس کی نماز ہوگی کہ نہیں؟ اگر مقتدی امام سے کہے کہ تو کچھ بھی نہیں جانتا ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ جواب با صواب سے مطلع فرمائیں۔

مستفتی: محمد نجم الدین، محلہ انگلش گنج بریلی شریف

الجواب

آج کل عوام مسئلہ سے بے خبر ہیں۔ اس لیے حکم یہ ہے کہ کنارے ہوکر آدمی کی پشت پر ہاتھ رکھ دے وہ اگر مسئلہ سے واقف ہوگا تو کچھ توقف کر کے اپنی جگہ سے کھنچ آئے گا ورنہ یہ نیت باندھ لے اب کراہت نہ ہوگی۔ فتاویٰ رضویہ جلد۳ص۳۹۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم

امام سے بلا وجہ ایسا جملہ کہنا ناجائز اور باعث ایذا ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

”من اذیٰ مسلماً فقد اذانی و من اذانی فقد اذی الله“

[کنز العمال، ج١٦، ص ٥، حدیث-٤٣٦٩٦، دار الکتب العلمية بيروت]

یعنی جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ لہٰذا اس سے توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۲۲۷

سمجھ والے بچے کو صف سے نکالنا منع ہے! درمیان ستون صف بنانا مکروہ تنزیہی مگر جب جگہ تنگ ہو تو حرج نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

(۱) ایک لڑکا نو یا دس سال کا ہوگا اور وہ نماز پڑھتا ہے، اب جب جماعت ہوتی ہے اس وقت اس کو پہلی صف سے نکالا جاتا ہے، یعنی پیچھے کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ تو کیا یہ بات ٹھیک ہے اور اگر ٹھیک ہے تو کیا دلیل ہے؟ اور اگر نہیں تو کیسے؟ اور کتنے سال کا لڑکا جماعت کی پہلی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے؟ برائے مہربانی باتفصیل اور باحوالہ ثابت کیجیے۔

(۲) ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ مسجد کے بیچ میں اکثر تھام ہوتے ہیں، اور تھام کے بیچ بیچ میں جگہ رہتی ہے تو ان جگہوں میں نماز کی صف باندھنا منع ہے۔ کیا یہ بات ٹھیک ہے؟ حوالہ دیجیے۔

الجواب

(۱) سمجھ والے بچے کو صف سے نکالنا منع ہے عوام اکثر اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ لہٰذا احتراز چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ستون کے درمیان صف بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ بے عذر ایسی جگہ کھڑا ہونا نہ چاہیے جہاں کسی حال سے قطع صف ہو۔ عالمگیری میں ہے:

ینبغی للقوم اذا قاموا الی الصلوٰۃ ان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا بین مناکبھم فی الصفوف۔

[الفتاوی الھندیۃ، ج۱، ص۱۴۶، کتاب الصلوٰۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، الفصل الخامس فی بیان مقام الامام والمأموم، دار الکتب العلمیہ بیروت]

مگر جب تنگ ہو تو کراہت تنزیہی بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ القوی

مسئلہ: ۲۲۸

مسجد میں جگہ متعین کرنا ممنوع! کسی کو اس کی نشست سے ہٹانا ظلم وایذا وگناہ ہے! ممنوعات پر اعانت کرنے والا لائق امامت نہیں!

اس قصبہ میں ایک شخص ہے جو صاحب مال ہے اس کا لڑکا مسجد کی کمیٹی کا سکریٹری ہے اس وجہ سے اور صاحب مال ہونے کی وجہ سے وہ مسجد میں اپنی حکومت چلاتا ہے اور مسجد کا پیش امام جو مولوی ہے

اس کے کہنے کے مطابق چلتا ہے اور مسجد میں پہلی صف میں مؤذن کے بازو میں نماز پڑھنے کی ہی ضد رکھتا ہے اگر اس کے پہلے کوئی آ کر اس جگہ پر بیٹھ جائے تو اسے ہٹا دیتا ہے جمعہ میں بھی دیری سے آتا ہے تو موذن اس کیلئے جگہ گھیر کر تولیہ بچھا دیتا ہے اگر کوئی بیٹھ گیا تو اسے ہٹایا جاتا ہے اور اس میں پیش امام صاحب کا بھی پورا پورا اس کا ساتھ ہے اس گاؤں میں یوپی۔اجین۔راجستھان علاقوں کے کچھ مسلم لوگ بستے ہیں جو اپنا کاروبار کرتے ہیں انہیں کہا جاتا ہے تم لوگ باہر کے ہو اس لئے تمہیں آگے کی صف میں کہیں نہیں بیٹھنا چاہیئے یہ یہاں والوں کا حق ہے تم لوگ باہر کے لوگ ہو اس وجہ سے پیچھے کی صف میں نماز پڑھا کرو کیونکہ تم لوگ آگے کی صف میں کھڑے ہوتے ہو تو ہماری نماز نہیں ہوتی اس میں یہاں کے پیش امام کا پورا پورا اس کا ساتھ ہے۔اگر کوئی اس سے جواب طلب کرتا یا اس سے الجھتا ہے تو یہ لوگ اس سے سلام کلام بھی بند کر دیتے ہیں امام بھی اس کے کہنے پر سلام کا جواب تک نہیں دیتا ہے اس لئے اس حقیقت کا ہمارے علمائے دین کا کیا فیصلہ ہے اور ہمارے لئے حکم کیا ہے؟ ایسے خصومت خور اور اِدھر کی اُدھر لگانے والے امام کیلئے ہمارے علمائے دین کیا فیصلہ دیتے ہیں کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ کیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے ہمارے علمائے دین کیا فرماتے ہیں؟

الجواب

مسجد میں کوئی جگہ متعین کرنا ممنوع ہے بلکہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے اور بلا وجہ شرعی کسی کو اسکی نشست سے ہٹانا ظلم وایذا وگناہ ہے جس میں امام کو ساتھ دینا حرام وگناہ اور ایسا امام جو ممنوعات میں ممدو معاون ہو لائق امامت نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

شب ۲۶/جمادی الآخرہ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب۔واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ: ۲۲۹

ایک مسجد میں دو جماعتوں کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک مسجد میں دو جماعتیں ہوسکتی ہیں یا نہیں؟

مستفتی: محمد سلطان خادم مدرسہ نورالانوار شہر پونچھ

الجواب

ہوسکتی ہے مگر بغیر اذان کے اور ہیئت بدل کر جماعت کی جائے یہ حکم جب ہے کہ امام سنی صحیح العقیدہ نے مسجد محلہ میں وقت مقررہ پر بہ اذان اقامت جماعت اولیٰ کی ہو، اسٹیشن کی مسجد جہاں مختلف جماعتیں آتی ہیں اور نماز پڑھ کر جاتی ہیں وہاں بہ نیت جماعت اولیٰ جماعت قائم ہوگی اسی طرح جبکہ جماعت اولیٰ کے امام میں شرعی نقص مانع امامت ہو یا وقت مقررہ سے پہلے اہل محلہ نے نماز پڑھ لی ہو یا اذان آہستہ دی گئی ہو تو یہی حکم ہے تفصیل کیلئے رسالہ مبارکہ "القطوف الدانية لمن احسن الجماعة الثانية" [الفتاوى الرضوية- ج۳، مطبوعه رضا اكيڈمی، ممبئی] مصنفہ سیدنا حضور اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ دیکھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئله: ۲۳۰

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ناجائز و ممنوع ہے!

عالی جناب مفتی و عالم صاحب! السلام علیکم

ناچیز آپ کی خدمت اقدس میں مسئلہ روانہ کر رہا ہے برائے کرم آپ شرعی طور پر جواب دیکر کارکنان کو شکریہ کا موقع دیں۔

مسئلہ ۱:- مسجد میں اکثر بڑی جماعت مثلاً جمعہ اور عیدین کی نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہوتا ہے کیونکہ لاؤڈ اسپیکر نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ تر لوگ ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ برائے کرم مطلع کریں کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر اسپیکر کے سلسلے میں یہ ڈر ہو کہ یہ ایک مشین ہے کسی وقت بھی خراب ہوسکتی ہے تو کیا ایسا نہیں کیا جاسکتا کہ بڑی جماعت کیلئے لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ مکبر کا بھی انتظام ہوتا کہ اگر مشین خراب ہو بھی جائے تو نماز میں کوئی گڑبڑی کا خدشہ نہ ہو۔ آپ برائے مہربانی اس مسئلے کا موثر جواب دیں کہ آپس کے اختلافات ختم ہو جائیں۔ فقط والسلام

مستفتی: سکریٹری مسجد ھذا

الجواب

لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں ناجائز و ممنوع ہے اسکی اجازت کسی طرح نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ: ۲۳۱

نسبندی کیا ہوا شخص اگلی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے؟ امام کو لقمہ دے سکتا ہے؟
بلا ضرورت لقمہ دینا لینا مفسد نماز ہے!

(۱) نسبندی کیا ہوا شخص امام کے پیچھے اگلی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) امام کو لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں اور اسکی گواہی شہادت شرعیہ ہوگی یا نہیں؟

مندرجہ ذیل سوالات کا جواب قرآن و حدیث اور فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں فقط۔

مستفتی: جمیل احمد متعلم مدرسہ حنفیہ غوثیہ کانپور

الجواب

(۱) کھڑا ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) لقمہ کی ضرورت ہو تو لقمہ دے اور اس کا ایسا لقمہ لینے سے نماز فاسد نہ ہوگی اور بے ضرورت لقمہ دینا ہر شخص کے حق میں مفسد نماز ہے اور امام اگر بے ضرورت لقمہ لے گا تو کسی کی نماز نہ ہوگی اور ایسے سوالات کا منشا عوام کا یہ خیال ہے کہ نسبندی کرانے والا معاذ اللہ مرد نہیں ہوتا یہ خیال غلط ہے نسبندی کرانا حرام ہے مگر اس کا مرتکب عورت یا خنثیٰ نہیں ہو جاتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲۰/ جمادی الآخر ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: ۲۳۲

اگر دوران قرأت امام بھول جائے تو مقتدی کا لقمہ دینا درست ہے!
داڑھی منڈانے والا لائق امامت نہیں!

(۱) اگر امام نماز پڑھا رہا ہے اور قرأت بھول گیا اور اگر مقتدی کو وہ آیت یاد ہے تو کیا امام کو لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اگر مسجد میں امام نہیں ہے اور جماعت کا ٹائم ہوگیا ہے یا امام کہیں گیا ہے وہاں نماز پڑھانے والا کوئی نہیں ہے اور ایک قرآن پاک پڑھا ہے لیکن اسکی نماز ایک وقت پہلے قضا ہوچکی ہے اور داڑھی منڈا ہے کیا نماز پڑھا سکتا ہے؟

مستفتی: عبدالحمدی عزیز گنج، آزاد مارکیٹ دلی

الجواب

(۱) ہاں دوران قرأت لقمہ دے سکتا ہے۔ وھوتعالیٰ اعلم

(۲) داڑھی منڈانے والا لائق امامت نہیں۔ وھوتعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۱۱ر ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

مسئلہ: ۲۳۳

بدمذہبوں کا لقمہ دینا مفسد نماز ہے! اگر امام نے سہواً قعدہ اخیرہ نہ کیا، قیام یا حد قیام کو پہنچ گیا تو کیا کرے؟

(۱) بریلی شریف کی عیدگاہ میں نماز کتنے بجے ہوگی۔

(۲) کیا نماز میں غیر مقلد، وہابی، دیوبندی، قادیانی وغیرہ فرض یا تراویح میں امام کو لقمہ دے سکتا ہے؟

(۳) نماز میں قعدہ اخیرہ نہیں کیا تھا قیام کرلیا یا قیام کی حد تک پہنچ گیا تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر نہیں ٹھہرا یاد آتے ہی یا لقمہ ملتے ہی قعدہ کو پلٹ آیا سجدہ سہو کرنا چاہیئے یا نہیں؟

مستفتی: سمیع احمد پیش امام جامع مسجد گوشل بازار مین پوری

الجواب

(۱) ساڑھے دس بجے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نہیں اور اس کا لقمہ لیا تو نماز نہ ہوگی مگر یہ کہ امام بلا تأمل اس پر عمل کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) سجدۂ سہو کرے کہ اتنی دیر تین تسبیح سے زائد کے لئے کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۷ر رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

مسئلہ: ۲۳۴

لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا ممنوع ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

مستفتی: محمد ہاشم نوری رضوی قادری، دبئی

الجواب

منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ: ۲۳۵

تراویح، عاشورہ، استسقیٰ میں سرکار دوعالم ﷺ سے جماعت کرنا ثابت نہیں! عندالاحناف خسوف میں بھی جماعت نہیں! کسوف میں جماعت فرمانا ثابت ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

کیا ہادئ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے نوافل وسنن مثلاً تراویح استسقیٰ، کسوف، وخسوف، عاشورہ، شبینہ وغیرہ باجماعت ادا فرمائی ہیں؟ اور کتنی کتنی رکعت؟

الجواب

تراویح میں سرکار علیہ السلام کا جماعت کرنا ثابت نہیں یونہی عاشورہ وغیرہ میں استسقیٰ میں جماعت ثابت نہیں۔ کسوف میں جماعت فرمانا ثابت ہے اس لئے کسوف میں جماعت مسنون ہے اور خسوف میں ہمارے نزدیک ثابت نہیں لہٰذا تنہا پڑھنے کا حکم ہے۔ مجمع الانہر وملتقی الابہر میں ہے:

”یصلی امام الجمعۃ بالناس عند کسوف الشمس لما روی ان النبی علیہ الصلاۃ والسلام صلی فی کسوف الشمس بالناس ودعا حتی انجلت“

[مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر فی فروع الحنفیۃ، فصل فی صلاۃ الکسوف، ج۱، ص۱۷۵، دار احیاء التراث العربی.]

نیز ملتقی ومجمع میں ہے:

"فان لم يحضر الامام صلوا فى مساجدهم فرادى ركعتين اواربعا كالخسوف كما يصلون فى خسوف القمر فرادى بلا جماعة لتعذر الاجتماع بالليل او لخوف الفتنة وقيل الجماعة جائزة فيه عندنا لكنها ليست بسنة وقال الشافعى تسن الجماعة للخسوف كما فى الكسوف" ملخصاً

[مجمع الانهر فى شرح ملتقى الابحر فى فروع الحنفية، فصل فى صلاة الكسوف، ج۱، ص۱۷٦، دار احياء التراث العربى]

نیز ملتقی الابحر میں ہے:

"لاصلاة بجماعة فى الاستسقاء"

[مجمع الانهر فى شرح ملتقى الابهر فى فروع الحنفية، فصل فى صلاة الكسوف، ج۱، ص۱۷٦، دار احياء التراث العربى]

اس کی شرح مجمع الانہر میں ہے:

"ليس فيه صلوٰة مسنونة فى جماعة عند الامام لانه عليه الصلوٰة والسلام استسقى، ولم يرو عنه الصلوٰة كما فى الهداية"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر، كتاب الصلوٰة، باب الاستسقاء، ج۱، ۱۷۷، داراحياء التراث العربى بيروت]

مسئلہ: ۲۳٦

جماعت میں بلاوجہ تاخیر کرنا جائز نہیں امقتدیوں کا جماعت کے انتظار میں بیٹھے رہنا کب تک درست ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

قصداً جماعت میں تاخیر کرنے کا کیا حکم ہے؟ اسی بنا پر کہ میں نوکر نہیں ہوں جبکہ مسجد کی طرف سے تنخواہ بھی لیتے ہیں اور بار بار قرآن کا حوالہ دے کر یہ کہنا کہ ہمارے اسلاف نے ایسا نہیں کیا، ہمارے اسلاف جب چاہتے تھے جماعت کرتے تھے، مقتدیوں کا بیٹھے رہنا کب تک درست ہے؟ جبکہ انہیں اپنی ضرورت بھی پوری کرنی ہوتی ہے۔ جماعت کے لئے وقت مقرر کرنا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

مستفتی: محمد ہارون دارالعلوم احمدیہ بغدادیہ، بڑی مسجد شطرنجی پورہ، ناگپور-۱۵(ایم۔پی۔)

الجواب

بے وجہ تأخر کرنا جائز نہیں ہے کہ نماز میں تساہل ہے اور یہ منافقوں کے صف میں قال تعالیٰ:

﴿وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى﴾

[سورة النساء-١٤٢]

اور انتظار کی کوئی حد شرعاً مقرر نہیں ہے۔اس باب میں اذان کے بعد جتنی دیر تک انتظار کرتے ہیں اتنے وقفہ سے بہت زیادہ تاخیر کہ مقتدیوں کے لئے دشوار ہو جائیں، نہیں۔اور قلیل تاخر کے لائق احتمال ہو اس میں حرج نہیں اور اس پر اعتراض بھی نہ چاہئے۔جماعت کے لئے وقت مقرر کرنے کے بابت حدیث میری نظر میں نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ: ۲۳۷

غیر متشرع حفاظ سے شبینہ پڑھوانا، ان کی اقتدا کرنا گناہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

عمرو حافظ قاری اور مستند عالم ہے، امام ہے اپنی مسجد میں سالانہ شبینہ کا التزام کرتا ہے اور غیر متشرع حفاظ کو بھی شبینہ میں قرآن پڑھنے کا موقع دیتا ہے تو جو لوگ غیر صالح و نااہل امام کی اقتدا سے اجتناب برتتے ہوئے باوضو بلا نیت اقتدا کئے خاموش بیٹھ کر قرآن سنتے ہوں تو وہ کسی ثواب کے مستحق ہوں گے یا نہیں یا وہ بھی گنہگار ہوں گے؟ نیز عمرو جو متشرع افراد کو فساق کی اقتدا کرنے سے منع نہیں کرتا تو اس پر بھی شرعاً کوئی الزام عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ نیز بشیر کا یہ بھی کہنا ہے کہ جو لوگ بغیر نیت باندھے بیٹھے ہوئے قرآن سنتے ہیں وہ سب منافق ہیں اور یہ علامت نفاق ہے تو کیا بشیر کا یہ قول واقعتاً صحیح و درست ہے؟ اور بکر کا کہنا کہ حافظ امام فاسق معلن ہیں اور یہ نماز نفل با جماعت عظیم کس حد تک درست ہے؟ تو کیا نماز نفل کثیر جماعت کے ساتھ احناف کے نزدیک ادا کی جا سکتی ہے؟ مع حوالۂ کتاب جواب عنایت فرمایا

جائے۔ جبکہ حافظ امام صاحبان اپنی مساجد میں پوری تراویح کر کے آئے ہوں۔
مستفتی: قربان علی رضوی بیسلپوری
مرتب: حافظ عبدالحمید

الجواب

فی الواقع (برتقدیر صدق سوال) عمرو اگر غیر متشرع حفاظ کو بلاتا ہے اور ان کی اقتدا میں نماز پڑھواتا ہے تو سخت گنہگار ہے اور اس پر اپنا اور ان مقتدیوں کے گناہوں کا بار ہے کہ نہ یہ بلاتا اور نہ وہ پڑھتے، اس پر توبہ لازم ہے۔ جو لوگ اقتدا نہیں کرتے سماع قرآن کی غرض سے بیٹھے رہتے ہیں۔ اگر منع کرنے پر قادر نہیں اور نکلنے میں خوف فتنہ ہے تو ان پر الزام نہیں اور انہیں ثواب سماع قرآن ملے گا۔ مگر خاص اس جگہ نہ بیٹھیں بلکہ ہٹ کر گوشے میں بیٹھیں جس نے انہیں منافق کہا اس پر توبہ لازم ہے نفل نماز مذہب حنفی میں تداعی کے ساتھ مکروہ تنزیہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

الجواب صحیح۔ تحسین رضا غفرلہ

مسئلہ: ۲۳۸

دروں کے درمیان صف بندی کرنا قطع صف ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
مسجد میں دروں (پلروں) کے درمیان صف بندی کرنا کیسا ہے جبکہ مسجد میں کافی جگہ خالی ہو۔

الجواب

یہ قطع صف ہے اور قطع صف ممنوع ہے جس پر حدیث میں وعید آئی:

"من قطع صفا قطعه الله"

[المستدرك على الصحيحين، ج ۱، ص ۳۳۳، كتاب الصلوٰة من كتاب الامامة والصلوٰة الجمعة، دارالكتب العلمية بيروت]

جو صف قطع کرے اللہ تعالیٰ اسے منقطع فرماتا ہے لہٰذا اس سے احتراز کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۲۳۹

غیر رمضان میں وتر جماعت نہیں!

بخدمت جناب عالی حضرت علامہ الحاج مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نماز واجب الوتر ہے فقط رمضان ہی میں جماعت سے ادا کرنی چاہئے یا اور موقع پر، جیسے شب معراج، شب برأت وغیرہ میں بھی؟

مستفتی: عبدالحلیم شہسرامی

الجواب

رمضان المبارک کے علاوہ وتر میں جماعت کا معمول نہیں۔ لہٰذا نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۴ر شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: ۲۴۰

بے وجہ شرعی مسجد کی حاضری چھوڑنا سخت گناہ، وبال عظیم کا موجب ہے!
بے وجہ شرعی کسی کو برا کہنا، مارنا سخت گناہ، ظلم وجفا ہے!

علمائے دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ:

زید اور بکر دو شخص نے ایک گاؤں کے امام صاحب کے بارے میں ایک مسئلہ حل کرایا تو اس میں امام صاحب پر اور زید پر توبہ کا حکم آیا تھا جب یہ مسئلہ جمعہ کی نماز میں پیش کیا گیا تو زید نے اور امام صاحب دونوں نے توبہ کرلی مگر بعد نماز جمعہ کچھ لوگوں نے اس بات کو توہین سمجھ کر زید اور بکر کو برا بھلا کہا اور مارنے کو لیا تو زید اور بکر مسجد چھوڑ کر چلے گئے اور اس دن سے زید اور بکر مسجد میں نماز پڑھنے نہیں آتے ہیں اور ان کے سارے گاؤں کے قریب سینکڑوں آدمی نماز پڑھنے مسجد میں نہیں آرہے ہیں حتی کہ نماز جمعہ تک چھوڑ گئے اور کچھ لوگ نماز پڑھنے والے بے نمازی ہوچکے ہیں۔ اب زید اور بکر سے گاؤں کے تمام لوگ خوشامد کر کے کہہ رہے ہیں اور یقین دے رہے ہیں کہ آپ لوگ نماز پڑھنے مسجد میں آؤ مگر وہ لوگ نہیں آرہے ہیں اور نہ ہی گاؤں کے لوگوں کو آنے دے رہے ہیں کیونکہ اگر وہ آجائیں تو سب گاؤں کے لوگ

مسجد میں نماز پڑھنے آسکتے ہیں اور جماعت ترک نہیں کر سکتے۔ فی الواقع زید اور بکر کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور جن لوگوں نے ان کو بُرا کہا ہے، ان کے بارے میں کیا حکم شرع ہے؟ جواب سے آگاہی فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط

آپ کا خادم: محمد رضا خاں، علی گنج

الجواب

فی الواقع اگر زید و بکر بے وجہ شرعی مسجد کی حاضری اور جماعت کو چھوڑے ہوئے ہیں تو سخت گناہ گار مستحق نار ہیں اور لوگوں کو روک کر اور زیادہ وبال شدید و نکال عظیم کے مستوجب ہیں، توبہ کریں اور جماعت کی پابندی کریں اور اگر وجہ شرعی سے ایسا کر رہے ہیں تو اُن پر الزام نہیں اور زید و بکر کو جنہوں نے بے وجہ بُرا کہا اور مارنے کو لیا سخت گناہ گار ظالم جفا کار مستحق عذاب شدید نار ہوئے توبہ کریں اور زید و بکر سے معافی چاہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۳ر ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ-۲۴۱

تنہا عشاء پڑھنے والا جماعت وتر میں شریک نہیں ہوسکتا
جماعت ہر مرد عاقل حر پر واجب ہے!

علمائے کرام کیا فرماتے ہیں کہ:

ایک شخص پیش امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہے مگر ماہ رمضان المبارک میں تراویح کے لئے حافظ رکھا جاتا ہے اس کے پیچھے جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ ایسی حالت میں وتر بھی جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ وتر بھی حافظ جی ہی پڑھاتے ہیں، فرض نماز پیش امام پڑھاتے ہیں۔

الجواب

صورت مسئولہ میں وہ شخص جبکہ فرض عشاء میں شریک نہیں، تنہا پڑھ لیتا ہے، وتر میں شریک نہیں ہوسکتا ہے، جماعت ہر مرد عاقل حر پر واجب ہے، بلا عذر چھوڑنے والا گنہگار اور سخت سزا کا سزاوار ہے۔ شخص مذکورہ اگر بلا عذر شرعی جماعت چھوڑتا ہے تو توبہ کرے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

باب الامامۃ

مسئلہ-۲۴۲

ناف کے نیچے ہاتھ نہ باندھنے کی ضد بے جا تعسف ہے! حکم شرع سن کر ہٹ چھوڑنا لازم! وقت قرأت سر، گردیا بدن ہلانا درست نہیں! مسافر چار رکعتی فرض کو چار رکعت پڑھے تو گنہگار ہوگا! مسافر اگر چار رکعت فرض پڑھائے تو مقتدیوں کی نماز نہ ہوگی! متنفل کے پیچھے مفترض مقتدی کی نماز نہیں ہوگی!

کیا حکم ہے شریعت مقدسہ کا مسائل مندرجہ میں کہ:

(۱) زید اپنے آپ کو حنفی اور مسلک اہل سنت و جماعت کا عالم کہتا ہے اور ایک مسجد کا امام ہے مگر وہ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے نہ باندھ کر یا تو پیٹ پر باندھتا ہے یا ناف پر۔ جب زید سے کہا گیا کہ آپ اس طرح ہاتھ کیوں باندھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: جس کو نماز پڑھنی ہو وہ پڑھے، میں اسی طرح ہاتھ باندھوں گا، کیا پیٹ یا ناف پر ہاتھ باندھنے سے نماز نہیں ہوتی؟ یہ امام مذکور (زید) کے قول ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا کہنا کہاں تک درست ہے؟ اور اگر اُن کا قول غلط ہے تو شریعت مطہرہ کا اُن پر کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

(۲) زید جب جہری نماز میں امامت کرتا ہے تو وقت قرأت سر، گردن اور پورا بدن حرکت کرتا رہتا ہے۔ کیا امام کا یہ فعل درست ہے؟

(۳) زید امامت کی غرض سے آیا عشاء کی نماز میں اُس نے کہا کہ میں ابھی مسافر ہوں، کل چلا جاؤں گا عمرو تم نماز پڑھا دینا مگر عشاء کی نماز خود زید نے ۴/رکعت مکمل پڑھائی۔ پھر پانچ دن تک پڑھانے کے بعد واپس ہو گیا۔ پھر ہفتہ بھر بعد آیا۔ نیز زید نے یہ بھی کہا تھا کہ میں یہاں کا جائزہ لینے آیا ہوں اس لئے میں قصر پڑھوں گا اب کیا حکم ہے؟ زید کے متضاد قول و فعل پر اور جن جن لوگوں نے ان کے

پیچھے نماز پڑھی وہ ہوئی یا نہیں؟ احکام شرع سے آگاہ فرمائیں۔

مستفتی: علاؤالدین گل منڈی، بھیلواڑی (راجستھان)

الجواب

(۱) برتقدیر صدق سوال زید کا یہ کہنا محض تعسف ہے اسے مطابق شرع عمل ضروری ہے اور حکم شرع سن کر ہٹ چھوڑنا لازم ہے۔ اگر شرعاً اس کا یہ قول ثابت ہے تو وہ سخت فاسق ہے اس کی اقتدا سے پرہیز ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) فی الواقع اگر زید مسافر تھا جیسا کہ اس کے اقرار سے ظاہر ہے یعنی اس جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ تھی تو اسے قصر پڑھنا لازم تھا کہ اس کا فرض اس صورت میں دو رکعت ہی تھا وہ چار پڑھے گا، گناہگار ہوگا اور ازانجا کہ دو رکعت اخیرہ میں وہ محض متنفل تھا تو مقتدیوں کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۴ ر صفر المظفر ۱۴۰۴ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۴۳

نماز میں ہلنا جلنا جائز نہیں! نماز میں خشوع وخضوع لازم!
ہلنے سے نماز مکروہ ہوگی!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

امام صاحب قرأت کرتے وقت زوزور سے ہلتے ہیں۔ حالت نماز میں کیا ان کا ہلنا درست ہے؟ نماز میں کوئی کمی تو نہیں آتی؟ جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: عبداللہ ضلع جہان آباد (یوپی)

الجواب

ہلنا جائز نہیں۔سکون وخشوع وخضوع لازم ہے۔امام مذکور کی نماز میں اس وجہ سے کراہت ہوگی۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۲۴۴

داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم کرانا حرام ہے!،داڑھی منڈے کی نماز اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے!جہاں سب داڑھی منڈے ہوں،لوگ تنہا تنہا نماز پڑھیں!داڑھی منڈے کو امام بنانا گناہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان اسلام اس مسئلہ میں کہ:

داڑھی منڈے کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟اور اگر وہ نماز پڑھادے امام کے نہ ہونے پر،لوگوں کے کہنے سے تو مقتدی کی نماز ہوجائیگی یا نہیں؟اور خود اس امام کی؟

الجواب

داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کہ قدر یکمشت ہے،کم کرانا حرام ہے۔درمختار میں ہے:

"یحرم علیٰ الرجل قطع لحیته"

[الدر المختار، ج۹، ص۵۸۳، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیرہ، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اسی میں ہے:

"والسنة فیها القبضة"

[الدر المختار، ج۹، ص۵۸۳، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیرہ، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اسی میں ہے:

"اما الأخذ منها وهی دون ذلك كما یفعله بعض المغاربة و مخنثة الرجال فلم یبحه احد وأخذ كلها فعل یهود الهند و مجوس الأعاجم"

[الدر المختار، ج۳، ص۳۹۸، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لایفسده، دار الکتب العلمیة بیروت]

اور داڑھی منڈے کی نماز و امامت مکروہ تحریمی ہے اور اس کا اعادہ واجب ہے۔

اسی درمختار میں ہے:

"کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا"

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اور جہاں نرے داڑھی منڈے ہوں اور کوئی لائق امامت نہ ہو اس جگہ لوگ تنہا نماز پڑھیں، داڑھی منڈے کو امام نہ بنائیں کہ وہ فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے۔

تبیین میں ہے:

"لأن فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ج۱، ص۳۴۵، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ والحدث فی الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۴۵

اگر مقتدی صرف نابالغ ہے تو امام اس کی امامت کی نیت بھی کرے گا!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان اسلام ان مسائل میں کہ:

(۱) نماز میں امام کے علاوہ مقتدی نابالغ ہے تو امام جماعت میں نابالغ مقتدی کی نیت امامت کرے گا یا صرف اپنی؟

الجواب

(۱) اس کی امامت کی نیت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ-٢٤٦

تعزیہ داری کرنے والے کی امامت مکروہ تحریمی اور اس کے پیچھے پڑھی گئی نماز واجب الاعادہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:
تعزیہ داری کرنے والے اور قبر کو کندھے پر لے کر پھرنے والے کی امامت میں نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اس کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ، اور نماز واجب الاعادہ۔
درمختار میں ہے: ''كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج٢، ص١٤٧، ١٤٨، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطبع دار الكتب العلمية، بيروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-٢٤٧

اغلام بازی فسق ہے! اغلام باز کو امام بنانا گناہ، اس کی اقتدا مکروہ تحریمی، نماز واجب الاعادہ، اذان مکروہ ونامعتبر۔ خوف فتنہ نہ ہو تو اذان لوٹائی جائے البتہ اس کے بھرے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:
زید نے بکر کے ساتھ اغلام بازی دوبار کی۔ کیا ایسے شخص کی اذان واقامت درست ہے؟ یا نہیں؟ اور اس کے ہاتھ کے بھرے ہوئے پانی سے وضو کرنا اور پینا جائز ہے یا نہیں؟ عندالشرع اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔
مستفتی: محمد خلیل الرحمٰن رضوی مدرسہ منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

الجواب

زید کا جرم اگر شرعی طور پر ثابت ومشتہر ہے تو وہ فاسق معلن ہے، اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے اور اذان اسکی مکروہ ونامعتبر ہے اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو اس کا اعادہ کیا جائے۔

غنیۃ میں ہے:

''لو قدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم''

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سھیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

''کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا''

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اسی میں ہے:''جزم المصنف بعدم صحۃ اذان مجنون و معتوہ وصبی لا یعقل قلت و کافر و فاسق لعدم قبول قولہ فی الدیانات-اھ''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۲، کتاب الصلوۃ، باب الاذان، ص۶۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اور وضو وغیرہ اس کے بھرے ہوئے پانی سے جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ-۲۴۸

جھوٹ بولنے والا فاسق معلن ہے! کاذب لائق امامت نہیں! اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین:

جو امام کذب بیانی کرے، اس کی امامت جائز ہے؟

الجواب

اگر اس کا دروغ شرعاً ثابت ومشتہر ہے تو وہ فاسق معلن ہے، اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کی

اقتدا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہے۔

غنیۃ میں ہے:

لو قدموا فاسقا یا ثمون"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سہیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

"کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۴/ذی الحجہ۹۹ ۱۳ھ

مسئلہ-۲۴۹

جس امام کے عقائد میں شک ہو، اس سے پوچھنا اور عقائد کی تفتیش کرنا ضروری ہے! جو حروف کی ادائیگی پر قادر نہیں اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی! جو ش، س، ص اور ذال و ظا میں تمیز نہیں کرتا اس کی امامت نادرست ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ:

امام نے نماز کی حالت میں قرآن پاک کی آیت "ضآلًا فھدیٰ" کے بجائے "ذوائے لاً فھدیٰ" پڑھا اور بجائے ش کے س یا ص یا بجائے ذال کے ظا وغیرہ پڑھا۔ ایسا پڑھنے والا علم تجوید سے واقف نہیں ہے اور اس کے پیچھے پڑھنے والے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہ علم تجوید سے واقف ہیں۔ لہٰذا نماز ختم ہونے کے بعد زید نے کہا بھائی صاحب میں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں آپ بُرا تو نہیں مانیں گے تو امام صاحب نے جواب دیا کہ میں بُرا نہیں مانوں گا کہو تو۔ زید کے دل میں کچھ دوسرا خیال تھا امام کے بارے میں عقائد کے متعلق۔ زید نے سوال کیا کہ آپ کہاں سے تعلق رکھتے ہیں کیا ہتھوڑا دیوبند وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں یا بریلی شریف وغیرہ سے؟ لہٰذا پیش امام صاحب اپنے کم علم ہونے کی بنا پر سوال کا جواب نہ دے پائے بہرحال زید نے کہا دیکھئے بھائی

صاحب نماز درست نہیں ہوئی، دہرالی جائے تو امام صاحب نے کہا کہ کیوں نماز درست نہیں ہوئی؟ تو زید نے کہا کہ آپ نے فلاں فلاں جگہ غلطیاں کی ہیں (جو اوپر مذکور ہیں) تو جماعت میں ایک قاری صاحب بیٹھے ہوئے تھے وہ فوراً اٹھے اور کہنے لگے کہ ہاں نماز میں ایک چھوٹی سی غلطی ہوگئی ہے اور نماز پڑھانا شروع کردی اور فرض نماز پڑھانے کے بعد فورا بولے کہ بھائی غلطی نماز میں تھی تو فورا بتادینا چاہئے تھا عقائد وغیرہ پوچھنے کی کیا ضرورت تھی تو زید نے جواب دیا کہ مجھے نہیں معلوم تھا تو میں نے پوچھ لیا۔ تو علمائے کرام اس کا جواب جلد عنایت فرمائیں کہ شریعت محمدی کے نزدیک زید کا پوچھنا درست تھا عقائد کے متعلق؟ اور زید کا یہ کہنا بھی درست تھا کہ نماز نہیں ہوئی؟ اور شریعت محمدی کے نزدیک پیش امام صاحب اور قاری صاحب کا کیا حکم ہے۔ عقائد کے متعلق جو قاری صاحب کا اعتراض ہے وہ درست ہے یا نہیں؟

مستفتی: فقیر محمد حامد رضا خاں رضوی نوری

معرفت فرید الدین

مکان نمبر ۶۹۹، محلہ ہٹہ بہادر گنج، الہ آباد

الجواب

عقائد کے متعلق زید کا پوچھنا کچھ مضایقہ نہیں رکھتا بلکہ ناواقفی کی بنا پر اگر اُسے کچھ شک تھا تو پوچھنا ضروری تھا اس پر قاری مذکور کا اعتراض درست نہیں اور نماز اس امام کے پیچھے نادرست ہے کہ وہ غلط پڑھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۰ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

دار الافتاء منظر اسلام بریلی شریف

مسئلہ-۲۵۰

حرمین شریفین میں نجدی حکومت کا تسلط ہے، امام بھی اپنے اعتبار سے مقرر کرتی ہے، اغلب یہی ہے کہ وہابیہ کو مقرر کرتی ہے، وہابیہ غیر مقلد ہیں، جو کسی ایک امام کی تقلید نہ کرے وہ غیر مقلد ہے، غیر مقلدین عوام اہل سنت کے رہزن اور ائمہ دین کے دشمن ہیں، ان کا ضال، مُضل، غوی، مبطل ہونا انتہائی جلی واظہر ہے، یہ دیگر فرق باطلہ سے زیادہ مضر ہیں، حضرت عبد اللہ بن عمر نے انہیں بدترین مخلوق بتایا، یہ جو آیتیں کافروں کے بارے میں ہیں انہیں مسلمانوں پر منطبق کرتے ہیں، علامہ طاہر نے ان کے حق میں بددعا کی، ان کا گمان باطل یہ ہے کہ ہم ہی مسلمان ہیں باقی سب مشرک، ان کے پیچھے نماز ممنوع!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مد ظلہم العالی مسائل مندرجہ کے بارے میں کہ:

(۱) حرمین شریفین کے امام صاحبان کس مسلک کے ہیں؟ یعنی چاروں اماموں میں سے کسی بھی امام کی تقلید کرتے ہیں یا نہیں؟

(۲) اگر کوئی شخص چاروں اماموں میں سے کسی بھی امام کی تقلید نہیں کرتا بلکہ تقلید کو حرام سمجھتا ہے اور براہِ راست قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتا ہے، ایسا آدمی امام ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ براہِ مہربانی مفصل و مدلل جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں اور عند الناس مشکور ہوں۔ فقط۔ والسلام علیکم وعلیٰ من لدیکم۔

مستفتی: میر محمد خلیل، مدرسہ اشرف العلوم (رمضانیہ)
موضع فقیر آباد، ڈاکخانہ کیندرہ پاڑہ، ضلع کٹک (اڑیسہ)

الجواب

(۱) حرمین شریفین پر موجودہ نجدی حکومت کا تسلط ہے۔ وہ اپنی رائے سے امام مقرر کرتی ہے۔ اغلب یہی ہے کہ وہ وہابیہ کو امام مقرر کرتی ہے بلکہ یہی متیقن ہے اور وہابیہ بد مذہب ہیں، وہ تقلید کے قائل نہیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ایسا شخص غیر مقلد ہے اور فرقۂ غیر مقلدین کہ تقلید ائمہ دین کے دشمن اور بیچارہ عوام اہل سنت

کے رہزن ہیں۔ مذاہب اربعہ کو چوراہا بنائیں ائمہ ہدیٰ کو احبار ورہبان (یعنی یہودی ونصرانیوں کے پادری) ٹھہرائیں، سچے مسلمانوں کو کافر ومشرک بنائیں، قرآن وحدیث کی آپ سمجھ رکھنا ارشاداتِ ائمہ کو جانچنا پرکھنا ہر عامی جاہل کا کام نہیں۔ ان کا بدعتی، بدمذہب، گمراہ، بے ادب، ضال، مضل، غوی ومبطل ہونا نہایت جلی واظہر بلکہ عندالانصاف یہ طائفہ تالفہ بہت فرق اہل بدعت سے اشد واضر صحیح بخاری میں تعلیقاً اور شرح السنۃ امام بغوی وتہذیب الآثار امام طبری میں موصولاً وارد:

”وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الیٰ آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علیٰ المؤمنین“

[صحیح البخاری، ج۲، ص۱۰۲۴، کتاب استتابۃ المعاندین والمرتدین، باب قتال الخوارج والملحدین، مجلس برکات، مبارکپور]

یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کو بدترین خلق اللہ جانتے کہ انہوں نے وہ آیتیں جو کافروں کے حق میں اتریں اُٹھا کر مسلمانوں پر رکھ دیں۔ بعینہ یہی حالت ان حضرات کی ہے۔ آیت کریمہ:

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللَّهِ﴾ [سورۃ التوبہ، آیت-۳۱]

کہ کفار اہل کتاب اوران کے عمائد وارباب میں اتری، ہمیشہ یہ بے باک لوگ اہل سنت وائمہ اہل سنت کو اس کا مصداق بناتے ہیں، علامہ طاہر پر رحمت غافر کہ مجمع بحار الانوار میں قول ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نقل کر کے فرماتے ہیں:

”قال المذنب تاب اللہ علیہ: واشر منھم من یجعل آیات فی اشرار الیھود علیٰ علماء الامۃ المعصومۃ المرحومۃ طھر اللہ الارض عن رجسہ“

[مجمع بحار الانوار، ج۱، ص۴۵۳، تحت لفظ حدث، مکتبۃ دارالاسلام سہارنپور]

یعنی ان خارجیوں سے بدتر وہ لوگ ہیں کہ شرار یہود کے حق میں جو آیتیں اتریں انہیں امت محفوظہ مرحومہ کے علماء پرڈھالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ زمین کو ان کی خباثت سے پاک کرے (آمین) اصل اس گروہ ناحق کی نجد سے نکلی۔ حاصل ان کے عقائد زائغہ کا یہ ہے کہ عالم میں وہی مشت بھر ذلیل موحد مسلمان ہیں باقی تمام مؤمنین معاذ اللہ مشرک۔ ان کے عقائد فاسدہ کی تفصیل رسالہ مبارکہ ”النھی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید“ میں ملے گی۔ ان کو امام بنانا گناہ اوران کی اقتداء میں نماز پڑھنا سخت منع

ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۱۶/ذوالحجہ ۱۳۹۷ھ

مسئلہ-۲۵۱

نسب میں طعن کرنا ناجائز، حدیث میں اسے خصلت کفر بتایا! اپنے آپ کو جو جیسا بتائے ماننا ضروری ہے! سید کی تعظیم لازم اور اہانت حرام ہے! بے وجہ کسی کو گالی دینے والے کی امامت مکروہ تحریمی، ایسوں کے پیچھے نماز واجب الاعادہ ہے! جامع شرائط امام کی اقتدا لازم ہے! جامع شرائط امام کے ہوتے ہوئے کوئی بھی عالم فاضل آجائے، بغیر اجازت امامت نہیں کرسکتا!

مفتیان کرام! السلام علیکم۔ کچھ ضروری باتیں آپ کے سامنے پیش کررہا ہوں اور امید ہے کہ آپ حدیث کے حوالے سے جواب دیں گے۔

(۱) جو مولوی کو نہ مانے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) جو مولوی ممبر پر جاکر خنزیر کا نام لے اور لوگوں کو خنزیر بناوے اور برے الفاظ منہ سے نکالے۔ اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(۳) جس بستی میں سید کی اولاد ہو اور امامت کے لائق بھی ہو، پڑھی لکھی ہو تو دوسری قوم کے پیچھے ان کا نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جو مولوی سید کا نام سن کر چڑھتا ہے اور اپنے کو بڑا سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ سید کون ہے؟ سب مسلمان ایک سے ہیں اور کہتا ہے کہ سید کیا خدا کے یہاں سے بن کر آیا ہے بلکہ وہ بہت بُرا سمجھتا ہے اور گری ہوئی نظر سے دیکھتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ مذکورہ بالا سوالات کے جوابات ارشاد فرمائیں۔

مستفتی: محمد غفار ماسٹر

الجواب

بے ثبوت شرعی کسی کے نسب میں طعن کرنا ناجائز ہے۔ حدیث میں اسے کفر کی خصلت بتایا اور

لوگ اپنے انساب پر مامون ہیں جب تک ثبوت شرعی سے خلاف ظاہر نہ ہو جو اپنے کو جیسا بتائے ویسا ماننا ضرور ہے اور سید کی تعظیم لازم ہے اور اہانت حرام بدکام بدانجام ہے اور اس کے مرتکب کے پیچھے اور جو کسی کے نسب میں بے وجہ شرعی طعن کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ اور پھیرنی واجب ہے۔

غنیۃ میں ہے:

"لوقدموا فاسقا یا ثمون۔"

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سھیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

"کل صلاة ادیت مع کراھة التحریم تجب اعادتھا"

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیة، بیروت]

اور یہی حکم بے وجہ شرعی لوگوں کو خنزیر کہنے والے یا گالی دینے والے کا ہے اور امام ماذون جامع شرائط کی اقتدا اس کو لازم ہے اس کی موجودگی میں کوئی بھی عالی نسب عالم عادل فاضل آجائے تو بغیر اس کی مرضی کے اسے امامت کرنا منع ہے۔

حدیث میں ہے:

"لا یومنّ الرجل الرجل فی سلطانه"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الصحیح لمسلم، ج۱، ص۲۳۶، باب من احسن بالامامة کتاب المسجد، مجلس برکات]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲/ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ

مسئلہ-۲۵۲

امام کی اجازت کے بغیر نماز پڑھانا جائز نہیں البتہ نماز ہوگئی!
بے علم فتویٰ دینا جائز نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

وقت مقررہ سے پہلے زید نے بغیر امام کی اجازت کے نماز پڑھائی۔ جب امام وقت مقررہ پر مسجد

میں آ گئے تو دیکھا جماعت کھڑی ہے۔ لہٰذا شریک جماعت ہو گئے۔ بعد نماز مؤذن صاحب سے امام نے معلوم کیا کہ آج چند منٹ پہلے جماعت کے لئے کیسے کھڑے ہو گئے؟ اگر ۵؍منٹ انتظار نہ کئے تو کم از کم وقت بھی تو ہو جانے دیتے؟ مؤذن صاحب نے جواب دیا: ہم نے انتظار کیا۔ امام نے کہا کہ: کہاں انتظار کیا کہ ہماری گھڑی سے پہلے ہی کھڑے ہو گئے جبکہ ہمیشہ اس گھڑی کے مطابق نماز پڑھتے آ رہے ہیں تو مؤذن صاحب نے جواب دیا کہ فلاں کی گھڑی میں زیادہ ہو گیا تھا پھر امام نے کہا کہ اس کی گھڑی سے مطلب کیا؟ جب اس گھڑی سے نماز پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد مؤذن صاحب فوراً بولے کہ آپ ۵؍منٹ پہلے کیوں نہیں آئے؟ پہلے آئے ہوتے۔ تو امام نے کہا کہ یہ کوئی نئی بات ہے؟ ہم ۲؍سال سے وقت مقررہ پر آتے ہیں اور نماز پڑھاتے ہیں۔ مؤذن صاحب نے ایسا کبھی نہیں کیا، یہ آج پہلی مرتبہ ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ شریعت کا جو حکم ہو، وہ ارشاد فرمائیں۔ بہت جلد عنایت کریں۔ فقط والسلام

مستفتی: محمد شمس الحق اسلامیہ اسکول، قصبہ نیوریا حسن پور، پیلی بھیت

الجواب

صورت مسئولہ میں امام مسجد و ماذون مقرر کی بغیر مرضی کے نماز پڑھانا ممنوع تھا اگرچہ نماز ہو گئی۔

حدیث میں ہے: ''لا یؤمنّ الرجل الرجل فی سلطانه''

[الصحیح لمسلم، ج ۱، ص ۲۳۶، باب من احق بالامامة کتاب المسجد، مجلس برکات]

جن لوگوں نے کہا کہ نہ ہوئی، غلط مسئلہ بتایا اور گنہگار ہوئے۔ بے علم فتویٰ دینا حرام ہے۔

حدیث پاک میں ہے: ''من افتیٰ بغیر علم لعنته ملائکة السموات والارض''

[کنز العمال، ج ۱، ص ۸۴، حدیث نمبر ۲۹۰۱۴، دار الکتب العلمية، بیروت]

جو بے علم فتویٰ دے، اس پر آسمان و زمین کے فرشتے لعنت کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۳؍ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۵۳

امام کیسا ہو؟ بارہ سال کا لڑکا لائق امامت ہے کہ نہیں؟ مدت بلوغ کیا ہے؟ فاسق وفاجر کے پیچھے نماز کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) امام بننے کے لئے کیا کیا چیزیں امام میں ہونی چاہئے؟ یعنی امامت کے کیا کیا شرائط ہیں؟

(۲) کیا بارہ سال کا لڑکا امامت کرسکتا ہے؟ اور کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج تو واقع نہ ہوگا؟

(۳) عرفانِ شریعت میں جو ۱۲رسال کی بلوغت لڑکے کے لئے درج ہے وہ نماز کے لئے ہے کہ اس پہ اس عمر میں نماز فرض ہوجاتی ہے، یا امامت کے لئے کہ لڑکا اس عمر کو پہنچ کر امامت کرسکتا ہے؟

(۴) کیا ۱۲رسال کے لڑکے کے پیچھے فرض نماز ادا کرسکتے ہیں؟

(۵) کیا فاسق اور فاجر کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے؟

مستفتی: ایک صاحب محلہ ذخیرہ، بریلی شریف (یوپی)

الجواب

(۱) سنی صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القرآن واقف مسائل طہارت ونماز، غیر فاسق معلن ہونا امام کو ضروری ہے۔

(۲) بارہ سال کا لڑکا اگر اپنا بالغ ہونا ظاہر کرے تو اسے بالغ مانیں گے جبکہ وہ ایسی حالت پر ہو کہ اس جیسا عام طور پر اس عمر میں بالغ ہوجاتا ہے۔

درمختار میں ہے:

”وادنی مدتہ لہ اثنتا عشرۃ سنۃ ولھا تسع سنین ھوالمختار کما فی احکام الصغار فان راھقا بأن بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبھما الظاھر وھو ان یکون بحال یحتلم مثلہ والا یقبل قولہ شرح وھبانیۃ“ ملخصاً

[الدر المختار، ج۹، ص۲۲۷، کتاب الحجر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

لہٰذا صورت مسئولہ میں بارہ برس کا لڑکا بشرط مذکور لائق امامت ہے جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم

(۳،۴) جواب گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) فاسق معلن کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اور اس کی اقتدا میں نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ درمختار وغنیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت/غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، فصل فی الإمامۃ، ص۵۱۳، سہیل اکیڈمی]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۲۵۴

منصب امامت پر مقرر ہوتے ہوئے تنخواہ کی طمع سے مؤذن کی تنخواہ پر حق جمانے والا ظالم ہے! امام کا ایسے کام کرنا جن سے تنفیر جماعت ہو، کیسا؟ تبلیغی لائق امامت نہیں، اگر تائب ہو فبہا، ورنہ معزول کیا جائے!

(۱) مولانا فخر عالم صاحب جو کہ جامع مسجد کے عرصہ دراز سے امام ہیں، لیکن مؤذن کے انتقال کے بعد انہوں نے لالچ کی بناپر مؤذن کی خدمت بھی لے لی جبکہ ہمارے یہاں مؤذن کی خدمت اذان دینا ہی نہیں بلکہ مسجد کی جاروب کشی، غسل خانہ صاف کرنا، پیشاب گھر صاف کرنا، اگر کوئی غلاظت کر گیا تو صاف کرنا یہ سب کام مؤذن کے ہیں۔ مولانا فخر عالم صاحب یہ سب کچھ کرتے ہیں اور رہا سہا بھیشتی کا کام بھی مسجد میں لے لیا۔ ایسے امام کی امامت جو کہ نالیاں صاف کرے وغیرہ وغیرہ جائز ہے یا مکروہ تنزیہی یا تحریمی؟ جواب سے سرفراز فرمائیں۔

(۲) جو امام جامع مسجد ہو اور وہ تبلیغی جماعت سے تعلق ہی نہیں بلکہ پروگرام بنا کر دیگر مساجد شہر جادرہ میں روانہ کرے ساتھ کھائے پیے اور بعد نماز جمعہ صلوٰۃ وسلام کے لئے منع بھی کرے اور اپنے کو سنی بھی کہے۔ کیا سنی مسلمانان شہر جادرہ کی ایسے امام کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟ اور ایسے امام کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ جواب سے سرفراز فرمائیں۔ فقط

مستفتی: حافظ بھورو

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب:

(۱) امام مذکور نے اگر یہ منصب مؤذن کا تنخواہ دار ہوتے ہوئے زبردستی اس کی تنخواہ پر حق جمانے کے لئے سنبھالا ہے تو ظالم ہے اور سخت گنہگار ہے اور اب لائق امامت اپنے فسق کی وجہ سے نہیں۔

غنیۃ میں ہے:

''لو قدموا فاسقا یا ثمون''

[غنية المستملی شرح منية المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سهيل اکیڈمی لاهور]

اور اگر مؤذن ہنوز نہیں رکھا گیا تو اس پر الزام نہیں۔ ہاں اذان کے علاوہ بعض دیگر ایسے کام جن سے تنفیر جماعت ہو اسے نہ کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ایسا شخص ہرگز لائق امامت نہیں۔ اس کے عقائد کی تحقیق کی جائے اور توبہ لی جائے اور اگر اپنے اقوال وافعال سے تائب نہ ہو تو امامت سے معزول کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

دارالافتاء منظر اسلام، محلّہ سوداگران، بریلی شریف

۱۷/ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ

قد صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۵۵

وصل کی جگہ وقف، وقف کی جگہ وصل کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید ایک عالم بھی ہے اور امام بھی، تو وہ قرآن مجید کی ہر سورۃ کا معنی ومطلب سمجھ کر پڑھتا ہے اور ہر آیت پر ٹھہرتا ہے تو اس کا ہر آیت پر ٹھہرنا اگر معنی میں کوئی فساد نہ ہو صحیح ہے یا نہیں۔

مستفتی: عبد السلام رضوی مرشد آبادی

الجواب

صورت مسئولہ میں نماز بے دغدغہ صحیح ہے کہ وقف کی غلطی یعنی وقف کی جگہ وصل، وصل کی جگہ وقف کرنے سے اصلاً نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ وقف لازم پر نہ ٹھہرے۔ غنیۃ شرح منیہ علامہ حلبی میں ہے:

''اماالوقف فی غیر موضعہ والابتداء من غیر موضعہ فلا یوجب ذالك فسادالصلوٰۃ عند عامۃ علمائنا'' ملخصاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی،فصل فی بیان احکام زلۃ القاری، ص ۱۸۰، سهیل اکیڈمی لاهور]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۵۶

آستین سمیٹ کر نماز پڑھنے کا حکم! پندرہ سال میں لڑکا بالغ تسلیم کیا جائے گا گرچہ اظہارِ بلوغ نہ ہو، وہ تراویح پڑھا سکتا ہے! پنجوقتہ اور تراویح دونوں کے لئے امام کی شرطیں مساوی ہیں! نابالغ کی اقتدا صحیح نہیں! نسبندی حرام، اس کا مرتکب فاسق معلن، وہ امام نہیں ہوسکتا! نسبندی کرانے والا میت کو غسل دے سکتا ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں:

(۱) امام صاحب ایک کپڑا زیب تن کئے ہوئے ہیں جس کی آستین لمبی ہونے کی وجہ سے وہ ایک گرہ یادو گرہ لوٹ لیتے ہیں۔ کیا ایسی صورت میں نماز میں کوئی خرابی لازم آتی ہے؟

(۲) مطابق شرع شریف بالغ کس عمر کا مانا جاتا ہے؟ کیا وہ سن بلوغت پر پہونچتے ہی تراویح پڑھا سکتا ہے؟

(۳) عام طریقہ سے دیکھا جاتا ہے کہ فرض نماز پڑھانے کے لئے پیش امام بالغ اور داڑھی مونچھ اور جو صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو رکھا جاتا ہے کیا یہ پابندی تراویح پڑھانے والے حافظ پیش امام پر بھی عائد ہوتی ہے؟

(۴) کیانابالغ حافظ نماز تراویح کا پیش امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۵) کیا اجرت لے کر نسبندی کرانے والا پیش امام بنایا جاسکتا ہے؟ ایسا شخص میت کو غسل دے سکتا ہے؟

الجواب

(۱) نصف کلائی تک یا اس سے اوپر تک آستین سمیٹنا مکروہ تحریمی ہے۔

حلیہ میں ہے:

''ینبغی أن یکرہ تشمیرھما الی مافوق نصف الساعد لصدق کف الثوب علیٰ ھٰذا''

[حلبة المجلی وبغیة المھتدی فی شرح منیة المصلی وغنیة المبتدی فی الفقه الحنفی،فصل فیما یکرہ فعله فی الصلوٰۃ وما لا یکرہ،ج۲،ص۲۸۷،دار الکتب العلمیة بیروت]

امام مذکور اگر نصف کلائی سے کم سمیٹتا ہے تو نماز میں کراہت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بلوغ کی عمر زیادہ سے زیادہ ۱۵ر سال ہے اگر کسی علاقہ سے انزال وغیرہ سے بلوغ نہ ہو تو اس عمر پر بالغ ہو جائے گا اور وہ تراویح کی امامت کرسکے گا جبکہ لائق امامت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) تراویح کے لئے امام بالغ متقی پرہیزگار لائق امامت ضروری ہے۔ وہی خصوصیت تراویح کے امام کے لئے بھی درکار ہے جو اور نمازوں کے ائمہ کے لئے چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) نہیں کہ نابالغ کی اقتدا فرض ونفل کسی میں صحیح نہیں۔ یہی اصح وارجح واقویٰ۔

ہدایہ میں ہے:

''والمختار انه لا یجوز فی الصلوٰۃ کلھا''

[ھدایه اولین، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامة، ص۱۲٤،مکتبة رحیمیة]

بحرالرائق میں ہے:

''وھو قول العامة کما فی المحیط وھو ظاھر الروایة''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[البحر الرائق،ج۱، کتاب الامامة،فصل اقتداء رجل بامرأۃ او صبی فی الصلوٰۃ،ص۳۸۱،دار الکتاب الاسلامی]

(۵) نسبندی شرعاً حرام ہے اور اس کا مرتکب سخت فاسق اور فاسق کو امام بنانا گناہ۔

غنیۃ میں ہے:

"لو قدموا فاسقا یا ثمون"

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، ص ۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سهیل اکیڈمی]

اور اس کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے۔

درمختار میں ہے:

"کل صلاة ادیت مع کراهة التحریم تجب اعادتها"

[الدر المختار، ج۲، ص ۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطبع دار الکتب العلمیة، بیروت]

اور غسل میت کو وہ دے سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۵۷

تراویح کی جماعت سرکار علیہ السلام سے ثابت نہیں! عاشورہ واستسقا میں بھی جماعت نہیں! صلوٰۃ الکسوف میں جماعت مسنون ہے لیکن خسوف میں جماعت نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ:

کیا ہادیٔ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے نوافل وسنن مثلاً تراویح استسقاء، کسوف، وخسوف، عاشورہ، شبینہ وغیرہ باجماعت ادا فرمائی ہیں؟ اور کتنی کتنی رکعات؟

مستفتی: محمد مختار قادری نعیمی اکرمی معرفت محمد سرور میاں خاں قادری رضوی

خطیب جامع مسجد، بھوپال گنج، بھیلواڑہ (راجستھان)

الجواب

تراویح میں سرکار علیہ السلام کا جماعت کرنا ثابت نہیں یونہی عاشورہ وغیرہ میں استسقاء میں جماعت ثابت نہیں۔ کسوف میں جماعت فرمانا ثابت ہے اس لیے کسوف میں جماعت مسنون ہے اور

خسوف میں ہمارے نزدیک ثابت نہیں۔لہٰذا تنہا پڑھنے کا حکم ہے۔

مجمع الانہر و ملتقی الابحر میں ہے:"یصلی امام الجمعة بالناس عند کسوف الشمس لما روی ان النبی علیه الصلوٰۃ والسلام صلی فی کسوف الشمس بالناس ودعا حتی انجلت"

[مجمع الانهر فی شرح ملتقی الابحرفی فروع الحنفیة،فصل فی صلوٰۃ الکسوف،ج۱،ص۱۷۵،داراحیاء التراث العربی]

نیز ملتقی ومجمع میں ہے:

فان لم یحضر الامام صلوا فی مساجدهم فرادیٰ رکعتین او اربعاً کالخسوف کما یصلون فی خسوف القمرفرادیٰ بلا جماعة یتعذرالاجتماع باللیل اولخوف الفتنةوقیل الجماعة جائزة فیه عندنا لکنها لیست بسنة وقال الشافعی تسن الجماعة للخسوف کما فی الکسوف۔ملخصاً

[مجمع الانهر فی شرح ملتقی الابحرفی فروع الحنفیة،فصل فی صلوٰۃ الکسوف،ج۱،ص۱۷۶،داراحیاء التراث العربی]

نیز ملتقی الابحر میں ہے:"لا صلوٰۃ بجماعة فی الاستسقاء"

ملتقی الابحرمع مجمع الانهر فی فروع الحنفیة،فصل فی صلوٰۃ الکسوف،ج۱،ص۱۷۶،داراحیاء التراث العربی]

اس کی شرح مجمع الانہر میں ہے:

"لیس فیه صلوٰۃ مسنونة فی جماعة عند الامام لانه علیه الصلوٰۃ والسلام استسقی، ولم یرو عنه الصلوٰۃ کما فی الهدایة"

[مجمع الانهرشرح ملتقی الابحر،کتاب الصلوٰۃ،باب الاستسقاء،ج۱،۱۷۷،داراحیاء التراث العربی بیروت]

مسئله-۲۵۸

قواعد تجوید کی رعایت ضروری ہے! جو تجوید کے قواعد ضروریہ کی رعایت نہیں کرتے، لائق امامت نہیں! بے عذر شرعی تارک جماعت کی امامت ممنوع! بالغ لڑکیوں کو بے پردہ پڑھانا گناہ ہے! ہوٹلوں میں خصوصا! سڑکوں پہ کھڑے ہو کر کھانا مذموم ہے! اختلاط بدمذہباں سخت حرام! روزی غیر پر دست درازی ظلم ہے! امامت کے لئے سند ضروری نہیں!

(۱) نماز میں وقف و وصل، تشدید، مد، جزم وغیرہ کی ادائیگی اور نماز باجماعت کی پابندی کا لحاظ نہ

رکھنے والا، ٹوپی سے امامت کرنے والا، بالغ لڑکیوں کو پڑھانے والا، ہوٹلوں اور سڑکوں پر کھانے پینے والا، باغیان رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم سے خلط ملط رکھنے والا اور دوسروں کی روزی پر دست درازی کرنے والا مستحق امامت ہے یا نہیں؟

(۲) امامت کے لئے کیا کوئی شرعی سند اور امام کا بہت بلند آواز ہونا ضروری ہے؟

مستفتی: محمد مختار قادری نعیمی اکرمی معرفت محمد سرور میاں خاں قادری رضوی
خطیب جامع مسجد، بھوپال گنج، بھیلواڑہ (راجستھان)

الجواب

(۱) تجوید کے قواعد ضروریہ (جن کی عدم مراعات سے لحن جلی ہو) کی مراعات ضروری ہے اور وہ شخص جو ان کی مراعات نہیں کرتا، لائق امامت نہیں ہے۔ اور جو بے عذر شرعی جماعت چھوڑے وہ بھی امامت سے ممنوع ہے اور بالغ لڑکیوں کو بے پردہ پڑھانا بھی گناہ ہے اور ہوٹلوں میں بے ضرورت کھانا بھی منع ہے اور سڑکوں پر خصوصا کھڑے کھڑے کھانا سخت مذموم ہے اور وہابیوں سے خلط ملط سخت حرام بدکام بدانجام ہے اور کسی کی روزی پر دست درازی ظلم ہے اور جس پر یہ امور شرعاً ثابت ہیں وہ امامت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نہیں۔ ہاں شرائط امامت کا جامع ہونا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

مسئلہ-۲۵۹

بعد سلام قبلہ سے انصراف امام سنت ہے! قبلہ رو بیٹھنا مکروہ! قبلہ کے علاوہ جس رُخ چاہے بیٹھے! خطبۂ جمعہ وعیدین میں پشت بقبلہ سنت ہے! وعظ میں بھی جائز! غیر امام کو قبلہ رو دعا مانگنا مستحب ہے! بصورت دیگر خلاف اولیٰ لیکن دعا ناجائز نہ ہوگی!

بعد نماز پنجگانہ رُخ دکھن اور پورب کے درمیان ہو کر دعا مانگنا کیسا ہے؟ حدیث وقرآن حکم دیتے

ہیں کہ رُخ مغرب اور مدینہ منورہ وقت دعا ضرور رہو ورنہ دعا نا قابل اور نا جائز ہوگی۔

الجواب

امام مذکور ٹھیک کرتے ہیں اس لئے کہ سلام پھیرنے کے بعد امام کو قبلہ سے انصراف سنت ہے اور قبلہ رو بیٹھا رہنا مکروہ ہے اس حکم میں کسی نماز کی تخصیص نہیں نہ مقتدیوں میں کسی عدد کی تعیین اسے اتنا اختیار ہے کہ داہنے بائیں پھرے یا مقتدیوں کی طرف رُخ کرکے بیٹھے بشرطیکہ اس کے سامنے کوئی مقتدی نماز نہ پڑھتا ہو۔ خطبہ و جمعہ و عیدین و زیارت قبور میں بھی قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا سنت ہے۔ نیز وعظ میں جائز ہے۔

درمختار میں ہے:

"یستحب للامام التحول لیمین القبلة: یعنی یسار المصلی لتنفل او ورد: وخیره فی المنیة بین تحویله یمینا و شمالا واماما و خلفا و ذهابه لبیته، واستقباله الناس بوجهه ولو دون عشرة، مالم یکن بحذائه مصل ولو بعیداً علیٰ المذهب"

[الدر المختار، ج۲، ص۲۴۸، کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، دار الکتب العلمیة، بیروت]

طحطاوی و ردالمحتار میں ہے:

"ومن السنة ان یستقبل الناس بوجهه ویستدبر القبلة لأن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم کان یخطب هٰکذا"

[ردالمحتار، ج۳، ص۲۱، کتاب الصلوٰة، باب الجمعة، مطلب فی قول الخطیب، دار الکتب العلمیة، بیروت]

طحطاوی میں ہے: "قال فی الاحیاء والمستحب فی زیارة القبور ان یقف مستدبر القبلة مستقبلا وجه المیت —الخ"

[طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، کتاب الصلوٰة، فصل فی زیارة القبور، ص۶۲۱، دار الکتب العلمیة، بیروت]

جہت قبلہ ہر جگہ افضل ہے مگر امام کو بعد سلام قبلہ رو بیٹھا رہنا مکروہ ہے۔ غیر امام کو قبلہ رو دعا مانگنا مستحب ہے۔ ایسا نہ کرے گا تو خلاف اولیٰ ہوگا مگر اس سے دعا نا جائز نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۲۶۰

ظہر کی سنت پڑھے بغیر فرض پڑھانا کیسا؟ امام ماذون کے ہوتے ہوئے دوسرا کوئی امامت کا حقدار نہیں! جماعت کی رضا کے بغیر امامت کرنے والا ملعون ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ:

(۱) امام صاحب ظہر کی سنت پڑھے بغیر فرض ظہر پڑھا سکتے ہیں؟

(۲) امام صاحب مسجد میں آگئے ابھی وضو بنا رہے ہیں کہ دوسرے آدمی نے نماز پڑھانا شروع کر دیا۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ نماز کا وقت مقرر ہو تو کیا حکم ہے؟ نہ مقرر ہو تو کیا حکم ہے؟

مستفتی: محمد یٰسین کرانہ مرچنٹ محلّہ پورہ، صوفی مبارکپور، اعظم گڑھ

الجواب

(۱) ظہر کی سنت قبلیہ مؤکدہ ہے، بے عذر شرعی ایک بار چھوڑنا بُرا ہے، بار بار چھوڑ دینا گناہ ہے۔ لہٰذا بے عذر شرعی سنت سے پہلے ظہر نہ پڑھائے اور عذر ہو تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) امام ماذون و مقرر جبکہ متقی پرہیزگار جامع شرائط امامت ہے، اس کی موجودگی میں دوسرے کا امام بننا بغیر اس کی رضا کے پسندیدہ نہیں کہ یہ اغلب احوال میں لوگوں کی کراہت کا موجب ہے۔ اور اس سے قطع نظر امامت کا حق اسی ماذون و مقرر کو ہے جبکہ جامع شرائط غیر فاسق ہے۔

حدیث میں ہے:

"لا یومن الرجل الرجل فی سلطانه"

[الصحیح لمسلم، ج۱، ص۲۳۶، باب من احق بالامامة کتاب المسجد، مجلس برکات]

درمختار میں ہے:

"صاحب البیت وامام المسجد الراتب اولیٰ بالامامة من غیره مطلقا"

[الدر المختار، ج۲، ص۲۹۷، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، دار الکتب العلمیة، بیروت]

حدیث میں ہے:

"لعن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ثلاثة رجل ام قوما وهم له كارهون"

[ترمذی شریف، کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء من ام قوما وهم له كارهون، ج۱، ص۴۷، مجلس برکات]

تین پر اللہ کے رسول نے لعنت فرمائی، ان میں سے ایک وہ ہے جو کسی جماعت کی امامت کرے بغیر ان کی رضا کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۷/ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	الجواب حق۔	الاجوبۃ کلہا صحیحۃ۔
فقیر مصطفےٰ رضا القادری غفرلہٗ	محمد ریحان رضا خاں رحمانی غفرلہٗ	قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی
صح الجواب۔	الاجوبۃ کلہا صحیحۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔	الجواب حق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ | الجواب صحیح۔
تحسین رضا غفرلہٗ	ریاض احمد سیوانی غفرلہٗ	[illegible] قادری | محمد عارف احمد

مسئلہ-۲۶۱

بلا اجازت امام دوسرے کی امامت نادرست ہونے کی دلیل حدیث پاک سے!
نکاح خوانی کا نذرانہ نکاح خواں کا حق ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں، ان کے مقتدیوں کو متابعت کرنا چاہیے یا نہیں؟ امام صاحب چالیس سال سے اس مسجد میں نماز پڑھا رہے ہیں، اپنے یہاں کی مسجد چھوڑ کر باہر بھی تنخواہ پر نہیں جانا چاہتے ہیں، اور اپنے یہاں مدت سے فی سبیل اللہ بغیر تنخواہ کے پڑھاتے آئے ہیں۔ اتفاق سے ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ اذان کی آواز امام صاحب تک نہیں پہنچی اور وقت مقررہ سے دس منٹ زیادہ ہوگئے۔ جب امام صاحب مسجد کو گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دوسرے شخص نے نماز باجماعت پڑھادی اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام مقرر کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کا نماز پڑھانا صحیح ہے جبکہ وقت میں گنجائش ہو؟ وہی امام صاحب نکاح بھی پڑھاتے ہیں، اب یہ بتادیجئے کہ اگر امام صاحب مکان پر نہیں ہیں کسی

عزیز کو دیکھنے گئے، یا کسی اور وجہ سے مکان پر نہیں ہیں بارات آگئی دیگر شخص نے نکاح پڑھا دیا اب اس نکاح خوانی کے نذرانے کا وہ حقدار ہے یا امام صاحب ہیں؟

مستفتی: قادری رضوی احمد خان چمن نگریا، ڈاکخانہ رتنا، تحصیل نواب گنج، بریلی

الجواب

مسجد محلہ کا جبکہ کوئی امام مقرر ہے، جامع شرائط ہے تو اس کی بلا اجازت دوسرے کو امام نہ بننا چاہئے۔ حدیث میں ہے: ''لا یؤمن الرجل الرجل فی سلطانہ''

[الصحیح لمسلم، ج۱، ص۲۳۶، باب من احق بالامامة کتاب المسجد، مجلس برکات]

اور نکاح خوانی کے نذرانے کا مستحق وہی ہوگا جس نے نکاح پڑھایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۲۶۲

کندھوں سے نیچے بال رکھنا حرام، رکھنے والا فاسق ہے کہ اس میں عورتوں سے مشابہت ہے جو موجب لعن ہے! فاسق معلن کی اقتدا مکروہ تحریمی، نماز واجب الاعادہ ہے! سرکار علیہ السلام کے گیسوئے مبارک کی تفصیل!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ:

ایسے امام جو سر کے بال نہ کٹواتے ہوں یعنی سر میں دو بالشت کے برابر بال ہو اور بالکل نہ کٹواتے ہوں، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ اور اس کو امام بنانا کیسا ہے؟ معتبر کتابوں کے حوالہ سے جواب عنایت فرمائیں۔ جواب میں مفتیان کرام کے دستخط ہوں۔ یہاں آپس ہی میں جھگڑا پھیلا ہوا ہے، جواب فوراً ہی عنایت فرمائیں۔ کرم ہوگا۔

مستفتی: یٰسین خاں فیروز آباد، آگرہ (یوپی)

الجواب

امام مذکور اگر کندھوں سے نیچے بال رکھتا ہے تو فاسق معلن ہے کہ اسے اتنے نیچے بال رکھنا حرام اور تشبہ زنان بحکم حدیث موجب لعن ہے۔ حدیث میں ہے:

''لعن الله المتشبهات من النساء بالرجال، والمتشبهين من الرجال بالنساء''

[فیض القدیر شرح الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر، ج۵، حرف اللام، ص۳۴۵، دار الکتب العلمیة، بیروت /صحیح البخاری، ج۱، ص۸۷٤، کتاب اللباس، مجلس برکات]

اللہ کی لعنت ہے عورتوں سے مشابہت کرنے والوں پر۔ اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔

غنیۃ میں فتاویٰ حجہ سے ہے:

''لو قدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم''

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سهیل اکیڈمی]

تبیین الحقائق میں ابن زیلعی سے ہے:

''لأن فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً''

[تبیین الحقائق، ج۱، ص۳٤۵، کتاب الصلوٰة، باب الامامة والحدث فی الصلوٰة، زکریا دیوبند]

درمختار میں ہے:

''کل صلاة ادیت مع کراهة التحریم تجب اعادتها''

[الدر المختار، ج۲، ص۱٤۷، ۱٤۸، کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطبع دار الکتب العلمیة، بیروت]

اور اگر کندھوں تک ہیں تو اس میں حرج نہیں کہ کندھوں تک بال رکھنا جائز ہے بلکہ سنت سے ثابت ہے۔

حدیث میں حضرت عائشہ سے ہے:

''وکان له شعر فوق الجمة ودون الوفرة''

[جامع الترمذی، ج۱، ص۲۰۸، باب الخضاب، مجلس برکات، مبارکپور]

مرقات ملا علی قاری میں ہے:

"هذا بظاهره يدل علىٰ ان شعره صلى الله عليه وسلم كان امرا متوسطاً بين الجمة والوفرة وليس بجمة ولا وفرة اذ معنى فوق الجمة ان شعره لم يصل الىٰ محل الجمة وهو المنكب ومعنى دون الوفرة ان شعره كان انزل من شحمة الاذن ولعل ذلك باعتبار اختلاف احواله صلى الله عليه وسلم وقد جمع بينهما العراقى بان المراد من قوله فوق ودون تارة بالنسبة الىٰ المحل وتارة النسبة الىٰ المقدار وقوله فوق الجمة اى ارفع منها فى المحل ودون الجمة اى اقل منها فى المقدار -الخ"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[مرقاۃالمفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۸، ص۲۹۹-۳۰۰، کتاب اللباس باب الترجل، دارالکتب العلمیۃ، بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

الجواب صحیح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تحسین رضا غفرلہٗ

مسئلہ-۲۶۳

امام کو اوقات جماعت کا لحاظ ضروری ہے! اس میں تساہل کئی خرابیوں کو مستلزم ہے! یہ کہنا کہ "جیسے اللہ کافروں کو جانتا ہے ویسے ہی میں بھی بدگویوں کو اچھی طرح جانتا ہوں" بہت سخت ہے! یہ کسی کے لئے ممکن ہے کہ ایمان سے پھر جائے، اس میں کسی کی تخصیص نہیں! حدیث میں ہے: اچھی باتیں بتاؤ، نفرت نہ پھیلاؤ! غیبت اشد حرام گناہِ کبیرہ ہے! عالم کی غیبت سخت تر ہے! یہ کہنا کہ "رسول پاک وقت جماعت کی پابندی نہیں کرتے تھے" سخت جرأت ہے، اس سے توبہ لازم ہے! جھوٹ بولنا حرام، اس کا مرتکب فاسق ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) زید سنی عالم ہیں، ۳۰ رسال سے مسجد میں امامت کرتے ہیں جمعہ میں تقریر بھی کرتے ہیں مگر کچھ دنوں سے مسجد میں جماعت کے لئے وقت کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے مقتدیوں میں خلفشار رہا۔ بالآخر

امام صاحب سے مسجد والوں نے یہ عرض کی کہ آپ وقت کا خیال فرمائیں، جماعت میں انتشار پھیلنے کا خوف ہے اور اگر آپ سے امامت کی ذمہ داری نہیں ہو پائے گی تو آپ استعفیٰ دیں۔ بعدہٗ جمعہ کا دن آیا امام صاحب نے اپنی تقریر میں سب ذیل باتیں کہیں:

(۲) جو لوگ میرے بارے میں بازاروں میں غیبت کرتے ہیں، وہ گنہگار ہیں اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے بارے میں فرماتا ہے: اللہ تعالیٰ بھی ان لوگوں کے لئے خفیہ تدبیر فرماتا ہے۔ ایسے ہی میں بھی ان لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہوں اور سوچتا ہوں۔ اس سے قبل بھی مدرسہ احمدیہ میں ایک مولانا صاحب رہتے تھے، وہ بھی مدرسہ کے صدر سکریٹری کی پوجا پاٹ کر کے مجھے یہاں سے ہٹانا چاہتے تھے اور اپنا اقتدار جمانا چاہتے ہیں۔ کسی عالم کی طرف پوجا پاٹ کی نسبت کرنا کیسا ہے؟

(۳) میمن (کچی) سنی مسلمانوں کے متعلق یہ کہا کہ یہ تو ابھی حال میں ایمان لائے ہیں کیا پتہ کل ایمان سے پھر جائیں۔ اس طرح کہنے والے پر کیا حکم ہے؟

(۴) کسی عالم دین کی غیبت کرنا جبکہ لوگ ان کی تعریف کرتے ہوں، کیسا ہے؟

(۵) وقت کی پابندی رسول اللہ صلی اللہ نے نہیں کی، صحابی بیٹھے رہتے تھے، جب آپ تشریف لاتے تو جماعت ہوتی تھی، ایسے ہی میں نوکر نہیں ہوں، آزاد ہوں، جب چاہوں گا نماز پڑھاؤں گا، میں کمیٹی کی پابندی پر نہیں ہوں۔ اس طرح کہنا یا کرنا باب نماز میں درست ہے یا نہیں؟ مع حوالہ تحریر فرمائیں۔

(۶) جھوٹ بولنے والے کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟ جبکہ بار بار جھوٹ بولتا ہو۔ اگر درست نہیں تو جتنی نمازیں پڑھی گئیں، کیا لوٹانا واجب ہے؟

الجواب

(۱) امام کو اوقات جماعت کا لحاظ کرنا ضروری ہے اور بے وجہ شرعی وقت کی پابندی نہ کرنا مقتدیوں کی آواز کی باعث ہے اور ان کے انتشار و تفرق کا سبب ہے اور اس کی غیبت اور بدگوئی کا سبب ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ اس سے باز آئے اور لوگوں کو بدگوئی میں مبتلا نہ کرے ورنہ ان کی بدگوئی کا گناہ اسی پر ہوگا۔ اور یہ جو اُن سے کہا کہ ”ایسے ہی میں بھی ان لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہوں“ بہت سخت ہے۔ کہ اپنے جاننے کو اللہ کے جاننے سے تشبیہ دی۔ اس پر اس جملہ سے بھی توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان بھی کرے اور

بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) امام کو دوسرے امام کے متعلق وہ جملہ نہ کہنا چاہئے تھا اور اس کی بدگوئی سے بچنا لازم، وہ لوگوں کو اپنی بدگوئی سے روکتا ہے اور دوسروں کی بدگوئی میں خود مبتلا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) یہ تو اس کے لئے بھی محتمل ہے کہ ایمان سے پھر جائے اس میں میمن لوگوں کی ہی کیا تخصیص ہے؟ اور اس سے کیا حاصل سوائے اس کے کہ لوگ اس سے نفرت کریں۔ یا ضد میں آکر معاذ اللہ دین سے نفرت پر اُتر آئیں تو اس کا وبال اس کے سر بھی آئے۔

سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: ''بشروا ولا تنفروا''

[کنز العمال، ج۷، ص۳۶، حدیث نمبر ۱۸۱۲۳۰، کتاب الشمائل، دار الکتب العلمية، بيروت]

خوشخبری دو اور نفرت نہ دلاؤ۔ امام مذکور پر لازم ہے کہ اس حدیث پر عمل کرے اور نفرت دلانے سے توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) غیبت اشد حرام کبیرہ وعظیم گناہ ہے۔ اور عالم کی غیبت بہت سخت تر ہے مرتکب پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) اس پر لازم ہے کہ ثبوت دے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت کی پابندی نہ کرتے تھے اور اگر نہ ثبوت دے سکے تو اس کا مفتری و کذاب ہونا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان باندھنا ظاہر و آشکار ہے، اپنے تساہل کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جڑ دینا سخت جرأت ہے۔ اس پر اس سے توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) جھوٹ بولنا حرام ہے اور علانیہ اس کا مرتکب فاسق اور اس کی اقتداء مکروہ تحریمی ہے۔ یعنی اس کے پیچھے نماز واجب الاعادہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ-۲٦٤

بدمذہبوں کے خیالات باطلہ رکھنے والے کی امامت ممنوع و گناہ!
امور شرعیہ کے خلاف ضد کرنا فسق ہے! عقائد اہل سنت کے خلاف ہٹ دھرمی کفر ہے!

عالی جناب مولانا محمد ریحان رضا خانصاحب دار العلوم منظر اسلام!

آپ کی خدمت شریف میں محمد جعفر عبد القادر صاحب کا سلام قبول ہو۔ خط لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی دعا و پروردگار کی مہربانی سے خیریت سے ہوں۔ مندرجہ ذیل سوالات سمجھنا چاہتا ہوں۔

(۱) پیش امام کی عمر 65/سال سے زیادہ ہے اور ان کے خیالات میں فرق بھی ہے۔ تو ایسے پیش امام کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

(۲) شرارت اور ضد اس میں ہے یعنی اس امام میں ہے۔

مستفتی: نور احمد

الجواب

(۱) پیش امام اگر بدمذہبوں کے خیالات باطلہ رکھتا ہے تو اس کی امامت ممنوع و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) شرارت یا امور شرعیہ کے خلاف ضد کرتا ہو تو سخت فاسق بھی ہے۔ بلکہ اگر ضروریات دین و عقائد اہل سنت کے خلاف ہٹ دھرمی کرے تو یہ کفر عظیم ہے والعیاذ باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۶/رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

لقد اصاب من اجاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۶۵

فتویٰ کی اہانت سے انکار بمنزل توبہ ہے! کسی مسلم کے بارے میں لوگ کہیں کہ یہ مرتد ہے اور وہ انکار کرے تو اسے مرتد نہ کہا جائیگا! بعد انکار اگر اس کا صلاح حال ظاہر ہے تو وہ لائق امامت ہے! علماء کی توہین کرنے والوں پر توبہ، تجدید ایمان و نکاح لازم ہے! علم و علما کا مذاق اُڑانا کفر ہے! مرتکبین اہانت علما سے معاملات جائز نہیں!

علمائے دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ:

ایک موضع چکر پور بھوڑ تحصیل شاہ آباد (ضلع رامپور) کے پیش امام کے بارے میں کئی مسئلے حل

کرائے جواس طرح سے ہیں وہ امام کہتا ہے کہ جمعہ شہر میں بھی ناجائز ہے اور داڑھی کٹاتا ہے اور جوان بالغ لڑکیوں کو بے پردہ پڑھاتا ہے اس کی بناپر جب امام پر توبہ کا حکم آیا تو اس نے فتووں کو دیکھ کر فتووں کی توہین اور میری توہین بدتر از بول کہہ کر کی مگر جب اس کے یہ بدتر از بول کا مسئلہ لیا گیا تو وہ امام اسلام سے خارج ثابت ہوا اور اس پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم ہوا جب یہ حکم لے کر علمائے دین چکر پور تشریف لے گئے تو گاؤں والوں نے اور اس امام صاحب نے جھوٹ بول دیا پھر بھی گاؤں کے دو آدمی اب بھی اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ امام نے فتویٰ کی توہین ضرور کی ہے گاؤں کے لوگوں نے علمائے دین کی توہین کی اور کہا کہ ہم تو اس امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور اس گاؤں کے رہنے والے صاحب خاں اور یعقوب خاں اور اسماعیل خاں نے کہا کہ اگر ہمارا امام کافر ہے تب بھی ہمارے لئے سب سے بہتر ہے ہم تو اس کو امام بنائیں گے اور طرح طرح سے علمائے دین کی توہین کی اور بُرا کہا۔ اب حضور سے عرض ہے:

(۱) ایسے امام اور گاؤں والوں کے بارے میں کیا حکم شرع ہے؟

(۲) ایسے گاؤں میں جانا اور رشتہ داری برتنا وہاں کھانے پینے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۳) ایسے گاؤں سے شادی کرنا اور شادی میں شریک ہونا کیسا ہے؟

(۴) صاحب خاں اور یعقوب خاں اور اسماعیل خاں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۵) اور جو صاحبان اس گاؤں میں جائیں اور شادی وغیرہ کریں ان کے بارے میں کیا حکم شرع ہے؟ ان سوالوں کے لئے الگ الگ جوابات سے آگاہی فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط۔

مستفتی: رئیس خاں ساکن کھیکم، متصل علی گنج

الجواب

(۱) فی الواقع اگر امام نے فتویٰ کی اہانت سے انکار کر دیا تو اس کا یہ انکار توبہ ورجوع قرار پائے گا۔

درمختار میں ہے: ”شهدوا علىٰ مسلم بالردة وهو منكر لا يتعرض له لا لتكذيب الشهود العدول بل لان انكاره توبة ورجوع“

[الدر المختار، ج٦، ص٣٩٠، كتاب الجهاد، باب المرتد، دار الكتب العلمية، بيروت]

اور اگر اس کے بعد کوئی قول وفعل اس سے منافی ایمان واسلام صادر نہ ہوا اور اس کا صلاح حال ظاہر ہے تو وہ مسلم اور لائق امامت اور اگر معاملہ برعکس ہے تو حکم برعکس اور اس کی امامت ممنوع شدید ہے اور گاؤں والوں نے اگر واقعی علماء کی توہین کی اور امام کے متعلق وہ جملہ کہا تو اُن پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے۔

اشباہ ونظائر میں ہے: ''الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الاشباه و النظائرمع الحموى، كتاب السير، باب الردة، ج ٢، ص ٨٧، مطبع زكريا]

(۲) ان سے مراسم وتعلقات ناجائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴، ۵) وہی جو گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۳؍ ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ-۲۶۶

دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟ کافر کو تعظیماً سلام کرنا کفر ہے! بدعتیوں کے پیچھے نماز جائز نہیں! کافر پر نماز فرض نہیں تو اس کے پیچھے نماز باطل، انہیں دانستہ امام بنانا کفر!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ہم اہل سنت وجماعت کے ہوتے ہوئے اس کے پیچھے ہماری نماز ہوگی یا نہیں؟ اس کا قرآن اور حدیث سے حوالے دے کر جواب تحریر فرمائیں۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ ان سے سلام کلام کر سکتے ہیں کہ نہیں۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں یا نہیں؟ حوالے کے ساتھ جواب تحریر کریں تا کہ یہ مسئلہ ہم لوگوں کی سمجھ میں آئے اور سکون ہو۔

مستفتی: عبدالمجید ٹیلر ماسٹرس

مبڑا بازار، گوشت مارکیٹ، پوسٹ درگا پور-۶، ضلع بردوان (بنگال)

الجواب

دیوبندی ضروریات دین کے انکار اور اہانت خدا تعالیٰ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سبب ایسے کافر مرتد بیدین ہیں کہ جو اُن کے کفر و عذاب میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ دیکھو حسام الحرمین اور کافر کو سلام حرام بلکہ کفر ہے جبکہ تعظیماً سلام کرے۔

درمختار میں ہے:

"ولو سلم علیٰ الذمی تبجیلا یکفر"

[الدر المختار، ج۹، ص۵۹۱، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیره، دارالکتب العلمیة، بیروت]

اور ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔

فتح القدیر میں ہے:

"ان الصلاة خلف اهل الاهواء لاتجوز"

[فتح القدیر باب الامامة ج۱، ص۳۰٤، مطبع احیاء التراث العربی]

کفایہ میں ہے:

"والکافر لا صلاة له فالاقتداء بمن لا صلاة له باطل"

[کفایه شرح فتح القدیر، ج۱، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، ص۳۲٤، داراحیاء التراث العربی]

اور جزئیہ گزشتہ در بارۂ سلام سے انہیں دانستہ امام بنانے کا حکم ظاہر اور یہ کہ انہیں دانستہ امام بنانا کفر ہے کہ تعظیم کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۵/ جمادی الآخرۃ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

دارالافتاء منظر اسلام، بریلی شریف

مسئلہ-۲۶۷

جس کی بیوی بے پردہ گھومتی ہو، اس کی امامت کا حکم! جو نماز کراہت کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب ہے! بندہ جس کی طاقت نہیں رکھتا، اس کا مکلف نہیں! قرآن مجید میں ہے: کوئی ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید کی بیوی عام طور سے بے پردہ پھرتی ہے جیسے بازار سے سودا لانا، جنگل سے گھاس وغیرہ لانا۔ایسی حالت میں زید کی امامت درست ہے یا نہیں؟

مستفتی: احمد علی قدیری

مدرسہ معین الاسلام، موضع بھکاری پور ضلع پیلی بھیت

الجواب

زید کی امامت مکروہ ہے اور اس کی اقتدا گناہ اور نماز واجب الاعادہ ہے جبکہ اس کی بے پردگی سے راضی ہو اور حتی المقدور اسے باز رکھنے کی کوشش نہ کرتا ہو۔

غنیّۃ میں ہے:

"لوقدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سہیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

"کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا"

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اور اگر وہ حتیٰ المقدور باز رکھنے کی سعی کرتا ہے تو ملزم نہیں۔اور اس کے پیچھے نماز اس وجہ سے مکروہ نہ ہوگی۔

قال تعالیٰ:

﴿لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾

[سورۃ البقرۃ- ۲۸٦ (اخیر آیت)]

وقال تعالیٰ:

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[سورۃ الانعام، آیت-۱٦٤]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۲٦۸

نسبندی حرام ہے! بے جبر و اکبراہ نسبندی کرانے والا لائق امامت نہیں!
بعد توبہ امامت کرسکتا ہے! ایسے کی اذان بھی مکروہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

قصبہ اسلام پور ضلع جھجون میں ایک ہی مسجد ہے سب مسلمان اس ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے یہاں پر بھی وہابیت کی لہر چل رہی ہے مسئلوں کے متعلق نئے نئے شوشے چھوڑتے رہتے ہیں جس سے جاہل طبقہ میں شک وشبہات پیدا ہورہے ہیں، روزانہ نئے نئے پروپیگنڈے ہوتے رہتے ہیں۔ آج کل ایک نیا پروپیگنڈہ شروع کررکھا ہے، وہ یہ ہے کہ جو نمازی امامت، اقامت اور مؤذن کی شرع کی رو سے سب شرطیں پوری نہیں کرتا ہے اگر اس نمازی نے نسبندی کرائی ہوئی ہے تو وہ نمازی امامت، اقامت اور مؤذن کا اہل نہیں کیونکہ یہ ایک نئی چیز ہے اور نہ ابھی تک کوئی مسئلہ اس کے متعلق دیکھنے میں یا سننے میں آیا ہے ایسی حالت میں برائے مہربانی بواپسی ڈاک قرآن وسنت کی روشنی میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟ تفصیل سے مطلع فرمائیں۔

مستفتی: عبدالرحمٰن خاں اسلام پور، ضلع جھنجون، (راجستھان)

الجواب

نسبندی حرام ہے، بدکام بدانجام ہے، ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ اس کی حرمت پر مفصل فتویٰ لکھ کر نسبندی کے دور میں چھاپا وہ ہمراہ مرسل ہے جس کے متعلق شرعی طور پر ثابت ہو کہ اس نے بخوشی بے

جبرواکراہ شرعی نسبندی کرائی، وہ سخت گنہ گار ہوا۔اس پر توبہ فرض ہے جب تک توبہ نہ کرے،اُسے امام بنانا گناہ ہے۔

غنیۃ میں ہے:

"لوقدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سھیل اکیڈمی]

اذان واقامت بھی اس سے کہلوانا مکروہ وممنوع ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۷/ ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ-۲۶۹

جو میلاد وسلام وقیام نہ کرتا ہو،اس کی امامت کا حکم! تبلیغ میں جانے والے کی امامت کیسی؟ دیہات والوں پر جمعہ وعیدین نہیں، جمعہ کے دن ظہر پڑھیں! مسجد کے نزدیک الگ جماعت قائم کرنا کیسا؟ جماعت ترک کرنا حرام ہے!

محترم المقام واجب الاحترام حضرت مولانا مفتی صاحب قبلہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد خیر۔حضرت مفتی صاحب ایک مسئلہ سامنے آگیا ہے۔برائے مہربانی تفصیل سے جواب دیں۔

(۱) جو امام میلاد وسلام قیام نہ کرتا ہو،اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

(۲) ہمارے گاؤں میں ایک ہی مسجد ہے جس میں وہ امام نماز پڑھاتا ہے۔اس صورت میں ہم عید بقرعید جمعہ کی نماز کیسے ادا کریں؟اور کچھ دور کے علاقے میں بھی اچھے امام نہیں ہیں۔سب ویسے ہی ہیں۔ اور تبلیغ میں جاتا ہے برائے مہربانی ان سب سوالات کا جواب صاف تحریر فرمائیں۔

(۳) مسجد میں نماز ہو رہی ہو اور مسجد کے بغل میں ایک خانقاہ ہے جو مسجد سے تقریباً ملی جلی ہے اس میں بھی جماعت کے ساتھ نماز ایک ہی ساتھ ہوتی ہے۔اور دونوں امام کی قرأت بھی ٹکراتی ہے تو ایسی حالت میں خانقاہ والوں کی نماز ہوگی یا نہیں؟فقط۔والسلام

مستفتی: محمد سید رضوی، بنڈیل، ہبلی

الجواب

(۱،۲) فی الواقع اگر وہ شخص سلام وقیام ونیاز وفاتحہ وغیرہا معمولات اہلسنت کو حرام وناجائز جانتا ہے اور اسی بنا پر یہ معمولات نہیں کرتا تو سخت بدمذہب وہابی گمراہ بیدین ہے۔اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔

فتح القدیر میں ہے: ''ان الصلاۃ خلف اھل الاھواء لاتجوز''

[فتح القدیر باب الامامۃ ج۱، ص۳۰٤، مطبع احیاء التراث العربی]

اور ایسے لوگوں میں یہ علت بھی غالباً ہوتی ہے کہ اکابر دیوبند (جنہوں نے اللہ ورسول جل وعلاو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اور ضروریات دین کے منکر ہوئے،جس پر علمائے حرمین شریفین مصروشام وہندوسندھ نے انہیں ایسا کافرو بیدین کہا کہ جوانہیں مسلمان سمجھے بلکہ انکے کفرو عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے) کو اپنا مقتدا جانتے مانتے ہیں۔اگر فی الواقع وہ امام ان دیوبندیوں کا مقتدی بھی ہے تو قطعی کافر ہے اور اس کی اقتدا باطل اور نماز فاسد۔

کفایہ میں ہے: ''و الکافر لا صلاۃ له فالاقتداء بمن لا صلاۃ له باطل''

[الکفایۃ مع شرح فتح القدیر، ج۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ۳۲٤، داراحیاء التراث العربی]

لہٰذا اس کی اقتدا سے سخت پرہیز فرض اور دیہات والوں پر جمعہ وعیدین نہیں۔جمعہ کے دن ظہر پڑھیں۔

(۳) نماز ہوجائے گی مگر خانقاہ والوں کو مسجد کی حاضری بے وجہ شرعی چھوڑنا اور بلاوجہ جماعت کا ترک کرنا حرام ہے اور اگر وجہ شرعی ہو تو الزام نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۷ر ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ

مسئلہ-۲۷۰

جماعت اسلامی کے عالم کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم!

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

جماعت اسلامی کے عالم یا ان کے شاگرد کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

(المستفتی: محمد انوار الحق، ساکن چکردھرپور سنگھ بھوم)

الجواب: ہرگز نہیں کہ حرام ہے اور جو پڑھی جا چکی اس کا لوٹانا واجب ہے۔ ''کل صلاۃ ادیت مع کراھة التحریم تجب اعادتھا'' [الدر المختار، ج ۲، ص ۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیة، بیروت]۔ وھو تعالیٰ اعلم

حضور والا! مندرجہ بالا جواب صحیح ہے یا غلط؟ وضاحت فرمانے کی زحمت گوارہ کریں۔ بعض سنی عالموں کا اس جواب پر اعتراض ہے اُن کا کہنا ہے کہ جماعت اسلامی کے پیچھے مطلقاً نماز کے عدم جواز کا فتویٰ دینا مناسب نہیں ہے۔ فقط

مستفتی: عبد الواجد قادری غفرلہٗ

الجواب

مودودی کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ مودودی جماعت، مرتدین کی جماعت ہے، ان کے عقائد کفریہ ہیں اور وہ دیوبندیوں کو (جنہوں نے ضروریات دین کا انکار کیا اور اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین لکھیں، چھاپیں، جنہیں علمائے حرمین شریفین ومصر و ہند وسندھ نے ایسا کافر بیدین کہا کہ جو اُن کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے) مسلمان جانتے ہیں اور مرتد کی نماز خود نہیں ہوتی تو اُس کی اقتدا کب درست ہوسکتی ہے؟

کفایہ میں ہے: ''و الکافر لا صلاۃ له فالاقتداء بمن لا صلاۃ له باطل''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الکفایة مع شرح فتح القدیر، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامة، ص ۳۲۴، دار احیاء التراث العربی]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۷؍ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ- ۲۷۱

بے وجہ شرعی کسی کو معزول کرنا صحیح نہیں! مقتدیوں کو یہ حق نہیں کہ امام کے ہوتے ہوئے دوسرے کو بڑھائیں! امام کو تکلیف پہنچانے والے پر تلافی وعذر خواہی لازم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ:

جمعہ کے روز محمد اسحاق علی جمعہ پڑھنے مسجد میں گیا وہاں یعنی مسجد کے اندر سردار علی ولد غلام علی ساکن مہرونی والوں نے محمد اسحاق علی ولد واحد علی شاہ مہرونی والوں سے کہا کہ اسحاق، تم خطبہ پڑھادو اور شفیع محمد نماز پڑھادیں گے جبکہ پیش امام مہرونی کے نہ ہونے پر برابر قریب ۱۰ ارسال سے نماز پڑھاتا آرہا ہو۔ اسحاق علی نے جواب دیا کہ شفیع محمد ہی خطبہ پڑھیں گے میرے سر میں درد ہے پھر بعد نماز جمعہ محمد اسحاق علی نے سب نمازیوں کو روک کر سردار علی سے پوچھا کہ آپ نے یہ کیوں کہا کہ تم خطبہ پڑھادو اور شفیع محمد نماز پڑھادیں گے کیا میں نماز پڑھانے کے قابل نہیں رہا؟ مجھ میں ایسی کون سی خامی پیدا ہوگئی جس پر سردار علی نے تیزی سے جواب دیا کہ تم دونوں بھائی مسجد سے نکل جاؤ اس کے باوجود اسحاق علی سے کہا کہ تم فتنہ پیدا کرتے ہو، اس پر اسحاق علی نے پوچھا کہ کون سی بات مجھ سے فتنہ کی پیدا ہوئی؟ مجھ کو بتائیے تاکہ میں اسکا خیال رکھوں گا اور آئندہ کے لئے اس بات کو ترک کردوں۔ پھر سردار علی نے کہا کہ میں تمہیں ہمیشہ ٹوکتا رہوں گا اور اسی طرح کہتا رہوں گا جس پر اسحاق علی نے کہا کہ جب تم کہو گے تو دوسرا بھی تم سے کہے گا اس پر سردار علی نے جوتا اُتار کر کہا کہ یہ کسلئے ہے؟

بقلم: محمد اسحاق علی ولد واحد علی شاہ رضوی جامع مسجد کے پاس مہرونی، ضلع للت پور (یوپی)

الجواب

بے وجہ شرعی کسی عمل سے کسی کو معزول کرنا صحیح نہیں۔

درمختار میں ہے: ''لا یصح عزل صاحب وظیفة بلا جنحة''

[الدر المختار، ج٦، ص ٥٨١، کتاب الوقف، دار الکتب العلمیة، بیروت]

لہٰذا امام سابق اپنے منصب پر شرعاً بحال رہے گا اور بلا وجہ اسے جو آزار پہنچایا، اس کی تلافی و عذر خواہی آزار رساں پر لازم ہے ورنہ سخت گنہگار مستوجب نار، حق اللہ و حق العبد میں گرفتار رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب ۵ ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۷۲

منکوحہ غیر کو بیوی بنا کر رکھنا ظلم عظیم، ایسا کرنے والا سخت ظالم جفا کار، متارکہ فوراً فرض ہے، ایسا شخص لائق امامت نہیں! ایک کلمۂ شنیعہ کا حکم! قرض کی ادائیگی جتنی جلد ہو، کی جائے! امامت کی تنخواہ طے کرنا جائز ہے! ماں کو ضرورت کے وقت پیسہ دینا لازم! ماں کو ایذا دینا حرام! کنوارے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسئلوں میں کہ:

(۱) کسی بھی پیش امام کی بیوی بے طلاقی ہے، کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے؟ یا نہیں؟ اور اگر جائز ہو تو کیسے؟

(۲) کوئی پیش امام اگر یہ کہے کہ اس مسجد میں جو بھی امام آئے گا وہ حرامی ہوگا اس کے لئے یہ کہنا درست ہے یا نہیں؟ اگر وہ امام حرامی نہ ہو تو ایسے کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اور جو پیش امام کو حرامی کہے تو اس کے لئے شرع کا کیا حکم ہے؟

(۳) ایک پیش امام صاحب نے ایک مشین ۲۰۰ر روپے میں اُدھار لی اور مشین چوری ہوگئی جب ان سے ایک مدت کے بعد کہا جاتا ہے کہ روپیہ ہم کو دو تو انہوں نے کہا کہ روپیہ میں نہیں دوں گا۔ مشین تو چوری ہوگئی۔ تو جس شخص نے مشین دی تو انہوں نے کہا کہ تو بھائی پیش امام صاحب معاف کرا لو تو کہا کہ کوئی میرے پاس تھوڑی ہے جو میں آپ سے معاف کراؤں، مجھے ایسی باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ مسائل کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں، کوئی اگر سیکھنا چاہے تو مجھ سے معلوم کرے۔ ایسے فتوے تو بہت دیکھ چکا ہوں جبکہ امام صاحب بہت ہی معمولی پڑھے لکھے ہیں، عورت بھی بے طلاقی رکھے ہیں اور جھوٹے سچے مسئلے بھی بیان کرتے پھرتے ہیں۔ ایسے شخص پر شرعاً کیا حکم ہے؟ پوری تفصیل کے ساتھ جواب عنایت کیا جاوے۔

(۴) پیش امام صاحب طے کر کے نماز پڑھاتے ہیں کہ میں دہاڑی پوری لوں گا اور ۶۰ر روپیہ بچے پڑھانے کا لوں گا اور ایک صاحب نے قرآن پاک منگانے کے لئے روپیہ دیئے تو نہ تو روپیہ واپس کئے اور

اُلٹا کہا کہ تم نے میرے پیچھے نماز پڑھی ہے اور آج تک تم نے نماز پڑھانے کا کچھ نہیں دیا ہے میں نے وہ روپیہ نماز پڑھانے میں کاٹ لئے۔ جو پیش امام یہ کہے کہ نماز پڑھانے کا محنتانہ لوں گا تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے کہ نہیں؟ انہی امام صاحب کی والدہ صاحبہ مانگتی ہیں اور امام صاحب کو خیال نہیں بلکہ ماں کو اپنی نظر میں کچھ نہیں سمجھتے ہیں تو لوگوں نے کہا کہ امام صاحب آپ کی والدہ اس طرح سے مانگتی ہیں، آپ کو شرم آنی چاہئے کہ آپ کو پالا پوسا ہے تو امام صاحب نے لوگوں کو جواب دیا کہ ماں باپ کا فرض ہے کہ پالیں پوسیں میرا خود گزارہ نہیں ہوتا میں کس کو دیکھوں؟ آپ لوگ کیا چاہتے ہیں میں خوب اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ اس کا جواب تو میں دوں گا آپ لوگوں کو تھوڑی دینا ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں میں دوں گا۔ تو ایسے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۵)　کیا کنوارے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ ہمارے یہاں حافظ صاحب کنوارے ہیں اور پاک صاف بھی ہیں۔ ایسے شخص پر اگر پیش امام کوئی دھبہ لگاتا ہے کہ کنوارے کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے تو پیش امام صاحب کا شرعاً کیا حکم ہے؟ جواب عنایت کیا جائے۔

مستفتی: حافظ محمد شفیق خاں /معرفت نواب خاں سرولی موضع چکرپور تحصیل شاہ آباد ضلع رامپور

الجواب

(۱)　امام فی الواقع اگر ایسی عورت کو رکھے ہوئے ہے جو غیر کی منکوحہ ہے تو سخت گنہگار ظالم جفا کار مستحق غضب جبار مستوجب عذاب نار حق اللہ وحق العبد میں گرفتار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ فوراً اسے چھوڑ دے اور اس فعل سے تائب ہو، جب تک وہ تائب نہ ہو، نالائق امامت ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

غنیۃ میں ہے:

”لوقدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم“

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سھیل اکیڈمی لاھور]

درمختار میں ہے: ”کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا“۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

(۲) یہ کلمہ اس کا بہت سخت ہے، توبہ کرے ورنہ امامت سے معزول کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اس پر لازم ہے کہ مشین والے کو مشین کی قیمت دے اور اپنی جاہلانہ بکواس سے تائب ہو نیز اس شخص سے جس کا قرض دینے میں تاخیر کی اور اس سے حجت کی، معافی چاہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) امامت کی تنخواہ طے کر سکتا ہے اگر چہ احوط یہ ہے کہ وقت کی اجرت طے کرے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر مقتدی سے وہ اجرت ومحنتانہ وصولے، اس پر لازم ہے کہ جس مقتدی کے روپے اس کے پاس ہیں، اسے جلد واپس کرے ورنہ سخت گنہگار ظالم جفا کار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اس کی ماں کی طلب پر اسے اپنی محتاج ماں کو پیسہ دینا ضرور ہے، ماں کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) امامت کے لئے سنی صحیح العقیدہ مسائل طہارت ونماز وامامت سے آگاہ متقی پرہیز گار غیر فاسق آدمی درکار ہے، کنوارا ہو یا بیاہا۔ امام مذکور کا یہ کہنا کہ کنوارے کے پیچھے نماز نہیں ہوگی، غلط و باطل اور شریعت پر افتراء ہے جس سے اس پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۵/رجب المرجب ۱۳۹۶ھ

ھٰذا ھو حق وصحیح و صواب والمجیب سلمہٗ اللہ تعالیٰ نجیح و مصیب و مثاب۔

واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۷۳

قول علمائے حرمین طیبین درحق علمائے دیابنہ! دیابنہ کو امام بنانا ایسا ہے جیسے کسی مجوسی کو امام بنانا! کافر کی تعظیم کفر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہٰذا میں کہ:

علمائے دیوبند کے پیچھے کسی سنی صحیح العقیدہ کی نماز ہوگی یا نہیں؟ مدلل جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

مستفتی: محمد شمیم صدیقی رضوی قادری مصطفوی مقیم ۶۳/۷ حسن منزل، الہ آباد

الجواب

دیوبندی ایسے کافرومرتد بیدین ہیں کہ علمائے حرمین شریفین ہند وسندھ نے بالاتفاق فرمایا کہ جو اُن کے کفریات پر مطلع ہو کر انہیں کافر نہ جانے، ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے توان کے پیچھے معاذ اللہ کسی سنی صحیح العقیدہ کا نماز پڑھنا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مجوسی یا بت پرست کو امام بنالے۔

فتح القدیر میں ہے:

''ان الصلاة خلف اهل الاهواء لاتجوز''

[فتح القدير باب الامامة ج۱، ص۳۰٤، مطبع احياء التراث العربی]

لہٰذا ان کے پیچھے نماز باطل محض بلکہ دانستہ انہیں امام بنانا بحکم فقہاء کفر۔

درمختار میں ہے: ''تبجيل الكافر كفر''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[در مختار، ج ۹، ص ۵۹۲، باب الاستبراء، دار الكتب العلميه، بيروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۷ رجمادی الاولیٰ

مسئلہ-۲۷٤

وہابی کو امام بنانا حرام! دیوبندی کے پیچھے نماز باطل محض!
وہابیہ پر بھی اکثر فقہا کے نزدیک حکم کفر ہے!

مسائل ضروریہ یہ ہیں کہ:

(۱) جامع مسجد دہلی کے خطیب وامام جو ہیں وہ سنی ہیں یا وہابی؟ اور ان کے پیچھے نماز جائز ہے کہ نہیں؟ بہت سے یہ کہتے ہیں کہ حکومت کے پٹھو ہیں، سیاست سے کام لیتے ہیں ان کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

(۲) وہابی امام جان کر پھر اس کے پیچھے نماز جمعہ ادا کرے اور نیت کا دعویٰ کرے کیا اس کی نماز ہوگی؟ اس امام کو خطبہ شہید مولانا اسماعیل دہلوی کی پڑھتا دیکھتے ہوئے بھی نماز ادا کرتے ہیں۔

مستفتی: محمد تشریف بڈانڈے گونڈہ معرفت محمد تشریف عرف منشی جی

راجون پر بھات مارگ، نیوروہتک روڈ، قرول باغ، نئی دہلی-۹، مکان نمبر 60/26

الجواب

(۱) جامع مسجد دہلی کا امام وہابی تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) وہابی کو امام بنانا حرام ہے اور دیوبندی کو امام بنانا بہت سخت ہے۔ جس سے توبہ وتجدید ایمان لازم اور نماز اس کے پیچھے باطل ہے کہ دیوبندی مرتد ہیں، بخلاف وہابی غیر مقلد کے کہ وہ گمراہ بددین ہیں اور بہ وجوہ عدیدہ اکثر فقہاء کے قول میں حکم کفر اُن پر بھی ہے۔ لہٰذا ان کی اقتداء سے بھی سخت احتراز لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

مسئلہ-۲۷۵

ایسے افعال کا ارتکاب جو تنفیر جماعت کے باعث ہوں امام نہ کرے!
جھوٹے کی امامت مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہے!

محترم المقام عزت مآب جناب مفتی اعظم ہند محلہ سوداگران، بریلی شریف۔

جناب عالی!

ہم پنت نگر کے لوگ قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں مندرجہ ذیل باتوں کی روشنی میں فتویٰ چاہتے ہیں، یہ تمام باتیں پنت نگر مسجد کے امام کے سلسلہ میں ہیں:

(۱) پنت نگر کی مسجد سڑک کے کنارے واقع ہے، اس پر گزرنے والے مسلمان ڈرائیور مسجد کے لئے پیسہ دیتے ہیں، مولوی محمد حسین امام مسجد پنت نگر نے بلاکسی اطلاع اس پیسہ کو خود استعمال کیا اور کرتے رہے ہیں، اس طرح چوری کے مرتکب ہوئے، مولانا نے خود ڈاکٹر سید احمد علی صاحب سے یہ قبول کیا کہ انہوں نے تین سے پیسہ لئے ہیں مگر انہوں نے دوائی بنانے کو دئے تھے ڈرائیوروں سے تحقیق پر معلوم ہوا کہ ایسا نہ تھا بلکہ پیسہ مسجد کے لئے دئے گئے تھے کئی لوگوں نے امام صاحب مذکور کو پیسہ لیتے اپنی آنکھوں سے دیکھا، اس کی عینی شہادت موجود ہے۔

(۲) مولوی صاحب کا لڑکا جس کو منا کہتے ہیں اور غالباً وہی ایک لڑکا ہے پنت نگر میں ان کے ساتھ رہتا ہے۔ مولوی صاحب نے مندرجہ ذیل لوگوں سے اس کے بارے میں ایسا کہا:

(الف:) جناب انوار احمد پینٹر مستقل رہائش پذیر بریلی ملازم پنت نگر سے کہا کہ یہ لڑکا میرے عزیزوں کا ہے، میرا نہیں ہے، میرے ساتھ رہتا ہے۔ (ب:) جناب سید سرور حسین شفیق صاحب جو کہ مستقلاً بریلی کے رہنے والے ہیں اور پنت نگر میں ملازم ہیں، ان سے کہا کہ یہ لڑکا کسی اور کا ہے اور میرے پاس قرآن حفظ کرنے کو رہتا ہے۔ حالانکہ وہ حفظ نہیں کرتا ہے۔ (ج:) اس کے علاوہ یہ بات کہ وہ ان کا لڑکا ہے تین دو ایک سے کہی ہے۔ اس بات کی تحقیق اور شہادت لی گئی ہے برخلاف اس کے تمام لوگوں سے وہ اسے اپنا لڑکا کہتے ہیں، اس طرح انہوں نے ایک بہت بڑا جھوٹ بولا۔

(۳) مولوی صاحب مذکور نے ۲/ سگے بھائی مثلاً زید بکر کے درمیان اس طرح نفاق ڈالا کہ ڈاکٹر سید احمد علی صاحب سے کہا کہ زید کے تعلقات بکر کی بیوی سے ہیں، ڈاکٹر سید احمد علی صاحب نے جو کہ آج کل مستقلاً بریلی رہائش پذیر ہیں اور پنت نگر میں پروفیسر ہیں، اس بات کی از روئے قرآن شہادت دی کہ مولوی صاحب نے ایسا کہا۔ اس طرح مولوی صاحب نے نفاق ڈالا۔

(۴) اس کے علاوہ مندرجہ ذیل متفرق شکایات ہیں مولوی صاحب کے سلسلہ میں جن کی باقاعدہ تصدیق کرلی گئی ہے۔

(الف:) مولوی صاحب اکثر وضو کرنے کی جگہ استنجا کرتے ہیں۔ (ب:) مسجد کی چٹائیاں جلاتے ہیں۔ (ج:) مسجد کی چٹائیاں پاخانے کی ٹٹی بنانے میں استعمال کرتے ہیں۔ یعنی پاخانہ میں پردہ کی دیوار کے طور پر اُسے استعمال کرتے ہیں۔ (د:) بلا اجازت مسجد کا پیڑ جلاتے ہیں جس کو پکڑ لیا گیا لیکن جھوٹ بولتے ہیں کہ میں نے صرف آج ہی جلایا تھا۔ (ح:) وضو بنانے کا لوٹا پاخانہ میں استعمال کرتے ہیں۔ (خ:) لوگوں میں منافرت اور ایک دوسرے سے لڑائی گٹ بندی پیدا کرتے ہیں۔

(ف:) مولوی صاحب کا تقرر مدرس کے طور پر ہوا تھا اور اعزازی طور پر نماز پڑھانے کو کہا گیا تھا مگر مولوی صاحب نے تین سال کے عرصہ میں بچوں کو بالکل نہ پڑھایا بلکہ بھگا دیا۔ کسی کو ایک سپارہ نہ پڑھا سکے بلکہ عوام میں ایک دوسرے کے خلاف پارٹی بازی چلائی تاکہ ان کی نوکری قائم رہ سکے۔ یہی نہیں بلکہ جب ان کو چیک کیا گیا تو پایا گیا کہ رجسٹر میں جھوٹی حاضری بھر دی ہے یہ پچاسوں بار پکڑا گیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ پایا گیا کہ جس وقت رجسٹر میں حاضری بھری ہے وہ خود رودر پور یا رامپور گئے ہوئے ہیں۔ اس

طرح کھل کران کا جھوٹ ثابت ہوا۔

جناب عالی! ان تمام باتوں کی وجہ سے یہاں پر کافی لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے، وہ باہر جمعہ کے لئے جاتے ہیں، کچھ لوگ اپنی نمازیں دہراتے ہیں، نوبت یہاں تک آگئی ہے کہ جھگڑے کا اندیشہ پیدا ہوگیا ہے۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ از روئے قرآن وحدیث وفقہ اس بات کا فتویٰ دیں کہ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے؟ اور اگر نہیں ہوسکتی تو امام کے سلسلہ میں کیا کرنا چاہئے؟ فقط۔ والسلام۔

مستفتیان: مسلمانان پنت نگر، ڈاکٹر سید احمد علی، مقبول احمد، رفیق احمد

الجواب

برتقدیر صدق سوال وواقعیت الزامات وثبوت فسق وہ شخص لائق امامت نہیں۔ اسے امام بنانا گناہ اوراس کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

غنیۃ میں ہے:

''لوقدموا فاسقا یاثمون''

[غنية المستملى شرح منية المصلى، ص۵۱۳، فصل فى الامامة، مطبع سهيل اكيڈمى]

درمختار میں ہے:

''كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطبع دار الكتب العلمية، بيروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۵/ذوالقعدہ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ-۲۷۶

وہابی اصلاً امامت کے اہل نہیں! داڑھی منڈا لائق امامت نہیں! جس کی داڑھی نہ نکلی ہو، اس کی امامت میں حرج نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسائل ذیل میں کہ:

اگر امام وہابی ہو تو کیا اس کے پیچھے نماز پنجگانہ و جمعہ و عیدین جائز ہیں؟ اور تراویح کا کیا حکم ہے؟
اگر کوئی سنی امام ہو مگر داڑھی نہ ہو یا داڑھی چھوٹی سی رکھتا ہو تو اس کے پیچھے جمعہ و عیدین پنجگانہ اور تراویح پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

وہابی اپنے عقائد کفریہ کے سبب کافر بے دین ہیں۔ لہٰذا وہ اصلاً امامت کے اہل نہیں بلکہ ان کی نماز ہی باطل ہے تو ان کی اقتدا کسی نماز میں درست نہیں۔

کفایہ میں ہے:

''و الكافر لا صلاة له فالاقتداء بمن لا صلاة له باطل''

[کفایه شرح فتح القدير، ج۱، ص ۳۲۴، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، دار احياء التراث العربی بيروت]

اور جو سنی صحیح العقیدہ داڑھی منڈاتا یا حد شرع سے کم کراتا ہو، فاسق معلن ہے، اسے امام بنانا گناہ ہے۔

غنیۃ میں ہے:

''لو قدموا فاسقا ياثمون بناءً على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم''

[غنية المستملی شرح منية المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سهيل اكيڈمی لاهور]

اور اس کے پیچھے نماز واجب الاعادہ ہے۔

درمختار میں ہے: ''كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها''

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطبع دار الكتب العلمية، بيروت]

اور جس کی داڑھی نکلی ہی نہیں، وہ ملزم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۲۷۷

غیر صحیح خواں کو امام بنانا گناہ ہے، اسے برطرف کرنا لازم!
لائق امامت کو معزول کرنا گناہ ہے! معزول کرنے والے توبہ کریں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید سلسلہ مداریہ سے بیعت ہے۔ زید بلا کسی خرچہ یا نذرانہ کے نماز بھی پڑھاتے ہیں تو زید کی امامت درست ہے یا نہیں؟ امام کا تلفظ بھی صحیح نہیں ہے اور امام سنی تھا اس کو علیحدہ کر دیا ہے، متولی منع کرتا ہے کہ جو پہلا امام تھا وہ صحیح ہے مگر وہ جبراً امامت کرتا ہے یہ تحریر بقلم معز الدین صاحب ولد جلال الدین مرحوم موضع امریا سید پور بریلی نے تحریر کیا ہے اور سوال یامین خاں ولد عبدالرحمٰن خاں نے لکھا ہے۔ اس پر شریعت کا جو حکم ہو، تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

مستفتی: یامین خاں ولد عبدالرحمٰن خاں موضع امریا سید پور، ضلع بریلی شریف (یوپی)

الجواب

اگر واقعہ یہ ہے کہ امام مذکور صحیح خواں نہیں ہے تو اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کی اقتدا میں نماز فاسد ہے۔ لوگوں پر لازم ہے کہ اسے امامت سے برطرف رکھیں اور صحیح القراءت لائق امامت کو معزول کیا ہے تو گناہگار ہوئے حق اللہ وحق العبد میں گرفتار ہوئے۔ شرعاً یہ دوسرا اگر واقعی لائق امامت ہے تو وہی امام ہے ان کے معزول کرنے سے وہ شرعاً معزول نہ ہو گیا۔

درمختار میں ہے:

"لا یصح عزل صاحب وظیفة بلا جنحة"

[الدر المختار، ج٦، ص ٥٨١، کتاب الوقف، دار الکتب العلمیة، بیروت]

لوگ توبہ کریں اور اس لائق امامت کو اس کا منصب دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

شب جمعہ ۱۵/ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ-۲۷۸

مرگی کے مریض کی امامت کا مسئلہ!

بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہوں، امید کے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ جوابی پوسٹ کارڈ میں دین سے متعلق دو سوال جا رہے ہیں۔ از راہِ کرم دونوں سوالوں کے جواب ارسال فرمائیں گے۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسئلوں میں کہ:

امام صاحب کو مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ چند مرتبہ نماز میں ہی دورہ پڑا۔ چند شخصوں کے اعتراض پر کہ ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ مصلیان مسجد میں اختلاف ہو گیا ہے۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ امام موصوف کے پیچھے نماز درست ہے؟

مستفتی: منور حسین خاں محلہ دریبہ، مکان نمبر 221 سید اوصاف نبی روڈ، مین پوری (یوپی)

الجواب

جس نماز میں دورہ پڑے، وہ نہ ہوگی اور اگر اکثر انہیں دورہ پڑتا ہے تو انہیں امام نہ بنایا جائے۔ وھو تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۹/ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ-۲۷۹

داڑھی منڈانا فسق ہے اور فاسق لائق امامت نہیں!
درمیان قرأت تین تسبیح کی مقدار خاموش رہنے سے سجدۂ سہو واجب ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ.

(۱) داڑھی منڈوانے والے کو امام بنانا کیسا ہے؟ اور اس کے پیچھے جو نماز پڑھی گئی، اس کے متعلق شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۲) امام صاحب نماز پڑھا رہے تھے، ان کو نماز میں قرأت پڑھنے میں متشابہ لگا پیچھے ایک حافظ صاحب نے لقمہ دیا تو پیچھے سے قریب نو آیت کے لوٹا کر پڑھا پھر نماز تمام ہوئی۔ بعد سلام کے لقمہ دینے والے نے فرمایا کہ آپ کو سجدہ سہو کرنا چاہئے تو امام صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی ضرورت نہیں ہے سجدۂ سہو کرنے کی۔ لہٰذا اس حالت میں نماز ہوگی یا نہیں؟

مستفتی: طالب خیر محمد نہال الدین مقام و پوسٹ کھیلم آنولہ، بریلی شریف

الجواب

(۱) داڑھی منڈا فاسق معلن ہے، اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کی اقتدا مکروہ تحریمی اور نماز واجب

الاعادہ ہے۔

غنیّہ میں ہے:

''لوقدموا فاسقا یاثمون''

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سهیل اکیڈمی لاهور]

درمختار میں ہے:

''کل صلاة ادیت مع کراهة التحریم تجب اعادتها''۔واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطبع دار الکتب العلمیة، بیروت]

(۲) امام اگر بقدر تین تسبیح خاموش رہا تو سجدۂ سہو ضرور تھا ورنہ ضرورت نہ تھی۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۱؍ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

صح الجواب۔واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۸۰

زمانہ ماضیہ کے گناہوں کی وجہ سے بعد توبہ امامت سے روکا نہ جائیگا!

توبہ کے بعد اس گناہ سے عار دلانا جائز نہیں!

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

بخدمت حضور مفتی اعظم ہند قبلہ وکعبہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ پر کہ:

زید اپنے ماضی میں سدا گانجہ پیتا تھا۔پھر اللہ نے اسے توبہ کی توفیق بخشی۔اب زید سنی صحیح العقیدہ اور پابند شریعت ہے اور عامۃ المسلمین زید کو نیک تسلیم کرتے ہیں۔مگر چند فتنہ پرداز اسی بات کو لے کر فتنہ پردازی کرتے ہیں۔زید نے خدمت دین کے جذبہ کے تحت یہاں قریب میں واقع ایک مزار شریف کے پاس مسجد قائم کرنے کی نیت سے نماز با جماعت قائم کردی ہے۔اب دریافت طلب امر یہ ہیں:

(۱) زید نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) زید کی امامت پر بوجہ حسد فتنہ پردازی کرنے والوں پر شرعی حکم کیا لازم آتا ہے؟

مستفتی: رستم علی خاں عرف فقیر قاسم شاہ نقشبندی درگاہ میل والے بابا، رنگ پور روڈ، کوٹہ-۲

الجواب

(۱،۲) زید اگر صحیح الطہارت صحیح القرأۃ غیر فاسق عالم بہ مسائل ضروریہ طہارت و نماز ہے تو اس کی امامت جائز ہے اور اس کی مخالفت بے جا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۷ر ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ

صح الجواب۔ توبہ صحیحہ کے بعد اس گناہ سے عار دلانا ناجائز ہے اور وعید شدید ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۸۱

بدمذہبوں کو برحق جاننے والا اقراری بدمذہب ہے، لائق امامت نہیں! بدعقیدوں کے پیچھے نماز نہیں!

معظم و مکرم جناب مفتی اعظم ہند دام ظلکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہٗ

گزارش عرض یہ ہے کہ ایک شخص کی عمر تقریباً ساٹھ سال کے قریب ہوگئی اس کے پہلے انہوں نے دونوں مدرسہ میں کچھ تعلیم بھی حاصل کی یعنی دیوبند اور مدرسہ حمیدیہ بنارس سے لیکن سند کہیں سے حاصل نہیں کرسکے اور وہاں سے آنے کے بعد انہوں نے قوم کو بھی ستانا شروع کیا مثلاً کسی نے کچھ روپیہ کا لالچ دیا اسی کی طرف سے اس پارٹی کو ہلاک بھی کیا۔ لہٰذا ایسا کام برابر ہی ہوتا رہا۔ کچھ دنوں کے بعد جب طاقت کی کمی ہوئی اور زمانہ ساتھ نہ دیا تو اپنے مولوی ہونے کا اعلان فرمایا۔ لہٰذا حضرت سے یہ گزارش ہے کہ ابھی وہ مسجد کے ممبروں پر کھڑے ہوکر غلط تفسیر بھی کردیا کرتے ہیں اور اپنے کو اس طرح کہتے ہیں کہ ہم اہل سنت والجماعت کے ہیں، اور غیر مقلدوں کے ساتھ اسی کی طرح ہوجاتے ہیں، ان کی میتوں کی نماز پڑھاتے ہیں، قراۃ کے ساتھ ان کے ساتھ تراویح پڑھتے ہیں، آٹھ رکعت، اور اہل سنت

والجماعت کے ساتھ تراویح جو پڑھتے ہیں، بیس رکعت، جنازے کی نماز پڑھتے ہیں جس طرح سے پڑھا کرتے ہیں ہم لوگ۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ جس طرح کی جماعت دیکھتے ہیں، ویسا ہی کام کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ حضرات سے گزارش ہے کہ آپ اس کے متعلق کیا فتویٰ دیتے ہیں؟ کیا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟ آپ جلد سے جلد ہم لوگوں کو اس کی اطلاع کریں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط۔

مستفتی: مولوی مسلم خاں ہنگی پیش امام، تلافاروق بیڑی مرکس، پوسٹ دھوریاں، ضلع مرشدآباد

الجواب

وہ اقراری بدمذہب ہے کہ خود کہتا ہے کہ ''ہم سنی کے ساتھ ہیں اور غیر مقلد کے ساتھ اسی کی طرح ہوجاتے ہیں''۔ اور بدمذہب کو امام بنانا حرام اور اس کی اقتدا ممنوع۔

ہمارے امام اعظم کا فتویٰ ہے:

''ان الصلاۃ خلف اھل الاھواء لاتجوز''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[فتح القدیر باب الامامۃ ج۱، ص ۳۰۴، مطبع احیاء التراث العربی]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۶ر شوال المکرّم ۱۳۹۹ھ

مسئلہ- ۲۸۲

بدعقیدہ امام لانے والا متولی ظالم جفا کار ہے! علما پر بہتان جرم عظیم ہے! طرفداری کی تہمت علما پر ان کی توہین ہے، اس پر توبہ لازم، ایسے متولی کو معزول کردیں! وہابی امام کے پیچھے پڑھی گئی نمازیں دوبارہ پڑھیں! وہابی جانتے ہوئے وہابی کی اقتدا موجب کفر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

زید وبکر ایک حافظ جی کو تراویح میں قرآن سنانے کے لئے لائے جو وہابی تھا۔ زید وبکر کے علاوہ اور مقتدیوں کو معلوم نہیں تھا کہ حافظ جی وہابی ہیں، پہلی تاریخ کو حافظ جی تراویح میں قرآن سنا کے چلے گئے۔ بعد تراویح دو چار مقتدی نے اختلاف کیا کہ حافظ جی وہابی معلوم ہوتا ہے ایسے ہی تین دن تک

اختلاف رہا، چوتھے تراویح کے دن میں مسجد کے امام نے متولی سے پوچھا کہ متولی صاحب! سننے میں آیا ہے کہ حافظ جی وہابی ہیں؟ تو متولی صاحب نے کہا کہ حافظ جی 100% وہابی ہیں، جن کی طبیعت چاہے، ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ سنی حافظ ۸۰۰ر روپے مانگتے ہیں تھوڑی دیر بعد متولی صاحب نے مسجد کے باہر جا کر کہا کہ مولانا یہاں آؤ۔ مولانا وہاں گئے تو متولی صاحب نے کہا کہ حافظ جی پکا وہابی ہے، کیا تمہاری اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟ تو مولانا نے کہا کہ اگر حافظ جی وہابی ہے تو میری نماز اس کے پیچھے نہیں ہوگی تو متولی صاحب نے کہا کہ اگر تمہاری نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی تو تم اپنا بستر باندھو، یہاں سے جاؤ، میں اپنا امام تلاش کرلوں گا تم دوسرے کے کہنے پر نکتہ چینی کرتے ہو کہ حافظ جی وہابی ہیں۔ حالانکہ مولانا نے کسی کے کہنے پر نکتہ چینی نہیں کی ہے اور متولی صاحب یہ کہتے ہیں۔ بہار کے جتنے دونوں مدرسے میں مفتی ہیں سب کے سب لڑکوں کی طرف رہتے ہیں لڑکے کی کوئی غلطی کسی مفتی نے نہیں نکالی۔ لہٰذا اس فتویٰ کا جواب حضور مفتی اعظم سے تصدیق کرا کر بھیج دیں کہ اس میں مولانا کی کیا غلطی ہے؟ اور متولی پر شرع کی طرف سے کیا حکم ہے؟ اور جو نماز حافظ جی کے پیچھے پڑھی گئی، لوٹانی پڑے گی یا نہیں؟ اور متولی صاحب یہ کہتے ہیں کہ ہر متولی مولانا کو ڈانٹ سکتا ہے۔

مستفتی: محمد لقمان ماسٹر برہمپوری، بریلی شریف (یوپی)

الجواب

متولی مذکور سخت ظالم جفا کار حق اللہ وحق العبد میں گرفتار نہایت جری احکام شرعی سے سرتابی کرنے والا بے باک ہے۔ پہلا جرم اس کا یہ ہے کہ تمام سنی صحیح العقیدہ مقتدیوں پر وہابی بدعقیدہ امام کو مسلط کیا۔ وہابی بدعقیدہ بددین خارج از اسلام جس کی ادنیٰ تعظیم کفر ومنافی اسلام۔

درمختار میں ہے:

"تبجیل الکافر کفر"

[الدر المختار، ج ۹، ص ۵۹۲، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء، دار الکتب العلمیہ، بیروت]

اسے امام بنانا یہ اس کی کس درجہ کی تعظیم ہوئی اور کس درجہ کا جرم ہوا پھر تمام مقتدیوں کی نماز فاسد کرانا دوسرا جرم عظیم نہ ہے۔ پھر یہ کہنا کہ بہار کے لڑکے بہاری مفتیوں سے اپنے حق میں لکھوا لیتے ہیں، یہ

بھی جرم عظیم ہے، ان طلبہ پر بہتان وتہمت باندھنا اور علما پر طرف داری کی تہمت علما کی توہین ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ رب العلمین۔ اس پر واجب ہے کہ ان تمام ہفوات وخرافات سے توبہ کرے اور اس وہابی امام کو فوراً نکالے ورنہ مسلمان پر فرض ہے کہ اسے چھوڑ دیں اور تولیت سے معزول کریں۔ اور اس وہابی امام کو نکالیں اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں، انہیں دہرائیں اور وہابی جانتے ہوئے اس کی اقتدا کی تو توبہ وتجدید ایمان بھی کریں اور بیوی والے ہوں تو تجدید نکاح بھی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور متولی پر بھی نماز دہرانا توبہ وتجدید ایمان فرض ہے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۸ر رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح۔

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۸۳

جمعہ کے لئے امام ماذون شرط ہے! عالم کے ہوتے ہوئے عوام میں سے کسی کو امام مقرر کرنا جائز نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

ایک مسجد ازیں قبل ویران تھی یعنی کبھی اذان ہوتی تھی اور کبھی نہیں۔ ایک امام رکھا گیا ہے فی الوقت پانچ وقت کی نماز باجماعت ہوتی ہے اب کچھ آدمیوں کا خیال ہے کہ جمعہ قائم کرلیا جائے۔ ازروئے شرع کیا حکم ہے؟ مطلع فرمائیں۔

مستفتی: محمد نھو صاحب، عبد اللہ، خورشید، اللہ رکھے وغیرہ وغیرہ

الجواب

جمعہ کے لئے ماذون امام شرط ہے۔

درمختار میں ہے:

"ونصب العامۃ الخطیب غیر معتبر مع وجود من ذکر اما مع عدمھم فیجوز

للضرورۃ"

[الدر المختار، ج۳، ص۱٤، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اگر وہ امام ماذون ہے تو وہاں جمعہ قائم کرلیں ورنہ حضور مفتی اعظم ہند دام ظلہ الاقدس سے اجازت حاصل کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۸٤

دوسری جماعت صف بدل کر قائم کریں!

علمائے دین کیا فرماتے ہیں اس بارے میں کہ:

ایک مسجد میں مکمل طور پر پیش امام صاحب رہتے ہیں اور جماعت کے ساتھ پیش امام صاحب نماز بھی پڑھاتے ہیں اس کے آدھے گھنٹے کے بعد پھر نماز جماعت کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے۔ یعنی کہ ایک ہی مسجد میں دومرتبہ نماز جماعت سے پڑھائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ یہ بات جائز ہے یا ناجائز؟

مستفتی: محمد عالم صاحب سول بازار، ضلع گورکھپور (یوپی)

الجواب

صف بدل کر کے بلا اذان کے پڑھی جاسکتی ہے، اس صف پر جس پر جماعت اولیٰ ہوئی، نہ پڑھی جائے اور صف بدلنا یہ ہے کہ اس جگہ سے ہٹ جائے جس پر پہلے امام نے نماز پڑھائی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور مسئلہ میں غایت تفصیل ہے جس کے لئے "القطوف الدانیہ" مصنفہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ دیکھیں۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۸۵

داڑھی منڈایا قرآن غلط پڑھنے والا امامت کا اہل نہیں!
ایسوں کو امام بنانے والے سخت گنہ گار ہیں!

عالیجناب قبلہ وکعبہ محترم المقام قابل عزت وصد احترام قبلہ حضرت علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری مفتی اعظم ہند! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) ایک بہترین حافظ صاحب رمضان شریف میں تراویح پڑھاتے ہیں مگر داڑھی ایک مشت بھی نہیں جتنی ہونا چاہئے اور اگر حافظ صاحب داڑھی نہ کٹوائے تو ایک مشت ہوسکتی ہے مگر ترشواتے ہیں۔تو کیا ایسے حافظ صاحب کے پیچھے پنجگانہ نماز ہو جائے گی کہ نہیں؟ شریعت کی روشنی میں مطمئن جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) جہاں ایسے حافظ صاحب نماز پڑھاتے ہیں وہاں کی مسجد کے متولی اور جماعت والوں کو معلوم ہے کہ نماز نہیں ہوگی مگر پھر بھی پڑھے جارہے ہیں تو شریعت متولی صاحب اور جماعت والوں کے اوپر کیا حکم نافذ کرتی ہے؟

(۳) ایک امام ایسا ہے کہ قرأت صحیح نہیں ہے ''ج'' کو ''ز''، ''س'' کو ''ش'' پڑھتا ہے نماز میں اور اسی جماعت میں اس سے اچھا انسان ہے، قرأت وغیرہ درست ہے مگر اس کو جماعت والے نہیں پڑھانے دیتے جبکہ اس دوسرے امام میں کوئی خامی نہیں ہے اور جماعت کہتی ہے کہ اچھا پڑھائے یا غلط پڑھائے، جماعت تو راضی ہے اور جو امام غلط پڑھاتا ہے وہ جماعت کے ایک دوسرے کے رشتہ دار میں سے ہے اس لئے نہیں ہٹاتے، تو ایسے امام کے پیچھے نماز ہوگی کہ نہیں؟ اور ایسی جماعت کے اوپر کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟ جواب جلد از جلد عنایت فرمانے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔فقط والسلام

مستفتی: شبیر احمد اشرفی، جامع مسجد

الجواب

اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

غنیۃ میں ہے:

"لوقدموا فاسقا یاثمون"

[غنية المستملی شرح منية المصلی، ص ۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سهيل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

"کل صلاۃ ادیت مع کراھة التحریم تجب اعادتها"

[الدر المختار، ج ۲، ص ۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیة، بیروت]

اور جو قرآن صحیح نہیں پڑھتا اس کی نماز درست نہیں ہے اور اس کی اقتدا میں سب کی نماز فاسد۔ اور جو اسے امام بنانے پر مصر ہیں وہ بھی سخت گناہگار ہیں جس طرح اس پہلے کو امام بنانے والے جو داڑھی حد شرع سے کم کراتا ہے گناہ گار مستوجب نار ہیں، ان سب پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۶/ جمادی الآخرہ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ-۲۸۶

مصلی امامت پر فائز ہونے کے لئے غلط اقدام فسق اور امام کے پیچھے پڑنا جرم عظیم ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلۂ ذیل میں کہ:

زید مسجد میں داخل ہوا اور نماز کی نیت کر کے کھڑا ہوگیا۔ ابھی صرف ایک رکعت ہی پڑھ پایا تھا کہ بکر نے دھکہ دے کر مسجد سے زید کو باہر کر دیا اور زدوکوب بھی کیا۔ بکر مسجد کی امامت بھی کرتا ہے۔ بکر بزعم خود امامت کا خواہشمند رہتا ہے اور صاحب حیثیت بھی ہے مسجد میں اگر کثرت رائے سے کسی سنی صحیح العقیدہ عالم یا حافظ کو رکھا بھی جائے تو بکر مختلف حیلہ و بہانے سے امام کو رخصت کرا دیتا ہے۔ یعنی طویل المدت کسی امام کو رہنے ہی نہیں دیتا محض اس لئے کہ جگہ خالی ملے تو خود مصلی امامت پر فائز ہو۔ جواب باصواب سے نوازیں۔

مستفتی: جھگڑو میاں، محمد حبیب میاں ساکن نگواں، پوسٹ چکواں، جانگواں، مظفر پور

الجواب

بکر کا یہ فعل نہایت شنیع وقطیع ہے، توبہ کرے اور جس کو زد وکوب کیا، اس سے معافی چاہے، جب تک توبہ نہ کرے اور صاحب حق سے حق معاف نہ کرالے، وہ امامت کا مستحق نہیں۔ اس کی اقتدا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۲۸۷

غیر فاسق کو سلام کرنا سنت ہے! مصلحت دینی مانع ہو تو سلام بھی منع! ترک سلام پر اسے امامت سے معزول کرنا جائز نہیں! بے وجہ شرعی معزول کرنا ممنوع! بے اجازت امام دوسرے کو امام نہ بنانا چاہئے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) اگر کوئی شخص کسی دینی مصلحت کی بنا پر سلام نہ کرے تو کیا اسے امامت سے ہٹانا درست ہے؟ نیز یہ بھی حکم بیان فرمائیں کہ سلام کرنا عند الشرع فرض وواجب ہے؟

(۲) امام مسجد کی اجازت کے بغیر اگر کوئی شخص نماز پڑھائے تو اس امام اور نماز کا کیا حکم ہے؟ اور جب کہ یہ فعل امام کی موجودگی میں کیا جائے بغیر عذر شرعی کے تو عند الشرع کیا حکم ہے؟

مستفتی: معین الدین نوری امام مسجد ڈاکخانہ، شہامت گنج، بریلی

الجواب

(۱) غیر فاسق ومبتدع کو سلام کرنا سنت ہے اور دینی مصلحت سلام سے مانع ہو تو سلام واقعی منع ہے اور ترک سلام پر امامت سے ہٹانا مطلقاً جائز نہیں کہ یہ جرم نہیں جس پر معزول کرنے کا استحقاق ہو اور بے وجہ شرعی معزول کرنا ممنوع ہے۔

در مختار میں ہے:

"لا یصح عزل صاحب وظیفة بلا جنحة"

[الدر المختار، ج٦، ص٥٨١، کتاب الوقف، دار الکتب العلمیة، بیروت]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) امام کی اجازت کے بغیر نماز پڑھانا نہ چاہئے اور نماز بے کراہت جائز ہے جبکہ پڑھانے والا امامت کا اہل ہو ورنہ امامت کے لئے تقدم گناہ اور نماز علی الاقل مکروہ ہوگی اور بصورت تحقق مفسد فاسد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
۳۰؍ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ-۲۸۸

علانیہ فلم دیکھنے والا، داڑھی کٹانے والا فاسق ہے! فاسق کو منبر پر بٹھانا جائز نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ میں کہ:

زید عالم نہیں ہے، داڑھی بھی ایک مشت سے کم رکھے ہوئے ہے۔ اعلانیہ فلم دیکھتا ہے، امامت کرتا ہے، تقریر بھی کرتا ہے۔ کیا زید کا تقریر کرنا، امامت کرنا درست ہے؟ تفصیل کے ساتھ جواب سے مطلع فرمائیے۔

مستفتی: محمد شفیع ٹرانسپورٹ کیریرجے پور، جودھپور، بھامتی پورا روڈ، جودھپور (راجستھان)

الجواب

زید صورت مسئولہ میں فاسق معلن ہے، اسے امام بنانا گناہ ہے۔

غنیۃ میں ہے: "لو قدموا فاسقا یاثمون"

[غنية المستملی شرح منية المصلی، ص ۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سهيل اكيڈمی]

اور اسے منبر پر تقریر کرنا بھی حلال نہیں کہ منبر پر بیٹھنا معظم دینی کا حق ہے اور فاسق کی تعظیم شرعاً ناجائز۔

تبیین میں ہے: "قد وجب علیهم اهانته"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، ج ۱، كتاب الصلوٰة، باب الامامة والحدث فی الصلوٰة، ص ۳۴۵، دار الكتب العلمية، بيروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
۲۴؍ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ-۲۸۹

دنیوی عناد پر جامع شرائط امام کی اقتدا نہ کرنا گناہ ہے! احق امامت کے ہوتے ہوئے امامتِ دیگر مکروہ ہے! جماعت بر مذہب معتمد واجب ہے، النہر الفائق میں اسے سب سے بہتر قول قرار دیا گیا ہے! بے وجہ شرعی عید کی دوسری جماعت بھی جائز نہیں! عید کی دوسری جماعت امام ماذون نے نہ کرائی تو نماز نہ ہوئی!

حضرت ذوالمجد والکرام جناب مفتی صاحب قبلہ! السلام علیکم

مندرجہ ذیل مسائل کے جوابات دلائل و براہین کی روشنی میں مطلوب ہیں۔

(۱) قصبہ لوکھا ضلع مدھوبنی بہار میں اہل سنت و جماعت کی دو جامع مسجد ہیں، دونوں میں امام سنی صحیح العقیدہ ہیں، عوام ان کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کرتے لیکن زید جو اپنے آپ کو سنی عالم کہتا ہے، ان اماموں کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کرتا ہے جبکہ امام میں کوئی شرعی نقص نہیں ہے بلکہ زید کسی بھی مسجد میں کسی وقت کی نماز اَدا نہیں کرتا ہے، خدا بہتر جانے کہ گھر پر نماز ادا کرتا ہے یا نہیں؟ اور جب عیدین کا وقت آتا ہے تو اپنے خاندان کے لوگوں کو لے کر عیدگاہ میں الگ دوسری جماعت کرتا ہے، جبکہ عیدگاہ میں جامع مسجد کے امام کے پیچھے ہزاروں افراد پہ مشتمل ایک جماعت ہوتی ہے۔ نیز زید سے اکثر عوام ہمیشہ ناراض بھی رہتے ہیں۔

مستفتی: محمد حامد حسین ساکن لوکھا، ضلع مدھوبنی (بہار)

الجواب

امام جامع شرائط امامت کی اقتدا سے محض دنیوی عناد کی وجہ سے باز رہنا گناہ ہے۔

درمختار میں ہے:

”ولو أم قوماً وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه او لا نهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريماً وان هو احق لا والكراهة عليهم۔ملتقطاً“

[الدر المختار، ج۲، ص۲۹۷، ۲۹۸ کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اور بے عذر شرعی جماعت کا ترک گناہ اور اس کی عادت اشد کبیرہ ہے کہ جماعت بر مذہب معتمد واجب ہے۔

درمختار میں ہے:

''والجماعة سنة مؤكدة للرجال وقيل واجبة وعليه العامة اى عامة مشائخنا وبه جزم فى التحفة وغيرها- قال فى البحر وهو الراجح عند اهل المذهب''

[الدر المختار، ج۲، ص۲۸۷-۲۹۰، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، دار الكتب العلمية، بيروت]

ردالمحتار میں ہے:

''قال فى البحر وقال فى النهر هو اعدل الاقوال واقواها''

[ردالمحتار، ج۲، ص۲۹۰، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، دار الكتب العلمية، بيروت]

لہٰذا برتقدیر صدق سوال زید بے قید اشد گنہگار، مستوجب نار ہے، اس پر توبہ لازم ہے ورنہ ہر واقف حال مسلم اسے چھوڑ دے اور بے وجہ شرعی عید کی دوسری جماعت کرنا بھی اسے روا نہیں۔ پھر اگر امام ماذون نے عید کی نماز نہ پڑھائی بلکہ اس نے پڑھائی جو امام ماذون نہیں تو عید کی نماز نہ ہوئی اور واجب سر سے نہ اترا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۲۹۰

اسٹیل کے فریم کا استعمال نماز میں کیسا؟ چین کی گھڑی کا حکم! جمعہ کی اذان ثانی کے بعد دعا مانگنا جائز نہیں! ارتھی کی فلم دیکھنے والا لائق امامت نہیں! حدیث میں ہے: مسلمان کے ساتھ نیک گمان کرو، بدگمانی سے بچو! جب تک کسی کا دروغ شرعاً ثابت نہ ہو، اسے جھوٹا کہنا سمجھنا حرام ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان چند مسائل میں کہ:

(۱) اسٹیل کے فریم کا عینک لگا کر نماز پڑھنا یا امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اسٹیل کی چین کی گھڑی پہن کر نماز پڑھنا یا امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) جمعہ کی ثانی اذان کے بعد دعا مانگنا جائز ہے؟ کیونکہ ہم نے علماء سے سنا ہے کہ ثانی اذان کے بعد دعا مانگنا جائز نہیں ہے چاہے امام ہو یا مقتدی۔

(۴) ایک مسجد کے پیش امام جو کہ ارتھی کے جلوس اور ان کی لاش کو نذر آتش کرنے کی فلم ٹیلی ویژن پر دیکھتے ہیں وہ بھی نماز کے وقت میں۔ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

(۵) ۱۲؍ربیع الاول کے دن میلاد النبی کے جلسہ میں تقریر کے لئے ایک عالم کو مدعو کیا جاتا ہے وہ انکار کرتا ہے: ''میں اُس دن شہر میں نہیں رہوں گا'' مگر وہ عالم اس دن شہر میں موجود تھا۔ اس طرح ایک عالم جھوٹ بول سکتا ہے؟ ایسے عالم کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

مستفتی: عبد الرشید ایڈوکیٹ، (کرناٹک)

الجواب

(۱) عینک اتار کر نماز پڑھائے ورنہ یہ خلاف اولیٰ اور کراہت سے خالی نہیں کذا فی الفتاویٰ الرضویہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الفتاوی الرضویة، ج۳، ص۴۲۷، رضا اکیڈمی ممبئی]

(۲) اسٹیل کی چین نماز و بیرون نماز میں بہر حال ممنوع ہے اور اس کو پہننے کا جو عادی ہے اس کی امامت و نماز مکروہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ہاں اس وقت خاموش رہنے کا حکم ہے۔

درمختار میں ہے:

''اذاخرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام''

[الدر المختار، ج۳، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعة، ص۳۴، دار الکتب العلمیة بیروت]

جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو نماز و کلام ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) امام کو یہ منظر دیکھنا جائز نہ تھا بر تقدیر صدق سوال و ثبوت وہ توبہ کرے ورنہ وہ لائق امامت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) اس قدر سے جھوٹ ثابت نہیں ہوتا۔ مسلمان کے ساتھ نیک گمان کا حکم ہے اور بدگمانی حرام ہے۔

سرکار ابد قرار علیہ السلام نے فرمایا:

''ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث''

[فیض القدیر شرح جامع الصغیر من احادیث البشیر والنذیر، ج۱، حرف الهمزة، ص۱۵۷، دار الکتب العلمیة، بیروت]

گمان سے بچو اس لئے کہ گمان بڑی جھوٹی بات ہے۔ اور عالم اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کے ساتھ نیک گمان کیا جائے تو جب تک اس کا عذر مندفع اور تعمد دروغ شرعاً ثابت نہ ہو، اسے جھوٹا کہنا درکنار، گمان کرنا بھی حرام بدکام بدانجام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۹۱

جمعہ وعیدین کے لئے امام ماذون ہونا ضروری! اعلم علمائے بلد کے ہوتے ہوئے عوام کا کسی کو مقرر کرنا معتبر نہیں! دوسری جماعت کا امام ماذون نہ تھا تو نماز نہ ہوئی!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ:

جمعہ وعیدین کی نماز دوبار ایک مسجد میں ہوسکتی ہے یا نہیں؟ ہمارے یہاں بارش میں لوگ زیادہ ہوجاتے ہیں اور مسجد چھوٹی پڑ جاتی ہے، لوگوں کو جگہ نہیں ملتی اور جماعت چھوٹ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں کسی کو امام بنا کر اسی مسجد میں یا دوسری مسجد میں جس میں جمعہ کی نماز نہیں ہوتی، نماز جمعہ یا عیدین پڑھ لیتے ہیں۔ کیا یہ امامت و نماز درست ہے؟ اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ حصہ سوئم ص۸۰۱ر پر تحریر فرماتے ہیں کہ امامت جمعہ وعیدین کے لئے امام خود سلطان اسلام ہو یا اس کا ماذون اور جہاں یہ نہ ہو تو بضرورت جسے عام مسلمانوں نے جمعہ وعیدین کا امام مقرر کیا ہو، دوسرا شخص اگرچہ کیسا ہی عالم وصالح ہو، ان نمازوں کی امامت نہیں کرسکتا۔ اگر کرے گا تو نماز نہ ہوگی۔ اور اسی طرح مذکورہ کتاب ص۸۰۵ر پر تحریر فرماتے

ہیں کہ: مگر یہ ضرور ہے کہ جو امام عیدین و جمعہ کے لئے مقرر ہو، اس کی بھی فوت ہوئی کہ امام معین مل سکے اور اگر مقرر کردہ امام سب پڑھ چکے اور بعض لوگ رہ گئے تو یہ بے شک نہیں پڑھ سکتے نہ آج، نہ کل۔ اعلیٰ حضرت کی اس کتاب کو پڑھ کر سنایا گیا اور دکھا بھی دیا گیا کہ جو امام جمعہ ہے وہی عیدین کی نماز پڑھا سکتا ہے، دوسرا کوئی امامت نہیں کرسکتا اس کے باوجود جن لوگوں کی جماعت چھوٹ جاتی ہے، آپس ہی میں کسی کو امام بنالیتے ہیں اور نماز پڑھ لیتے ہیں، کیا ایسی امامت اور نماز درست ہے؟ یہاں کے لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ فتویٰ منگائیں، جو وہاں سے لکھ کر آئے گا، ہم سب مان لیں گے۔ اس لئے آمدورفت کے لئے رجسٹری حاضر ہے۔ برائے کرم جلد از جلد مدلل جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ بینوا توجروا

مستفتی: ثاقب حسین صدیقی جامع مسجد، گوپی گنج، وارانسی (یوپی)

الجواب

فی الواقع جمعہ وعیدین کے لئے امام ماذون ہونا ضروری ہے اور اعلم علماء بلد مرجع فتویٰ کہ قائم مقام حاکم اسلام ہے کہ ہوتے ہوئے عوام کا از خود کسی کو امام بنالینا معتبر نہیں۔

درمختار میں ہے:

"ونصب العامة الخطيب غير معتبر مع وجود من ذكر"

[الدر المختار، ج۳، ص ١٤، كتاب الصلوٰة، باب الجمعة، دار الكتب العلمية، بيروت]

لہٰذا اگر دوسری جماعت کا امام ماذون نہ تھا تو نماز نہ ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۹/ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

مسئلہ-۲۹۲

دیوبندیوں کی اقتدا میں نماز ہوتی ہی نہیں! کافر کی تعظیم کفر ہے! عمداً جن لوگوں نے دیوبندی کو امام بنایا، توبہ وتجدید ایمان کریں! جو ضروریات دینیہ کے خلاف کرے، اسے توبہ وتجدید ایمان ونکاح کا حکم دیا جائے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید دیوبندی ہے بلکہ دیوبندی گر ہے۔ زید کی دیوبندیت اظہر من الشمس ہے۔ بکر جو کہ عالم دین سنی صحیح العقیدہ ہے، بکر نے زید کے پیچھے عمداً یعنی جان بوجھ کر نماز پڑھی، بکر کے کہنے پر خالد نے بھی زید کے پیچھے نماز پڑھی، خالد بھی سنی صحیح العقیدہ ہے۔ خالد نہیں پڑھ رہا تھا اس پر بکر نے کہا کہ بعد میں اعادہ کرلیا جائے گا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بکر نے جان بوجھ کر زید کے پیچھے نماز پڑھی تو شریعت مطہرہ کے نزدیک کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب ارسال فرمائیں۔

مستفتی: عبدالستار خاں، پوسٹ آفس نواب گنج، گونڈہ

الجواب

دیوبندیوں کی اقتداء میں نماز اصلاً ہوتی ہی نہیں اور دیوبندی کو جان بوجھ کر امام بنانا اشد گناہ بلکہ فقہاء کرام کے نزدیک کفر ہے کہ یہ اس کی تعظیم ہے اور کافر کی تعظیم کفر ہے۔

کفایہ میں ہے:

"و الکافر لا صلاۃ له فالاقتداء بمن لا صلاۃ له باطل"

[الکفایة، ج۱، کتاب الصلوۃ، باب الامامة، ص۳۲٤، دار احیاء التراث العربی]

درمختار میں ہے:

"تبجیل الکافر کفر"

[الدر المختار، ج ۹، ص ۵۹۲، باب الاستبراء، دار الکتب العلمیه، بیروت]

بکر و خالد پر توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی کرلیں۔

درمختار میں ہے:

"وما فیه خلاف یومر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج٦، ص ۳۹۰، کتاب الجهاد، باب المرتد، دار الکتب العلمیة، بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۶ ؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ-۲۹۳

دینی امور میں ووٹنگ شرعاً جائز ہے! غیبت کرنے والا فاسق معلن ہے، بے توبہ امام نہیں کیا جائیگا! کراہت کے ساتھ ادا کی گئی نماز کا اعادہ واجب ہے! تفریق بین المسلمین گناہ عظیم ہے! سنی صحیح العقیدہ کو دیوبندی کہنا ظلم و گناہ ہے! کسی مسلم کو کافر جاننے والا خود کافر ہے! دیوبندی کو دیوبندی کہنے پر الزام نہیں!

حضور! السلام علیکم

ذیل میں چند سوالات حاضر خدمت ہیں، جوابات سے نوازا جائے۔ کرم ہوگا۔

(۱) کسی مسجد کی کمیٹی کا انتخاب ہونے جارہا ہے جس میں صدر وغیرہ عہدہ کے امیدوار اور رائے دہندہ (ووٹر) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی احمد رضا خاں صاحب عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک پر قولاً اور عملاً چلنے والے لوگ ہیں۔ یہ انتخاب پوشیدہ طریقہ سے عمل میں آئے گا۔ پوشیدہ طریقہ یعنی ووٹر نے کس امیدوار کو اپنا ووٹ دیا، کسی کو معلوم نہ ہوگا اور جس ووٹر کے عقیدہ پر شک ہوگا اس سے اعلیٰ حضرت کے کفری فتویٰ جو دیوبندی اشرفعلی تھانوی وغیرہ پر صادر کئے گئے ہیں، زبانی و تحریری دونوں طریقے سے تصدیق کرائی جائے گی۔ تصدیق کرنے والا ووٹ دے گا اور تصدیق نہیں کرنے والا ووٹ نہیں دے گا۔ مگر زید کہتا ہے کہ مسجد کمیٹی کے انتخاب کا پوشیدہ طریقہ شرعاً ناجائز ہے اور بکر کہتا ہے کہ شرعاً جائز ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کے متعلق علمائے دین و مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں؟

(۲) جو امام اپنے حجرہ میں چند لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر اپنے مخالفین کی غیبت کرے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) جس امام کے بیانات سے ایک ہی عقیدہ رکھنے والوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے تو امام کو کیا کرنا چاہیئے؟

(۴) کسی مسلمان مجسٹریٹ سے اپنے نقصانات کے گمان کی بنا پر کسی امام نے اس مجسٹریٹ کو دیوبندی اور جماعت اسلامی کہا مگر ایک دوسرے امام نے جو پہلے امام کا ہم عقیدہ ہے، ایک جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بحیثیت مہمان خصوصی دعوت دیا اور اس مجسٹریٹ کا نام پوسٹر میں چھپوایا جو جلسہ

کے لئے چھپا تھا، اس طرح کے واقعات جو حقیقت پر مبنی ہیں، کے متعلق علمائے دین کیا فرماتے ہیں؟

الجواب

(۱) انتخاب اگر کسی وجہ معقول ومقبول کی بنا پر ہو تو اس میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر امام مذکور کا غیبت کرنا طریق شرعی سے ثابت ہو تو وہ فاسق معلن ہے، اسے بغیر توبہ امام بنانا گناہ اور اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے۔

غنیہ میں ہے: ''لو قدموا فاسقا یاثمون''

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص ۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سہیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے: ''کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۲، ص ۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

(۳) بے وجہ شرعی تفریق بین المسلمین گناہ عظیم ہے اور اس کا مرتکب نالائق امامت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) مجسٹریٹ اگر سنی صحیح العقیدہ ہے تو اسے دیوبندی کہنے والا سخت گناہ گار ظالم جفا کار مستحق نار ہے اور اگر اسے واقعی کفر جانا تو خود کافر ہے۔ توبہ وتجدید ایمان لازم اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے اور اگر مجسٹریٹ واقعی دیوبندی ہے تو کہنے والے پر الزام نہیں، اسے مدعو کرنے والا ملزم ہے، اس پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۶/ جمادی الآخر ۱۳۹۸ھ

مسئلہ-۲۹۴

مرتد کی نماز خود صحیح نہیں! بدعتیوں کے پیچھے نماز جائز نہیں! کافر کی نماز نماز نہیں! وہابی دیوبندی کی حمایت کرنے والا ظالم ہے، اگر ان کے عقائد کی حمایت کرے تو انہی میں سے ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) وہابی دیوبندی کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوگی تو کیوں نہیں ہوگی؟ مفصل طریقے پر

بیان فرمائیے۔

(۲) وہابی دیوبندی کی جو شخص حمایت کرے، اس کو سہارا دے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مستفتی: محمد ابراہیم قریشی، اسٹیشن گکڑابلاک بانک گنج، ضلع لکھیم پور (یوپی)

الجواب

(۱) وہابیہ دیابنہ مرتدین ہیں اور مرتد کی نماز خود صحیح نہیں تو اس کی اقتدا کیونکر صحیح ہوگی؟

فتح القدیر میں ہے: ''ان الصلاۃ خلف اهل الاهواء لاتجوز''

[فتح القدیر باب الامامۃ ج ۱، ص ۳۰٤، مطبع احیاء التراث العربی]

کفایہ میں ہے:

''والکافر لا صلاۃ له فالاقتداء بمن لا صلاۃ له باطل''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[الکفایۃ، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ص ۳۲٤، دار احیاء التراث العربی]

(۲) سخت گناہگار مستحق نار، مستوجب غضب جبار ہے اور اگر اُن کے عقائد کفریہ کی حمایت کرتا ہو یا ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان سمجھتا ہو تو کافر بیدین ہے۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۲/ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ

مسئلہ-۲۹۵

عمامہ باندھنا مستحب اور کار ثواب ہے! یک مشت داڑھی رکھنا واجب، کم کرانا، کاٹنا حرام! یکمشت داڑھی کے وجوب کا منکر گمراہ ہے! غیر شادی شدہ امام ہوسکتا ہے! نمازی کی طرف منہ کر کے بیٹھنا ناجائز ہے! قرآن کریم کی طرف پیٹھ کرنا منع ہے!

محترم جناب عالی! السلام علیکم

خیر سے ہوں اور خیریت کا نیک خواہ ہوں۔ جناب کی خدمت میں مندرجہ ذیل مسائل ارسال کر رہا ہوں، اور اُمید قوی ہے جناب ان مسائل کو حل فرما کر ناچیز کو اطمینان وسکون کا موقع دیں گے۔

سوالات:

(۱) امام صاحب کے لئے پنجوقتہ اور جمعہ کی نماز میں عمامہ باندھنا ضروری ہے یانہیں؟

(۲) داڑھی رکھنا ضروری ہے یانہیں؟ خاص کر امام صاحب کے لئے؟ یہاں کی بڑی مسجد میں ایک نوجوان امام صاحب تھے، اس مسئلہ کو انہوں نے یہ کہہ کر ختم کیا کہ داڑھی رکھنا ضروری نہیں۔ لہٰذا آپ کی رائے کیا ہے؟ شریعت کی رو سے تحریر فرمائیں۔

(۳) غیر شادی شدہ حضرات نماز پڑھا سکتے ہیں یانہیں؟ چند حضرات کو اس رائے سے اتفاق نہیں ہے۔

(۴) نمازی کے آگے یا نمازی کی طرف منہ کر کے بیٹھے رہنا یا کھڑے رہنا درست ہے یانہیں؟

(۵) ایک امام صاحب فرض نماز میں پانچ منٹ پہلے تشریف لاتے ہیں اور کچھ لوگ مصلیٰ کے قریب قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں اور آپ مصلیٰ پر بیٹھ جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں قرآن پاک پشت کی طرف ہو جاتا ہے۔ اس کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ ان مسائل کو لکھنے کا مقصد ہے معلومات حاصل کرنا اور اپنے ایمان کو درست کرنا۔ فقط۔ والسلام۔

مستفتی: محمد قاسم، راجا باندھ مسجد، پوسٹ رانی گنج، ضلع، بردوان، بنگال

الجواب

(۱) عمامہ باندھنا مستحب ہے اور کارِثواب ہے، نہ باندھنے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) داڑھی بہ قدر ایک مشت رکھنا بلاشبہ واجب ہے، اس سے کم کرنا یا منڈانا حرام بدکام بدانجام ہے۔

درمختار میں ہے:

"یحرم علیٰ الرجل قطع لحیته"

[الدر المختار، ج۹، ص۵۸۳، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیرہ، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اسی میں ہے:

"والسنة فیھا القبضة"

[الدر المختار، ج۹، ص۵۸۳، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیرہ، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اس کے وجوب کا منکر گمراہ ہے، اسے امام بنانا گناہ اور اس کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی واجب

الاعادہ۔

درمختار میں ہے: "کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا"

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

غنیۃ میں ہے: "لوقدموا فاسقا یاثمون"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سہیل اکیڈمی]

اس کے پیچھے جو نمازیں پڑھیں ان کا اعادہ لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) پڑھا سکتے ہیں جبکہ لائق امامت ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ناجائز و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) قرآن عظیم کی طرف پشت کرنا منع ہے کہ سوءِ ادب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۵؍ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۹۶

اقامت واذان کے متعلق مفصل سوال کا اجمالی جواب! اذان مئذنہ پر دی جائے، مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے! نماز جنازہ میں سلام سے پہلے ہاتھ چھوڑ دے! درود پڑھنا ثواب کا کام ہے، کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں! ابلیس کی گمرہی وہابیہ سے ہلکی ہے! صلوٰۃ وسلام بعد اذان مستحسن ہے! دعا کسی جانب منہ کرکے جائز ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

ہمارے گاؤں کی مسجد میں دو سال سے ایک امام صاحب قصبہ رہاسو کے رہنے والے نماز پڑھاتے ہیں، ان امام صاحب سے پہلے ہمارے گاؤں کی اس مسجد میں کوئی امام نہیں تھا، صرف گاؤں ہی

کا کوئی نہ کوئی کبھی کبھی پڑھا دیا کرتا تھا، خاص کر زید پڑھا دیا کرتا تھا لیکن زید پڑھنا لکھنا بالکل نہیں جانتا ہے، قرآن مجید ناظرہ پڑھنا بھی نہیں جانتا ہے۔ شروع میں جب امام مذکور آئے تو اقامت کے وقت بیٹھ جاتے اور جب مکبر "حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح" کہتا تو کھڑے ہوتے اور جب نماز کا سلام پھیر دیتے تو کعبہ سے رُخ پھیر کر دعا مانگتے شمالا وجنوبا وشرقا اور جمعہ کو خطبہ کی اذان مسجد سے باہر جہاں وضو کرتے ہیں جبکہ پہلے مسجد کے اندر ممبر کے برابر ہوتی تھی، دلوانی شروع کر دی اور کہا کہ مسجد میں اذان پڑھنا مکروہ ہے، خلاف سنت ہے اور نماز جنازہ میں ہم سلام پھیر کر ہاتھ چھوڑ دیا کرتے تھے اور ایسا بھی بڑے بوڑھوں سے ہوتا چلا آیا تھا لیکن امام صاحب مذکور نے کہا کہ ایسا کرنا غلط ہے، چوتھی تکبیر کہنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے ہاتھوں کو چھوڑ دینا چاہئے اور کتابیں بھی دِکھلائیں اور کہا کہ جیسا تم لوگ کرتے ہو، یہ کسی کتاب میں نہیں ہے اور محرم کی مجلس میں میلاد پڑھنے والی پارٹیاں ذکر امام حسین پڑھتے ہیں لیکن مجلس کے ختم ہونے پر سلام وقیام نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ مجلس ذکر شہادت میں محرم کے مہینے میں سلام وقیام جائز نہیں یہ تو میلاد کی مجلس میں پیدائش کے وقت ہوتا ہے اور جب امام صاحب مذکور محرم کے مہینہ میں ذکر شہادت بیان کرتے ہیں تو بعد میں سلام وقیام بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی بھی شخص کسی مستند کتاب سے یہ ثابت کر دے کہ ان ایام میں امام حسین کی شہادت کے ذکر میں امام حسین کے نانا حضور سرور کائنات فخر موجودات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام پڑھنا منع ہے تو دس روپیہ انعام دئے جائیں گے کیونکہ حضور کا چاہنے والا فرماتا ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [سورۂ احزاب-۵۶]۔ بے شک ہم اور ہمارے فرشتے درود بھیجتے ہیں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو اور خوب سلام پڑھو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ کہاں فرمایا ہے کہ آگے چل کر ہمارے محبوب کے نواسوں کی شہادت کا ذکر محرم کے زمانے میں ہوا کرے گا تو تم اس موقع پر درود وسلام نہ بھیجا کرنا جب قرآن کا مطلق حکم ہے تو اس کے اطلاق کو باقی رکھا جائے گا جبکہ کوئی دشواری نہیں ہے، حرف "اِنَّ" کے ساتھ تاکید فرمادی جو حروف مشبہ بالفعل سے ہے، تم اپنی طرف سے منع کرنے والے کون ہو؟ یہ بھی کاشتکاری ہے جو تم دخل دوگے خبردار! یہ رافضیوں کی باتیں ہیں تمہارا بھتیجہ تم کو سلام کرے، تمہارا بھانجہ تم پر سلام کرے،

تمہارا پوتا تم کو سلام کرے یا غیر تم کو سلام کریں تو تم کیوں منع نہیں کرتے کہ بھتیجے! یہ محرم کا مہینہ ہے، سلام کرنا جائز نہیں، بھانجے! یہ محرم کا مہینہ ہے سلام کرنا جائز نہیں، پوتے! یہ محرم کا مہینہ ہے سلام کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن افسوس کہ تم وہاں پر پھول کر ڈھول ہو جاتے ہو اور اگر ہم اپنے آقا و مولیٰ معراج کے دولہا وجہ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں تو تم کو کیوں تکلیف ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ اپنی ہدایت مرحمت فرمائے، آمین۔

اور امام صاحب مذکور نے مغرب کی نماز کے علاوہ ہر نماز کی اذان کے بعد جماعت سے قبل صلوٰۃ کہنا شروع کر دیا ہے اور الفاظ یہ ہیں: ''الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول الله، الصلوٰۃ والسلام علیك یا نبی الله، الصلوٰۃ والسلام علیك یا حبیب الله، الصلوٰۃ والسلام علیك یا قاسم رزق الله، الصلوٰۃ والسلام علیك یا زینة عرش الله، الصلوٰۃ والسلام علیك یا نورا من نور الله وعلیٰ آلك واصحابك یا رسول الله''۔ اور اس پر بھی زید مذکور نے بہت کچھ اعتراض اور متعدد جگہ پر شکایتیں کیں۔ ایک دو مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ بھی صلوٰۃ میں کہہ دیا تھا تو اس پر بھی زید نے بہت کچھ شکایتیں کیں اور کہا کہ یہ کوئی بقر عید کی نماز ہو رہی ہے جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کا نام لیا گیا؟ اور کوئی صلوٰۃ ضروری ہے جو پڑھی جاتی ہے؟ اور امام صاحب مذکور اکثر فجر کی نماز کے بعد جنوب کی طرف رُخ کر کے دعا مانگتے ہیں تو اس پر بھی زید مذکور نے شکایتیں کرنی شروع کر دیں کہ پچھم کو تو کعبہ ہے اور شمال کو قطب ہے اور جنوب کی طرف تو لنکا ہے، اُدھر کو منہ کر کے کیوں دعا مانگتے ہیں؟ یہ جائز نہیں ہے۔ اور جب امام مذکور آئے تھے تو کبھی کبھی گرمیوں کے موسم میں ایسا کرتے تھے کہ جب اقامت مکبر کہتا تو ''حی علیٰ الفلاح'' کہنے پر امام صاحب مصلیٰ پر پہنچتے تھے کیونکہ مسجد کے آگے ٹین پڑی ہوئی ہے اور ٹین کے باہر صرف ایک صف کی جگہ ہے اس وجہ سے نماز ٹین کے اندر بھی ہوتی ہے اور مسجد میں بھی بجلی وغیرہ نہیں، گرمی بے حد ہوتی ہے اس وجہ سے امام صاحب مذکور اپنے حجرے کے سامنے جو جگہ خارج مسجد ہے اور پکی ہے مسجد کے فرش سے متصل ہے، اپنا مصلیٰ بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور ''حی علیٰ الفلاح'' پر فوراً مصلیٰ پر پہنچ جاتے ہیں تو اس پر بھی زید مذکور نے علی الاعلان کہا کہ تکبیر یعنی اقامت ہر گز ہر گز نہیں کی جاسکتی ہے جب تک کہ امام مصلیٰ پر نہ آجائے، ہر گز جائز نہیں ہے، ایسا کرنا نہیں چاہئے تو اس پر امام

صاحب مذکور نے کہا کہ یہ بات آپ کی غلط ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی وقت حجرۂ اقدس سے تشریف لاتے تھے جبکہ مکبر ''حی علیٰ الفلاح'' پر پہنچتا تھا تو جس طرف اور جس صف سے آپ تشریف لاتے تھے وہ پوری صف کھڑی ہو جاتی تھی۔ لہٰذا اس مسئلہ میں ہمارے لئے حضور کا فعل سند ہے اور کافی باتیں ہیں جس کو زید مذکور کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ میاں آج کل نئے نئے مولوی نئی نئی باتیں بولتے ہیں، کیا پہلے مولوی نہیں تھے؟ اِن مولویوں کی باتوں کا کچھ اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ چودھویں صدی ہے جائز کو ناجائز کر دیتے ہیں اور ناجائز کو جائز کر دیتے ہیں۔ حضرت منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی ان مولویوں نے سولی پر چڑھوایا تھا اور حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تو کھال ان مولویوں نے کھنچوائی تھی اور حضرت سرمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تو گردن ان مولویوں نے کٹوائی تھی۔ مولویوں نے ہزاروں کی گردنیں کٹوا دیں، کوئی اطمینان نہیں کرنا چاہیے اور جب امام صاحب مذکور نہیں آئے تھے تو زید مذکور لوگوں سے کہتا تھا کہ اور جگہ مسئلہ کیوں پوچھنے جاتے ہو؟ جس کسی کو کچھ معلوم کرنا ہو تو مجھ سے معلوم کر لیا کرے۔ لہٰذا برائے کرم یہ رقم فرمایئے کہ زید کا مسئلہ بتانا درست ہے؟ اور زید پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور ہم لوگ زید مذکور کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں؟ جبکہ امام صاحب مکان جایا کریں یا اپنی اپنی پڑھ لیا کریں؟ جبکہ زید مذکور کے علاوہ کوئی پڑھانے والا نہ ہو۔ اور امام صاحب کی یہ باتیں درست ہیں یا نہیں؟ اگر امام صاحب مذکور کی یہ باتیں غلط ہیں تو ہم لوگ مسجد سے ہٹا بھی سکتے ہیں اور امام مذکور خود یہ کہتا کہ مجھ کو تمہاری رضامندی کی ضرورت نہیں جبکہ غلط مسائل منواؤ، حق کہوں گا چاہے کسی کو بُری لگے یا بھلی، جو کوئی کچھ مجھ کو بخشتا ہو وہ اپنے گھر رکھے، اگر تم سب بھی ناراض ہو جاؤ تو مجھ کو کوئی پرواہ نہیں لیکن میرا چاہنے والا میرا رزاق ہے، مجھ سے ناحق نہ ہونا چاہیے۔ لہٰذا صاف صاف تحریر فرمانا ترجمہ کے ساتھ۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط۔

مستفتی: محمد فرید حسین، موضع سیف خاں سرائے، سنبھل، ضلع مرادآباد (یوپی)

الجواب

امام مذکور کے اقوال وافعال درست ہیں، بلاشبہ اقامت میں جب مؤذن حی علیٰ الفلاح پر پہنچے تو مقتدی و امام کا کھڑا ہونا مستحب ہے۔

تنویر و درمختار میں ہے:

''وقیام امام و مؤتم عند قوله حی علیٰ الفلاح''

[الدر المختار، ج ۲، ص ۱۷۷، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

امام مذکور نے درست کہا بلاشبہہ ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک داخل مسجد اذان مکروہ تحریمی ہے۔

خانیہ میں ہے:

''ینبغی ان یؤذن علیٰ المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد''

[فتاویٰ قاضی خان، ج ۱، ص ۵۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

اذان مئذنہ پر یا خارج مسجد دی جائے اور مسجد میں اذان نہ دی جائے۔

فتح القدیر میں ہے:

''هو ذکر الله فی المسجد ای فی حدوده لکراهة الاذان فی داخله''

[فتح القدیر، ج ۲، ص ۵۶، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ، مرکز اہل سنت برکات رضا، پوربندر]

اذان اللہ کا ذکر ہے حدود مسجد میں کہ اذان مسجد میں مکروہ ہے۔ تفصیل کے لئے اوفی اللمعه فی اذان الجمعه مصنفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ دیکھئے۔ نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد سلام سے پہلے ہاتھ چھوڑ دے، امام مذکور نے سچ کہا، یہی حکم ہے۔ بہار شریعت و فتاویٰ رضویہ دیکھئے۔ بلاشبہہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا بڑا ثواب کا کام ہے جو کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم بندوں کو مطلق دیا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ محرم میں ذکر شہادت کے بعد سلام و قیام جائز نہیں، یہ محض جہالت ہے۔ جنہوں نے یہ کہا، شریعت مطہرہ پر افترا کیا، توبہ لازم ہے۔ مغرب کے سوا دیگر اوقات میں اذان کے بعد صلوٰۃ پڑھنا بے شک جائز و مستحسن ہے جس فعل کا اللہ تبارک و تعالیٰ مطلق حکم دیتا ہے اور اسے ملائکہ کا فعل بتاتا ہو اُسے ناجائز و بدعت کہنا وہابیوں کا کام ہے اور وہابیہ گمراہ نہ ہوں گے تو ابلیس بھی گمراہ نہ ہوگا۔ اس کی گمراہی ان سے ہلکی ہے وہ کذب کو اپنے لئے بھی پسند نہیں کرتا اس لئے اس نے ''الا عبادك منهم المخلصين'' کہہ دیا تھا۔ یعنی میں تیرے مخلص بندوں کو نہ بہکاؤں گا۔ یہ اللہ عزوجل پر جھوٹ کی تہمت رکھتے ہیں بالجملہ صلوٰۃ بعد اذان ضرور مستحسن ہے، ساڑھے پانچ سو برس سے

زائد ہوئے بلاد اسلام حرمین شریفین اور مصر و شام و عراق میں جاری ہے۔ زید بے قید کے عقائد کی تحقیق کی جائے، زید مذکور کا یہ اعتراض بھی بیجا ہے کہ شمال کو قطب ہے اور جنوب کو لنکا ہے کسی بھی طرف منہ کر کے دعا مانگنا جائز ہے اس طرح اس نے یہ غلط کہا کہ اقامت ہرگز ہرگز نہیں کہی جاسکتی۔ امام مذکور کا جواب صحیح و واجب الاذعان ہے۔ زید بے قید نہایت بیباک و مطلق اللسان ہے خود جائز کو ناجائز گردانتا ہے اور اپنی تہمت علماء کے سر دھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ اس پر شریعت مطہرہ پر افترا کی وجہ سے توبہ لازم ہے جب تک توبہ نہ کرے، اس سے میل جول اور اسے امام بنانا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

یکم محرم الحرام ۱۳۹۲ھ

دارالافتاء منظر اسلام، محلہ سوداگران، بریلی شریف

مسئلہ۔ ۲۹۷

مسائل شرعیہ سے ناواقف کو وعظ کہنا حرام! علماء کی شان میں بیہودہ بکواس حرام ہے! علم و علماء کا مذاق اڑانا کفر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ:

ایک آدمی بالکل جاہل ہے اور وہ اردو عربی پڑھا ہوا نہیں اور کوئی دینی تعلیم ان کے پاس نہیں ہے اور نہ تو نماز کے ارکان جانتا ہے اور نہ تو دین اسلام کے احکام پر چلتا ہے وہ آدمی نرا جاہل ہے اور ابھی تک ایک دوکان پان بیڑی کی چلاتا ہے بعد میں وہ گجراتی اخبار بیچنے کا کام کرتا تھا اور بعد میں مزدوری کرتا تھا پھر اس نے داڑھی رکھ لی ہے اور گجراتی میں پڑھائی کی وہ بھی تھوڑی اور گجراتی میں احمد آباد دارالعلوم سے ایک ماہنامہ نکلتا ہے اس کو وہ پڑھتا ہے اور دوسری گجراتی کتابیں جس میں نماز کا اور جنازہ کی نماز کا دوسرے اسلامی احکام آتے ہیں تو وہ گجراتی کتابیں منگا کر جیسے میلاد کی گجراتی کتابیں، جنگ نامہ گجراتی، یہ سب کتابیں گجراتی پڑھ کر قصے یاد کرتا ہے اور وعظ و تقریر کرتا ہے۔ شہر کے ارد گرد کے دیہات گاؤں میں جاتا ہے، میلاد پڑھتا ہے، وہاں جمعہ کی نماز بھی پڑھاتا ہے۔ جمعہ اور عید کا خطبہ اس نے ایک امام کو پیسے دے کر گجراتی میں لکھوالیا ہے اور اب یہ موربی شہر میں ہے جہاں سند یافتہ مولوی ہے اور ہمارا موربی شہر بڑا

ہے، قریباً چھ ہزار مسلمانوں کی بستی ہے اور سات مسجدیں ہیں تو اس موربی میں اچھے علمائے دین موجود ہیں اور سنی عقائد کے ہیں یہ آدمی بھی موربی میں رہتا ہے اور یہ آدمی شہر موربی میں علماء اور مولوی کے خلاف بکواس کررہا ہے۔ ہمارے شہر میں میلادیں ہوتی ہیں اور اس میلاد میں علمائے دین کو بلاتے ہیں اور سوادس روپے ہدیہ لیتے ہیں۔ اب یہ گجراتی پڑھا اور نرا جاہل صرف پانچ روپیہ میں میلاد پڑھتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ میں وعظ تقریر کرتا ہوں اور جو بھی آپ دوگے میں لے لوں گا، تو اب اکثر آدمی اس گجراتی اور جاہل کے مرید ہیں اور ہر جماعت والا، اُن سے وعظ وتقریر کرواتا ہے تو اب ان کے بارے میں کیا حکم ہے جو علم نہ رکھتا ہو اور قرآن بھی پڑھنا نہ جانتا ہو، دین کی کوئی تعلیم نہ ہو، صرف گجراتی میں قصے اور گجراتی کتابیں پڑھ کر وعظ کرے تو کیا ایسا آدمی نماز پڑھا سکتا ہے؟ عید کی ہو یا جنازہ کی، نماز ہوسکتی ہے؟ اور یہ وعظ تقریر کرسکتا ہے اور ایسے جاہل کے وعظ کے پروگرام کرانے والے کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث سے جواب دیجئے۔ یہ خط موربی سوراشٹر کے علمائے دین کے کہنے سے لکھا گیا ہے تو آپ اس فتویٰ کا جواب جلد سے جلد دیں اور جواب صاف لفظوں میں دیں، آپ کو اللہ ورسول کا واسطہ، جلد سے جلد اس فتویٰ کا جواب روانہ کریں، ہمیں جلد اس کی ضرورت ہے اور کیونکہ کچھ جاہل لوگ محرم کے دس روز اس جاہل کی وعظ کا پروگرام کرنے والے ہیں اور وہ جاہل گجراتی مولوی مفت میں دس روز وعظ کرے گا یہ سنی علمائے دین کی توہین کے لئے ہورہا ہے تو سنی عالموں کی لاج رہے، ایسا جواب دیجئے، جلد سے جلد۔ فقط

سید محمد میاں، ہاشم میاں بخاری، ساکن گھانچی محلہ، ضلع راج کوٹ

الجواب

جو شخص مسائل شرعیہ سے بے خبر ہے، اسے وعظ کہنا حرام ہے۔ او خویشتن گم است ورہبری کند۔ اور علماء کی شان میں بیہودہ بکواس بھی حرام بدکام بدانجام بلکہ علماء نے کفر فرمایا۔

اشباہ میں ہے:

"الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر"

[الاشباه والنظائر، جزء اول، کتاب السير]

اس پر توبہ لازم اور تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی کرے ورنہ ہر واقف حال مسلمان پر فرض ہے کہ

اسے چھوڑے اور سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شخص غالبًا صحیح خواں نہیں لہٰذا بعد توبہ بھی امام نہ کیا جائے کہ خطا سے مامون نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۵/ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۹۸

بوہروں سے اختلاط رکھنے والا فاسق ہے، لائق امامت نہیں!

کیا حکم ہے علمائے کرام کا:

زید قاضی شہر ہے اور بوہروں کے مدرسہ میں ابتدائی معلم ہے۔ وہ عیدین کی نماز و جمعہ کی نماز و پنجوقتہ کے بھی امام ہیں، بوہروں سے مصافحہ کرتے ہیں، عید کی مبارکباد اُن کے گھر دینے جاتے ہیں، ان کو چائے پلاتے ہیں۔ نماز کی خاص پابندی بھی نہیں ہے۔ ان کے پیچھے بکر نماز جماعت سے نہ پڑھ کر علیحدہ پڑھتا ہے اور زید قاضی شہر بکر کو منافق کہتے ہیں، آیا بکر منافق ہے؟ جواب سے مطلع فرمائیں۔ بینوا توجروا۔ فقط

مستفتی: اختر حسین، رتن گڑھ

الجواب

ایسا شخص فاسق مستحق عذاب ہے، اسے امام بنانا گناہ اور اس کی اقتداء ممنوع اور نماز واجب الاعادہ ہے۔ غنیّہ میں ہے:

لوقدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم"

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سھیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

:"کل صلاة ادیت مع کراھة التحریم تجب اعادتھا"

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

زید کا بکر کو منافق کہنا ظلم ہے، اس پر اپنے افعال بد اور اس مقولہ سے توبہ لازم ہے اور بکر سے عذر خواہی بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۲۹ رشعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۲۹۹

بے بنیاد ظلم کرنا گناہ عظیم ہے! بلاوجہ شرعی کسی کو ستانا گناہ کبیرہ، ایسا شخص لائق امامت نہیں جب تک توبہ نہ کرے!
جھگڑے میں بیچ بچاؤ کی نیت سے آنا گناہ نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

ایک شخص عاقل بالغ ہوشیار تعلیم یافتہ گاؤں کی ایک مسجد میں بحیثیت امام مقرر تھے، چھٹی میں گھر چلے گئے امام صاحب کا داماد اُن کے گھر پر ہی رہتا تھا کسی بے بنیاد بات پر امام صاحب کے داماد اور امام صاحب کے لڑکے میں جھگڑا ہو گیا (یعنی سالا اور بہنوئی میں لڑائی ہوئی) بات کا ماحول طول پکڑ گیا اور امام صاحب کے لڑکے اور داماد کو شدید چوٹ آئی، دونوں کو ہسپتال بھیجا گیا، امام صاحب کا لڑکا اچھا ہو گیا اور داماد دس روز کے بعد ہسپتال کے اندر مر گیا دوسرے فریق نے چار شخصوں کے نام سے دعویٰ کر دیا جس میں امام صاحب کا نام بھی تھا صحیح تصدیق یہ نہیں ہو سکی کہ کس کے ہاتھ سے چوٹ آئی کیونکہ زیادہ آدمیوں کا جمگھٹ تھا۔ قصہ مختصر یہ کہ مقدمہ چلتا رہا اور چار آدمیوں کو سزا ہو گئی، قریب مہینہ بھر سے جیل کے اندر ہیں اپیل منظور ہونے سے ضمانت کے تحت گھر پر آنے کے بعد جس گاؤں میں مقرر تھے اسی مسجد میں آ گئے۔ اب جواب طلب ضروری یہ ہے کہ ان کے پیچھے نماز جائز ہے؟ اور وہ شخص قابل امامت ہے یا نہیں؟ فقط۔ براہ کرم جواب جلد دیجئے۔ عین نوازش ہوگی۔

مستفتی: ٹھیکیدار شکور احمد، راج پور موضع گڑھ میر پور

الجواب

اگر شرعی طور پر یہ ثابت نہیں کہ امام مذکور بلا وجہ شرعی اپنے داماد کو زدوکوب کرنے والوں میں شریک تھے یا انہوں نے حتی المقدور مارنے والوں کو نہ روکا تو ان پر بدگمانی ناجائز ہے۔

حدیث میں ہے: ''ایاکم والظن فان الظن اکذب۔الحدیث''

[صحیح البخاری، ج۲، ص۵۹۹، کتاب الفرائض، مجلس برکات]

اگر فی الواقع وہ شریک تھے یا راضی تھے تو سخت گنہ گار مستوجب عذاب نار ہوئے، حق اللہ وحق العبد میں گرفتار ہوئے، ان پر توبہ لازم ہے۔ اگر شرعاً ثابت ہو تو جب تک توبہ نہ کریں، انہیں امام بنانا جائز نہیں۔ اگر امام صاحب کی شرکت مار پیٹ میں ثابت بھی ہو جائے تو دیکھنا یہ ہے کہ ظلم وزیادتی کس کی طرف سے تھی؟ اگر داماد ہی کی طرف سے تھی اور اپنے یا لڑکے کے بچانے کی خاطر امام صاحب شریک ہوئے تو ان پر کوئی الزام نہیں۔ اور اگر زیادتی لڑکے کی طرف سے تھی اور امام صاحب کی شرکت محض بیچ بچاؤ کے لئے تھی تب بھی ان پر الزام نہ ہوگا۔ اگر ظلم وزیادتی امام صاحب کی طرف سے ثابت ہو جائے تو ضرور وہ لائق امامت نہیں، ان کے پیچھے نماز کراہت سے خالی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۶ رمحرم الحرام ۱۳۹۲ھ/ ۲۲ رفروری ۱۹۷۲ء

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۰۰

صحابہ سے سوئے ظن رکھنا گمراہی، گمراہوں کے پیچھے نماز ناجائز، عناداً جائز کہنے والا گمراہ! صحابہ کو طعن وتشنیع سے مامون کرنا ضروریات اہلسنت سے ہے! صحابہ کی فضیلت حدیث کی روشنی میں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

حضرت سفیان وحضرت ہندہ وحضرت امیر معاویہ وحضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے سوئے ظن رکھنے والے کی اقتدا میں نماز پڑھنا درست ہے یانہیں؟ زید کا قول ہے کہ مذکور حضرات سے حسن ظن رکھے یا سوئے ظن، یہ امر ایمان سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ مسئلہ فروعی ہے۔ کیا زید کا قول صحیح ہے؟

الجواب

حضرات صحابہ سے سوئے ظن رکھنے والا بدعتی گمراہ ہے اور گمراہوں کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز و گناہ ہے۔ فتح القدیر میں سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

"ان الصلاۃ خلف اهل الاهواء لاتجوز"

[فتح القدير باب الامامة ج١، ص٣٠٤، مطبع احياء التراث العربى]

ایسوں کے پیچھے نماز جائز بتانا اور اسے فرعی مسئلہ کہنا قائل کی نادانی ہے اور اگر عناداً کہتا ہے تو بلا شبہ گمراہ ہے۔ صحابہ کی محبت اور تعظیم اور انہیں طعن و تشنیع سے مامون کرنا ضروریات اہل سنت سے ہے۔ حدیث میں ہے: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، انہیں میرے بعد نشانہ نہ بناؤ کہ جس نے اُن سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی اور جس نے مجھ سے عداوت رکھی اس نے اللہ کو ناراض کیا تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

[جامع الترمذى المجلد الثانى، ابواب المناقب، باب ماجاء فى فضل من بايع تحت الشجرة، ص٤٢٦، مجلس بركات]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ القوی

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۰۱

مرتد کے پیچھے نماز پڑھنے والے کا حکم! کافر پر نماز فرض نہیں اور جس پر نماز فرض نہیں اس کی اقتدا باطل محض! کافر کی تعظیم کفر ہے! کفر اتفاقی سے عمل و نکاح باطل ہو جاتے ہیں، اسے توبہ و تجدید ایمان و نکاح کا حکم دیا جائے! بدعقیدوں کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ ضروری ہے، ان کی اقتدا کرنے والا بے توبہ لائق امامت نہیں! "یا محمد" کہنا جائز نہیں، صحابہ کرام بھی "یارسول اللہ" کہہ کر پکارتے تھے! دعاؤں میں بھی "یا محمد" ہو تو اسے بدل دیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید سنی صحیح العقیدہ عالم دین ہے، بکر دیوبندی گر ہے اکابر دیوبند کو کافر نہیں کہتا بلکہ جب اکابر دیوبند کا نام آتا ہے تو رحمہ اللہ کہتا ہے، علم غیب مصطفےٰ کا منکر ہے، حضور کو حاضر و ناظر نہیں مانتا نیز سنیوں پر یہ الزام لگاتا ہے کہ اکابر دیوبند نے کفر نہیں کیا بلکہ ان پر بہتان لگایا گیا ہے اور جو اُن کو کافر کہے وہ دوغلا اور گندگی کھانے والا ہے۔ جہاں جیسا دیکھتا ہے ویسا کرتا ہے۔ زید نے عمداً یہ سب جانتے ہوئے کہ بکر ایسا ہے، بکر کے پیچھے نماز پڑھی تو زید کے لئے ازروئے شرع کیا حکم ہے؟ زید کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث سے جواب دیں۔

(۲) ''یا محمد'' کہنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ناجائز ہے؟ حالانکہ حضرت مولانا مفتی محبوب علی صاحب نے اپنی کتاب ''نور کی تفسیر'' میں جو سلام بحضور سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے: ''یا حبیبی یا محمد یا عروس الخافقین'' اس کی کیا وجہ ہوگی؟

مستفتی: محمد عبدالشکور، متعلم مدرسہ منظر اسلام، التفات گنج، ضلع فیض آباد (یوپی)

الجواب

(۱) زید بے قید نہایت گناہ گار مستحق نار ہوا، اس پر توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان بھی کرے، دیوبندیوں کی اقتداء میں نماز باطل محض ہے۔ کفایہ میں ہے:

''و الکافر لا صلاۃ لہ فالاقتداء بمن لا صلاۃ لہ باطل''

[الکفایۃ، ج ۱، ص ۳۲۴، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، دار احیاء التراث العربی]

بلکہ اسے دانستہ امام بنانا اس کی تعظیم ہے اور کافر کی تعظیم پر علمائے کرام کفر کا حکم فرماتے ہیں۔
درمختار میں ہے:

"تبجیل الکافر کفر"

[الدر المختار، ج ۹، ص ۵۹۲، باب الاستبراء، دار الکتب العلمیہ، بیروت]

اسی میں ہے: "ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا ومافیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح=الخ"

[الدر المختار، ج٦، ص ٣٩٠، باب المرتد، دار الکتب العلمیة، بیروت]

زید پر ان نمازوں کا اعادہ بھی ہے جو اس نے دیوبندی کے پیچھے پڑھی ہیں۔زید جب تک توبہ وغیرہ نہ کرے، امامت کے لائق نہیں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲)　صحیح یہی ہے کہ "یا محمد" کہنا جائز نہیں بلکہ یارسول اللہ یا حبیب اللہ وغیرہ الفاظ تعظیمی سے ندا کرے۔قال تعالیٰ:

﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاء الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاء بَعْضِكُم بَعْضاً﴾

[سورۃ النور=٦٣]

صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم "یا محمد" کہہ کر پکارتے، جب یہ آیت اُتری، ہم یارسول اللہ کہنے لگے۔
علماء فرماتے ہیں کہ ادعیہ ماثورہ وغیرہ میں بھی جہاں یا محمد ہو، وہاں بدل دے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۳/جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

صح الجواب۔بعض علماء نے "یا محمد" بتایا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۰۲

پیر سے معذور کے پیچھے نماز جائز ہے لیکن غیر معذور افضل ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک صاحب حافظ قرآن ہیں، عمر تقریباً ۴۵ رسال ہوگئی ہے، حافظ ایک پیر سے بوجہ پیر کٹ جانے کے معذور ہیں، سجدہ کرنے میں پیر کو پھیلا کے سامنے کی طرف کر کے سجدہ کرتے ہیں اور ان کی بیوی بھی نہیں ہے، کنوارے ہیں۔ ایسی حالت میں ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

مستفتی: جناب عبدالمجید صاحب، موضع نوگواں، پوسٹ آفس درو، تحصیل کچھا، ضلع نینی تال

الجواب

جائز ہے۔ درمختار میں ہے:

"وكذا بأعرج وغيره اولىٰ"

[الدر المختار، ج۲، ص۳۳۸، كتاب الصلوٰة، باب الامامة، دار الكتب العلمية، بيروت]

اور اگر دوسرا لائق امامت ہو تو بہتر یہی ہے کہ اس دوسرے کو امام کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

دارالافتاء منظر اسلام، محلہ سوداگران، بریلی

مسئلہ-۳۰۳

امام برحق کو معزول کرنا ہولناک جرم ہے! بزرگان دین کے وسیلہ سے دعا کرنا بلاشبہ جائز ہے! وسیلہ کا بیان قرآن میں بھی ہے! مولوی خرم علی بلہوری نے وسیلہ سے مراد بیعت مرشد بتائی! حسنین کریمین جنتی جوانوں کے سردار ہیں! غیر نبی کو نبی پر فضیلت دینا کفر ہے! جاہل ہرگز ولی نہیں ہوسکتا! اللہ جاہل کو ولی نہیں بناتا! سیدنا غوث پاک مقتدائے علمائے ظاہر و باطن تھے! غوث پاک حنبلی اور شافعی مذہب پر فتویٰ دیتے تھے! توہین اولیاء وہابیہ کا شیوہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک قاری صاحب کو جماعت کے تین چار لوگوں نے امامت سے الگ کردیا، بغیر کسی شرعی عذر کے، صرف اس بات پر کہ قاری صاحب شجرۂ عالیہ فجر کی نماز کے بعد دعاء میں پڑھتے تھے۔ معترض نے کہا: ''میرے مولا حضرت احمد رضا کے واسطے'' کیوں کہتے ہو، ہم کو مشرک کردیا، بدعتی بنا دیا۔ قاری صاحب سے کہا: آپ شجرہ نہیں پڑھ سکتے۔ انہوں نے کہا: میں شجرہ پڑھوں گا۔ معترض دوسرا مولوی لے آئے جو امامت کر رہے ہیں اور بچوں کو تعلیم بھی دیتے ہیں، علم تجوید سے بالکل واقف نہیں، مقتدی اس بات کے بہت شکی ہیں کہ نماز صحیح نہیں پڑھاتے، قرآن شریف غلط پڑھتے ہیں۔ مولوی صاحب کہتے ہیں: میں تو سیاست سے کام لیتا ہوں، سید صاحب جو امامت کرتے تھے انہوں نے سیاست سے کام نہیں لیا۔

(۲) مولوی مذکور کا بیان ہے کہ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام جنتیوں کے سردار ہوں گے، علاوہ پانچ کے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم، آدم علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳) مولوی مذکور نے جلسہ میں لاؤڈ اسپیکر پر بیان کیا کہ بعض لوگ ایسے بھی ولی ہوتے ہیں کہ نہ صحابیوں میں سے ہوتے ہیں نہ تابعین نہ تبع تابعین نہ مولوی نہ حافظ جیسے کہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ازروئے شریعت مولوی مذکور کے واسطے کیا حکم ہے؟ جواب سے مطلع فرمائیں۔

مستفتی: محمد عارف علی، ساکن گردھر پور ضلع بریلی (یوپی)

الجواب

(۱) امام مذکور کو بے وجہ شرعی معزول کرنا سخت ہولناک جرم بدترین ظلم ہے۔ شرعاً وہ امام معزول نہیں۔ درمختار میں ہے:

''لا يصح عزل صاحب وظيفة بلا جنحة''

[الدر المختار، ج٦، ص ٥٨١، كتاب الوقف، دار الكتب العلمية، بيروت]

اور سوال میں امام مذکور پر جو اعتراض معترضین کا درج ہوا وہ ہرگز صحیح نہیں، بزرگان دین کے وسیلہ سے دعا بلاشبہہ جائز و مستحسن ہے اور سلف و خلف کا معمل بہ ورائج ہے، اسے شرک و بدعت بتانا وہابیہ کی جہالت ہے بلکہ خدائے قہار پر حکم شرک لگانا ہے کہ بزرگوں کے واسطے سے دعا مانگنے کا حکم اس احکم

الحاکمین نے فرمایا ہے۔ارشاد باری ہے:

﴿وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾

[سورۃ المائدہ–۳۵]

اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔شفاء العلیل میں مولوی خرم علی بلہوری مستند جملہ وہابیہ نے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سے حکایت کیا کہ ان کے دادا شاہ عبدالرحیم صاحب نے آیت کریمہ میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد بتائی، ان معترضین سے پوچھا جائے کہ تمہارے طور پر مولوی خرم علی اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے دادا شاہ عبدالرحیم صاحب مشرک ہوئے کہ نہیں؟ اور جب وہ مشرک ہوئے تو سارے وہابی مشرک ہوئے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بالجملہ امام مذکور کو معزول کرنا شرعاً نادرست ہے۔مقتدیوں پر لازم ہے کہ اسے بحال کریں اور دوسرا امام نالائق امامت ہے اسے برطرف کیا جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حدیث میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ حسنین کریمین جنتی جوانوں کے سردار ہیں، امام مذکور کا یہ استثناء اس کی اختراع ہے جس سے لازم آیا کہ حسنین کریمین عمروعثمان و باقی عشرہ مبشرہ کے بھی سردار ہوں گے اور یہ عقیدہ اہل سنت کے خلاف ہے کہ عقیدہ اہل سنت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چاروں خلفاء پھر باقی عشرہ مبشرہ پھر جملہ صحابہ کرام تمام امت سے افضل ہیں بلکہ اس کا یہ مقولہ بہت سے انبیاء سابقین پر حسنین کریمین کی فضیلت کی تصریح کرتا ہے جو صریح کفر ہے، اس پر اس سے توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے اور اس کی اقتداء بے توبہ صحیحہ باطل وحرام ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اس کا یہ مقولہ بھی سراسر جہالت اور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صریح توہین پر مشتمل ہے اور یہ اس کا صریح بہتان ہے، کوئی جاہل ہرگز ولی نہیں ہوسکتا۔حدیث میں ہے:

”ما اتخذ الله وليا جاهلا“

[المقاصد الحسنۃ للسخاوی، کتاب العلم، ص ۵۵۵، برکات رضا گجرات]

اور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرگز جاہل نہ تھے بلکہ مقتدائے علمائے ظاہر و باطن تھے علم باطن میں ان کی شان بلند کو اولیاء وعرفاء ہی سمجھیں ظاہر میں حضرت کی یہ شان تھی کہ حنبلی وشافعی دونوں

مذہب سے آپ بدرجۂ اتم واقف تھے اور دونوں پر فتویٰ دیتے تھے، وہ شخص وہابی بددین معلوم ہوتا ہے کہ توہین اولیا اسی گروہ کا شیوہ ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۰۴

لڑکیوں سے ناجائز تعلق رکھنے والا لائق امامت نہیں! فاسق کو امام بنانے والے گنہ گار ہیں! فاسق کو امامت کے لئے آگے بڑھانا مکروہ تحریمی ہے! جو نماز کراہت کے ساتھ ادا کی جائے، اس کا اعادہ واجب ہے! سنی واعظ کو وعظ کرنے سے روکنے والا ظالم ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:

ہمارے گاؤں میں جامع مسجد ہے جہاں پر جمعہ کو تقریباً ایک ہزار سے زائد مسلمان نماز ادا کرتے ہیں، یہاں مدت سے یہ روایت چلی آئی ہے کہ گاؤں کے چند افراد جس شخص کو امام بناتے ہیں وہی امامت کرتا ہے چاہے وہ امامت کے لائق ہو یا نہ ہو۔ اگر عام لوگ اس امام کو برداشت بھی نہیں کرنا چاہتے ہیں مگر وہ سنتے نہیں ہیں چونکہ اب روز بروز دین حق غالب ہونے لگا ہے یعنی مسلمانوں کو بھولا ہوا سبق یاد آنے لگا ہے مگر نوجوان طبقہ جو تعلیم یافتہ بھی ہیں اور قرآن پاک کا معنیٰ سمجھانے کی بھی کوشش میں ہیں ایسے اماموں کو برداشت نہیں کرتے ہیں لیکن گاؤں کے باطل پرست کھڈ پنچ ایسی جماعت یعنی جو راہ حق کے کارواں کے ساتھ چلنے کی کوششیں کرتے ہیں ان لوگوں کا فریادِ حق بہرے کانوں سے سنتے ہیں ازروئے شریعت ان لوگوں پر اسلام کا کیا حکم ہے؟ اس کے علاوہ کھڈ پنچوں کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا مبلغ مسجد میں تبلیغ نہیں کرسکتا ہے چاہے وہ کسی دینی جماعت سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو اس کو اپنے اظہار خیالات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ مذکورہ مسجد میں آج سے قبل ایک مقامی مولوی صاحب کو بحیثیت امام واعظ اور خطیب مقرر کیا ہے مولوی صاحب کے حق میں اکثر لوگ پہلے ہی بدظن تھے کیونکہ یہ پہلے بھی

یہاں امامت کا کام انجام دیتے تھے، مقامی باشندہ ہونے کی وجہ سے لوگ اس کے تمام حرکات وسکنات جانتے تھے اور عام شکایت یہ تھی کہ امام موصوف کا تعلق چند لڑکیوں کے ساتھ ہے باوجود شکایت کے گاؤں کے یہ چند افراد توجہ نہ دیتے تھے اب چونکہ اس سال جب مذکور امام نے اپر سوسائٹی میں حصہ لیا اور اپنے مدمقابل امیدوار کا فارم رجکٹ کروایا، تو اپر سوسائٹی کا ممبر بنا کر اس کو اپر سوسائٹی کا سکریٹری منتخب کیا گیا یعنی سودی کاروبار نہ چھوٹا۔

مستفتی: عبدالحق گتائی حرکہ درنگام

الجواب

فی الواقع اگر وہ امام ان لڑکیوں سے ناجائز تعلق رکھتا ہے تو سخت بدکام اشد گناہ گار مستحق نار ہے، وہ امامت کے لائق نہیں، اس کی اقتداء مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہے۔ غنیۃ میں ہے:

"لوقدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سھیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

"کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا"

[الدرالمختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دارالکتب العلمیۃ، بیروت]

یونہی اگر فی الواقع اس نے انتخابات میں ایسا کیا جیسا کہ ذکر ہوا تو اشد گناہ گار ہے اور اسے امام رکھنے پر پنچوں کا اصرار گناہ ہے ان سب پر توبہ لازم ہے پنچ اگر نام نہاد تبلیغی جماعت کو تبلیغ سے روکتے ہیں تو ان پر الزام نہیں فی الواقع تبلیغی جماعت کو روکنا لازم اور اگر سنی واعظ کو منع کرتے ہیں تو بلاشبہ ظالم ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۰۵

شافعی المسلک اگر مسائل حنفیہ کی رعایت کرے تو اس کی اقتدا درست ہے، مخالفت کرنے والے کی اقتدا درست نہیں، اگر رعایت کرنے میں شک ہو تو مکروہ ہے! یہ کہنا کہ "شافعیوں کے یہاں اتنی داڑھی رکھنا جو دور سے دکھائی دے جائز ہے" غلط ہے، داڑھی قبضہ بھر سنت ہے، داڑھی کاٹنے کو کسی نے جائز نہ کہا، داڑھی منڈانا ہندوؤں اور مجوسیوں کا کام ہے، داڑھی کم رکھنے والے کی امامت مکروہ تحریمی ہے! سبھی فاسق ہوں تو تنہا تنہا نماز پڑھیں! شجرہ میں بزرگان دین کا نام لینا جائز و صحیح ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) امام یہاں پر شافعی ہے اور حنفی حضرات ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو شافعی امام کے پیچھے حنفی حضرات کی نماز ہوگی یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ شافعی امام کے پیچھے حنفی لوگوں کی نماز نہ ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ حنفی مذہب میں اور شافعی مذہب میں فروعی فرق ہے۔ مثال کے طور پر حنفی مذہب کے وضو میں سر کا مسح چوتھائی فرض ہے تو شافعی میں تھوڑا سا اگر لیا یا انگلی لگالی تو ہو گیا۔ اسی طرح حنفی میں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا فرض ہے تو شافعی مذہب میں کہنیوں کے اندر، اسی طرح بہت سے فروعی مسائل میں فرق ہے۔ تو ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے زید مذکور نے شافعی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو منع کیا ہے تو یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) شافعی امام باقاعدہ شرعی داڑھی رکھتا ہو تو کیا اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

(۳) سنا ہے کہ شافعی مذہب میں داڑھی اتنی ہونی چاہئے کہ دور سے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ داڑھی ہے۔ یہ صحیح ہے یا کہ ان کو بھی حنفی مذہب کے موافق داڑھی رکھنی چاہئے؟ اگر ایسا ہے تو شافعی امام کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں؟

(۴) کچھ لوگ جمع ہوئے، ان کے درمیان کوئی شخص ایسا نہیں جو متشرع ہو۔ یعنی داڑھی رکھتا ہو، سب کے سب برابر ہیں تو ان میں کا کوئی اگر کچھ جانتا ہے اور جماعت کر کے نماز پڑھاتا ہے تو نماز ان حضرات کی ہو جائے گی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(۵) یہاں پر قادری حضرات جمع ہو کر ایک شجرہ پڑھتے ہیں اس شجرہ میں اس طریقہ سے پڑھتے ہیں:
امام حسین نور اللہ، امام زین العابدین نور اللہ، امام باقر نور اللہ، امام جعفر صادق نور اللہ، غوث الثقلین نور اللہ۔ تو یہ پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟ عمرو کا کہنا ہے کہ یہ پڑھنا جائز نہیں کہ ان پر قرآن مقدس کی آیت پاک تلاوت کرنا ہے، تو یہ کیسا ہے؟ حالانکہ یہ ایک مسجد کا امام بھی ہے۔ ان تمام سوالوں کا جواب مفصل طور پر دے کر مشکور وممنون فرمائیں۔ نہایت شکر گزار رہوں گا۔

مستفتی: قاری احمد رضا، ۵۷ر بیلویدرے روڈ، سلیس بوری، اڑیسہ

الجواب

(۱) شافعی امام اگر مذہب حنفی کی مراعات کرتا ہو یعنی کوئی ایسا فعل نہ کرتا ہو جو احناف کے نزدیک ناقص طہارت یا مفسد صلاۃ ہو تو اس کی اقتدا صحیح ہے اور اگر مراعات نہ کرے تو فاسد ہے اور اگر شک ہو کہ مراعات کرتا ہے یا نہیں تو اس کی اقتدا مکروہ ہے۔ درمختار میں ہے:

''تکرہ خلف مخالف کشافعی لکن فی وتر البحر ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمہا لم یصح أن شك كره''

[الدر المختار، ج۲، ص۳۰۲، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ (ملخصاً) دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اور از انجا کہ یہ شرط یہ چاہتی ہے کہ امام دونوں مذہب کے مسائل ضروریہ سے باخبر ہو اور حال یہ ہے کہ لوگوں کو اپنے ہی مذہب کے مسائل ضروریہ معلوم نہیں ہوتے۔ لہٰذا یہاں احتیاط یہی ہے کہ حنفی شافعی کی اقتدا نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲،۳) یہ غلط ہے، داڑھی کی شرعی مقدار یکمشت ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔ علامہ سیوطی شافعی نے تنویر الحوالک میں امام باجی سے نقل کیا ہے کہ سیدنا ابن عمر و ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی داڑھی مٹھی میں لیتے اور جتنی زیادہ ہوتی، قطع فرماتے تھے۔

[تنویر الحوالك، کتاب الشعر، ٦٨٢، دار الکتب العلمیة بیروت]

درمختار میں ہے: ''والسنة فيها القبضة''

[الدر المختار، ج۹، ص۵۸۳، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیرہ، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اسی میں ہے:

”اما الأخذ منها وهی دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة و مخنثة الرجال فلم يبحه احد و أخذ كلها فعل يهود الهند و مجوس الأعاجم“

[الدر المختار، ج۳، ص۳۹۸، کتاب کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لایفسده، دار الکتب العلمیة، بیروت]

جس کی داڑھی حد شرع سے کم ہو، اس کی امامت مکروہ ہے اور باشرع شافعی کی اقتدا بہ شرط مراعات مذہب حنفی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اس صورت میں تنہا تنہا پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) صحیح ہے، جو غلط بتاتا ہو، خود غلط ہے، توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۳ر رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۰۶

بے ثبوت شرعی کسی کو ملزم کرنا جائز نہیں! مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں! حدیث میں ہے: بدگمانی سے بچو کہ بہت جھوٹی بات ہے! انتشار پھیلانے والا لائق امامت نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید و عمرو سنی العقیدہ اور وہ مسجدوں میں امام ہیں جبکہ زید نے عمرو پر بلا تحقیق یہ الزام لگایا کہ عمرو کو برص ہے اس لئے وہ امامت کے مستحق نہیں ہیں جبکہ عمرو اس مرض کا مریض نہیں، ہاتھ پر چند جگہوں پہ سفید داغ ضرور ہیں جس کو ڈاکٹر نے تحقیق کے بعد یہ بتایا کہ یہ داغ عمرو کے پرانے مرض کی ادویات کا اثر ہے، علاوہ اس کے اس کا ایک مقتدی ماہر معالج برص ہے، سند بھی دے دیا ہے کہ عمرو مرض مذکورہ سے

پاک ہے اس طرح زید کا الزام مقتدیوں میں انتشار پیدا کر سکتا ہے۔لہٰذا دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ زید کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ فقط

مستفتی: محمد عالمگیر خاں، G-2410 بتی کل گارڈن ریچھ، کلکتہ-۲۴

الجواب

بے ثبوت شرعی محض گمان سے کسی کو ملزم کرنا جائز نہیں۔امام محمد غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا:

"لا یجوز نسبة مسلم الیٰ کبیرة من غیر تحقیق"

[احیاء علوم الدین، ج۵، ص۴۴۸، کتاب آفات اللسان، دار المنهاج، بیروت]

بدگمانی حرام ہے۔حدیث ہے: "ایاکم والظن فان الظن اکذب—الحدیث"

[الصحیح البخاری، ج۲، ص۵۹۹، کتاب الفرائض، مجلس برکات]

بدگمانی سے بچو کہ گمان بہت جھوٹی بات ہے لہٰذا فی الواقع اگر تحقیق ہو کہ امام انتشار پھیلا رہا ہے تو سخت ملزم، اشد گنہ گار ہے، اسے امام بنانا گناہ ہے۔غنیّہ میں ہے:

"لوقدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم"

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سهیل اکیڈمی]

اور اگر یہ محض گمان ہے تو یہ خود حرام اور اس سے اس کی اقتدا چھوڑنا حرام در حرام۔

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
یکم شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

مسئلہ-۳۰۷

مرگی کے مریض کی امامت کا مسئلہ! ذبح کرنے کی اجرت لینا جائز ہے! سود کے کاغذات لکھنے والے کی امامت مکروہ تحریمی! سود لینے دینے والے اور شاہدین و کاتب پر سرکار نے لعنت فرمائی ہے! مسلمان اگر کافر سے زیادتی لے تو یہ سود نہیں!

امام صاحب ہمیشہ کے ذابح ہیں، بے حد اجرت لیتے ہیں، ان کی امامت جائز ہوتی ہے یا نہیں؟

شرع شریف کے مطابق فتویٰ عنایت کیجئے۔ اور پیش امام صاحب سود کے معاملات، مذہبی شخص کے لین دین کے کاغذات لکھتے ہیں اور عدالت میں جھوٹی گواہی بھی بول دیتے ہیں۔ اس بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ معلوم کرائیے۔

مستفتی: عاصی محمد غوث، کڈی پیٹھ

الجواب

اجرت جو باہمی رضامندی سے طے ہو جائے اس میں حرج نہیں۔ سود کا معاملہ اگر مسلمان مسلمان سے کرتا ہے اور یہ اس کے کاغذات لکھتا ہے تو سخت گنہگار مستحق لعنت کردگار مستوجب عذاب نار ہے اور امامت اس کی مکروہ تحریمی ہے۔ حدیث میں ہے:

''لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا و موکلہ و شاھدیہ و کاتبہٗ''

[ترمذی شریف، ج۱، ص۱۴۵، باب الربوا، مجلس برکات، مبارکپور، مشکوٰۃ شریف، النصف الاول، باب الربوا، ص۲۴۴، مجلس برکات، مبارکپور]

اور اگر یہ معاملہ مسلمان اور کافر سے ہوتا ہے اور مسلمان زیادتی لیتا ہے تو وہ سود نہیں، تو اس پر الزام نہیں کہ مسلمان اور حربی کافر کے درمیان سود نہیں ہوتا اور تفصیل کے لئے رسالہ بینک اور ڈاکخانہ کے منافع کا شرعی حکم، قادری بکڈپو، نومحلہ مسجد، بریلی سے منگا کر دیکھیں۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۰۸

وہابیہ دیابنہ کے پیچھے نماز باطل ہے! جو بعض ضروریات دین کا انکار کرے کافر ہے، اس کی اقتدا درست نہیں! کافر کی نماز نماز نہیں! بدعتی کے پیچھے نماز جائز نہیں! وہابیت مانع تولیت ہے! مرتد کو تولیت سے برخواست کرنا واجب! مسجد کے لئے موقوفہ زمین میں قبرستان بنانا جائز نہیں! انسانی حقوق کی وجہ سے مردے کو قبر سے نکالنا جائز ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) ہمارے گاؤں میں ایک پختہ مسجد ہے اور اس کے نام کچھ زمین وقف ہے، اور اس مسجد کے امام ایک مولانا جو سہارنپور سے فارغ ہیں، امامت کرتے ہیں اور وقف کی زمین اپنے قبضہ میں کئے ہوئے ہیں اس کی آمدنی سے نہ مسجد کی مرمت کراتے ہیں نہ کسی کو حساب ہی سناتے ہیں اس بناپر کچھ لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دیا ہے۔ایسی حالت میں امام موصوف کے پیچھے نماز درست ہوگی یانہیں؟

(۲) یہاں جو مسجد اس وقت قائم کی گئی تھی وہ کسی ہندو کی زمین تھی اور مسجد بننے کے تقریباً ۳۵ رسال کا عرصہ ہوگیا، ہنوز وہ ہندو ہی اس کا رینٹ دیتا ہے امام صاحب سے وہ برابر تقاضا کرتا رہتا ہے کہ آپ لوگ مسجد والی زمین اپنے نام کرالیں۔ نہ امام صاحب اپنا نام خارج کرتے ہیں نہ رینٹ ہی ادا کرتے ہیں۔لہٰذا بعض لوگ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا غلط قرار دیتے ہیں۔شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۳) جو زمین مسجد کے نام وقف ہے مسجد سے الگ وقف شدہ زمین میں ہم گاؤں والے عیدین کی نماز ادا کرتے تھے لیکن امام موصوف نے اپنی موروثی جائیداد سمجھ کر اپنا قبرستان خاص کرلیا ہے اور عیدین کی نماز احاطۂ مسجد میں ادا کرائی جاتی ہے اور امام صاحب احاطۂ مسجد میں عیدین کی نماز پڑھنا جائز قرار دیتے ہیں۔ایسی حالت میں وہاں عیدین کی نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ اور وقف کی زمین قبرستان بنانا کیسا ہے؟

(۴) ہمارے امام صاحب پندرہویں شعبان نہیں مناتے ہیں اور ہم مقتدی اس کے قائل ہیں لہٰذا ہم مقتدی کا اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۵) امام صاحب نے اپنے کو مسجد کا متولی بنا کر وقف کی پوری زمین پر قبضہ جما لیا ہے اور بانی مسجد کے نام سال میں ایک بار ثواب رسائی بھی کرا لیتے ہیں اور امام موصوف اپنے گاؤں سے باہر معلّمی کرتے ہیں اور اس پر زور دیتے ہیں کہ ثواب رسائی و فاتحہ و میلاد میں قیام بالکل ناجائز ہے اور یہاں اس لئے ثواب رسائی کرتے ہیں کہ وقف کی زمین پر اسی حیلہ سے تصرف رکھا جائے۔لہٰذا ایسے تکیہ باز کے پیچھے نماز کیسی ہے؟

مستفتی: محمد منشی لطیف، ساکن مولانا پور پوسٹ بارسوئی گھاٹ ضلع کٹیہار (بہار)

الجواب

بر تقدیر صدق سوال وہ شخص کھلا دیوبندی ہے۔وہابیہ دیابنہ کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ اصلاً

ہوگی ہی نہیں کہ جماہیر علماء کے نزدیک کافر ہے۔

درمختار میں ہے:

"وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بھا فلا یصح الاقتداء بہ اصلا"

الدر المختار، ج۲، ص۳۰۰،۳۰۱، باب الامامۃ دار الکتب العلمیہ، بیروت]۔ کفایہ شرح ہدایہ میں ھے:

"والکافر لا صلاۃ لہ فالاقتداء بمن لا صلاۃ لہ باطل"

[الکفایۃ ،ج۱ ،کتاب الصلوٰۃ،باب الامامۃ،ص۳۲۴،داراحیاء التراث العربی]

فتح القدیر میں ہے:

"ان الصلاۃ خلف اھل الاھواء لاتجوز"

[فتح القدیر باب الامامۃ ج۱، ص۳۰۴، مطبع احیاء التراث العربی]

اور خود اس کی وہابیت اس کی تولیت سے مانع ہے کہ بتصریحات صحیحہ شرعیہ خود معزول ہے۔لہٰذا اسے معزول کرنا شرعاً لازم اور امام بنانا گناہ۔

درمختار میں ہے:

"وینزع بزازیۃ (لو) الواقف درر فغیرہ بالاولیٰ (غیر مامون) او عاجزاً او ظھر بہ فسق"

[الدر المختار، ج٦، کتاب الوقف، ص٥٧٨–٥٨٠، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

ردالمحتار میں ہے:

"قولہ (وینزع وجوباً) مقتضاہ اثم القاضی یترکہ والاثم بتولیۃ الخائن"

[ردالمحتار، ج٦، مطلب یاثم بتولیۃ الخائن، ص٥٧٨، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

غیر مسلم سے وہ زمین لے کر وقف مسجد پر کی جائے اور اس زمین کو قبرستان بنانا نادرست ہے اور لوگوں کو اختیار ہے کہ اس میں سے مردے کو نکال دیں یا قبر برابر کردیں۔

درمختار میں ہے:

"ولا یخرج منہ بعد اھالۃ التراب الا لحق آدمی کان تکون الارض مغصوبۃ او

اخذت بشفعة و يخير المالك بين اخراجه و مساواته بالارض كما جاز زرعه والبناء عليه اذا بلىٰ وصار ترابا—زيلعي" واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۳، ص ۱٤٥، كتاب الجنائز، دار الكتب العلمية، بيروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۹/ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

صح الجواب۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۰۹

قبر کو سجدہ وطواف ناجائز ہے، ایسا کرنے والا امام نہیں ہوسکتا! فاسق کو امام بنانے والے گنہگار ہیں! بہ کراہت پڑھی گئی نمازیں پھر سے پڑھی جائیں! طواف کعبہ کی خصوصیتوں میں سے ہے، انبیاء و اولیاء کی قبر کا طواف بھی جائز نہیں! جو عامۃ المسلمین کرتے ہیں اس کا اعتبار نہیں گرچہ وہ علماء لگتے ہوں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

ایک شخص نے اپنی زندگی میں اپنی قبر کے لئے پختہ عمارت وغیرہ بنوایا تھا مرنے کے بعد اس کو اس میں دفن کیا گیا، اس کے بعد یہاں والوں نے اس مرد کا باقاعدہ طواف کرنا شروع کردیا اس کے حلقۂ اثر کے لوگ روزانہ بلا ناغہ قبر کا باقاعدہ سات چکروں میں طواف، صبح وشام سجدہ کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسا فعل کرنے والوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ازروئے شرع ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟ جواب باصواب سے نوازا جائے۔ فقط والسلام

مستفتی: محمد عیسیٰ وشبیہ محمد صاحبان، ساکنان: شہر گونڈہ (اترپردیش)

الجواب

قبر کو سجدہ اور طواف ناجائز وممنوع ہے جو لوگ ایسا کرتے ہیں سخت گنہگار ہیں، انہیں امام بنانا

گناہ اوران کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ غنیۃ میں ہے:

''لوقدموا فاسقا یاثمون''

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سهیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

''کل صلاة ادیت مع کراهة التحریم تجب اعادتها''

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطبع دار الکتب العلمیة، بیروت]

سجدۂ تعظیمی کی حرمت پر سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا رسالہ مبارکہ ''زبدة الذکیة'' کافی وافی ہے، اسے دیکھئے۔ طواف کی حرمت کا جزئیہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کے مسلک متقسط میں ہے:

''الطواف من مختصات الکعبة المنیفة فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء ولا عبرة بما یفعله العامة الجهلة ولو کانوا فی صورة المشائخ والعلماء''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[حاشیة ارشاد الساری الی مناسك لملا علی قاری علی المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط، باب زیارة سید المرسلین، ص۷۲۵، المکتبة الامدادیة، مکة مکرمة]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۸/ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

صح الجواب۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-- ۳۱۰

بانگی امامت کرسکتا ہے! نسبندی کرانے والے کا حکم! گورنمنٹ سے تنخواہ پانے والا امام بن سکتا ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:

(۱) زید ایک مسجد کا بانگی ہے، تنخواہ پاتا ہے، وہ ذبیحہ کا کام انجام دیتا ہے۔ کیا وہ امام کی غیر حاضری

میں امام بن سکتا ہے؟ اس کی اقتدا جائز ہے؟

(۲) زید نسبندی کرائے ہوئے ہے، وہ امام بن سکتا ہے؟ اس کی اقتدا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) زید اُردو اِسکول کا صدر ہے گورنمنٹ سے تنخواہ پاتا ہے، کیا وہ امام بن سکتا ہے؟ فقط

مستفتی: محمد معین الدین، جامع مسجد، پوسٹ لونڈا ضلع بلگام (کرناٹک)

الجواب

امام صحیح الطہارۃ، صحیح القراءۃ، واقف مسائل ضروریہ نماز وطہارت وامامت، متقی پرہیزگار غیر فاسق ہو۔ نسبندی جس نے خوشی سے کرائی، فاسق ہے، اسے بے توبہ امام بنانا گناہ ہے،

غنیۃ میں ہے: ''لو قدموا فاسقا یأثمون''

[غنية المستملی شرح منية المصلی، ص ۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سهيل اکيڈمی]

درمختار میں ہے: ''کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا'' واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج ۲، ص ۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطبع دار الکتب العلمية، بيروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ-۳۱۱

عورتوں سے مذاق کرنے والا فاسق ہے! ستر کھولنا حرام ہے!
پھل نمایاں ہونے سے پہلے بیچنا باطل ہے! بات طے کرکے پھر جانا گناہ کبیرہ ہے!
فاسق سے ابتدا بسلام مکروہ تحریمی ہے! فاسق کی امامت مکروہ تحریمی!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ایک شخص بزرگ ہستی جو چوراہے پر اپنی دکان میں بیٹھتا ہے، ہر مرد وعورت سے فحش فحش مذاق کرنے کا عادی بن چکا ہے جسے نہ چھوٹے کی حیا نہ بڑے کا لحاظ اور موسم گرما میں پائجامہ سمیٹ کر یعنی ستر عورت کھول کر بیٹھتا ہے اور پائجامہ کا پائنچہ اُٹھا کر استنجا سکھاتا ہے اور ان کا ایک باغ ہے جس کو ہمیشہ بیچتے ہیں جس کی ڈالی باقاعدہ لیتے ہیں جس کو مولوی صاحب نے کئی بار منع کیا اور بتایا یہ ڈالی لینا حرام ہے مگر لالچ کی وجہ سے ہمیشہ لیتے ہیں اور ابھی چند دن ہوئے کہ دیکھ بھال کرکے اپنی لڑکی کی شادی طے کردی

ہے اور باقاعدہ چھلا پہنا دیا اور پان مٹھائی لے لی ہے پھر کئی مہینہ آمد ورفت جاری رہی اور اپنی زبان سے آسرا دیتے رہے اسی دوران میں دوسری جگہ دوسرے لڑکے کے ساتھ اسی لڑکی کی شادی طے کردی اور اپنی زبان کی کوئی وقعت نہ رکھی اور جب دوسرے لڑکے کے گھر سے رسم مٹھائی ادا ہوئی خوب ڈھول بجایا صرف اتنا بچاؤ کیا کہ بجائے اپنے گھر کے اپنے بھائی کے گھر میں بجوایا جس میں ان کی بیوی اور تمامی عورتیں شریک ہوئیں ان تمام باتوں پر نظر کرتے ہوئے فرمائیں کہ ہم لوگ ان سے سلام کلام کریں کہ نہ کریں اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں؟ فقط۔

خادم: احمد حسین خاں، ساکن شیر پور، پیلی بھیت

الجواب

شخص مذکور سخت فاسق وفاجر فاحش بدگو بد اطوار بد معاملہ مستحق نار ہے۔ ستر کھولنا حرام ہے اور ڈالی لینا بلاشبہ منع ہے بلکہ اگر باغ کے پھل نمایاں ہونے سے پہلے بیچا ہے تو یہ بیع باطل ہے کہ یہ معدوم کی بیع ہوئی اور وہ شرعاً ممنوع ہے اور بات طے کر کے پھر جانا کبیرہ گناہ ہے جبکہ بے وجہ شرعی ہو اور باجے حرام ایسے شخص سے ابتدائے سلام اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا، اسے امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

درمختار میں ہے: ”ویکرہ السلام علیٰ الفاسق لومعلنا“

[الدر المختار، ج۹، ص۵۹۵، باب الحظر والاباحة]

اسی میں ہے: کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا“

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمية، بیروت]

غنیۃ میں ہے: ”لو قدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم“ واللہ تعالیٰ اعلم

[غنية المستملی شرح منية المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سهيل اکیڈمی]

نوٹ: پہلے سے نیت وفا کی نہ ہو اور اگر نیت وفا کی تھی بعد میں کوئی سبب معقول و مقبول مانع نکاح ہو گیا تو اس پر حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۱۲

تبلیغ کے لئے ویڈیو بنوانے والا لائق امامت نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید عالم ہے اور ویڈیو بنانے کا بہت شوقین ہے۔ بکر نے زید سے کہا کہ ویڈیو ناجائز ہے۔ زید نے اس بات کو تسلیم کیا کہ ویڈیو بنانا ناجائز ہے ٹھیک کہتا ہے، یہ میرا طریقہ ہے تبلیغ کرنے کے لئے اور میں کرتا رہوں گا۔ کیا زید کی اقتدا میں نماز درست ہے یا نہیں؟ اور زید پر کیا حکم ہے؟

مستفتی: سید محمد حسین افریقی

الجواب

صورت مسئولہ میں اگر یہ بات ثابت ومشتہر ہے جو درج سوال ہوئی تو زید کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ درمختار میں ہے:

"کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا" واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

مسئلہ-۳۱۳

گردوارہ میں جانا بھی جائز نہیں! تصویر کشی حرام ہے! تعظیم کافر کفر ہے! غیر مسلموں کی تعریف کرنا، ان کے لئے دعائے خیر کرنے والے کا حکم! انکار منکر لازم اور اظہار حق ضروری! بے جا چھٹیوں کی تنخواہ لینا جائز نہیں! مدرسہ ومسجد وغیرہ کے لئے چندہ کر کے خود کھانے والا شخص لائق امامت نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) زید ایک تاریخی مقامی جامع مسجد کا امام وخطیب ہے، قاری اور مولوی کہلاتا ہے اپنی خودنمائی اور ستائش پرستی کی غرض سے اس نے ایک گردوارے میں غیر مذہب کے ایک گرو کی تصویر کی نقاب کشائی کی اور فوٹو کھنچوایا اس طرح فوٹو کھنچوانا اسلام میں جائز ہے یا ناجائز حرام ہے؟ اور تصویر کی نقاب کشائی فلسفہ

تفصیلی کے مطابق احترام میں واقع ہے یا نہیں؟ اگر واقع ہے تو زید امام مذکور پر کیا حکم شرع عائد ہوتا ہے؟ اور اس پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح وغیرہ لازم ہے یا نہیں؟

(۲) زید مذکور جمعہ میں منبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر خطبۂ جمعہ کے وقت غیر مسلموں کی تعریفیں کرتا ہے اور ان کے لئے دعائے خیر کرتا ہے اور دوسروں کو بھی دعا کی ترغیب دیتا ہے صرف اپنی شہرت اور ان کی نظر میں اچھا بننے کی غرض سے۔ ایسے امام کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۳) اسی امام نے اپنی سرپرستی میں ایک سیاسی جلسہ کرایا جس میں کسی مولانا مولوی وغیرہ کو نہیں مدعو کیا بلکہ سب سیاسی لیڈروں کو بلایا اور وہیں لوگ جمع ہوئے (جبکہ اس جلسے کو مذہبی اور دینی جلسے کا نام دیا اور قوم میں یہی اعلان بھی کیا) اس جلسے میں لیڈروں نے ایک مشہور ولی اللہ ایک عظیم ہستی کی شان میں یہ کہا کہ انہوں نے بُت خانے کی تعمیر خود کھڑے ہوکر کرائی ہے۔ بار بار یہ کہا گیا لیکن امام مذکور یہ سب سنتا رہا اور اس کی تردید نہیں کی اور نہ ہی کوئی ایسا قدم اُٹھایا جس سے اظہار بیزاری ہو۔ لہٰذا امام مذکور پر کیا حکم شرع نافذ ہوتا ہے؟ اور وہ شیطان اخرس کے حکم میں آتا ہے یا نہیں؟

(۴) زید امام مذکور نے اس سیاسی جلسے میں ویڈیو فلم بنوائی اور اس سے قبل بھی بنوا چکا ہے اور فوٹو بھی کھنچواتا رہتا ہے۔ لہٰذا ایسے کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۵) امام مذکور امامت کے فرائض برابر انجام نہیں دیتا اور ۴۰ رفیصد بلا اجازت انتظامیہ کمیٹی کے غائب رہتا ہے اور تنخواہ پوری کی پوری لڑ جھگڑ کر وصول کرتا ہے مسلسل غیر حاضری کی وجہ سے نمازیوں میں انتشار رہتا ہے جس کی وجہ سے نمازیوں کی تعداد گھٹ کر نہ ہونے کے برابر ہوگئی ہے اور مسجد مرثیہ خواں ہے۔ لہٰذا ایسے امام کو پوری تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ امامت کے لائق ہے یا نہیں؟

(۶) زید مذکور نے قوم کو دھوکہ دے کر تقریباً ایک لاکھ روپیہ مدرسہ کے نام پر وصول کیا کہ میں ایک دینی ادارہ قائم کروں گا جس میں احادیث کریمہ حفظ قرأت ناظرہ وغیرہ کی تعلیم ہوگی قوم اس کی چرب زبانی میں آگئی اور ہر قسم کے عطیات زکوٰۃ، عشر، فطرہ، چرم قربانی وغیرہ سے برابر مدد کرتی ہے زید نے پوری رقم غبن کرلی مدرسہ ختم ہوگیا جب حساب مانگا گیا تو کہا کہ کاغذات دیمک کھا گئی تقریباً آٹھ سال کا حساب اس کے ذمہ ہے جب بھی حساب کا مطالبہ کیا گیا تو اسی قسم کی لایعنی باتوں میں ٹال مٹول کرتا رہا

لہٰذا ایسے فریبی مکار دھوکے باز خائن کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور وہ امامت کا اہل ہے اور اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

مندرجہ بالا تمام سوالات کے جوابات تفتیش کے ساتھ شریعت مطہرہ کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔قوم کی بھی رہنمائی فرمائیں۔

مستفتیان: عبدالقدیر خاں، کوثر خاں، ماجد انصاری، سید ساجد علی (پیلی بھیت)

الجواب

(۱) گردوارہ میں جانا ہی مسلمان کو جائز نہیں اس جگہ اس تصویر کی نقاب کشائی ظلم بالائے ظلم ہے اور اپنی تصویر کھنچوانا بھی حرام۔ برتقدیر صدق سوال اس شخص پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان بھی کر لینا چاہئے اور تجدید نکاح بھی کہ عرفاً اس فعل سے تعظیم ہی مفہوم ہوتی ہے اور کافر کی تعظیم کفر ہے۔

درمختار میں ہے:

"تبجیل الکافر کفر" واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج ۹، ص ۵۹۲، باب الاستبراء، دار الکتب العلمیہ، بیروت]

(۲) وہ سخت گنہگار مستوجب نار مستحق غضب جبار ہے، توبہ کرے اور اس فعل بد سے باز آئے ورنہ ہر واقف حال مسلمان اسے چھوڑ دے اور اسے امام بنانا گناہ اور نماز واجب الاعادہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اس پر بلاشبہ انکار منکر لازم تھا اور حق کو ظاہر کرنا ضروری تھا اس نے یہ فریضہ انجام نہ دیا تو ضرور بحکم حدیث شیطان اخرس کا مصداق ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) حکم اوپر گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) وہ حساب دے اور اپنی حرکات قبیحہ سے باز آجائے اور توبہ کرے اور جب تک اس کا صلاح حال ظاہر نہ ہو وہ کسی دینی منصب کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۱ر صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

مسئلہ-۳۱۴

داڑھی کم کرنے والا، خضاب لگانے والا فاسق ہے! سجدے میں پیر کی ایک انگلی بھی زمین سے نہ لگے تو نماز ہی نہ ہوگی، ایسے کی اقتدا باطل! اکثر انگلیوں کا پیٹ زمین سے لگنا واجب!

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ان مسائل میں کہ:

(۱) امام مسجد ایک مشت سے کم داڑھی رکھتا ہے۔

(۲) اور داڑھی میں سیاہ خضاب لگاتا ہے۔

(۴) سجدے میں جانے سے قبل پائجامے کو اُٹھالیتا ہے۔

(۵) سجدے میں پاؤں کی انگلیاں صحیح نہیں لگاتا اور کتنی انگلیاں واجب ہے؟

مندرجہ بالا صورتوں میں امام کے پیچھے جماعت پنجوقتہ اور جمعہ وعیدین وغیرہ ادا کریں گے یا نہیں؟

مستفتی: محمد سکندر ولد جان محمد، ساکن صرافہ بازار، (کراچی)

الجواب

فی الواقع اگر امام مذکور کی طرف ان تمام یا ان میں سے کوئی امور مندرجہ کی نسبت صحیح ہے اور شرعی طور پر ثابت ہے تو وہ فاسق معلن ہے، اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کی اقتدا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ غنیّۃ میں ہے:

"لو قدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم"

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سهیل اکیڈمی]

اور اگر سجدے میں ایک انگلی کا پیٹ بھی نہیں لگتا تو اصلاً نماز ہی نہیں ہوگی اور اس صورت میں اس کی اقتدا باطل محض ہے۔ درمختار میں ہے:

"وفیه یفترض وضع اصابع القدم ولو واحدة نحو القبلة والالم تجز والناس عنه غافلون"

[الدرالمختار، ج۲، ص۲۰۴، کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، دارالکتب العلمیة، بیروت]

اور اگر اکثر انگلیوں کے پیٹ نہیں لگتے تو تارک واجب ہے اور اقتدا کا وہی حکم یعنی مکروہ تحریمی اور تمام انگلیوں کا پیٹ لگانا سنت ہے تو اکثر انگلیوں کے پیٹ لگیں اور دو یا ایک کے نہ لگیں تو ترک سنت ہوگا اور ایک دو بار ایسا ہو تو اسائت و ملامت ہے اور عادت ہو تو گناہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں از ہری قادری غفرلہٗ

۱۰ر صفر المظفر ۱۴۰۶ھ

مسئلہ-۳۱۵

جھوٹ بولنے والے، نماز میں غلط قرآن پڑھنے والے کی امامت جائز نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلوں میں کہ:

(۱) زید اپنے کو جھوٹا حافظ بتا کر امامت کا کام کرے، رمضان شریف میں نہ قرآن شریف سنا سکے نہ سماعت ہی کر سکے معلوم ہوا کہ کوئی پارہ کا بھی صحیح حافظ نہیں ہے۔ ویسے بھی زید نے بتایا میں ۲۴/ پارہ کا حافظ ہوں۔ کیا زید کے پیچھے نماز جائز ہے؟

(۲) زید نماز میں قرآن غلط پڑھ کے سجدہ سہو کر کے نماز درست بتاوے۔ اسی طرح نماز پڑھاتا ہے اور بے وضو اذان پڑھنے کا محاورہ رکھے، کبھی کبھی فجر کی نماز بے وضو پڑھائے اور روزہ نہ رکھتے ہوئے ظاہر روزہ دار بن جائے اور بچوں کو سیپارہ کا سبق پڑھاتے ہوئے منہ میں بیڑی سگریٹ لگی رہے۔ کیا زید کے پیچھے نماز درست ہے؟

(۳) زید کو بستی کی مسجد میں اچھی خاصی اجرت دے کر امام رکھا جاوے اور بستی کے آدمیوں میں فتنہ فساد پھیلاوے، کسی کو دوست بنائے کسی کو دشمن جانے، جائز کو ناجائز، جس میں بہت سے آدمیوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور مسجد کا ماہوار چندہ بند کر دیا۔ ایسے امام (زید) کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ اطلاع کرنے کی مہربانی کریں گے؟ جواب کے لئے لفافہ حاضر ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرماوے۔

(۴) زید امام ہو کر نفل بیٹھ کے ہی پڑھے، سنت مؤکدہ پڑھ کر جمعہ میں گپ شپ بیڑی سگریٹ پیے اور قرأت کو چیخ کر پڑھے چاہے جماعت میں دو ہی آدمی کیوں نہ ہوں۔ حرفوں کو اینٹھ کر شو دکھا کر بھاری

نماز پڑھائے ایسے ناواقف امام کے پیچھے واقف کی نماز درست ہے یا نہیں ہے؟

(۵) کیا زید والدین عاق کرا ہوا گھر سے نکل کر دوسری جگہ امامت کرسکتا ہے؟ کیا عاق کرے ہوئے کے پیچھے نماز درست ہے؟

مستفتی: مہدی حسن، رحمت اللہ، محمد سلیم (بقلم خود) بالور سمینٹ روڈ ٹنکپور بازار، ضلع نینی تال (یوپی)

الجواب

زید مذکور کے افعال جو درج سوال ہوئے، ان میں اکثر خلاف شرع ہیں، اگر اس کے یہ افعال شرعاً ثابت ومشتہر ہیں تو وہ فاسق معلن ہوا اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کی اقتداء مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہے۔ غنیۃ میں ہے: ’’لو قدموا فاسقا یاثمون‘‘

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سھیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے: ’’کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا‘‘

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

بلکہ اس کی اقتدا باطل ہے جبکہ قرأت میں ایسی غلطی کرتا ہو جس سے نماز فاسد ہوتی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۱/ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ

صح الجواب۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۱۶

حسنین کریمین کا نام خطبہ میں لینا مستحب ہے، اس کی مخالفت کھلی بدمذہبی ہے! حدیث بنص قرآن وحی ہے! حدیث نبوی مخالفتِ قرآن سے مامون ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

ماہ رمضان شریف بہ سلسلہ تراویح ایک مقام پر میرا گزر ہوا جہاں پر میرے لڑکے بھی ملازم ہیں۔اس مسجد کے پیش امام صاحب اپنے کو عالم کہتے ہیں ۶ رجمعہ تک میں نے یہ بات دیکھی کہ خطبہ علمی رکھا ہوا ہے جو مدت دراز سے پورے ہندوستان میں پڑھا جاتا ہے اس خطبہ کو پیش امام صاحب نہیں پڑھتے،اپنی ذاتی لیاقت سے خودساختہ خطبہ پڑھتے ہیں۔مگر سرکار دوعالم تاجدار مدینہ کے نواسوں کا نام جو سردار جنت ہیں،ان کا نام شامل خطبہ نہیں کرتے۔چھ جمعہ تک یہی بات دیکھی بعد جمعہ تخلیہ میں پیش امام صاحب سے کہا کہ آپ سرکار دوعالم کے نواسوں کے نام خطبہ میں نہیں پڑھتے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟ اور خطبہ علمی رکھا اس کو آپ کیوں نہیں پڑھتے جس میں کہ ان کا نام شریک خطبہ ہے۔پیش امام صاحب نے کچھ مخالفت زبان سے کی،میں نے ڈانٹ کر کہا: کیا؟ اس پر پیش امام صاحب نے کہا ارے صاحب ان کو میں بھی مانتا ہوں،میں نے کہا جب رائج شدہ خطبہ علمی رکھا ہے اس کو پڑھا کیجئے،مجھ سے وعدہ کیا کہ میں آئندہ سے پڑھا کروں گا،میں ڈیڑھ ماہ تک وہاں رہا،برابر وعدہ کرتے رہے مگر خطبہ علمی نہیں پڑھا۔اس بات سے صاف ظاہر ہے کہ تاجدار مدینہ کے نواسوں سے دلی کدورت رکھتے ہیں۔اس وجہ سے حسب وعدہ وہ نہیں پڑھتے اور یہاں وہ سالہا سال سے پیش امام ہیں۔اس طرح نواسوں کا نام مدت مذکور سے نہیں پڑھا گیا۔اس اثنا میں حدیث شریف کا تذکرہ کیا۔میں نے کہا کہ میں اسی حدیث کو مانتا ہوں جو قرآن شریف سے مطابقت کرتی ہے،خلاف قرآن کوئی حدیث میرے نزدیک ماننے کے لائق نہیں۔پیش امام صاحب نے کہا کہ یہ بتلائیے کہ قرآن شریف کا کیا ثبوت ہے کہ قرآن اللہ کا بھیجا ہوا ہے؟ میں نے ان کو معقول جواب دیا لیکن وہ طویل بحث کرتے رہے بالآخر میں نے ان سے کہا: بغیر کسی بحث کے میرا یقین اور ایمان ہے کہ قرآن اللہ کا بھیجا ہوا ہے۔براہِ کرم امور متذکرہ بالا کے واقعات پر کافی غور فرماتے ہوئے مطلع فرمایا جاوے کہ اس پیش امام کو جو سرکار دوعالم کے نواسوں اور قرآن کے عقیدے کے خلاف ہو،قابل پیش امام ہیں یا نہیں؟ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور جو لوگ ان کے معتقد ہوں،وہ لوگ کیسے ہیں؟ مجھ کو روحی تکلیف ہے براہ کرم جلد از جلد مطلع فرما کر مشکور فرماویں۔

مستفتی: حاجی معتبر علی،موضع بجلی پور،ڈاکخانہ شمس آباد،ضلع الٰہ آباد

الجواب

حسنین کریمین صلوات اللہ تعالیٰ علیٰ جدہما النبی الکریم وعلیٰ ابویہما کا نام نامی لینا خطبہ میں مستحب ہے اور جملہ دیار وامصار میں صدیوں سے رائج ہے اس کے ترک پر اصرار خالی از علت نہیں اور پھر مخالفت تو کھلی دلیل بدمذہبی کی ہے۔ ایسے کی اقتدا سے شدید احتراز لازم اور اب تک جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں ان کا اعادہ واجب ہے اور آپ نے یہ کہا کہ اسی حدیث کو مانتا ہوں جو قرآن شریف سے مطابقت کرتی ہے خلاف قرآن کوئی حدیث میرے نزدیک ماننے کے لائق نہیں۔ حدیث سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول وفعل اور ان کی تقریر ہے (یعنی کسی کو کچھ کہتے یا کرتے دیکھیں تو منع نہیں فرمائیں، اسے تقریر کہتے ہیں) اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بہ نص قرآن وحی ہے۔

قرآن فرماتا ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝﴾

[سورۃ النجم ۳-۴]

تو حدیث نبوی مخالفت قرآن سے محفوظ ومامون ہے اور یہ جملہ مندرجہ بالا اس کا انکار ہے جس سے توبہ وتجدید ایمان لازم ہے اور شادی شدہ ہوں تو تجدید نکاح بھی کرلیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۳۱۷

دیابنہ کے پیچھے نماز کا حکم! عقائد کفریہ رکھنے والے کے عذاب میں شک کرنے والا بھی کافر ہے! کافر کے پیچھے نماز باطل محض ہے! بدمذہبوں کو امام بنانا کیسا؟ غیر قاری کے پیچھے قاری کی نماز کا حکم!

علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) دیوبندی وہابی امام کے پیچھے سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور اگر نہیں ہوتی ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(۲) جو سنی مسلمان یہ جانتے ہوئے کہ دیوبندی وہابی امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے، پھر بھی پڑھ

لیتے ہیں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) عید کی نماز مسجد بلال میں ایک دیوبندی وہابی امام نے پڑھائی، سنی مسلمانوں کو بعد میں معلوم ہوا کہ امام صاحب دیوبندی وہابی تھے جن لوگوں نے نماز پڑھ لی وہ کیا کریں؟

(۴) نماز تراویح ایک دیوبندی حافظ نے پڑھائی اور سنی مسلمانوں نے پڑھی۔ نماز ہوئی کہ نہیں؟ اور جن لوگوں نے جان بوجھ کر پڑھیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اور جن لوگوں نے انجانے میں پڑھیں وہ کیا کریں؟

(۵) نماز کے وقت مسجد میں عالم دین قاری قرآن حافظ قرآن سبھی موجود ہوں تو امامت کون کرے؟ کس کی امامت افضل ہے؟

(٦) غیر قاری کے پیچھے قاریٔ قرآن کی نماز ہوجاتی ہے کہ نہیں؟

(۷) ایک سنی مسلمان ملک عرب کے ایک شہر میں رہتا ہے، کوئی ایسی مسجد نہیں ہے کہ جس میں سنی امام ہو، اب ایسی صورت میں نماز پنجگانہ اور نماز جمعہ کیسے ادا کرے؟ دیوبندی امام کے پیچھے پڑھے یا نہ پڑھے؟ اور جمعہ کی نماز کیسے پڑھے؟

مستفتی: جمیل احمد قادری/معرفت قاری عبدالجلیل،
حبیبی قادری ریسٹورنٹ، روڈویز بس اسٹیشن، فیض آباد (یوپی)

الجواب

(۱) دیوبندی وہابی عقائد کفریہ رکھتے ہیں اور بایں وجہ وہ کافر بے دین ہیں ایسے کہ علماء حرمین شریفین ومصر وہند وسندھ نے یکزبان ہوکر فرمایا کہ جو دانستہ ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی قطعی کافر ہے۔ دیکھو حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ۔ اور کافر کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ کفایہ میں ہے:

”و الکافر لا صلاۃ له فالاقتداء بمن لا صلاۃ له باطل“

[الکفایة، ج ۱، ص ۳۲٤، کتاب الصلوة، باب الامامة، دار احیاء التراث العربی]

اور دانستہ ایسے کو امام بنانا ایمان کھونا ہے۔ اس لئے کہ یہ کافر کی تعظیم ہے اور کافر کی تعظیم کفر ہے۔
درمختار میں ہے: ”تبجیل الکافر کفر“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[الدر المختار، ج ۹، ص ٥٩٢، باب الاستبراء، دار الکتب العلمیه، بیروت]

(۲) اس پر توبہ وتجدید ایمان وغیرہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جبکہ انہیں خبر نہ تھی تو ان پر الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) نماز نہ ہوئی اور دانستہ پڑھنے والوں پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے اور جو ناواقف تھے ان پر مواخذہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) عالم دین کو مقدم کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) ہو جائے گی بشرطیکہ اس قدر درستگئ قرأت پر قادر ہو جتنی صحت نماز کے لئے ضروری ہے ورنہ نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) بدعقیدوں کو امام نہ بنائیں، نمازیں تنہا پڑھیں یا کوئی سنی صحیح العقیدہ جامع شرائط امامت ملے تو اسے امام بنائیں اور جمعہ کے بجائے ظہر پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۸/ ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ-۳۱۸

ندوہ والوں پر علمائے حرمین نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا! جماعت اسلامی بھی انہی کی طرح مرتد ہے! مرتد کو امام بنانا ہرگز جائز نہیں! جو ضروریات دین میں سے کسی کا منکر ہو، اس کے پیچھے نماز نہیں! کافر پر نماز فرض نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

دیوبندی یا ندوی یا جماعت اسلامی یا صلح کلی یا ایسا سنی جو ہر مسلک کے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھتا ہو یا ہر مسلک کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز سمجھتا ہو، ایک بریلوی مسلک کے ماننے والوں کی نماز مذکورہ بالا مولوی کے پیچھے ہوگی یا نہیں؟ مدلل ومفصل بیان کریں گے۔ فقط والسلام

مستفتی: محمد سلیمان، مدرس مدرسہ اسلامیہ، اورنگ آباد، بہار

الجواب

دیابنہ مرتدین ہیں۔ خدا اور رسول کی صریح توہین لکھ کر چھاپ کر وہ علمائے حرمین شریفین سے اپنے

کفر کا ایسا سرٹفکیٹ لے چکے کہ جو اُن کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ ندوہ والوں پر بھی علمائے حرمین نے ان کے کفریات کے سبب کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔ دیکھئے فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین اور نام نہاد جماعت اسلامی ان دونوں کو مسلمان سمجھتی ہے تو یہ بھی انہیں کی رسی میں گرفتار ہے اور جو نام کا سنی ایسوں کے پیچھے دانستہ نماز پڑھے اور ان کی اقتدا جائز بتائے وہ بھی انہیں میں سے ہے۔ لہٰذا ان میں سے کسی کو امام بنانا ہرگز جائز نہیں۔ اور ان کی اقتداء میں نماز باطل محض ہے کہ سرے سے ہوگی ہی نہیں۔

درمختار میں ہے:

"وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بھا فلا یصح الاقتداء بہ اصلا"

[الدر المختار، ج۲، ص۳۰۰،۳۰۱، باب الامامۃ دار الکتب العلمیہ، بیروت]

کفایہ میں ہے:

"و الکافر لا صلاۃ لہ فالاقتداء بمن لا صلاۃ لہ باطل" واللہ تعالیٰ اعلم

[الکفایۃ، ج ۱، ص ۳۲٤، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، دار احیاء التراث العربی]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۰ رصفر المظفر ۱۳۹۹ھ

صح الجواب۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۱۹

دیوبندی کے پیچھے نماز جائز نہیں! دانستہ انہیں امام بنانا حرام کفر انجام ہے!

سرکار حضور مفتی اعظم ہند قبلہ! السلام علیکم

یہاں ایک دیوبندی حافظ صاحب کو امام بنا دیا ہے۔ لہٰذا اہل سنن حضرات کا کہنا ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟ برائے کرم جواب عطا فرمائیے۔ عین نوازش ہوگی

مستفتی: منو کیراف حبیب اللہ، کینٹ بیکری اسٹیشن روڈ بنیا کینٹ

الجواب

دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کے سبب کافر بیدین ہیں، ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے اور دانستہ انہیں امام بنانا حرام کفرانجام۔ کفایہ میں ہے:

''و الکافر لا صلاۃ له فالاقتداء بمن لا صلاۃ له باطل''

[الكفاية، ج ١، ص ٣٢٤، كتاب الصلوة، باب الامامة، دار احياء التراث العربی]

اور درمختار میں ہے:

''تبجیل الکافر کفر'' واللہ تعالیٰ اعلم

[الدرالمختار، ج ٩، ص ٥٩٢، باب الاستبراء، دارالكتب العلميه، بيروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۷/ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ-۳۲۰

داڑھی کاٹنے کا حکم! فاسق کو امام بنانے والا گنہ گار ہے! کراہت کے ساتھ ادا کی گئی نماز واجب الاعادہ ہے! داڑھی کاٹنے والا تا ظہور صلاح حال امامت سے موقوف رکھا جائے! فاسق کی توبہ کے بعد ظہور صلاح حال ضروری ہے! بدعقیدوں کے پیچھے نماز جائز نہیں! کافر کو دانستہ امام بنانا کفر! عشاؤ فجر میں کتنی قرأت کریں؟ انگریزی بال رکھنے والے کو امام بنانا بہتر نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) شرعی داڑھی کی مقدار کیا ہے؟ اگر کوئی امام شرعی داڑھی نہ رکھتا ہو بلکہ کترواتا ہو تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہوگی یا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ؟ جواب مع حوالۂ کتاب ہونا چاہئے۔

(۲) عشاء کے وقت فرض نماز میں کتنی آیتوں کا پڑھنا مسنون یا مستحب ہے؟ اگر تنخواہ دار امام پندرہ یا سترہ آیتوں سے زیادہ دونوں رکعتوں میں نہ پڑھتا ہو بلکہ علی الدوام اس سے کم پڑھتا ہو تو یہ نماز خلاف سنت ہوگی یا نہیں؟ اسی طرح فجر کی نماز میں دونوں رکعتوں میں کبھی بھی چالیس آیتیں نہ پڑھتا ہو تو اس

نماز کے خلاف سنت ہونے یا نہ ہونے میں کیا شرعی حکم ہے؟ جواب میں طوال مفصل اور اوساط مفصل کے بجائے آیتوں کی تعداد لکھی جائے۔

(۳) اگر کسی امام میں یہ نقص ہو کہ وہ انگریزی بال رکھتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے یا نہیں؟

مستفتی: عبدالحنان، قاضی پور خرد، ضلع گورکھپور، ۲۸ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

الجواب

(۱) داڑھی کی مقدار ایک مشت ہے، اس سے کم کرانا حرام اور اس کی عادت کبیرہ گناہ بدکام بدانجام ہے اور اس کا مرتکب وعادی فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ اور اس کی اقتدا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہے۔ غنیۃ میں ہے:

"لوقدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم"

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سھیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

"کل صلاة ادیت مع کراھة التحریم تجب اعادتھا"

[الدرالمختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطبع دارالکتب العلمیة، بیروت]

اسی میں ہے:

یحرم علیٰ الرجل قطع لحیته"

[الدرالمختار، ج۹، ص۵۸۳، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیرہ، دارالکتب العلمیة، بیروت]

اسی میں ہے: "والسنة فیھا القبضة"

[الدرالمختار، ج۹، ص۵۸۳، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیرہ، دارالکتب العلمیة، بیروت]

نیز اسی میں ہے:

"امـا الأخـذ منهـا وهی دون ذلك كما یفعله بعض المغاربة و مخنثة الرجال فلم یبحه احد و أخذ كلها فعل یهود الهند و مجوس الأعاجم"

[الدرالمختار، ج۳، ص۳۹۸، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، دارالکتب العلمیة، بیروت]

ایسا شخص بعد توبہ تاظہور صلاح حال امامت سے موقوف رکھا جائے گا۔ ہندیہ میں ہے:

"الفاسق اذا تاب لا تقبل شهادته مالم يمض عليه زمان يظهر عليه اثر التوبة والصحيح أن ذلك مفوض الىٰ رأى القاضى"

[الفتاوى الهنديه، ج۳، ص۴۰۲، كتاب الشهادات، باب فيمن لا تقبل شهادته لفسقه، دار الفكر، بيروت]

اس کے بجائے کسی سنی صحیح العقیدہ لائق امامت کو امام کیا جائے۔ کسی وہابی دیوبندی کو ہرگز امام نہ کریں کہ وہ بدتر ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل محض۔ فتح القدیر میں ہے:

ان الصلوٰة خلف اهل الاهواء لاتجوز

[فتح القدير، ج۱، ص ۳۶۰، كتاب الصلوٰة، باب الامامة، بركات رضا گجرات]

اسی میں ہے: "لا تجوز الصلوٰة خلف منكر الشفاعة لانه كافر" ملخصاً

[فتح القدير، ج۱، ص ۳۶۰، كتاب الصلوٰة، باب الامامة، بركات رضا گجرات]

کفایہ میں ہے: "والكافر لا صلاة له فالاقتداء بمن لا صلاة له باطل"

[كفايه ج ۱ ص ۳۲۴ كتاب الصلوة باب الامامة دار احياء التراث العربى]

بلکہ انہیں دانستہ امام کرنا کفر۔ درمختار میں ہے:

"تبجيل الكافر كفر" واللہ تعالیٰ اعلم

[در مختار، ج ۹، ص ۵۹۲، باب الاستبراء، دار الكتب العلميه، بيروت]

(۲) اوساط مفصل کی سورتیں یا ان کی مقدار یہ ہے کہ پندرہ سترہ یا اس سے زائد آیتیں پڑھنا مسنون ہے اور اس سے کم کرنا ضرور خلاف سنت ہے، فجر میں ۴۰؍آیتیں پڑھنا مسنون ہے اور اس سے کم پڑھنا خلاف سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) بہتر نہیں۔ جبکہ حاضرین میں اس سے افضل موجود ہو اور اگر وہی لائق امامت ہو تو امامت وہی کرے گا مگر یہ بُری وضع ہے، اسے چھوڑنا چاہئے اور صلحاء کی وضع اختیار کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

یکم صفر المظفر ۱۳۹۸ھ/ ۱۱؍جنوری ۱۹۷۸ء

مسئلہ-۳۲۱

اگر امام بدعقیدہ ہو تو اقتدا باطل! بدعتیوں کے پیچھے نماز ناجائز، کافر کے پیچھے نماز باطل! امام کی بدعقیدگی کی وجہ سے جماعت میں شریک نہ ہونا الزام نہیں! گمراہ کی اقتدا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ! لائق امامت امام کی اقتداء سے باز رہنا جائز نہیں!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

زید عالم دین ہیں، مدرسہ میں درس بھی دیتے ہیں، راستہ کے پچھم میں جامع مسجد ہے اور پورب میں مدرسہ ہے اور زید اسی مدرسہ کے مدرس ہیں، مدرسہ اور مسجد کا فاصلہ تقریباً پچاس ہاتھ ہوگا۔ اب جبکہ مسجد میں جماعت ہوتی ہے، اس وقت وہ زید عالم مدرسہ میں ہی اپنے طلبہ کو لے کر جماعت شروع کرتا ہے تو کیا یہ زید کا عمل باشرع ہے؟ یعنی اتنے فاصلہ پر مسجد چھوڑ کر ایک ہی وقت میں دوسری جگہ جماعت کرنا صحیح ہے یا غلط؟ فقط والسلام

المستفتی: عبدالخالق

ساکن پرتاپ پور، پوسٹ ملک پور، ضلع بیر بھوم (بنگال)

الجواب

اگر امام مسجد کے اندر کوئی نقص شرعی ہے مثلاً وہ بدعقیدہ ہے اور اس کی بدعقیدگی حد کفر تک پہونچی ہوئی ہے جیسے دیوبندی وغیرہ تو اس کی اقتدا باطل ہے یعنی اس کے پیچھے نماز ہی نہ ہوگی اور دانستہ ایسے کو امام بنانا بہ حکم فقہاء کفر ہے۔ فتح القدیر میں ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

"ان الصلاۃ خلف اھل الاھواء لاتجوز"

[فتح القدیر کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ج۱، ص۳۶۰، مرکز اھل سنت برکات رضا گجرات]

کفایہ میں ہے: "و الکافر لا صلاۃ لہ فالاقتداء بمن لا صلاۃ لہ باطل"

[کفایہ، ج۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ص۳۲۴، دار احیاء التراث العربی]

الدرمختار میں ہے: ''تبجيل الكافر كفر''

[الدر المختار، ج ۹، ص ۵۹۲، باب الاستبراء، دار الکتب العلمیه، بیروت]

زید مذکور اگر امام کی بدعقیدگی کی وجہ سے اس کی اقتدا سے باز رہتا ہے اور اندیشہ فتنہ کی وجہ سے مسجد میں جماعت سے نہیں پڑھ سکتا تو اس پر شرعا الزام نہیں بلکہ ملزم وہ ہیں جو اس بدعقیدہ کو امام بنائے ہوئے ہیں اور اگر بدعقیدگی حد کفر تک نہیں پہونچی کسی بدعقیدہ کے کفریات جان کر وہ اسے مسلمان جانتا ہے اور ایسا آج کل بہت نادر ہے تاہم گمراہ سے کم نہیں اور گمراہ کی اقتداء مکروہ تحریمی بہ کراہت شدیدہ ہے اور نماز اس کے پیچھے واجب الاعادہ ہے۔ یونہی جب کہ علانیہ فسق و فجور کا مرتکب ہو تو بھی یہی حکم ہے کہ اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ غنیّۃ میں ہے:

لوقدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم''

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، ص ۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سهیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے: ''کل صلاة ادیت مع کراھة التحریم تجب اعادتها''

[الدرالمختار، ج ۲، ص ۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطبع دار الکتب العلمیة، بیروت]

لہٰذا زید اگر امام کے فسق یا گمرہی کی بنا پر اس کی اقتدا سے رکتا ہے تو اسے اور سب کو یہی لازم ہے۔ اور اگر امام میں کوئی شرعی نقص نہیں تو زید کو جائز نہیں کہ مسجد کی حاضری بلا عذر شرعی چھوڑے بلکہ اسے لازم ہے کہ مسجد میں آکر جماعت اولیٰ میں شریک ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۳ رصفر المظفر ۱۳۹۹ھ

مسئلہ-۲۲۲

جماعت کی رضا کے بغیر امامت شرعاً مذموم ہے! تین لوگوں کی نمازیں ان کے کانوں سے تجاوز نہیں کرتیں!
جماعت اسلامی کا حامی کم از کم فاسق ضرور ہے! منکر ضروریات دین کافر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید گاؤں آمد پور کی مسجد میں پڑھاتے ہیں تقریباً ۲؍سال سے۔ گاؤں کے لوگ امام نہیں بنائے ہیں بلکہ وہ خود امام بنے ہیں۔ اب وہ امامت کرتے ہیں اور وہ تجارت پیشہ بھی ہیں جب اس تجارت کے سلسلہ میں وہ جاتے ہیں تو چندروز نماز نہیں پڑھاتے جس سبب سے کچھ لوگ ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ایسے امام کے پیچھے نماز جائز نہیں جو امام تجارت کرے اور اسلامی جماعت کے حامی بنے اور کچھ لوگ اس امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ لہٰذا لوگ ان سے خلاف ہیں تو وہ لوگ ان کو ہٹانا چاہتے ہیں لیکن وہ ہٹتے نہیں۔ بایں باعث آپ مفتیان کرام سے التجا ہے کہ ان سوالوں کے جواب ازروئے شرع عنایت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد ننے عرف ریاض الدین
ساکن آمد پور پوسٹ خاص، ضلع بدایوں (یوپی)

الجواب

کسی جماعت کا امام بن جانا بغیر اس جماعت کی رضا کے شرعاً مذموم ہے۔ حدیث میں ہے:

"ثلاثة لا تجاوز صلوتهم اٰذانهم العبد الآبق حتیٰ یرجع وامرأة باتت زوجها علیها ساخط وامام قوم وهم له کارهون"

[مشکوٰة، ص ۱۰۰، باب الامامة، مجلس برکات / ترمذی شریف، کتاب الصلوٰة، باب ماجاء من ام قوما وهم له کارهون، ج۱، ص۴۷، مجلس برکات]

یعنی تین آدمیوں کی نماز ان کے کانوں سے ایک ہاتھ نہیں بلند ہوتی اور ان میں اسے شمار کیا جو کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اسے امامت کے لئے پسند نہ کرتے ہوں۔ اور یہاں جماعت کے تنفر کا سبب موجود کہ وہ بسلسلۂ تجارت غائب بھی رہتا ہے پھر اگر واقعی یہ ثابت ومشہور ہے کہ وہ جماعت اسلامی کا حامی ہے تو ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ سخت فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے اور نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ غنیۃ میں ہے:

"لو قدموا فاسقا یاثمون"

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سهیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

''کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا''

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اور یہ جبکہ محض میل جول تک محدود ہے ورنہ اگر ان کے عقائد کفریہ ملعونہ کی حمایت کرتا ان سے راضی ان کا مبلغ ہے تو خود انہیں کی رسی میں گرفتار ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہی نہیں۔

درمختار میں ہے:

''وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بھا فلا یصح الاقتداء بہ اصلا''

[الدر المختار، ج۲، ص۳۰۰، ۳۰۱، باب الامامۃ دار الکتب العلمیہ، بیروت]

اسلامی جماعت کے عقائد کفریہ کے لئے مودودی کا الٹا مذہب دیکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۵ر رجب المرجب ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح وصواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ- ۳۲۳

فاسق کے یہاں بے عذر شرعی کھانا پینا جائز نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

امام صاحب کا کہنا ہے کہ مجھے تین قسم کے آدمیوں کے یہاں کھانے سے بچائے رکھنا۔ ایک سود خور، دوسرا وہ شخص جس نے طلاق دے کر بغیر تجدید نکاح کے رکھا ہو، تیسرا وہ شخص جو دلالی کرتا ہے۔ اب جنکے یہاں امام صاحب کھانا کھا رہے ہیں، انمیں شرابی بھی ہیں، اسمگلر بھی ہیں (بلیک کرنے والے ہیں) اور کم تولنے والے بھی ہیں۔ زکوٰۃ کم کر کے نکالنے والے بھی ہیں اور زکوٰۃ بالکل نہ دینے والے، ان میں سے کچھ کا امام صاحب کو علم بھی ہے، اس کے باوجود امام صاحب ان کے یہاں کھاتے ہیں۔ اب امام صاحب پر کیا شرعی قانون نافذ ہوتا ہے؟ واضح فرمائیے۔ نوازش ہوگی!

الجواب

شرابی اور اس کے مثل فاسق و فاجر کے یہاں بے ضرورت شرعیہ و بے غرض صحیح شرعی کھانا پینا اُٹھنا بیٹھنا ناجائز ہے۔ قال تعالیٰ:

﴿وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۝﴾

[سورۂ انعام-٦٨]

شیطان اگر تجھ کو بھلادے تو ظالموں کے ساتھ یاد آنے پر نہ بیٹھ۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے:

"الظالمين يعم الكافر والفاسق والمبتدع والقعود مع كلهم ممتنع"

[التفسير الاحمدی، پاره ۷، ص ۲۵۵، مکتبه رحیمیه، دیوبند]

امام مذکور اگر بہ ضرورت شرعیہ یا بہ غرض صحیح شرعی مثلاً اس نیت سے ان کے یہاں کھاتے ہیں کہ میری بدولت ایسے لوگ منکرات سے بچیں گے اور خیرات کی طرف راغب ہوں گے تو ان پر الزام نہیں ورنہ ضرور ملزم ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۳۲۳

بے وجہ شرعی طلاق پر مجبور کرنا سخت ظلم ہے، ایسا کرنے والا فاسق نالائق امامت ہے! قربانی کے گوشت پر فاتحہ دینا جائز و مستحسن ہے منع کرنے والے پر توبہ لازم ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید امامت کرتا ہے اور اپنی ہمشیرہ کی طلاق اپنے بہنوئی سے زبردستی لے لی ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ براہِ کرم جواب قرآن وحدیث کے ذریعہ مطلع فرمائیں۔ جوابی لفافہ حاضر خدمت ہے۔

(۲) زید کہتا ہے کہ قربانی کے گوشت پر فاتحہ دینا ناجائز ہے۔ براہ کرم جائز ہے یا ناجائز؟ خلاصہ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: قادر بخش، بلاسپور

الجواب

(۱) بے وجہ شرعی اگر امام مذکور نے اپنے بہنوئی کو طلاق پر مجبور کیا تو سخت ظالم جفا کار مستحق غضب جبار و عذاب نار ہے۔اس پر توبہ لازم ہے۔بے توبہ اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔غنیۃ میں ہے:

''لو قدموا فاسقا یأثمون''

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سہیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

''کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا''

[الدرالمختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اور اگر وجہ شرعی کی بنا پر جبر کیا تو اس پر الزام نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) قربانی کے گوشت پر فاتحہ دینا جائز و مستحسن ہے ہرگز ممنوع نہیں،منع کرنے والے پر توبہ لازم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۳۲۴

بے عذر شرعی امام کو ہٹانا جائز نہیں!عرف کے مطابق کمیٹی والوں کو بورڈ پر حساب لکھنا جائز!بعد نماز درس دینا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسائل میں؟شرعی جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(۱) کسی مسجد میں نماز پڑھانے کے لئے پیش امام کا تقرر کرنا یا انہیں علیحدہ کرنا خواہ وہ کتنی ہی مدت سے یہ فرائض انجام دیتے ہوں متولیان (ٹرسٹیاں) مسجد کو اختیار ہے یا نہیں جب کہ وہ پیش امام تنخواہ دار ہے۔

(۲) مسجد کے بورڈ پر دینی مضامین کی تحریر کا حق متولیان (ٹرسٹیان) کو ہے یا امام کو؟ واضح ہو کہ متولیان دینی باتوں کا علم رکھتے ہیں۔

(۳) ایک فرد نے مسجد کی تعمیر کی اور تقریباً ایک سال قبل تحریری طور پر مسجد کے پنچوں (ٹرسٹیوں) کے

حوالہ کردی۔ اب کسی کو یہ اختیار ہے کہ ان میں سے کچھ متولیان (ٹرسٹیان) کو کم کر دیا جائے؟ جبکہ متولیان صوم وصلوٰۃ کے پابند اور غیر اخلاقی فعل سے دور ہیں۔

(۴) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر چلنے والے مسلمان سنی مسلمان ہیں یا نہیں؟

(۵) بعد نماز مسجد سے صحن میں درس حدیث اجتماعی طور پر دینا درست ہے یا نہیں؟ فقط والسلام

المستفتی: محمد عمر حاجی

۱۳۲۲/۱ اسلام پورہ، مالیگاؤں، ضلع ناسک

الجواب

(۱) نہیں جبکہ عزل کی کوئی وجہ شرعی نہ ہو۔ درمختار میں ہے:

"لایصح عزل صاحب وظیفة بلا جنحة"

[الدرالمختار، ج٦، ص ٥٨١، کتاب الوقف، دار الکتب العلمیة، بیروت]

وجہ شرعی سے معزول کرنا جائز بلکہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس جگہ کا عرف یہی ہے کہ متولی مسجد میں بورڈ پر دینی باتیں لکھتے ہیں تو وہ حق انہی کا ہے لأن المعروف کالمشروط، کذا فی الدرالمختار (ردالمحتار، ج۴، ص۲۷۲، دارالکتب العلمیۃ، بیروت) دوسرے کو ان کی بغیر اجازت اس میں سبقت خلاف اولیٰ ہے مگر یہ امر دریافت طلب ہے کہ متولیان امام کے اس امر میں مزاحم کیوں ہیں؟ اگر اس کا سبب اختلاف عقیدہ ہے تو تفصیل لکھ کر معلوم کریں۔

(۳) بے وجہ شرعی کم کرنے کا اختیار نہیں۔ جو لوگ کم کرنا چاہتے ہیں وہ وجہ شرعی بیان کریں جس کی بنا پر وہ کمی چاہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جبکہ عقائد صحیحہ اہل سنت و جماعت رکھتا ہو اور دیوبندی اور تبلیغی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) درست جبکہ سنی صحیح العقیدہ صحیح طور پر تعلیم دیں۔ تبلیغی جماعت کی نام نہاد تعلیم جس کا مقصد اضلال مسلمین اور نئی قوم پیدا کرنا ہے جیسا کہ الیاس بانی تبلیغی جماعت کے ملفوظات میں ہے اور دینی دعوت سے ظاہر ہے، حدیث کی تعلیم نہیں، اس سے احتراز لازم بلکہ انہیں اپنی مسجد سے دور رکھنا فرض۔

درمختار میں ہے: "ویمنع منه و کذا کل مؤذ ولو بلسانه" واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۲، ص۴۳۵، ۴۳۶، باب ما یفسد الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت]

یہی حکم مودودی جماعت اور غیر مقلدین اور دیو بندیوں اور جملہ بدمذہبوں کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۹ر جمادی الاخریٰ ۱۴۰۴ھ

الاجوبة كلها صحيحة۔ معزول کرنے کے اسباب تحریر کر کے معلوم کریں بورڈ پر بعض جگہ نصیحت آمیز باتیں لکھی جاتی ہیں وہاں امام ہی کو حق ہوگا وجہ نزاع بتا کر معلوم کریں۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۲۵

جس کی بیوی بے پردہ پھرے اور وہ منع نہ کرے، دیوث ہے! جس نے شہرت کا لبادہ اوڑھا اللہ اسے ذلت کا لباس پہنائے گا! اللہ نے دیوث اور دیوثہ پر لعنت فرمائی! دیوث کو امام بنانا گناہ ہے! فاسق کی شہادت بعد توبہ ظہور صلاح تک موقوف ہوگی!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک مولوی ہیں مگر انہوں نے اپنے کو عالم دین مشہور کر رکھا ہے اپنے قلم سے اشتہار وغیرہ میں اپنے کو حضرت مولانا لکھ کر یا اشتہار میں چھپوا کر عوام میں شہرت حاصل ہونے کو بہت پسند کرتے ہیں تا کہ لوگوں کی نظروں میں زیادہ عزت ووقار ہو جائے۔

(۲) دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ یہی مولوی ہیں کہ ان کی بیوی ایک سرکاری اسکول میں پڑھاتی ہیں اور بالکل بے پردہ اور بے حجاب رہتی ہیں۔ لہٰذا ان دونوں مسئلوں کو قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے مستفیض فرمائیے گا۔ آیا ایسے مولوی کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے کہ نہیں؟ فقط۔ والسلام۔ جواب کے لئے لفافہ ارسال خدمت ہے۔

المستفتی: صابر علی جنرل مرچنٹ، چھپرا، مئو

الجواب

اگر واقعی محض شہرت اور ناموری کی خاطر اپنی تعریف لکھتا چھاپتا ہے اور جس کی بیوی بے پردہ پھرتی ہے اور وہ حتی الامکان منع نہیں کرتا، اس کی بے پردگی سے راضی ہے، سخت فاسق و دیوث ہے۔ حدیث میں ایسے کے لئے وعید آئی ہے کہ: ''من لبس ثوب شهرة ألبسه الله ثوب ذل اومذلة''

[المقاصد الحسنة، حرف الميم، ص ٤٨٩، بركات رضا گجرات]

جو شہرت کا جامہ اوڑھے گا اللہ اس کو ذلت کا جامہ اوڑھائے۔ اور دیوث کے بارے میں فرمایا گیا:

''لعن الله الديوث والديوثة''

اللہ تعالیٰ نے دیوث مرد و عورت پر لعنت فرمائی۔ ایسے کو امام بنانا گناہ ہے۔ غنیّہ میں ہے:

''لوقدموا فاسقا یاثمون''

[غنية المستملى شرح منية المصلى، ص ٥١٣، فصل فى الامامة، مطبع سهيل اكيڈمى]

اور اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے

درمختار میں ہے:

''كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها''

[الدر المختار، ج٢، ص١٤٧، ١٤٨، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطبع دار الكتب العلمية، بيروت]

یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک توبہ کے بعد صلاح حال ظاہر نہ ہو جائے۔ عالمگیری میں ہے:

''الفاسق اذا تاب لا تقبل شهادته مالم يمض عليه زمان يظهر عليه اثر التوبة-الخ'' واللہ تعالیٰ اعلم

[الفتاوىٰ الهنديه، ج٣، ص٤٠٢، كتاب الشهادات، باب فيمن لا تقبل شهادته لفسقه، دار الفكر، بيروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۲۶

مسجد کی اشیا کو خانگی ضرورت میں استعمال کرنا نیز حساب میں خرد برد کرنا مانع ازامامت ہے! خائن، فریبی اور جھوٹے کی امامت کیسی؟ سلام اتنی آواز میں پڑھیں کہ نمازیوں کو تشویش نہ ہو! چندہ کی رقم چندہ دہندگان کی اجازت سے دوسرے مصرف میں خرچ کی جاسکتی ہے! طاعات پر اجارہ جائز نہیں! اذان اور تراویح کی اجرت لینا کیسا؟ مسجد کا پیسہ سود پر دینے والا لائق امامت نہیں!

دیوبندی سے امامت کرانے والا لائق امامت نہیں!

کسی مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) جو امام تعمیر مسجد کے لیے سامان مسجد کے نام سے خریدے اور اس کا استعمال خانگی مکان میں ہو اور بروقت حساب ہزاروں قسم کے حیلے تلاشے اور جھوٹ کو سچ بنانے کی کوشش کرے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۲) جو امام تعمیر مسجد اور دُکانات کے حسابات کو بوجہ اپنی تاریکی اعمال حساب کی کاپی ضائع کر دے اور بروقت فہمید گی حساب موٹے موٹے فریبی آنسوں اور قسموں کے ذریعہ یقین دہانی کرائے مگر اصرار اور سختی پر فرضی حساب لکھ لکھا کر کے سبکدوشی چاہے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۳) خائن مصدق، فریبی اور جھوٹے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۴) جو امام اپنی امامت کے لیے غلط پروپیگنڈہ کرے اور کرائے اور اپنے کثیر اقرباء کے دباؤ اور اثر سے امامت قائم رکھنا چاہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۵) مصدق خائن امام سے مقتدی خلفشار سے بچنے کے لیے باوجود کراہت کے نماز جماعت مذکور امام کے پیچھے پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

(۶) چونکہ رمضان کی فجر کی نماز اندھیرے میں ہوتی ہے اور بعد نماز فوراً سلسلۂ سلام شروع ہو جاتا ہے بذریعۂ لاؤڈ اسپیکر جس سے بڑا شور وشغف ہوتا ہے اور جن لوگوں کی فجر کی نماز دوری مکان یا کسی وجہ

سے جماعت نہیں ملتی وہ لوگ بعد میں فرداً فرداً یا جماعت ثانی کے ذریعہ اپنی فرض ادائے گی کرتے ہیں تو سلام کی وجہ سے نماز میں خلل واقع ہوتا ہے ایسے موقع پر انتشار سے کیسے بچا جائے اور ادائیگی فریضہ کس طرح کرنا چاہیے؟

(۷) مسجد کا کنواں خراب ہوجانے کی وجہ سے ذریعہ گولک چندہ فراہمی کی اسکیم ہے تاکہ مصلیان مسجد کو پانی وضو کے لیے بذریعہ نل حدود مسجد ہی نہیں مسجد میں مل جائے مگر اس تحویل چندہ سے محراب سنانے والے باہری حافظ کے خورد ونوش کا انتظام ہوتا ہے اس بارے میں صحیح مسئلہ سے مطلع فرمایئے۔

(۸) جو حافظ تراویح پڑھانے کے لیے اپنا نذرانہ قبل رمضان ایک موٹی رقم طے کرکے سکۂ رائج الوقت کے بدلے کلام اللہ سنائے ایسے حافظ کے پیچھے تراویح اور نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۹) جو امام تحویل مسجد سے بغیر کمیٹی مسجد کے منشاء کے میعادی سودی رقم پر پیسہ لوگوں کو دے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۱۰) جو امام عوام پر فی سبیل اللہ کا ڈھونگ رچ کر در پردہ تحویل مسجد سے فائدہ اٹھائے اور پابندیٔ اوقات صلوٰۃ نہ کرے اور اپنے ذاتی فائدے کے لیے امامت سے چپکا ہے اور عوام کے اصرار پر ڈیڑھ سو روپئے ماہوار مشاہرہ مقرر کرنے پر بھی پابندیٔ وقت نہ کرے اور فی سبیل اللہ کا ڈھونگ رچانے کے لیے مشاہرہ بھی قبول نہ کرے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۱۱) امام مسجد نے اپنا اقتدار اور اپنی امامت برقرار رکھنے کے لیے مقتدیوں سے فریب کرکے دو سال دیوبندی خیال کے حافظ کے ذریعہ تراویح پڑھوائی مقتدیان مسجد نے تحقیق کی اور اپنی پوری تسلی اور تشفی کے بعد حافظ مذکور کے پیچھے نماز پنج گانہ کی ادائیگی سے گریز کیا۔ امسال اسی خیال کے قاری حافظ عالم کو غلط پروپیگنڈا کے ذریعہ عوام کے جذبات کو مجروح کرکے مسترد کردیا۔ مجبوراً مستدعی نے عالم مذکور کو قبل رمضان مسلمانوں میں خلفشار پڑنے کی وجہ سے عالم مذکور کو واپس کردیا۔ یہ عمل عند اللہ دونوں مخالف یا معانق کیسا ہے اور امام صاحب سابق کا حافظ دیوبندی سے چونکہ ساز باز ہے اس لیے وقتاً فوقتاً باوجود کراہت مصلیان مسجد نماز پنج گانہ میں سے کبھی کبھی پڑھواتے رہتے ہیں اس سے امام صاحب کے اس عمل سے اندازہ ہوتا ہے کہ بریلوی اور وہابی کا فتنہ صرف ان کے نفس کا ہے اور جب جب ان کو فائدہ دکھائی دیا عمل ہوا۔

المستفتی: چودھری فضل احمد فروٹ چینٹ تراہا، گرسہائے گنج فتح گڑھ

الجواب

(۱،۲،۳،۴) ثبوت شرعی سے اگر اس کی خیانت اور حساب کی کاپی گم کرنا اور فرضی حساب پیش کرنا اور اپنی غلط تعریف کرنا ثابت ہو جیسا کہ گزرا تو لائق امامت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) خوف فتنہ کی صورت میں اس کی اقتدا جائز ہے۔ بعد میں اعادۂ نماز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) ایسی صورت میں سلام اتنی آواز سے پڑھے کہ نمازیوں کو تشویش نہ ہو یا اتنا انتظار کرلے کہ نماز ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) چندہ دہندگان کی اجازت سے خورد و نوش حافظ کا انتظام جائز ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) ہمارے ائمۂ کرام حنفیہ قدست اسرارہم کے نزدیک طاعات پر اجارہ جائز نہیں۔ قال تعالیٰ:

”ولا تشتروا بآیات الله ثمناً قلیلاً“ [سورۃ التوبہ -۴۱]

اللہ کی آیتوں کے بدلے دنیا کا تھوڑا نہ خریدو۔

حدیث میں ہے:

”وان اتخذت مؤذناً فلا یأخذ علیه اجراً“

[الدرایة فی تخریج احادیث الهدایة علی الهدایة، کتاب الصلوة باب الاجارة الفاسدة، ج ۱، ص ۲۸۸، مجلس برکات]

لہٰذا تراویح اجرت پر پڑھنا جائز نہیں۔ یہاں تک کہ جہاں کا عرف معلوم ہے کہ تراویح پڑھانے والے کو کچھ دیتے ہیں وہاں سے وہ رقم لینا بھی جائز نہیں کہ المعروف کالمشروط۔ ہاں اگر یہ کہہ دے کہ کچھ نہ لونگا اور وہ کہیں کہ کچھ نہ دیں گے پھر بھی کچھ دیدیں بطور صلہ یا وقت کی اجرت کہ اس وقت میں جو کام چاہو لے لو وہ رقم پیشگی برضائے فریقین لے لی تو اس پر الزام نہیں۔ اور اگر یہ نذرانہ تراویح ہی کا طے پایا تو گناہ گار اور نا قابل امامت ہے جب تک توبہ نہ کرلے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹،۱۰) امام پر اگر ثبوت شرعی سے یہ جرائم ثابت ہوں تو امامت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۱) فی الواقع اگر امام مذکور نے دیوبندی حافظ سے (بر تقدیر صدق سوال) تراویح پڑھائی سخت ملزم ہے۔ اس پر اور جنہوں نے ایسے حافظ کی اقتدا کی (بہ رضا و رغبت بے خوف فتنہ) سب پر توبہ وتجدید

ایمان لازم ہے جبکہ اسے دیوبندی جانتے ہوں کہ دیوبندی بفتوائے علمائے حرمین طیبین ایسا کافر مرتد ہے جو اس کے کفر و عذاب میں اس کے عقائد کفریہ پر شرعی یقینی اطلاع پا کر شک کرے خود کافر ہے۔ دیکھو حسام الحرمین۔ اور اگر بہ ہوائے نفس کسی سنی صحیح العقیدہ کو وہابی دیوبندی بتلایا تو خود اس کہ کہنے کا وبال اس پر ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"ایما امرئ قال لاخیه یا کافر فقد باء بها احدهما ان کان کما قال والا رجعت علیه"

[الصحیح لمسلم کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من قال لاخیه المسلم یا کافر، ج ۱ ص ۵۷، مجلس برکات رضا گجرات]

جو اپنے بھائی کو کافر کہے تو ان میں کا ایک ضرور کافر ہے اگر وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا تو وہ ورنہ کہنے والے پر کفر لوٹا اس صورت میں بھی اسے توبہ و تجدید ایمان کا حکم ہے اور جن مقتدیوں نے اس کی خبر کا یقین کر کے ایسے کی اقتدا کی جسے اس نے رکھا ان پر بھی توبہ لازم ہے جنہوں نے بعد تحقیق وہابی کو نکالا ان کا عمل صحیح اور عند اللہ مستوجب اجر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۹ر شوال المکرم ۱۳۹۵ھ

لقد اصاب من اجاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۳۲۷

مسائل نماز و طہارت سے ناواقف اور حروف میں تمیز نہ کرنے والا لائق امامت نہیں! اللہ اس کی نماز قبول نہیں کرتا جو امامت کرے اور قوم نہ چاہے! امام مقدم پر کسی کو حق تقدم نہیں! مقتدی کے خیال میں امام کی نماز صحیح نہیں تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں، جن کا جواب تفصیل سے عطا

فرما کر حکم شرع سے مطلع فرمائیں۔

(۱) ایسا شخص جو نماز و طہارت کے احکام سے ناواقف ہو۔اور قرآن صحیح نہ پڑھتا ہو یعنی حروف مخارج سے ادا نہ کر پاتا ہو علم تجوید سے ناواقف اور جامع شرائط امامت نہ ہو جوث، س، ص، ج، ز، ظ، ض، ت، ط اور یہاں تک کہ س، ش، ق، ک، و، ب (جیسے ابابیل کو اوا ویل پڑھتا ہو) کی تفریق نہ کر پاتا ہو مستحق امامت ہے یا نہیں؟

(۲) جامع شرائط امام کے ہوتے ہوئے کیا ایسے شخص کو جسکا ذکر سوال ا میں کیا گیا امام بنانا یا خود امام رہنا اور ایسے امام کے لیے کوشش کرنا یا جو لوگ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے مجبور کریں ان کا یہ فعل شریعت مطہرہ کے نزدیک درست ہے یا نہیں؟

(۳) بہ وجہ عذر شرعی جس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے میں قوم کے لوگ کراہیت کرتے ہوں اور نمازیوں کی تعداد روز بروز کم ہوتی ہو نماز درست ہے؟ اور اس کو قوم کے آگے امامت کے لیے کھڑا ہونا صحیح ہے؟

(۴) قاری مسجد میں موجود ہے اور جامع شرائط امامت بھی ہے اور ایک شخص جو قرآن ناظرہ خواں ہے اور جسکی تعریف سوال نمبر ا و۳ میں درج ہے نماز پڑھائے درست ہے یا نہیں اور قاری اس (امی) کے پیچھے مقتدی ہو تو قاری اور اس امام کی نماز ہوگی یا نہیں؟

(۵) امام کی نماز مقتدی کی نظر (خیال) میں صحیح نہ ہو تو امام اور مقتدی کی نماز ہوگی یا نہیں؟ یہ کہ مقتدی امام سے علم میں مسائل نماز و طہارت قرآن زیادہ پڑھا ہونے میں علم تجوید میں خوبصورتی میں خوش اخلاقی میں حسب میں نسب میں اگر اس امام سے مقدم ہے تو کسے امام بنایا جائے۔جواب مرحمت فرما کر شرع شریف کے احکام سے آگاہ کریں۔

المستفتی: خادم العلماء فیاض الرحمٰن خاں رضوی مصطفوی

ساکن موضع امریا سید پور ڈاکخانہ پی۔اے۔سی۔تحصیل وضلع بریلی شریف

الجواب

(۱) اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی لہٰذا اسے ہرگز امام نہ بنایا جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نادرست۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جبکہ وہ صحیح خواں نہیں تو نماز درست نہیں اور اس کا امامت کو کھڑا ہونا گناہ ہے حدیث میں ہے:

''لا یقبل الله منهم صلاة من تقدم قوما وهم له كارهون ''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[سنن ابی داؤد، ج۱، کتاب الصلوة، باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون، ص ۸۸، مطبع اصح المطابع]

(۴) امام مقرر اگر لائق امامت ہے تو وہ مطلقاً اولیٰ ہے اس کے اوپر کسی کو حق تقدم نہیں ہاں امام مقرر کو چاہیئے کہ افضل کو مقدم کرے ورنہ دوسرا امامت کیلئے آپ ہی معین۔ درمختار میں ہے:

''امام المسجد الراتب اولیٰ بالامامة من غیرہ مطلقا'' واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۲، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، ص ۲۹۷، دار الکتب العلمية، بيروت]

(۵) مقتدی کی نماز نہ ہوگی اور اگر نفس الامر مقتدی کے خیال کے مطابق ہو تو امام کی بھی نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۱رذیقعدہ ۱۴۰۰ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۳۲۸

نسبندی کرانا حرام ہے لیکن اس کا مرتکب بعد توبہ لائق امامت ہے! دائیں بائیں صف میں کمی بیشی نماز میں مخل نہیں! نماز تہجد کس نیت سے پڑھیں! باجے اور ان کی اجرت کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زاہد اگست ۱۹۷۶ء میں اس لئے آپریشن نس بندی کرایا کہ اس کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں اور بیوی بھی روگی ہو چکی تھی کھانا پینا ملنا دشوار تھا زاہد نماز وروزے کا پابند شخص ہے مسجد کے اور دین کے کاموں میں اسے بہت دلچسپی ہے جس کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ جماعت کی نماز میں بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہو کر نماز پڑھیں ورنہ دوسروں کی نماز میں خلل پیدا ہوگی اور کہتے ہیں کہ نماز نہیں پڑھا سکتے

نماز جنازہ میلاد شریف فاتحہ یا نکاح وغیرہ پڑھانے سے لوگ کراہت کرتے ہیں۔

(۲) باجا لاؤڈ اسپیکر یا ریکارڈر ریڈیو وغیرہ بجا کر ذریعۂ معاش بنایا جاسکتا ہے اور جہیز میں ویڈیو باجا دیا جاسکتا ہے کہ نہیں؟

(۳) جامع مسجد میں ممبر کے دائیں طرف زیادہ جگہ ہے اور بائیں جانب کم ہے جس سے ممبر بیچ میں نہیں پڑ رہا ہے مسجد کی ایسے ہی بناوٹ ہے کیا نماز میں خلل ہے؟

(۴) نماز تہجد سنت یا نفل کی نیت سے پڑھی جائے؟

مندرجہ بالا مسائل کا حل حنفیہ رو سے قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح طور پر جواب دیں۔

المستفتی: علی رضا ساکن رامپور، ڈاکخانہ رامپور، ضلع غازی پور یوپی

الجواب

(۱) نسبندی کرانا حرام بدکام بدانجام ہے وہ شخص گناہ گار ہوا توبہ کرے بعد توبہ اگر لائق امامت ہوا امامت کرسکتا ہے اور اس کے صف میں کھڑے ہونے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ یہ خیال کہ نماز میں خلل ہوتا ہے، ناجائز وحرام ہے جس سے توبہ لازم ہے اور اس سے کراہیت بھی بیجا ہے اس سے بھی باز آنا ضروری ہے۔ نسبندی کا پوسٹر ہمراہ فتویٰ روانہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نہیں کہ باجے حرام ہیں اور ان کی اجرت باطل ونامشروع ہے اور ریڈیو ایسے کو دینا منع جس کے بابت یہ معلوم ہو کہ گانے سنے گا گناہ پر اعانت ہے۔ قال تعالیٰ: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [سورۂ مائدہ-۲]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) دونوں نیتیں جائز ہیں جس نیت سے پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

شب جمعہ، ۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۳۲۹

مجتمع شرائط وماذون اولیٰ بالامامت ہے! حاضرین میں اگر کوئی افضل ہوتو اسے امامت کے لئے بڑھانا جائز ہے! جمعہ وعیدین کے لئے امام کا سلطان یا ماذون یا ماذون الماذون ہونا شرط ہے! جہاں سلطان نہیں وہاں قائم سلطان کون؟ لائق امامت جمعہ وعیدین جماعت میں ہو تو نماز ہوگئی گرچہ امام ماذون نہ ہو!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

زید ایک گاؤں میں فرائض امامت اور معلم کے فرائض انجام دیتا ہے، یہاں قرب وجوار کے لوگ نماز جمعہ اور پنج وقتہ نماز اور عیدین کی نماز زید کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ عمرو کے گاؤں کے کچھ لوگوں نے خواہشات نفسانی کو لیکر الزام لگایا کہ ہم لوگ نماز عیدین زید کے پیچھے نہیں پڑھیں گے حالانکہ عمرو کے گاؤں کا امام نماز جمعہ اور پنج وقتہ اتفاقاً یہاں آنا جب ہوا زید کے پیچھے پڑھتے ہیں اور زبانی اپنے گاؤں والوں کو ثبوت بھی دے چکے ہیں تاہم قرب وجوار کا اتحاد واتفاق برقرار رکھتے ہوئے کچھ شرائط مان لی گئیں لہٰذا دو اکابر علمائے کرام (بحثیت ممتحن) علاوہ ازیں ایک فرد فارغ التحصیل درس نظامیہ (الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ یوپی اور درس عالیہ الہٰ آباد بورڈ یوپی اور دو مخصوص افراد جو شرع کے مسائل حنفیہ کثیر جاننے والے ہیں رکھا گیا، (بحثیت غیر ممتحن) زید مذکور سے سورۂ فاتحہ قرأۃ الحسن) میں پڑھوایا گیا سورہ ختم کے بعد اکابر علمائے کرام اہل سنت والجماعت کے کلام کے قرائن سے معلوم ہوا ہے کہ درست ہے مگر ایک عالم یہاں سے جا کر عمرو کے گاؤں میں کہہ دیا کہ زید نے ایک آیت بھی صحیح نہیں پڑھی اگر واقعۃً ایسی بات تھی تو از روئے شرع نشان دہی کرنی چاہیئے تھی تا کہ اس کو دور کیا جاسکے لہٰذا ایسے علمائے کرام کے اوپر شریعت کیا حکم لگاتی ہے؟ بالتفصیل عنایت فرمائیں۔ لہٰذا جواب از روئے شرع نص قطعی حدیث، فقہ کی روشنی میں علیحدہ علیحدہ مفصل ارشاد فرمائیں کہ آیا زید وغیرہ اور عمرو وغیرہ کے اوپر شریعت کیا حکم لگاتی ہے ارشاد فرمائیں۔ عین نوازش وکرم ہوگا، ناچیز مشکور رہے گا۔

نوٹ:۔ آیا امامت کا حق کس کو ہے زید وغیرہ کی نماز عید ہوئی کہ نہیں؟ اور ایسے علماء کے اوپر شریعت کیا

چارج لگاتی ہے، مؤدبانہ گذارش ہیکہ جواب جلد از جلد عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد یعقوب مصباحی رضوی
کھرسرا، ضلع بلیا، (یوپی)

الجواب

مجتمع شرائط امامت اور ماذون ہو وہ مستحق ہے اور وہ دوسرے سے اولیٰ ہے اگرچہ دوسرا اس سے افضل ہو، درمختار میں ہے:

"صاحب البیت وامام المسجد الراتب اولیٰ بالامامة من غیره مطلقا"

[الدر المختار ج۲، کتاب الصلوٰۃ / باب الامامة، ص ۲۹۷، دار الکتب العلمیة بیروت]

ہاں اسے چاہیے کہ اگر اس سے افضل موجود ہو تو اسے مقدم کرے ردالمحتار میں ہے:

"(مطلقا) ای وان کان غیره من الحاضرین من هو اعلم واقرأ منه، وفی التتارخانیة: جماعة اضیاف فی دار یرید أن یتقدم أحد هم ینبغی ان یتقدّم المالك، فان قدّم واحد منهم لعلمه و کبره فهو افضل ان تقدّم احدهم جاز لان الظاهر أن المالك یأذن لضیفه اکراما له–اھ"

[ردالمحتار ج۲، کتاب الصلوٰۃ / باب الامامة، ص ۲۹۷، دار الکتب العلمیة بیروت]

پھر عیدین و جمعہ میں یہ بھی ملحوظ رکھنا لازم ہے کہ امام جمعہ وعیدین کی امامت کا ماذون ہو کہ ان نمازوں کے لئے شرط یہ ہے کہ سلطان اسلام یا اسکا ماذون الماذون ہو ورنہ نماز نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے:

"والثانی السلطان ولو متغلبا او امرأة فیجوز امرها باقامتها اومأمورة باقامتها ۔ملخصا"

[الدر المختار ج ۳، کتاب الصلوٰۃ / باب الجمعة ص ۸، دار الکتب العلمیة بیروت]

اور جہاں سلطان نہیں وہاں اس جگہ کا سنی صحیح العقیدہ اعلم علماء مرجع فتویٰ قائم مقام سلطان ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے:

"اذا خلی الزمان من سلطان ذی کفایة فالامور مؤکلة الی العلماء ویلزم الامة

الرجوع الیهم ویصیرون ولاۃ"

[الحدیقة الندیة شرح الطریقة المحمدیة، النوع الثالث من انواع العلوم الثلثة، ج۱، ص۳۵۱، مطبع نوریه رضویه فیصل آباد]

لہٰذا وہ شخص جس نے نماز عید پڑھائی اگر ماذون تھا تو اس کی اقتداء میں نماز عید ہوگئی اور اگر وہ ماذون نہ تھا تو اسکی اقتداء میں نماز عید درست نہ ہوئی بشرطیکہ اس کی اقتدا نہ کی ہو جسے اقامت عیدین کا حق ہے اور اگر اس کے پیچھے ایسا شخص موجود تھا جسے عیدین کی اقامت کا حق ہے تو ہوگئی کہ دلالۃ اذن موجود ہوا۔ درمختار میں ہے:

"وفی السراجیة لو صلی احد بغیر اذن الخطیب لایجوز الا اذا اقتدی به من له ولایة الجمعة"

[الدر المختار ج۳، کتاب الصلوۃ ،باب الجمعة، ص۱۲، دار الکتب العلمیة بیروت]

ردالمحتار میں ہے: "قوله الا اذا اقتدی به من له ولایة الجمعة شمل الخطیب المأذون وذلك لان الاقتداء به اذن دلالة" واللہ تعالیٰ اعلم

[ردالمحتار، ج۳، کتاب الصلوۃ باب الجمعة ،مطلب فی جواز استنابة الخطیب، ص۱۲، دار الکتب العلمیة بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۵؍محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

مسئلہ- ۳۳۰

دیابنہ سے میل جول رکھنے والے پر توبہ لازم، بے توبہ لائق امامت نہیں! فاسق کو امام بنانے والے گنہ گار ہیں! مکروہ تحریمی نماز کا اعادہ واجب ہے! پھلواری شریف کی حقیقت حال اور ان کا حکم! کافر کی تعظیم کفر ہے! دیابنہ کا ذبیحہ مردار ہے! دیوبندی کا نکاح پڑھانے والا سخت فاسق نالائق امامت ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل میں کہ:

(۱)　ہمارے محلّہ کا مولوی جو کہ اپنے کو سنی کہتا ہے اور فاتحہ نیاز کا بھی قائل ہے اور پھلواری شریف پٹنہ

بہار سے مرید ہے۔ یہ مولوی اپنی لڑکی کی شادی دیوبندی کے یہاں کیا ہے۔ اور ان کے یہاں کا ذبیحہ بھی کھاتا ہے اور یہ جانتا بھی ہے کہ دیوبندی ہے۔ اب یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ہم سنیوں کی ان کے پیچھے نماز ہوگی یا نہ ہوگی اور ہم ان کو کافر یا مسلمان کہیں گے شرعی مسئلہ سے آگاہ کریں۔

(۲) پھلواری شریف کا پیر صاحب جو کہ سنی جماعت کہلاتے ہیں اور وہ پیر صاحب دیوبندی کے جنازے کی نماز پڑھائے۔ ایسے پیر سے سنی بیعت ہوسکتا ہے کہ نہیں اور ان کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

(۳) ہمارے محلے کے ایک مولوی کا کہنا ہے کہ دیوبندی کو کافر نہ کہنا چاہیے (حالانکہ یہ مولوی سنی ہے) صرف اس کو ہم گنہگار کہیں گے۔ کیا ایسے مولویوں کے پیچھے نماز ہوگی یا نہ ہوگی؟

(۴) کوئی سنی امام جان بوجھ کر دیوبندی کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا گوشت کھاتا ہے ایسے امام کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۵) ایک سنی قاضی دیوبندی کا نکاح پڑھاتا ہے کیا اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں ہوگی؟

جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: امتیاز احمد رضوی قادری
کنوریہ عمر پور بھاگلپور (بہار)

الجواب

(۱) شخص مذکور سخت گنہگار مستحق عذاب نار مستوجب غضب جبار ہے اس پر دیوبندیوں کے میل جول انکے یہاں شادی بیاہ ان کا ذبیحہ کھانے سے توبہ لازم ہے جب تک اپنے افعال قبیحہ سے توبہ صحیحہ نہ کرلے ایک مدت تک اس کا صلاح حال ظاہر نہ ہو اسے امام بنانا جائز نہیں کہ وہ فاسق معلن ہے۔ اور فاسق معلن کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے:

"لو قدموا فاسقا یأثمون"

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، فصل فی الامامة، ص۵۱۳، سہیل اکیڈمی]

اور درمختار میں ہے: "وكل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها"

[الدر المختار، ج ۲، کتاب الصلوٰۃ / باب صفة الصلوٰۃ، ص ۱۴۸،۱۴۷، دار الکتب العلمیة بیروت]

بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ پھلواری شریف کے پیران حال دیوبندیوں کو (جنہیں تمام علماء دیار وامصار خصوصا علمائے حرمین شریفین نے ایسا کافر کہا کہ جوان کے کفر وعذاب میں شک کرے خود کافر ہے) کافر نہیں کہتے اور دیوبندیوں سے غایت درجہ اختلاط باہمی رکھتے ہیں یہاں تک کہ دیوبندیوں کا امارۃ شرعیہ، پھلواری شریف ہی سے وابستہ ہے یہ اسی کا ثمرہ ہے کہ یہ شخص دیوبندیوں کا ہم پیالہ ہم نوالہ ہے ان سے سمدھیانہ جوڑا ہے اب اگر دیوبندیوں کو کافر بددین جانتا ہے اور ان کے کفر وعذاب میں جو واقف ہوتے ہوئے شک کریں ان کی بھی تکفیر کرتا ہے تو آپ ہی اپنی بیعت کے فسخ ہونے کا فتویٰ دیتا ہے پھر بھی زبردستی رشتۂ مریدی جوڑے ایسا شخص ہرگز سنی نہیں اور اس کے پیچھے نماز نا درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہرگز نہیں نہ ایسے کے پیچھے نماز ہو کہ دیوبندیوں کو امام بنانا دیوبندیوں کی تعظیم ہے اور ان کی تعظیم کفر ہے۔

درمختار میں ہے:

''تبجیل الکافر کفر'' واللہ تعالیٰ اعلم

[الدرمختار ج ۹، کتاب الحظر والاباحة / باب الاستبراء وغیرہ، ص ۵۹۲، دار الکتب العلمیة بیروت]

(۳) جو دیوبندیوں کو کافر نہ جانے انہیں کافر کہنے سے منع کرے وہ کب سنی ہے یہی پھلواری کی رٹ ہے ایسے کے پیچھے نماز نا درست۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) مردار کھاتا ہے سخت گنہگار ہے اسے امام بنانا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) قاضی مذکورہ سخت فاسق ہے اس کو امام بنانا گناہ ہے اور اگر اپنے اس فعل حرام کو جائز وحلال سمجھتا ہے تو یہ کفر ہے اور نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی عبد الرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۳۳۱

غیر مقلد گمراہ ہیں بلکہ اکثر فقہا کے نزدیک کافر ہیں! نماز میں فساد و غیر فساد دونوں صورتیں ہوں تو حکم فساد ہوگا! بدعتی کے پیچھے نماز جائز نہیں! کافر کی تعظیم کفر ہے! بدعتی کی اقتدا نا جائز ہے لیکن اگر نہ کرنا اگر باعث فتنہ ہو تو اقتدا کرلے، بعد میں اعادہ کرلے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ھذا میں کہ:

میں ایک گاؤں میں رہتا ہوں جہاں کہ لوگ غیر مقلد رہتے ہیں اور اپنے آپ کو اہل حدیث یا محمدی اور کوئی کوئی شافعی کہتے ہیں اور نماز کچھ اور طرح سے پڑھتے ہیں جیسے ہاتھ جھاڑتے ہیں اور آمین زور سے کہتے ہیں وتر صرف ایک رکعت، تراویح ۸ رکعات پھر (ض) کا تلفظ (ظ) پڑھتے ہیں فجر میں اکثر میں ہی نماز پڑھاتا ہوں یعنی میں اپنی نماز پڑھتا ہوں تو لوگ میرے پیچھے نماز پڑھنا شروع کردیتے ہیں اور میری امامت میں پڑھتے ہیں لیکن کبھی کبھی غیر مقلد کے بڑے عالم آجاتے ہیں تو مجبوراً چونکہ میں اکیلا ہوں عالم غیر مقلد کے پیچھے ہوجاتا ہوں اور ساتھ ساتھ نماز کے ارکان کو ادا کرتا ہوں لیکن نہ اقتدا کی نیت کرتا ہوں نہ کچھ پڑھتا ہوں کہ رکوع کی تسبیح یا سجدہ کی نہ التحیات اور نہ درود نماز میں صرف فتنہ وفساد سے بچنے کیلئے اٹھک بیٹھک کرتا ہوں بعد جماعت اپنی نماز اچھی طرح ادا کرتا ہوں میرا ایسا کرنا کیسا ہے؟ چونکہ میں یہاں غریب ہوں کہ میری بحالی بہار سرکار کی طرف سے سرکاری اسکول میں ہوگئی ہے اگر کچھ کہا جائے تو میری جان اور غربت پر سخت خطرہ ہے۔

المستفتی: عبدالمصطفی محمد اکرم الحق ضلع کٹیہار بہار

الجواب

(۱) غیر مقلد گمراہ ہیں اور بہ اقوال اکثر فقہا مثل دیگر وہابیہ ان پر کفر کا حکم لہٰذا انکے پیچھے نماز باطل محض یا مکروہ بہ کراہت شدیدہ ہے اور نماز جب ایک وجہ سے فاسد ہو تو حکم فساد ہی کا ہوگا فتح القدیر میں ہے:

”لان الصلوٰۃ متیٰ فسدت من وجه وجازت من وجوہ حکم بفسادها“

[فتح القدیر، ج ۲، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ المسافر، ص ۳۹، برکات رضا گجرات]

اسی فتح القدیر میں امام اعظم ابوحنیفہ سے ہے:

''ان الصلوٰۃ خلف اھل الاھواء لا تجوز''

[فتح القدیر، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ج۱، ص۳۶۰، برکات رضا گجرات]

بلکہ انہیں بخوشی امام بنانا سخت گناہ ہے اور بہ قول اکثر کفر ہے کہ امام بنانا تعظیم اور کافر کی تعظیم کفر ہے۔ درمختار میں ہے:

''لان تبجیل الکافر کفر''

[الدر المختار، ج۹، کتاب الحظر والاباحۃ، ص۵۹۲، دار الکتب العلمیہ بیروت]

اور اس پر الزام نہیں جسے خوف ہلاک ہو اور اس کے دفع پر قادر نہ ہو نہ اقتدا سے کسی طرح مفر ہو جبکہ اقتدا کی نیت نہ کرے قال تعالیٰ: ''الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔ الآیۃ''

[سورۃ النمل-۱۰۶]

اور نمازوں کا اعادہ لازم اور اگر دفع فتنہ پر قادر ہو یا اقتداء سے مفر ہو تو ہرگز ہرگز اقتدا نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

مسئلہ-۳۳۲

روزہ نہ رکھنے والا شخص فاسق ہے، لائق امامت نہیں! دیہات میں جمعہ صحیح نہیں! حنفی پر امام اعظم کا حکم بتانا لازم ہے! دیہات میں جمعہ کے دن ظہر بند کرنے والے کا وبال بند کرنے والے کے سر ہے! نماز میں تھوک منہ میں جمع ہو جائے تو نگلنے میں حرج نہیں! ایسی آواز جس سے حروف پیدا ہوں مفسد نماز ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) زید صحت مند ہے سائکل سے تقریبا دو وقفہ میں بیس میل کا سفر کر لیتا ہے۔ لیکن رمضان شریف کے روزے نہیں رکھتا روزہ نہ رکھنے کی وجہ پوچھنے پر زید نے بتایا کہ قلبی مریض ہوں۔ چار گھنٹہ اگر کوئی

چیز میں نہ کھاؤں تو میرے دل کی کیفیت بدل جاتی ہے اور دورہ پڑ جاتا ہے اور دورہ بڑھ جاتا ہے۔ لیکن آج تک کسی بستی والے نے ان کو دورہ کی حالت میں نہیں دیکھا اور نہ سنا۔ صورت مذکورہ میں زید کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(۲) حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتویٰ کی رو سے جمعہ کی نماز کے بعد اسی دن کے ظہر کی فرض نماز جماعت سے واجب ہے ایسی صورت میں امام، جمعہ کی نماز کی نیت فرض کی کرے یا نفل کی؟ کیا کسی امام کے نزدیک گاؤں میں جمعہ جائز ہے؟

(۳) امام صاحب نے بغیر مقتدیوں کے مشورہ کے جمعہ کے دن ظہر کی فرض نماز جماعت سے بند کردی اس وجہ سے لوگوں نے جمعہ کے دن کی ظہر کی فرض پڑھنا چھوڑ دی اور اس کا بار امام کے سر ہے یا نہیں؟

(۴) امام صاحب بیرون نماز اور اندرون نماز اپنے تھوک نگلتے رہتے ہیں جس سے بار بار چوسنے کی آواز نکلتی ہیں جو مقتدیوں کو بھی سنائی دیتی ہے۔ صورت مذکورہ میں نماز کی حالت میں مکروہ ہے یا نہیں؟

المستفتی: نصیر الدین، سر پدہ پٹی ضلع پیلی بھیت

الجواب

(۱) بے وجہ شرعی فرض روزہ نہ رکھنا حرام بدکام بدانجام ہے۔ اگر شرعا امام مذکورہ پر یہ جرم ثابت ہے تو وہ سخت فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کی اقتدا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) دیہات میں جمعہ صحیح نہیں لہٰذا اس دن عوام جو پڑھتے ہیں وہ نفل ہی ہے خواہ جمعہ کی نیت کریں یا کچھ اور۔ ہم حنفی پر امام اعظم کا حکم بتانا ضروری ہے اور انہیں کی اقتدا لازم۔ درمختار میں ہے:

”لو قیل لحنفی مامذهب الامام الشافعی فی کذا وجب ان یقول: قال ابوحنیفة کذا“ واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار ج ۵، کتاب الطلاق / باب العدة، ص ۱۸۶، دار الکتب العلمیة بیروت]

(۳) بے شک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) تھوک بے ساختہ اگر جمع ہو جائے تو اسے نگل لینے میں حرج نہیں اور چوسنے میں اگر آواز نکلتی ہے

جس سے حروف پیدا ہوتے ہوں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲؍رمضان المبارک، ۱۴۰۴ھ

مسئلہ-۳۳۳

جماعت کے لئے کب کھڑے ہوں؟ دعائے ثانی جائز و مستحسن ہے! حلال و حرام کی تفصیل! وہابیہ اوران کی تبلیغ کی ایک جھلک! بے وجہ شرعی کسی ملازم کو برطرف کرنا ظلم صریح ہے! ناحق کو حق بتانے کا حکم! دیوبندی کو کمیٹی سے نکالنا واجب ہے! وقف کرنے والا اگر فاسق ہو جائے تو مستحق تولیت نہیں! ضروریات دین کے منکر کی نماز نہیں! اذان ثانی مسجد کے باہر امام کے سامنے پڑھیں! مسجد میں اذان مکروہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل شرعی میں۔ جواب دیکر عند اللہ شکریہ کا موقع دیں:

(۱) مدینہ مسجد مالیگاؤں ایک واحد فرد نے تعمیر کی جس کو تقریبا ۱۲ سال ہوئے اور اس مسجد میں محلے کے حافظ نوجوان کو امامت کیلئے مقرر کر دیا جو کہ آج تک امام ہیں مگر امام صاحب بریلوی خیال کے ہیں اور مسجد میں نصف تکبیر اولیٰ تک بیٹھے رہنا دعاء ثانی پڑھنا جیسی حرکتیں کرتے ہیں اور دینی و تبلیغی کام کی مخالفت کرتے ہیں ایک سال قبل محمد عمر تعمیر کرنے والے نے مسجد میں دینی کام کی شروعات کرنے کے لئے مسجد کو ٹرسٹیوں کے حوالہ کر دیا۔ اور قانونی طور پر مسجد ان کے نام رجسٹرڈ کر دی۔ ٹرسٹی حضرات سب کے سب علمائے دیوبند کے ماننے والے ہیں اسلئے محمد عمر امام صاحب چند غیر نمازی شرابی اور جواری غنڈوں کو لگا کر تحریک چلارہے ہیں کہ ٹرسٹیوں کو نکال دیا جائے جبکہ قانون کے ذریعہ ٹرسٹیوں کو اختیار ہے کہ بلا وجہ بتائے امام کو نکالا جاسکتا ہے فی الحال ٹرسٹی حضرات اور وقف کرانے والے دونوں امام کو ہٹادینا چاہتے ہیں مذکورہ صورت میں امام کو ہٹادینا شرعا درست ہوگا یا نہیں؟

(۲) مذکورہ امام کی امامت میں ٹرسٹیوں اور واقف یا انکے ہم خیال لوگوں کی نماز برابر ہوگی یا نہیں؟

(۳) جمعہ کے روز ثانی اذان ممبر کے سامنے کھڑے ہوکر دینا افضل ہے یا باہر سے؟

المستفتی: محمد عمر حاجی رمضان،

۱۱۳۲۲، اسلام پورہ مالیگاؤں ضلع ناسک، ۲، رجب ۱۳۹۷ھ

الجواب

(۱) فی الواقع حکم یہی ہے کہ امام جبکہ مسجد میں پہلے سے حاضر ہوتو امام ومقتدی دونوں حی علی الفلاح تک بیٹھے رہیں اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں پہلے سے کھڑا رہنا مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ علماء حکم فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہورہی ہے تو وہ اس کے تمام تک کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے یہاں تک کہ مکبر حی علی الفلاح تک پہونچے اس وقت کھڑا ہو۔

شرح وقایہ میں ہے:

"یقوم الامام والقوم عند حی علی الفلاح ویشرع عند قدقامت الصلوٰۃ"

[شرح الوقایة، ج ۱ ، کتاب الصلوٰۃ / باب الاذان ص ۱۳۶ ،مکتبه تهانوی دیوبند]

ہندیہ میں ہے:

"یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثة هو الصحیح جامع المضمرات"

[الفتاوی الهندیه ،ج ۱ کتاب الصلوٰۃ / الفصل الاول فی صفة واحوال المؤذن ،ص ۱۱٤ ،دار الفکر بیروت]

ردالمحتار میں ہے:

"اذا دخل الرجل عند الاقامة یکره له الانتظار قائما لکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قوله حی علی الفلاح"

[ردالمحتار ج ۲، کتاب الصلوٰۃ / باب الاذان ،ص ۷۱ ،دار الکتب العلمیة بیروت]

یہ اس صورت میں ہے کہ امام بھی وقت تکبیر مسجد میں ہوا گر وہ حاضر نہیں تو مؤذن جب تک اسے آتا نہ دیکھے تکبیر نہ کہے نہ اس وقت کوئی کھڑا ہو، لقولہ علیہ السلام:

"لاتقوموا حتی ترونی"

[بخاری شریف، ج ۱، باب متی یقوم الناس اذا رؤا الامام، ص ۸۸، مطبع مجلس برکات مبارکفو، اعظم جرہ]

پھر جب امام رہے اور تکبیر شروع ہو اس وقت دو صورتیں ہیں۔ اگر امام صفوں کی طرف سے داخل مسجد ہو تو جس صف سے گذرتا جائے وہی صف کھڑی ہوتی جائے اور اگر سامنے سے آئے تو اسے دیکھتے ہی سب کھڑے ہو جائیں اور اگر خود امام ہی تکبیر کہے تو جب تک پوری تکبیر سے فارغ نہ ہو مقتدی اصلا نہ کھڑے ہوں بلکہ اگر اس نے تکبیر مسجد سے باہر کہی تو پھر بھی نہ کھڑے ہوں جب وہ مسجد میں قدم رکھے تب کھڑے ہوں۔ ہندیہ میں یہ عبارت مذکور ہے:

"فاما اذا کان الامام خارج المسجد فان دخل المسجد من قبل الصفوف فکلما جاوز صفاً قام ذالك الصف والیه مال شمس الائمة الحلوانی والسرخسی وشیخ الاسلام خواهر زاده ـ وان کان الامام دخل المسجد من قدامهم یقومون اذا رأوا الامام وان کان المؤذن والامام واحد: فان اقام فی المسجد فالقوم لا یقومون مالم یفرغ من الاقامة وان اقام خارج المسجدفمشائخنااتفقوا قبیل قوله(قد قامت الصلوٰة)قال الشیخ الامام شمس الائمة الحلوانی وهو الصحیح کذافی المحیط السرخسی"

[الفتاوی الهندیة، ج ۱، کتاب الصلوٰة، الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامةو کیفیتها، ص ۱۱٤، دار الفکر بیروت]

اور دعائے ثانی بلاشبہ جائز و مستحسن ہے ہرگز منع نہیں۔ اللہ عزوجل نے مطلق دعا کا حکم فرمایا:

﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾

[سورۃ الغافر — ٦٠]

اور اصول کا قاعدہ ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر رہے گا اور مقید اپنی تقیید پر۔ المطلق یجری علیٰ اطلاقه والمقید علی تقییده ۔ تو بے دلیل شرعی نمازوں کے بعد دعائے ثانی سے منع کرنا قرآن عظیم کے حکم احکم میں تحریف ہے۔ ان داعیان سنت سے پوچھا جائے کہ کون سی آیت اور کونسی حدیث میں آیا ہے کہ فرضوں کے بعد دعا جائز اور سنتوں کے بعد دعا حرام۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں دکھا سکتے ہیں۔ تو کیا

حرام وحلال دیوبندیوں کی زبان سے جونکل جائے اسکا نام ہے۔ حاشا لقد الحلال ما احله الله والحرام ما حرمه الله حلال وہ ہے جسے اللہ حلال فرمائے اور حرام وہ ہے جسے اللہ حرام فرمائے یا اس کے بتائے سے اسکا پیارا سچا رسول دانائے غیوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسے حرام فرمائے وہ حرام جسے حلال فرمائے وہ حلال بلکہ جسکے بارے میں کچھ نہیں فرمائے حلال ہے اسے حرام بتانا ضلال ہے۔۔۔۔کیا حدیث مرفوع نہیں ہے؟ کہ سرکار فرماتے ہیں:

''ما رآه المسلمون حسنا فهو عندالله حسن''

[المقاصد الحسنة، حرف الميم، ص ٤٢٢، بركات رضا گجرات]

جسے مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے اور سرکار فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

''لاتجتمع امتی علی ضلالة''

[المقاصد الحسنة، حرف اللام، ص ٥٢٦، بركات رضا گجرات]

میری امت گمراہی پر اکٹھا نہ ہوگی تو ضرور ثابت کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ساری امت پر اس فعل خیر کی وجہ سے بہ زعم خود بدعتی و گمراہ بتانا خود دیوبندیوں کی گمراہی ہے امام کے یہ افعال جائز و مستحسن ہیں۔ اور اس بنا پر اسے تعرض حرام و موجب خسران ہے اور وہابیہ دیابنہ کی تبلیغ ہی نام کی تبلیغ ہے وہ اللہ کو جھوٹا کاذب بالفعل مان کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم ختم نبوت کے وصف فضیلت ہونے سے مکر کے اسے جاہلوں کا خیال بتا کے حضور کے بعد کوئی نیا نبی زمانہ نبوی میں یا بعد زمانہ نبوی ممکن جان کے ایسے کافر و مرتد ہوئے کہ جملہ علمائے حرمین شریفین و امصار و دیار نے متفقاً فرمایا:

''من شك فی كفره وعذابه فقد كفر''

[الدر المختار، ج٦، كتاب الجهاد، باب المرتد، ص ٣٧٠، دار الكتب العلميه بيروت]

جو ان کے کفر وعذاب میں ان کے عقائد پر مطلع ہو کر شک کرے وہ خود کافر ہے دیکھو حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ پھر یہ جدا ہے کہ ان کا مقصد تبلیغ نماز نہیں بلکہ ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے دیکھو دینی دعوت مصنفہ ابوالحسن علی ندوی۔ امام کا منع کرنا صحیح و بجا ہے اور یہ کہا گیا کہ ٹرسٹیوں کو بے وجہ بتائے امام کو برطرف کرنے کا حق ہے سبحان اللہ! بے وجہ شرعی کسی ملازم کو برطرف کرنا ظلم صریح و حرام و ممنوع۔

درمختار میں ہے:

"لا یعزل صاحب وظیفة بغیر جنحة"

[ردالمحتار، ج٦، کتاب الوقف، ص ٥٨١، دار الکتب العلمیه بیروت]

اور یہ حرام ان ٹرسٹیوں کے لیے حق۔ ناحق کو حق بتانا کفر ہے۔ دیوبندیت سے اور اس سے توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم نیز اگر اس مسجد کے اکثر مقتدی سنی صحیح العقیدہ ہیں تو انہیں لازم ہے کہ ان ٹرسٹیوں کو معزول کر کے سنیوں کی کمیٹی بنائیں انہیں معزول پر کوئی حق برتری حاصل نہیں ہے۔ درمختار میں ہے.

"(وینزع)۔ وجوبا بزازیه (لو) الواقف درر فغیره بالاولی (غیر مامون) أو عاجزاًأو ظهر به فسق کشرب خمر و نحوه فتح"

[الدر المختار، ٦، کتاب الوقف، ٥٧٩-٥٧٨، دار الکتب العلمیه بیروت]

یہ عبارت صاف ہے کہ واقف جس نے مسجد وقف کی اگر غیر امین یا عاجز یا فاسق شرابی بدکار ہے تو معزول کیا جائے گا تو بدعقیدہ دیوبندی کا کیا پوچھنا ہے ضرور ضرور معزول کیے جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور سنی صحیح العقیدہ لائق امامت ہی رہ سکتا ہے سنی مقتدیوں پر دیوبندی کو مسلط کرنا باطل۔ "لن یجعل الله للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔ الآیة" واللہ تعالیٰ اعلم [سورۃ النساء-١٤١]

(۲) ان کی نماز اصلاً ہوتی ہی نہیں خواہ تنہا پڑھیں یا کسی صحیح العقیدہ کے پیچھے پڑھیں۔ درمختار میں ہے:

"وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر فلا یصح الاقتداء اصلاً" واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج٢، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامة، ص ٣٠٠، دار الکتب العلمیه بیروت]

(۳) باہر سے امام کے سامنے، کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے۔ جملہ فقہاء فرماتے ہیں:

"لا یؤذن فی المسجد ویکره أن یؤذن فی المسجد"

[حاشیة الطحطاوی علی المراقی، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان، ص١٩٧، دار الکتب العلمیة بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

الجواب صحیح وصواب المجیب مثاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۳۳۴

غیر شادی شدہ کی امامت میں حرج نہیں! اذان کے وقت کھڑا رہنا یا مؤدب بیٹھنا بہتر ہے، لیٹ کر سننا نہ چاہئے! حضرت علی کی طرف منسوب ایک روایت کا رد! مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت بلا تحقیق جائز نہیں! ایسی حدیث جو یقیناً یا ظناً جھوٹی ہو، اسے بیان کرنے والا جھوٹا ہے! مشورہ کا جواز و استحباب قرآن سے ثابت ہے! حدیث معراج کا کتب احادیث سے ثبوت! معراج پر اعتراض اور اس کا جواب! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ ص، ع لکھنا جائز نہیں! صحابہ و تابعین کے ناموں کے ساتھ رض، رح لکھنا جائز نہیں! حضرت علی، حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے نام کے ساتھ علیہ السلام لکھنا شمار روافض ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) کہ ہمارے یہاں مسجد میں جو امام صاحب ہیں وہ رنڈوے ہیں اور باہر کے رہنے والے ہیں (جن کے حالات سے ہم لوگ بخوبی واقف بھی نہیں) رنڈوئے کی امامت کیسی ہے؟

(۲) اس مسجد میں لاؤڈ اسپیکر لگا ہوا ہے اس کا مائک حجرے میں رکھا ہے جہاں امام صاحب رہتے ہیں۔ وہاں جب مؤذن اذان پڑھتا ہے حتیٰ کہ ختم کرنے تک امام صاحب جاگتے ہوئے بھی پلنگ پر لیٹے رہتے ہیں وہ پھر اپنی ضرورت یعنی نماز وغیرہ پڑھنے پڑھانے کی غرض سے اٹھتے ہیں انکا یہ فعل غلط ہے یا صحیح واضح فرمایا جائے۔

(۳) یہ امام صاحب (جو اپنے کو مولوی بھی کہلاتے ہیں) ایک دن جمعہ کے روز دوران وعظ ایک روایت بیان فرمائی جو اس طرح ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں فرزندوں حضرت امام حسن و حضرت امام حسین کو ایک جوہری (یہودی) کے پاس رہن رکھا تھا شرط یہ تھی سورج غروب ہونے سے پہلے قرض چکانے پر بچے واپس مل سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ لہٰذا حضرت علی جب قرض کی ادائیگی کرنے پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ تو اس یہودی نے حضرت سے کچھ اس طرح گستاخانہ جملے ادا کیے

کہ تم بے شرم غدار ہو اور نہ جانے تم کیسے مسلمان ہو تمہیں شرم نہیں آتی اور تم اپنے بچے طلب کرتے ہو جبکہ سورج ڈوب چکا ہے۔ بے شرم اور غدار کے جملے تین تین مرتبہ دہرائے۔ لہٰذا خدمت مفتی اعظم ہند میں گذارش ہے کہ ہمیں بتایا جائے کہ یہ جملے کونسی کتاب میں ہے جو ایک یہودی نے حضرت علی شیر خدا کی شان میں کہے ہیں اور اگر کسی کتاب میں نہیں ہیں تو ایسی بدکلامی کرنے والا شخص کیسا ہے۔ اور وہ کس مذہب کا ہوسکتا ہے۔

(۴) یہ کہ امام صاحب کو گاؤں والوں سے کچھ ضروری بات کرنی تھی جب لوگ جمع ہوگئے تو موصوف نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: ''انی جاعل فی الارض خلیفة'' اور واقعہ تولید آدم علیہ السلام کی تشبیہ دیتے ہوئے کہا کہ جس طرح پروردگار عالم نے روز ازل میں تمام فرشتوں کو اکٹھا کر کے فرمایا کہ میں نیچ دنیا کے ایک خلیفہ بھیجنا چاہتا ہوں اے فرشتو! تمہاری کیا رائے ہے۔ آج میں نے بھی اسی طرح تم کو اکٹھا کیا ہے اور رائے لینا چاہتا ہوں اس طرح کے جملے استعمال کرنا اور اتنی بڑی تشبیہ دینا ایک عالم کے لیے کیسا ہے۔ اور ایسے عالم کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے۔ واضح فرمائیں۔

(۵) امام صاحب نے ایک بیان میں معراج کا واقعہ سنایا تو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو جبرئیل کے علم سے گھٹا کر دکھایا۔ یعنی اس طرح بیان کیا کہ جب حضور دوزخ کی سیر فرمارہے تھے ایک مقام پر دیکھا کہ کچھ لوگ عذاب میں مبتلا ہیں تو حضور علیہ السلام نے جبرئیل سے پوچھا: اے اخی یہ کون لوگ ہیں جو ایسے عذاب میں مبتلا ہیں؟ تو جبرئیل نے جواب دیا کہ ہاں ہاں بتادوں گا پھر آگے بڑھے اور دوسری جگہ لوگوں کو عذاب میں مبتلا پایا تو پھر حضور نے جبرئیل سے دریافت فرمایا کہ اے بھائی یہ کون لوگ ہیں جو اتنے شدید عذاب میں مبتلا ہیں تو جبرئیل نے پھر وہی جواب دیا کہ ہاں ہاں بتادونگا پھر آگے بڑھے۔ اور تیسری جگہ بھی یہی سوال و جواب ہوئے اور آخر میں جبرئیل نے حضور کو عذاب میں مبتلا لوگوں کی قسموں سے آگاہ کیا۔ لہٰذا آپ واضح فرمائیے کہ یہ سب کچھ درست ہے؟ ہمیں ان کے بیانوں سے شک ہوگیا ہے۔ کہ یہ امام صاحب سنی نہیں ہیں بلکہ دیوبندی یا غیر مقلد مذہب کے ہیں آپ وضاحت سے روشنی ڈالیے نوازش ہوگی۔

المستفتی: حبیب احمد وکمال

الجواب

(۱) مجرد کی امامت میں کوئی حرج نہیں جبکہ مسائل طہارت ونماز سے واقف ہو اور علانیہ فسق وفجور کا مرتکب نہ ہو اور سب سے اہم یہ ہے کہ خلاف عقائد حقہ اہل سنت کوئی عقیدہ نہ رکھتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اذان کے وقت کھڑا ہونا یا مؤدب بیٹھنا بہتر ہے لیٹے لیٹے سننا نہ چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) یہ روایت محض بے اصل ہے اس میں حضرت علی کی طرف کبیرہ کی نسبت ہے جبکہ کبیرہ شدیدہ کی نسبت بے ثبوت شرعی کسی ادنیٰ مسلم کی طرف بھی جائز نہیں:

"لا تجوز نسبة مسلم الیٰ كبيرة من غير تحقيق"

[احیاء علوم الدین، ج ٥، کتاب آفات اللسان، الآفات الثامنة: اللعن۔ ص ٤٤٨، دار المنهاج جده]

چہ جائیکہ صحابہ کی طرف، بغیر شبہہ جائز نہیں حدیث شریف میں ہے:

"من حدث عني بحديث يرى انه كذب فهو احد الكاذبين"

[فيض القدير شرح جامع الصغير، من الاحاديث البشير النذير، ج ٦، حرف الميم، ص ١٥١، دار الكتب العلميه بيروت]

جو ایسی حدیث بیان کرے جس کے بارے میں یقین یا گمان ہو کہ وہ جھوٹی ہے تو وہ جھوٹوں میں کا ایک ہے۔ امام مذکور پر توبہ لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حضرت علی کی طرف ایسی نسبت خارجیوں کی گڑھت معلوم ہوتی ہے۔

(۴) آیت مذکورہ سے مشورہ کا جواز واستحباب ثابت ہے اور یہی امام مذکور کی مراد نہ کہ معاذ اللہ اللہ کی برابری۔ امام مذکور پر اس وجہ سے الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) حدیث مذکور مدارج النبوۃ وغیرہ کتب سیر وحدیث میں موجود ہے۔ اس سے علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ گھٹانا لازم نہ اس بنا پر اسے دیوبندی یا غیر مقلد کہنا جائز۔ ہاں اگر صراحۃً عقائد کفریہ دیوبندیاں یا ختلاطات غیر مقلدان میں سے کسی کا اظہار کرتا ہو تو حکم دیگر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تنبیہ ضروری: سوال میں جا بجا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام نامی پر ص، ع بنا ہوا ہے یہ ناجائز ہے پورا درود شریف لکھنا چاہیے۔ اسی طرح صحابہ وتابعین کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا

رحمہ اللہ پورا لکھا جائے۔ رض، رح نہ لکھا جائے:

"من أغفل هٰذا حرم خيرا عظيما وفوت فضلا جسيما"

[المقدمة للامام النووی علی الصحیح المسلم، ص ۲۸، مجلس البرکات]

دیگر یہ کہ حضرت علی وحسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام نہ لکھا جائے کہ شعار روافض ہے کما صرح به الملا علی القاری فی شرح الفقه الاکبر (ص ٤)۔ بلکہ رضی لکھیں یا یوں لکھیں علی صهر وعليه السلام اور حسنین کے نام کے ساتھ علی جدہما وعلیہما السلام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۸/ شوال المکرم ۱۳۹۵ھ

مسئلہ:۔ ۳۳۵

"قد قامت الصلوٰۃ" پر نماز شروع کرنا کیسا؟ اگر سینہ چمکے تو نماز مکروہ تحریمی اور ہنسلی کی ہڈی چمکے تو مکروہ تنزیہی ہے! عورتوں کی جماعت کا حکم! ننگوں کی جماعت کا حکم! کندھوں سے نیچے بال رکھنا حرام ہے! بال باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے! جو بال کندھے تک ہوں انہیں "جمة" کہتے ہیں اور جمة سے کم ہوں تو "لمة" کہتے ہیں! مرد کو چوٹی باندھنا منع ہے، ایسا شخص امام نہیں ہو سکتا! فاسق کو آگے بڑھانے والے گنہ گار ہیں! مکروہ تحریمی نماز کا اعادہ واجب ہے! شیروانی کو کھلا رکھنے اور شیروانی کے نیچے کرتا وغیرہ پہننے کا حکم!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

(۱) زید کہتا ہے کہ بکر جب قد قامت الصلوٰۃ پر پہنچے امام نیت باندھ لے کیا زید کا قول صحیح ہے بکر کہتا ہے کہ امام پوری تکبیر سنے تو نیت باندھے۔ یہی سنت ہے کس کا قول درست ہے؟

(۲) امام کے اگر گلے کا بٹن کھلا ہوا ہو اور سینے کی ہڈی چمکتی ہو اور امام حالت نماز میں ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یا مکروہ تنزیہی۔ زید مکروہ تحریمی بتا رہے ہیں اور بکر مکروہ تنزیہی کس کا قول درست ہے؟

(۳) عورت گھر میں باجماعت نماز پڑھ سکتی ہے یانہیں جبکہ جماعت میں زیادہ ثواب ہے زید کہتا ہے عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے کیا یہ کہنا درست ہے اگر جماعت ہو بھی تو امام کہاں کھڑی ہو آگے یا برابر میں؟

(۴) مرد کو کہاں تک زلف رکھنا درست ہے زید کا زلف اتنا لمبا ہے کہ وہ چوٹیاں باندھ لیتے ہیں اور جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت کھول دیتے ہیں کیا باندھ کر نماز پڑھنے سے نماز نہ ہوگی؟ اور زید کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسو مبارک بہت لمبے تھے حضور کی اتباع کرتے ہوئے اتنا لمبا بال رکھنا درست ہے کیا زید کا کہنا صحیح ہے؟

(۵) اگر امام نماز پڑھتا ہو اور شیروانی کا بٹن کھلا ہوا ہو اور کرتا کا بٹن لگا ہوا ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یا مکروہ تنزیہی ہوگی؟

المستفتی: حاجی حشمت علی
محلّہ پھوٹا دروازہ بریلی شریف یوپی

الجواب

(۱) فی الواقع یہ مستحب ہے کہ امام قد قامت الصلوٰۃ پر نماز شروع کردے اور مؤذن کے علاوہ بقیہ مقتدیوں کو بھی یہی بہتر ہے اور اگر امام تاخیر کرے یہاں تک کہ مؤذن فارغ ہولے تو بھی حرج نہیں تنویر ودرمختار میں ہے:

"وشروع الامام فی الصلوٰۃ مذ قیل قد قامت الصلوٰۃ ولو اخر حتیٰ اتمھا لا باس بہ اجماعاً"

[الدر المختار، ج۲، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ص۱۷۷، دار الکتب العلمیہ بیروت]

ردالمحتار میں ہے:

"قولہ وشروع الامام وکذا القوم لان الافضل عند ابی حنیفۃ مقارنتھم لہ کماسیاتی قولہ لا باس بہ اجماعاً۔ ای لان الخلاف فی الافضلیۃ فنفی البأس ای الشدۃ ثابت فی کلا القولین وان کان الفعل اولیٰ فی احدھما۔"

[ردالمحتار، ج۲، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ص۱۷۷، دارالکتب العلمیہ بیروت]

(۲) اگر سینہ پورا چمکتا ہے تو نماز مکروہ تحریمی ہے اور اگر ہنسلی کی ہڈی جو سینے میں داخل ہے چمکے تو نماز مکروہ تنزیہی ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زید صحیح کہتا ہے اور اگر عورتیں جماعت کریں تو امام کو لازم ہے کہ بیچ میں کھڑی ہو ورنہ گناہ گار ہوگی۔ تنویر و درمختار میں ہے:

"ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولوفی التراویح فی غیر صلاۃ جنازۃ فان فعلن تقف الامام وسطھن فلو قدمت اثمت الا الخنثیٰ فیتقدمھن کالعراۃ فیتوسطھم امامھم ویکرہ جماعتھم تحریماً" واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۲، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ص۳۰۵،۶۰۷ دارالکتب العلمیہ بیروت]

(۴) کندھوں تک، کندھوں سے نیچے تک بال بڑھانا حرام ہے کہ مشابہت زناں ہے جس پر حدیث میں لعنت آئی۔

حدیث میں ہے:

"لعن اللہ المتشبھات من النساء بالرجال والمتشبھین من الرجال بالنساء"

[فیض القدیر شرح الجامع الصغیر من احادیث البشیر النذیر، حرف اللام، ص۳۴۵، دارالکتب العلمیہ بیروت]

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع اختیار کریں اور مرد بننے والیوں پر اور بال باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز واجب الاعادہ ہوتی۔

حدیث میں ہے:

"امرت ان اسجد علی سبعۃ اعظم و لا اکف شعرا ولا ثوبا"

[صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب السجود علی سبعۃ اعظم، ج۱، ص۱۱۳، مجلس برکات مبارکفور]

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر کے بال کبھی کاندھوں تک اور کبھی کاندھوں سے اوپر ہوتے۔ نہایہ شریف میں ہے:

"وفیہ کان لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمۃ جعدۃ۔ الجمۃ من شعر

الراس ما سقط علی المنکبین اھ"

[النھایۃفی غریب الحدیث والاثر،باب الجیم مع المیم،ج ۱ ص ۲۸۹،دارالکتب العلمیۃ بیروت]

اسی میں ہے:"(وفیہ)مارأیت ذا لمۃ احسن من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اللمۃ من شعرالراس دون الجمۃ سمیت بذٰلک لانھا المت بالمنکبین فاذازادت فھی الجمۃ"

[النھایۃفی غریب الحدیث والاثر،باب اللام مع المیم،ج ٤ ص ۲۳٤،دارالکتب العلمیۃ بیروت]

شخص مذکوراگرکاندھوں تک بال رکھتا ہے تو صادق ہے اوراگرحد مذکور سے زیادہ رکھتا ہے تو جھوٹا ہے کہ خلاف شرع بال بڑھاتا ہے پھردعویٰ اتباع کرتا ہے بلکہ اپنے اس فعل بد کی تہمت حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم پر دھرتا ہے۔اور یہ بہت بڑا وبال ہے حدیث میں ہے:

"من کذب علی متعمداً فلیتبوامقعدہ من النار"

[فیض القدیر شرح جامع الصغیرمن احادیث البشیر والنظیر،حرف المیم،ج ٦،ص۲۷۸،دارالکتب العلمیۃ بیروت]

جومیرے اوپر دانستہ جھوٹ باندھے تو اپناٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

بلکہ پہلی صورت میں بھی جملہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسو مبارک بہت لمبے تھے۔ایہام سے خالی نہ تھااس پر بیان لازم تھا۔اگر چہ دعویٰ اتباع میں بہ ظاہر سچا ہے۔اوراس صورت میں نہ تو یہ دعویٰ سچا نہ وہ جملہ سچ جبکہ حد مسنون قدر مسنون سے زائد رکھنا مرادہواور چوٹی باندھنا بہرحال منع ہے اورایسے کوامام بنانا گناہ۔

غنیۃ میں ہے:

"لو قدموافاسقا یأثمون"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی،فصل فی الامامۃ،ص۵۱۳،سھیل اکیڈمی]

اوراس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ پڑھنی گناہ پھیرنی واجب۔

درمختار میں ہے:

"کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا" واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۲، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، ۱٤۸، ۱٤۷، دار الکتب العلمیه بیروت]

(۵) نماز میں کراہت تحریمی ایسی صورت میں لازم نہ آئے گی ہاں ایسا کرنا برا ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"قال فی الخزائن بل ذکر ابوجعفر انه لو ادخل یدیه فی کمیه ولم یشد وسطه او لم یزرازراره فهو مسئ لانه یشبه السدل اھ"

[ردالمحتار، ج۲، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ، ص٤۰۵، ٤۰٦، دار الکتب العلمیة بیروت]

قلت لکن قال فی الحلیة فیه نظر ظاهر بعد ان یکون تحته قمیص او نحوه مما یستر صدر الرجل وبطنه لا اساء ة فیه و عاتقاه مستورین وانما نهی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عما اذا صلی فی ثوب واحد ولیس علی عاتقیه مدة شئ ولاشك أن ارسال اثراف مثل الشابة من دون ان یزرأزرارها انما لیشبه السدل بنفس هیئته ولا تدخل فیه لوجود القمیص تحته وعدمه کما ان السدل سدل۔وان کان فوق القمیص ورایتنی کتبت علی هامشه ما نصه اقول النظر ان ظهر ففی کراهة التحریم اما التنزیهی فلا شك فی ثبوته۔والله تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

صح الجواب۔واللہ تعالیٰ اعلم

ریاض احمد سیوانی غفرلہ

مسئلہ-۳۳٦

فاسق کی امامت کا حکم! مفاسد کو دور کرنا مصالح سے اولیٰ ہے! واجب اور مکروہ تحریمی دونوں مقابل ہیں! ضروریات دین کا منکر کافر ہے! اہل اہواء کے پیچھے نماز ناجائز! مسائل شرعیہ غیر ضروری دینی کا منکر گمراہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) کہ ایک لڑکا ہمارے یہاں ہے جس کا نام عثمان علی ابن شرف الدین ہے وہ نہ تو کسی مدرسے میں

پڑھا نہ کسی مکتب میں تعلیم پائی غالبا اس نے تھوڑی سی اردو کی جانکاری حاصل کی اور ہندی اور انگریزی میں مٹرک پاس کیا ہے جس کی وجہ سے تھوڑا کچھ ادھر ادھر غلط سلط بول لیتا ہے اور وہ اپنے آپ کو مولوی کہلاتا ہے لیکن عربی کی جانکاری ان کے پاس بالکل نہیں ہے اور نہ مولوی کی ان کے پاس کوئی سند ہے اور وہ چاہتا ہے کہ میں بستی کا امام بنوں لیکن امامت کے جتنے شرائط ہیں ان میں سے ان کے پاس بہت کم ہے اور ان کے پاس بہت ساری چیزوں کی خامی ہے اور ان کی مالی حالت بھی اچھی نہیں ہے مزدور قسم کا آدمی ہے۔ اور دوسری بات رمضان شریف کے مہینے میں تھوڑا بخار آنے پر اس کو عذر بتا کر روزہ نہیں رکھتا اور نہ غریب مسکین کو کھانا کھلوا کر روزہ رکھواتا ہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ نہ وہ داڑھی رکھتا ہے، اور چوتھی بات یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو سنی حنفی کہلاتا ہے لیکن برابر دیوبندیوں کے گروہ میں رہتا ہے، پانچویں بات یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں اتنا نہ سمجھا سکتا ہے کہ وہ اپنی امی جان کو بازار سے روکے ان کی امی جان برابر بازار میں جا کر سودا وغیرہ بیچتی ہے، چھٹی بات یہ ہے کہ وہ شخص دیوبندیوں کے زور کرنے پر عید پڑھانے کیلئے تیار ہوا جب وہ بالکل آمادہ ہو گیا تو اس پر سنی حنفی آدمی کی جماعت سے کسی آدمی نے کہا ارے بھائی تم دیوبندیوں کی بات پر ایسا کیوں کرتے ہو تو اس پر اس شخص نے جواب دیا کہ میں کیا کروں، میں اپنی روزی روٹی کو ماروں؟ یہ کہہ کر اس شخص نے دیوبندیوں کی بات پر امام سنی حنفی کے موجودگی میں عید کی نماز پڑھائی تو علمائے شرع متین ایسے شخص کے بارے میں دلیل حوالہ نمبر کے ساتھ صاف صاف فرمائیں کہ یہ شخص کیسا ہے؟ اور اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے اور جو عید کی نماز پڑھائی وہ نماز ہوئی کہ نہیں ہوئی؟

المستفتی: محمد سعید الرحمان کیراف، محمد یونس،
مقام ہتھرایا پوسٹ گھرخا، وایا نواب گنج ضلع پورنیہ، بہار

الجواب

ایسے شخص کو ہرگز امام نہ بنایا جائے اس کے عقائد کی تحقیق کی جائے اگر وہ شخص دیوبندیوں کے عقائد کفریہ رکھتا ہے یا ان کے کفریات جانکر انہیں مسلمان جانتا ہے تو خود کافر ہے۔ اس کے پیچھے کوئی نماز صحیح نہیں جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں ان کا اعادہ ضروری ہے مگر عید کا اعادہ نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور اگر وہ دیوبندی بھی ثابت نہ ہو جب بھی لائق امامت نہیں اور اس کے فاسق ہونے میں شبہہ نہیں لہذا اس کی امامت مکروہ اور اسے امام بنانا گناہ ہے۔

غنیۃ میں ہے:

''لو قدموافاسقا یأثمون بناء علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم''

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی،فصل فی الامامة،ص۵۱۳،سهیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

''کل صلاة ادیت مع کراھة التحریم تجب اعادتها'' والمولیٰ تعالیٰ اعلم۔

[الدرالمختار ج ۲، کتاب الصلوٰة / باب صفة الصلوٰة ص ۱۴۸،۱۴۷،دارالکتب العلمیة بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۲۲/ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ-۳۳۷

جن لوگوں نے فاسق کو مصلی امامت پر بڑھایا، گنہ گار ہوئے! فاسق، فاسق کا بھی امام نہیں ہوسکتا! فساد کو دور کرنا مصلحت پر عمل کرنے سے بہتر ہے! فاسق کے پیچھے نماز نہ ہونے کی علت! جب کوئی لائق امامت نہ ہو تو تنہا تنہا نماز پڑھیں! ضروریات دین کا منکر کافر ہے! بدعتی کے پیچھے نماز جائز نہیں!

جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک ہال یعنی کمرہ میں ہم لوگ ہر مذہب وملت کے رہتے ہیں جس میں ۱۰،۱۲، مسلمان ہیں تو داڑھی والے کو امام بنا کر اس حال میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں جس وقت داڑھی والے نہیں رہتے ہیں تو بغیر داڑھی والوں میں سے کسی کو امام بنا کر نماز ادا کرتے تھے ایک صاحب نے فرمایا بغیر داڑھی والا امام نہ بنے جماعت قائم نہ کرے بلکہ جتنے بغیر داڑھی والے ہیں الگ الگ نماز ادا کریں یہ بات کہنے والے کہیں سے عالم فاضل تو نہیں ہیں داڑھی رکھے ہوئے ہیں اور ہم لوگ ادباً صوفی صاحب کہتے ہیں۔

ان کی بات پر اتفاق کر کے اس کے بارے میں مدرسہ ضیاء العلوم ٹکیہ پارہ ہوڑہ سے فتوی طلب کیا، صدر مدرسہ جناب مولانا کوثر صاحب امجدی بلیاوی نے یہ فرمایا بغیر داڑھی والوں میں جو بہتر ہو اس کو امام بنا کر نماز جماعت سے ادا کریں۔ اور داڑھی رکھنے کی کوشش کریں داڑھی رکھنی واجب ہے مگر صوفی صاحب اب بھی اپنے فیصلہ پر اٹل ہیں اور کہتے ہیں یہ فتوی میں نہیں مانتا یہ غلط لکھا ہوا ہے کسی کتاب کا حوالہ نہیں ہے۔ حالانکہ فتوی میں الجواب صحیح کر کے کئی علماء کے دستخط موجود ہیں پھر بھی انکار ہے۔

(۲) ایسا عقیدہ رکھنے والا جو اہل سنت و جماعت کے علماء کی باتوں (یعنی شرعی باتوں) کو نہ مانے ایسے آدمی کے بارے میں شرع کا کیا حکم ہے؟ وہ شخص کہیں امامت کر سکتا ہے کہ نہیں؟ اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے کہ نہیں؟ ان سوالوں کا جواب فقہ کی کتابوں سے ہو جس پر ہمارے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ متفق ہوں جواب سے نوازیں۔

مستفتی: محمد اقبال حسین صدیقی، ہوڑہ، کلکتہ

۱۵/دسمبر ۱۹۷۸ء

الجواب

صوفی صاحب مذکور نے صحیح مسئلہ بتایا واقعی داڑھی منڈے کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے یعنی پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے۔ غنیۃ میں ہے:

”لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم“

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، فصل فی الامامۃ، ص ۵۱۳، سھیل اکیڈمی]

ردالمحتار میں تبیین الحقائق سے ہے:

”وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا“

[ردالمحتار ج ۲، ص ۲۹۹، کتاب الصلوٰۃ / باب الامامۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت]

اور از آں جاں کہ نص مطلق بلا استثناء ہے اور قاعدہ کلیہ اصولیہ ہے کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہے گا لہذا اس صورت مسئولہ میں بھی وہی حکم مطلق جاری رہے گا اور فاسق کا اپنے جیسے فاسق پر مقدم ہونا بھی اسی اطلاق سے ممنوع ہوگا اور جماعت کیلئے تقدیم فاسق کی اجازت نہ ہوگی کہ جماعت کو برقول

راجح اگر واجب ہی مانیں تو فاسق کو مقدم نہ کرنا بھی واجب ہے اور جماعت قائم کرنا تقدیم فاسق سے اولیٰ نہیں بلکہ بموجب قاعدہ: "درء المفاسد اولیٰ من جلب المصالح"

[الاشباہ والنظائر ج ۱، القاعدۃ الخامسۃ للفن الاول، ص ۲۶۲، مطبع زکریا دیوبند]

مفاسد کو دور کرنا حصول مصالح سے اولیٰ ہے بلکہ متعین یہی ہے کہ فاسق کو امام نہ بنائیں کہ اس کی تقدیم میں اسکی تعظیم سے جو ضرر دینی ہے وہ حرمان ثواب جماعت سے بدرجہا زائد ہے بلکہ اس کے ساتھ ہونا اب جماعت تو کجا نفس نماز میں سخت اندیشہ ہے کہ فسق، احکام شرع سے لاپرواہی کا کھلا قرینہ ہے۔ اور ایسے سے کسی امر مفسد نماز کا ارتکاب بعید نہیں لاجرم فقہاء نے اس کی امامت مکروہ ہونے کی یہ علت بھی افادہ فرمائی غنیۃ میں عبارت مذکورہ سے مقید فرمایا:

"لعدم اعتناءہ بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه فلا یبعدمنه الاخلال ببعض شروط الصلوٰة وفعل ماینافیهابل هو الغالب بالنظر الی فسقه"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص ۵۱۴، ۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سہیل اکیڈمی لاہور پاکستان]

تو بحمدہ تعالیٰ فتویٰ اسی پر ہے جو پہلے گزرا اور مزید اطمینان کے لیے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی یہ تصریح حاضر ہے فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں:

"جب مبتدع یا فاسق معلن کے سوا کوئی امام نہ مل سکے تو منفرداً پڑھیں کہ جماعت واجب ہے اور اس کی تعظیم ممنوع بکراہت تحریم اور واجب و مکروہ تحریمی دونوں ایک مرتبے میں ہیں"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) مسائل شرع میں ضروریات دین کا منکر کافر بے دین ہے اس کے پیچھے نماز باطل محض ہے ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ کا ارشاد ہے: "ان الصلوٰة خلف اهل الاهواء لاتجوز"

[فتح القدیر، ج ۱، ص ۳۶۰، فصل فی الامامۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت]

اور ان کے سوا دیگر مسائل کا منکر گمراہ ہے اسے امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۲۲/محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

الجواب صحیح۔ سوال نمبر ۲ میں شرعی باتوں سے مراد اگر مدرسہ ضیاء الاسلام کا وہ فتویٰ ہے جس میں

داڑھی منڈے کو امام بنانے کی اجازت دی ہے تو چونکہ وہ فتویٰ غلط ہے اس کو نہ مانا تو ٹھیک کیا اس کو نہ ماننا ہی چاہیے تھا۔ اس کو نہ ماننے والے پر کوئی الزام نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ثم رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد احمد جہانگیر غفرلہ شیخ الحدیث

منظر اسلام بریلی شریف

۲۲ر محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

مسئلہ-۳۳۸

فسق وفجور میں مبتلا کو امام بنانا گناہ! فاسق کو آگے بڑھانے والے گنہ گار ہیں! کراہت پر مشتمل نماز کا اعادہ واجب ہے!

بخدمت گرامی حضرت مفتی صاحب قبلہ! السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ ہمارے قصبہ کھمنور ضلع اودے پور میں ایک مسجد ہے۔ برسہا برس سے نماز پنجگانہ وجمعہ وغیرہ ہوتا آرہا ہے۔ ابھی موجودہ امام فاسق صرف نماز پڑھانے کے لیے عارضی طور پر داڑھی رکھالی ہے اور حد شرع سے کم ہے۔ شراب پینا گانجا پینا اور پیسہ لیکر جھوٹی گواہی دینا عام بات ہے۔ نیز ان میں کوئی علمی قابلیت نہیں ہے۔ کیا ایسے آدمی کو امام بنانا درست ہے۔ کیا اس کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے۔ جو لوگ اس امام کو اپنی ضد کی وجہ سے امام رکھیں ان لوگوں کے لیے کیا حکم ہے۔ پہلی فرصت میں جواب مرحمت فرمائیں اور اس امام نے نس بندی بھی کرا رکھی ہے۔ کیا اس کی اقتدا درست ہے؟ فقط

المستفتی: جہانگیر خاں صدر نیو انجمن کمیٹی کھمنور۔ اودے پور

الجواب

اگر واقعی وہ امام علانیہ فسق و فجور میں مبتلا ہے تو اسے امام رکھنا گناہ ہے اور اس کی اقتدا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہے غنیۃ میں ہے:

"لو قدموا فاسقایأثمون"

[غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلی، فصل فی الامامۃ، ص ۵۱۳، سہیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:''کل صلوٰۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا'' واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج ۲، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ص ۱۴۸،۱۴۷، دار الکتب العلمیہ بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۱۵؍ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی عبد الرحیم بستوی غفرلہ

مسئلہ۔ ۳۳۹

سجدۂ قبر حرام ہے، شرک بتانا غلط ہے! سجدۂ قبر کی تعریف! مسلمان کے حق میں بدگمانی جائز نہیں! کسی مسلمان کو اس وقت تک کافر نہیں کہہ سکتے جب تک اس کے قول و فعل کو عمل حسن کی طرف پھیرنا ممکن ہو!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ھٰذا میں کہ:

پیش امام جامع مسجد گڑھ کی طبیعت علیل ہوگئی انہوں نے عام مسلمانوں کے سامنے پیش امام جامع مسجد گڑھ کو نماز عید پڑھانے کی اجازت دی سبھی لوگوں نے منظور کرلی اور سبھی لوگ عیدگاہ پہنچے اور بکر بھی عیدگاہ گئے۔ صف بندی ہوگئی پیش امام مصلے پر گئے تو فوراً بکر صف سے نکل کر باہر چلے گئے۔ عید کے دوسرے روز لوگوں نے بکر سے پوچھا کہ عیدگاہ سے کیوں نکل گئے تو انہوں نے کہا کہ پیش امام جامع مسجد نے کہا تھا کہ اجمیر شریف جانا شرک ہے پیش امام سے دریافت کیا گیا تو ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم نے اجمیر شریف جانا شرک نہیں کہا۔ اجمیر شریف جانا مستحب ہے بلکہ قبر کا سجدہ کرنا شرک ہے، بکر گواہ پیش کرتا ہے، پیش امام کا کہنا ہے کہ قرآن شریف لیکر کہہ دے کہ ہم نے ایسا کہا ہے تو توبہ کرنے کو تیار ہوں بکر کہتا ہے کہ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا ناجائز ہے اور یہاں تک کہ نوبت ہوگئی ہے کہ موت مٹی میں بھی شریک نہ ہوتا ہے بڑی نااتفاقی پیدا ہوگئی لہٰذا بکر اور پیش امام دونوں کے لیے قرآن شریف کی روشنی میں مکمل جواب مرحمت فرمائیں تاکہ آپس میں سبھی لوگ اور پوری جماعت ایک ہو جائے

مستفتی: غلام رسول علی مقام و پوسٹ گڑھ ضلع ریوا۔ ایم پی

الجواب

فی الواقع اگر اس بات کا جو درج سوال ہوئی شرعی ثبوت نہیں ہے تو امام پر اس وجہ سے الزام نہیں مگر امام کا اقرار سوال میں تحریر ہوا کہ قبر کو سجدہ کرنا شرک ہے امام کا یہ دعویٰ غلط ہے۔سجدۂ تحیت ہماری شریعت میں حرام ہے۔شرک نہیں اور قبر کو سجدہ کوئی نہیں کرتا۔عوام بوسہ ضرور دیتے ہیں جسے وہابیہ براہ جہالت سجدہ بتاتے اور بے باکانہ سنیوں کو مشرک ٹھہراتے ہیں سجدہ پیشانی زمیں پر رکھنے کا نام ہے اور یہ بہ نیت عبادت خاص خدا کے لیے ہے اور بہ نیت تعظیم اگلی شریعتوں میں بندگان خدا کے لیے جائز تھا اور ہماری شرع میں حرام ٹھہرا تو بالفرض اگر کوئی جاہل قبر کو سجدہ کرتا ہے تو حرام کا مرتکب ہوتا ہے اسے مطلق مشرک گردانا بدگمانی ہے جو حرام اور وہابیہ زمانہ کا کام ہے ہم اہل سنت مسلمانوں پر بدگمانی روا نہیں رکھتے بلکہ ان کے قول وفعل کو محمل حسن پر محمول کرتے ہیں۔

درمختار میں ہے:

”لانا لا نسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی “

[الدر المختار، ج۹، کتاب الذبائح، ص۴۴۹، دار الکتب العلمیہ بیروت]

ردالمحتار میں ہے:

”لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ اوفعلہ علی محمل حسن أو کان فی کفرہ خلاف ولو روایۃ ضعیفۃاھ“

[ردالمحتار، ج۹، کتاب الذبائح، ص۴۴۹، دار الکتب العلمیہ بیروت]

امام مذکور کے عقیدہ کی تحقیق کی جائے کہیں وہابی تو نہیں بعد ثبوت وہابیت اس سے شدید احتراز لازم۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں قادری ازہری غفرلہ

۱۴/رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

صح الجواب۔واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ

مسئلہ-۳٤٠

داڑھی منڈانا حرام اور مشابہت کفار ہے! مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ، مونچھیں پست کرو! بدکار لائق امامت نہیں! فاسق کی تعظیم حرام، اہانت واجب! فاسق کی ابتدا مکروہ تحریمی، نماز واجب الاعادہ! فاسق کی اذان مکروہ تحریمی، قابل اعادہ! فاسق کبھی کوئی خبر دے تو تحقیق کرلو! جو اذان دے وہی اقامت کہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

داڑھی کتروانے والے اور منڈانے والے سے اذان و اقامت پڑھوانا کیسا ہے؟ نیز قابل امامت ہے کہ نہیں؟ مع حوالہ کتب جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد ساجد الرحمٰن

مدرسہ رحیمیہ اہل سنت والجماعت دھونرا، ضلع بریلی

الجواب

داڑھی منڈانا حرام ہے اور مشابہت کفار انام ہے۔

حدیث میں ہے:

"خالفوا المشركين وفروا اللحى وأحفو الشوارب"

[صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب تقلیم الاظفار، ص ۸۷۵، مجلس برکات]

یہودی اور مجوسیوں کی مخالفت کرو مونچھیں پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ درمختار میں ہے:

"یحرم علی الرجل قطع لحیتہ"

[درمختار، ج۹، ص ۵۸۳، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبرا وغیرہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

بدکار و مرتکب لائق امامت نہیں غنیۃ میں فتاوی حجہ سے ہے:

"لو قدموا فاسقا یأثمون"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، فصل فی الامامۃ، ص ۵۱۳، سہیل اکیڈمی]

اسے امام بنانا گناہ کہ شرعا اس کی تعظیم حرام اور اہانت واجب ہے۔
ردالمحتار میں ہے:

"وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا"

[ردالمحتار ج ۲، ص۲۹۹، کتاب الصلوٰۃ / باب الامامة دار الکتب العلمیة بیروت]

اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، درمختار میں ہے:

"کل صلوٰۃ ادیت مع کراهة التحریم تجب اعادتها"

[الدر المختار، ج۲، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، ۱٤۸، ۱٤۷، دار الکتب العلمیه بیروت]

اذان اس کی مکروہ تحریمی ہے جس کا شرعا اعتبار نہیں کہ فاسق کی خبر پر دیانات میں اعتماد نہیں۔
قال تعالیٰ: ﴿یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا إِن جَاءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَیَّنُوا﴾

[سورۂ حجرات ۔ آیت ۔ ٦]

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو۔
لہذا درمختار میں ہے:

"جزم المصنف بعدم صحة اذان مجنون ومعتوه وصبی لا یعقل قلت :وکافر وفاسق لعدم قبول قوله فی الدیانات"

[الدر المختار ج ۲، کتاب الصلوٰۃ / باب الاذان، ص ۱٦، دار الکتب العلمیة بیروت]

ازآں جاں اگر فتنہ کا خوف نہ ہو، تو اذان کے اعادہ کا حکم ہے اقامت بھی اس سے نہ کہلائی جائے بلکہ جو عادل اذان دے اسی کو اقامت کہنا اولیٰ ہے۔ حدیث میں ہے:

"من أذّن فهو یُقیم"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[ترمذی شریف، ج۱، ص۲۸، ابواب الصلوٰۃ، مجلس البرکات]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

لقد اصاب من اجاب
قاضی عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

مسئلہ-۳۴۱

سنیما دیکھنا حرام ہے، یونہی داڑھی منڈانا! سنیما دیکھنے والا فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا گناہ ہے! فاسق کی اقتدا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:
ایک حافظ قرآن ہے وہ سنیما دیکھتا ہے اور داڑھی کترواتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟
اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔
المستفتی: محمد حسین محلہ باغ احمد علی تالاب، ضلع بریلی شریف

الجواب

سنیما دیکھنا حرام بدکام بدانجام ہے یونہی حد شرع سے داڑھی کم کرانا بھی حرام اور علانیہ ان جرائم کا مرتکب فاسق معلن اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ غنیۃ میں ہے:

”لو قدموا فاسقا یأثمون“

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی،فصل فی الامامة،ص۵۱۳،سهیل اکیڈمی]

اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے۔

درمختار میں ہے:

”کل صلوٰة ادیت مع کراهة التحریم تجب اعادتها“ واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار،ج۲،کتاب الصلوٰة،باب صفة الصلوٰة،۱۴۸،۱۴۷،دار الکتب العلمیه بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۷/رمضان المبارک،۱۴۰۰ھ

مسئلہ-۳۴۲

ولد الزنا لڑکی سے نکاح کرنا جائز، نکاح کرنے والا لائق امامت ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ایک لڑکی جو ولد الزنا ہے، اس سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی عالم دین اس لڑکی سے شادی کرے تو اس عالم دین کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ اور وہ عالم دین امامت کا حق رکھتا ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتاب و شریعت مطہرہ بین حکم سے آگاہ کریں۔

المستفتی: محمد رئیس الدین صاحب
ساکن بھٹا، ضلع اتر دیناج پور، بنگال

الجواب

جائز ہے اور اس وجہ سے ناکح کی امامت ممنوع نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
شب، ۲۷/ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ

مسئلہ-۳۴۳

شراب پلانا، عورتوں کو عیش کا سامان بنانا فسق ہے اور فاسق لائق امامت نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ببو ویلڈر محنت سے کماتا ہے اور اُن روپوں سے سرکاری افسروں کو شراب پلاتا ہے، غریب عورتوں کو اپنے چنگل میں پھنسا کر سرکاری افسروں کے لئے عیش کا سامان مہیا کراتا ہے تاکہ سرکاری کاموں میں زیادہ سے زیادہ بل بنا کر روپیہ وصول کیا جائے۔ تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کے یہاں کسی نمازی کا دعوت کھانا کیسا ہے؟ برائے مہربانی مسئلہ سے آگاہ فرمائیں۔ ایک عورت کو اس کے آدمی سے الگ کرا کے اس سے زنا کراتا ہے، اس کی امامت جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی: محمد اقبال خاں
محلہ کچہری گلی دھول پور، ضلع دھول پور، راجستھان

الجواب

سوال زید، عمرو وغیرہ ناموں سے کرنا چاہئے کہ یہی ادب سوال ہے، اگر فی الواقع اس شخص پر

جرائم مندرجہ شرعاً ثابت ہیں تو وہ فاسق معلن ہے، اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس سے بچنا لازم ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۱۸؍ربیع الاول ۱۴۰۴ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۴۴

غیر شادی شدہ کی امامت جائز ہے!

محترم جناب مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعد سلام کے عرض ہے کہ میں آپ کو ایک تکلیف دینا چاہتا ہوں، امید کہ آپ اپنے کثیر مشاغل کے باوجود مجھ پر کرم فرما کر جواب سے نوازیں گے۔ عین نوازش ہوگی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں جو حسب ذیل ہے:

غیر شادی شدہ کے پیچھے نماز جائز ہے کہ نہیں؟ زید بے وطن، بے چارہ و بے بس ہے اور بے گھر بھی ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ زید غیر شادی شدہ ہے، کیا زید کے پیچھے نماز جائز ہوگی کہ نہیں؟

شبیر بکڈ پو، ایم مظہر ٹولہ، صاحب گنج، سنتھال پرگنہ

الجواب

جائز ہے جبکہ لائق امامت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۱۲، صفر المظفر ۱۳۹۸ھ

صح الجواب۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۴۵

داڑھی قدر قبضہ سے کم کرنا حرام ہے، قبضہ بھر داڑھی سنت ہے! حرام کا مرتکب فاسق معلن ہے اور فاسق لائق امامت نہیں، اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازیں واجب الاعادہ ہیں! جمعہ کے لئے اگر غیر فاسق امام نہ ملے تو فاسق کی اقتدا کی اجازت ہے! بدمذہب کی اقتدا جائز نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین خصوصاً حضور مفتی اعظم ہند اس مسئلہ کے بابت کہ:

امام شافعی کے ماننے والے اور زور سے آمین کہنے والے امام کہ جن کی داڑھی چھوٹی ہے یعنی کہ نہیں کے برابر ہے، ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور جمعہ اور عیدین کی نماز کس طرح ادا کریں جب کہ عرب ممالک میں میرا ایک سال کا مسکن ہے۔ جواب بحکم شرع مفصل مہر اور ثبوت کے ساتھ ارسال کریں۔ فقط

المستفتی: پٹن خاں قادری نوری مصطفوی، ملک اردن

الجواب

داڑھی منڈانا یا حد شرع (کہ قدر قبضہ ہے) سے کم کرانا حرام ہے۔

درمختار میں ہے:

"یحرم علی الرجل قطع لحیته"

[الدر المختار، ج۹، ص۵۸۳، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیره، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اسی میں ہے:

"والسنة فیها القبضة"

[الدر المختار، ج۹، ص۵۸۳، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیره، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اسی میں ہے:

"اما الأخذ منها وهی دون ذلك کما یفعله بعض المغاربة و مخنثة الرجال فلم

بجه احدو أخذ كلها فعل يهود الهند و مجوس الأعاجم"

[الدر المختار، ج۹، ص۳۹۸، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده،

دار الكتب العلمية، بيروت]

اوراس کا مرتکب فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے۔ غنیۃ میں ہے:

"لوقدموا فاسقا ياثمون بناءً على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم"

[غنية المستملى شرح منية المصلى، ص۵۱۳، فصل فى الامامة، مطبع سهيل اكيڈمى]

اوراس کی اقتدا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ۔

درمختار میں ہے:

"كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها"

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، مطبع دار الكتب

العلمية، بيروت]

جمعہ وعیدین میں جبکہ دوسرا امام باشرع کہیں نہ ملے تو اس غیر متشرع کی اقتدا میں حرج نہیں مگر یہ حکم اس وقت ہے جبکہ امام سنی صحیح العقیدہ ہو اور اگر وہابی غیر مقلد یا کوئی بدمذہب ہو تو اس کی اقتدا ہرگز جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۴؍رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

مسئلہ: ۳۴۶

ایک امام صاحب کی چھٹیوں کے متعلق سوال! دروغ گوئی کا شرعی ثبوت نہ ہو تو مدعا علیہ کی بات پر اعتماد کریں! بے دلیل شرعی کسی کو وعدہ خلاف کہنا، اقتدا سے رکنا گناہ!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک امام صاحب دو ماہ کی چھٹی پہ مکان گئے، امام صاحب کی طبیعت مکان جانے سے قبل کافی

خراب ہوگئی، مکان جاتے وقت کچھ سنبھل گئی، مکان پہ جاکے طبیعت کافی ٹھیک ہوگئی، چھٹی پوری ہونے سے پہلے پھر طبیعت کافی خراب ہوگئی جس کی وجہ سے امام صاحب اپنے وقت پر نہ پہنچ سکے اور خطوط ذمہ دار لوگوں کو برابر لکھتے رہے کہ میں فلاں تاریخ کو آرہا ہوں، فلاں تاریخ کو آرہا ہوں اور وعدہ پر نہیں پہنچتے تھے اس وجہ سے کہ طبیعت کچھ سنبھل جاتی تھی تو امید کے پیش نظر امام صاحب لکھ دیتے تھے کہ میں انشاء اللہ فلاں تاریخ کو پہنچنے کی کوشش کروں گا لیکن تاریخ متعینہ سے پہلے طبیعت زیادہ خراب ہوجاتی اور امام صاحب سفر انتہائی مجبور ہوکر کینسل کردیتے، وقت پر نہ پہنچنا یہ سب انتہائی مجبوری کے تحت ہوا، اب اس بات کو ذمہ دار لوگوں میں سے ایک دو اشخاص نے وعدہ خلافی پر محمول کرلیا اور کہہ دیا کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں۔ لہٰذا آپ امام صاحب کی مجبوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے جواب سے نوازیں۔
کیا واقعی امام کے پیچھے نماز نہیں ہوگی؟ جبکہ کمیٹی والوں نے میٹنگ میں پاس کرکے امام صاحب کو لکھا تھا جب تک آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہوجاتی اس وقت تک آپ مکان ہی پہ علاج کروائیے، جب مکمل صحت یاب ہوجائیے گا تو آئیے گا اور امامت کے فرائض انجام دیجئے گا، آپ کی عدم موجودگی میں امامت عارضی طور پر کوئی امام کرے گا۔ اب امام صاحب آگئے، ان کے پیچھے شہر کے تمامی لوگ نماز پڑھتے ہیں سوائے چند آدمیوں کے۔ حضور والا سے گزارش ہے کہ بہت جلد جواب بھیج دیں۔ فقط والسلام

المستفتی: بسم اللہ

کیراف بڑی مسجد، ہوگلی-712125

الجواب

فی الواقع اگر امام کے دروغ پر کوئی دلیل شرعی نہیں تو اس کی بات پر اعتماد لازم ہے اور بے وجہ شرعی اسے وعدہ خلاف گرداننا اور اس کی اقتدا سے باز رہنا گناہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۹/ذیقعدہ ۱۴۰۲ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۴۷

امام صاحب کے فاسق کا تفصیل سوال اور اجمالی جواب! فاسق کو امامت کے لئے بڑھانا حرام ہے! جو نماز کراہت تحریمی پر مشتمل ہو، واجب الاعادہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید ایک مسجد میں ۱۱؍سال سے امامت کر رہا ہے، اس کے علاوہ مسجد اور مسجد سے ملحق مدرسہ عربیہ کا انتظام بھی متولی کی اجازت سے کرتا ہے، مسجد میں کوئی آمدنی کا ذریعہ نہ ہونے اور ضروریات مسجد کو پورا کرنے کی غرض سے امام زید نے متولی کی اجازت سے اپنا حجرہ عمرو کو اس شرط کے ساتھ دے دیا کہ جب مسجد میں موجود رہو تو نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہوگا۔ اس کی پابندی ۸؍سال تک عمرو اس طرح کرتے رہے کہ نماز تو جماعت کے ساتھ ادا کرتے رہے لیکن کئی ایسے کام غلط اور نا مناسب کرتے رہے جن سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے، یعنی اپنے ساتھ شکمی کرایہ دار بسالینا، مسجد کی چھت پر رضائی، چادر، دیگر کپڑے پھیلانا، مسجد کے فرش پر دھلے ہوئے کپڑے پھیلانا، بعدہٗ ان کپڑوں کو فرش ہی پر استری کرنا، اسی فرش پر گیہوں، چاول وغیرہ چننا اور صاف کرنا، وضو کی نالی میں جھوٹے برتن دھونا ملنا اور راکھ و ریت وغیرہ نالی میں گرانا، سبزی ترکاری، پان وغیرہ اسی نالی میں دھونا اور کچرہ نالی میں گرانا، وضو کی جگہ کپڑے دھونا جبکہ غسل خانہ الگ بنا ہوا ہے۔ ان سب غلط کاموں کو امام زبانی و تحریری نوٹس کے ذریعہ روکتا رہا۔ اب چار چھ ماہ سے ان تعلیم یافتہ کرایہ دار عمرو نے ظہر کی نماز ترک کر کے حجرے میں کتاب اخبار وغیرہ پڑھنا یا سونا اور فجر کے وقت جبکہ گرمی کی وجہ سے مسجد کے صحن (فرش) پر جماعت ہوتی ہے، کرایہ دار عمرو فرش سے ملحق جوتے اتارنے کی جگہ پر چارپائی پر پڑے سوتے رہتے اور کروٹ بدلتے رہتے ہیں اور جماعت ہوتی رہتی۔ امام و مصلیان اس کی بے حیائی اور مسجد کی و نماز کی بے حرمتی کو برداشت نہ کر کے چہ میگوئیاں کرنے لگے، امام نے مصلیان کی اس ناراضگی میں نماز کی بے حرمتی کو روکنے اور عمرو اور دیگر کرایہ داران کی عادت چھڑانے و گناہ سے بچانے کے لئے عمرو کے چولھے کے پاس کی دیوار میں کوئلے سے لکھ دیا کہ اگر آپ لوگوں نے اس عادت کو جلد ترک نہ کیا تو کوئی نمازی کسی وقت آپ کے خلاف ایسی سخت کارروائی کر سکتا ہے جو آپ کے لئے تکلیف دہ نقصان دہ اور پریشان کن ہو سکتی ہے۔ دوسرے دن بارش

ہو جانے سے کہ پانی سے کوئلے سے لکھا ہوا نوٹس دھل گیا، جو باقی رہا وہ مٹوا دیا گیا اور اب امام کے خلاف سازش کی کارروائی سوجھی یعنی امام کو ہٹا کر من موجی کرنے کی آزادی ہو جائے۔ چنانچہ دوسرے دن دو کرایہ دار عارضی مؤذن جو کہ امام کا اٹھارہ سال کا لڑکا ہے اور عمرو کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی، بحث مباحثہ ہوا جو اُن لوگوں کے تحریری بیان منسلکہ سے معلوم کیا جائے، اس کے بعد ہی دوسری مرتبہ میں عمرو نے امام سے عارضی مؤذن یعنی ان کے لڑکے کی شکایت کی کہ آپ کے لڑکے نے قرآن شریف کی بابت ایسے لفظ کہہ ڈالے جس سے اس کا تجدید ایمان اور دوبارہ نکاح ضروری ہے اور اگر آپ نے اپنے لڑکے سے ایسا نہ کرایا تو آپ کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ امام نے جواب دیا کہ میں نے آپ کی بات سن لی لیکن آپ کی بات کی تائید نہیں کر سکتا اور میں خوب جانتا ہوں کہ آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں امام کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں ہے کہ اگر کوئی شخص تمہارے پاس آکر کسی کی بُرائی کرے تو بلا تصدیق لئے ہوئے اس آدمی سے مت الجھ پڑو کہ بعد میں تم کو پچھتانا پڑے۔ اب عمرو مصلیان اور اہل مجلس میں امام کے خلاف خوب پروپیگنڈہ امام کے ہٹانے کا شروع کیا جبکہ اکثر مصلیان بچشم عمرو کی بے حیائی و گمراہی دیکھ چکے ہیں۔

ان حالات مندرجہ بالا اور مؤذن کے بیان کی روشنی میں شرعی احکامات کیا عائد ہوتے ہیں؟

(۱) عمرو حجرہ کا کرایہ دار ہو کر وعدہ کی خلاف ورزی مسجد و مصلیان کی بے حرمتی کرے اور قصداً نماز ترک کرے جبکہ دیگر افراد کے قول کے مطابق وہ عالم دین ہے اور عالم دین قوم کی اصلاح کے لئے تعلیم حاصل کرتا ہے یا قوم کو گمراہ کرنے کے لئے؟ شرعی حکم کیا عائد ہوتا ہے؟

(۲) عمرو نے سازش کے تحت بہت چالاکی سے عارضی مؤذن کو زد میں لانے کی اور زد میں لے آکر اس کو خاموش ہونے پر مجبور کیا جبکہ عربی مدرسہ کے بچوں کو نماز، روزہ، فاتحہ، کلمے، ضروری دعائیں یاد کراتا سمجھاتا اور قرآن پاک کی تعلیم دیتا ہے۔ لہٰذا مؤذن پر کیا شرعی حکم عائد ہوتا ہے؟

(۳) عارضی مؤذن کی آڑ لے کر امام کو ہٹانے کی سازش اور پروپیگنڈہ ہوتے ہوئے امام پر کیا شرعی حکم عائد ہوتا ہے؟

المستفتی: فیاض حسین (بقلم خود)

بازار بکن گنج، کانپور، ۱۳؍رجب المرجب ۱۳۹۷ھ

الجواب

(۱،۲،۳) صورت مسئولہ میں اگر فی الواقع عمرو کے یہ افعال شرعاً ثابت ہیں تو بہت سخت گنہگار ظالم جفا کار حق اللہ وحق العبد میں گرفتار ہے اور جو واقف حال اس کا شریک و معاون ہو، وہ اسی کی رسی میں گرفتار ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے۔ غنیّۃ میں ہے:

"لوقدموا فاسقا یأثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سہیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

"کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا" واللہ تعالیٰ اعلم

[الدرالمختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دارالکتب العلمیۃ، بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۹؍رجب المرجب ۱۳۹۷ھ

مسئلہ-۳۴۸

علما پر لعن طعن کرنا مقصد خبیث پر مشتمل ہے! عالم کی عظمت قرآن میں مذکور! علماء انبیاء کے وارث ہیں!

بخدمت جناب حضور مفتی اعظم ہند قبلہ وکعبہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ پر کہ:

ہمارے محلہ کالا تالاب کی مسجد میں فضل الرحمٰن نام کا ایک شخص امامت کرتا ہے جس نے ۳۰؍جولائی بروز جمعہ مسجد میں جمعہ کے وقت مائک پر یہ الفاظ بیان کئے: میں نے ہندوستان کے بڑے بڑے علماء کو دیکھا ہے جو راتوں کو تقریر کرتے ہیں اور صبح کو پڑے رہتے ہیں، نہ نمازیں پڑھتے ہیں نہ روزے رکھتے ہیں، اس لئے سنی علماء کی تقریریں بے اثر ہو گئی ہیں۔ مسجد میں اس وقت مولانا نیاز القادری

صاحب بھی تشریف فرماتھے، امام جب علماء پر دشمنی کی بھڑاس نکال چکا تو مولانا نے مائک پر فرمایا کہ اس طرح علمائے کرام کی توہین کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے کیونکہ علما دین کے ستون ہوتے ہیں اور مولانا موصوف نے قرآن مقدس کے ۲۲ر پارے کی آیت ''إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ'' (بے شک اللہ سے ڈرتے ہیں اس کے بندوں میں علم والے) پڑھ کر سنائی اور اس آیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: علما دین کے ستون ہیں، دین کے نشان ہیں اور دین کے نشان کی تعظیم ہر مسلمان پر فرض ہے۔اس کے بعد امام کا ایک ساتھی (جو فاسق معلن ہے) نماز کے بعد مسجد ہی میں مولانا صاحب کو ماں اور بہن کی گالیاں بکنے لگا، مولانا صاحب تو صبر کر کے مسلمانوں کے ساتھ مسجد سے باہر تشریف لے آئے اور احباب اہلسنت کے ساتھ گھر کو چلے گئے لیکن اس معاملہ کو لے کر فتنہ پرداز بدعقیدہ لوگوں نے ٹھٹھہ بنالیا۔لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہیں کہ:

(۱) کیا ایسے علماء دشمن شخص کے پیچھے سنی مسلمانوں کی نماز ہو جائے گی؟ اگر نہیں تو ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲) علمائے کرام کی شان عظمت پر چند دلائل بھی تحریر فرمائیں، تا کہ عامۃ المسلمین میں فتنہ کو روکا جائے۔

مرسلہ: سید عابد علی (کرانہ مرچنٹ)

نہر کے پاس رنگ تالاب، کوٹہ نمبر 1 (راجستھان)

الجواب

(۱) شخص مذکور کے بیان سے ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ سنیوں کو اُن کے علماء سے متنفر و بیزار کرنا چاہتا ہے۔ یہ ایک مقصد خبیث ہے جو اس کی فساد نیتی اور سنی علماء سے بغض و عداوت پر دال ہے۔اس کے عقائد کی تحقیق کی جائے کہیں وہابی یا دیوبندی تو نہیں؟ اور بعد تحقیق بدعقیدگی اس سے شدید احتراز لازم۔اور اب کہ اس کی سنیت میں شک واقع ہو گیا ہے، اس کی اقتدا اس کا حال کھلنے تک موقوف رکھیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) سچے عالم کی عظمت شرع میں بہت زائد اور اس کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔

قال تعالیٰ: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ اے محبوب کیا عالم و

غیر عالم برابر ہیں؟

[سورۃ الزمر-۹]

وقال تعالیٰ:

﴿أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ اے ایمان والو! اللہ و رسول اور اپنے میں سے حکم والوں کی اطاعت کرو۔

[سورۃ النساء-۵۹]

''اولی الأمر'' سے مراد ایک جماعت مفسرین کے قول پر علماء مراد ہیں۔ وقال تعالیٰ:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾ اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں اور ان کے جنہیں علم دیا گیا، درجے بلند فرمائے گا۔ [سورۃ المجادلہ-۱۱]

وقال علیہ السلام: ''العلماء ورثه الانبیاء''۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثانی، ص ۳۴، مجلس برکات، مبارکپور]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۹/ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

لقد اصاب من اجاب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۴۹

امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے، مقتدی قرأت کے وقت خاموش رہے! جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو! بے محل لقمہ مفسد نماز ہے! جو نماز میں شریک نہیں اس کا لقمہ لینا مفسد نماز ہے! خلاف ترتیب پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) پیش امام صاحب نے عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے نیت کا اعلان کیا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا کہ جس کو جو سورت یاد ہو، پڑھیں، تو کیا نماز میں مقتدی بھی قرأت کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) پیش امام سورۂ یوسف ''من الغافلین'' تک پڑھ گئے اور اس کے بعد سورۂ بقرہ پڑھنا شروع کردیا۔ ایک شخص نے اللہ اکبر کہا، رکوع نہیں کیا، دوبارہ کیا پھر رکوع نہیں کہا، تیسری مرتبہ ''واذ قال یوسف'' پڑھ کر لقمہ دیا پھر وہ پکڑ کر پڑھنا شروع کیا۔ کیا ان تمام حالات میں سجدۂ سہو واجب ہوا یا نہیں؟ اور ہوا تو سجدہ سہو بھی نہیں کیا۔ اب اس نے واجب کو ترک کیا، اب اس پر کیا عائد ہوگا؟

(۳) سجدۂ سہو بھی نہیں کیا اور نماز بھی نہیں دہرائی اور ممبر پر کھڑے ہوکر یہ کہہ دیا کہ کثیر جماعت میں سجدۂ سہو نہیں ہوتا ہے۔ ان تمام حالات میں اس پیش امام پر کیا عائد ہوگا؟ قرآن وحدیث سے جواب تحریر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی

سائل: محمد احسان، گوبند گڈھ

الجواب

(۱) امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے۔ حدیث میں ہے:

''قرأة الامام له قرأة''

[مؤطا امام محمد ،باب القرأة فی الصلاة خلف الامام ،ص۹۸ ،مجلس برکات مبارکپور]

لہٰذا مقتدی کو امام کی قرأت کے دوران سکوت کا حکم ہے۔

قال تعالیٰ: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝﴾

[سورۃالاعراف–۲۰٤]

امام جس نے مقتدیوں کو قرأت کا حکم دیا، یا جاہل نادان ہے یا غیر مقلد سرغنۂ گمراہان ہے۔ اور ظاہر یہی دوسرا احتمال ہے اور بہر تقدیر وہ لائق امامت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) صورت مسئولہ میں مقتدی نے لقمہ بے محل دیا، اور بے محل لقمہ مفسد نماز ہے تو جب اس نے لقمہ بے محل دیا، نماز سے خارج ہوگیا اور خارج سے تلقن مفسد نماز ہے۔ لہٰذا امام نے اگر معاً بغیر تفکر وتوقف اس کے لقمہ کو لے لیا تو امام کی بھی نماز گئی اور سب کی گئی اور کچھ توقف کرکے اپنی رائے سے قرأت شروع

کی تو نماز ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) امام نے یہ صحیح کہا کہ کثیر جماعت میں سجدۂ سہو نہیں مگر صورت مسئولہ میں اس پر سجدۂ سہو خلاف ترتیب پڑھنے سے واجب نہیں ہوا، کہ خلاف ترتیب پڑھنا مکروہات قرأت سے ہے نہ کہ مکروہات صلاۃ سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۵؍محرم الحرام ۱۳۹۹ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تحسین رضا غفرلہٗ

مسئلہ-- ۳۵۰

نابینا کی امامت جائز ہے! فاسق و بدعقیدہ کو امام بنانا جائز نہیں!

بخدمت جناب عالی حضرت علامہ الحاج مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گزارش خدمت مبارکہ میں یہ ہے کہ میں نابینا ہوں اور مجھ کو داڑھی ہے، اور دوسرے لوگ جو مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں ان سبھی لوگوں کی داڑھی نہیں ہے (داڑھے منڈے) بے داڑھی والے ہیں اور وہ لوگ چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کے پیچھے نماز نہیں ہوگی، آپ ہم لوگوں کے پیچھے نماز پڑھیں۔ اور انہیں لوگوں میں ایک آدمی داڑھی تو رکھتا ہے لیکن اس کا عقیدہ درست نہیں ہے۔

مستفتی: عبدالحلیم شہسرامی

الجواب

اگر آپ صحیح القرأت، صحیح الطہارت، فسق وفجور علانیہ سے متبری ومجتنب ہیں اور دوسرا کوئی اہل امامت موجود نہیں، تو امامت کے لئے آپ ہی متعین ہیں۔ ان لوگوں کا خیال کہ نابینا کے پیچھے نماز نہ ہوگی، غلط ہے، توبہ کریں اور فاسق اور بدعقیدہ کو امام بنانا ہرگز جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۴؍شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ

مسئلہ-۳۵۱

متنفل کے پیچھے مفترض کی نماز نہیں ہوتی! ایک امام عید کی دو جماعتیں کرا سکتا ہے یا نہیں؟ غیر مقلد کے پیچھے نماز جائز ہیں! سرکار علیہ السلام کے پیچھے حضرت معاذ نفل پڑھتے تھے اور قوم کو فرض پڑھاتے تھے! امام و مقتدی کی نماز کا ایک ہونا شرط ہے، اس مسئلہ تحقیق محدثین کی زبانی!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

عید الفطر کی نماز بارش کی وجہ سے عیدگاہ میں نہیں ہوئی، مسجد میں جگہ کم تھی، امام صاحب نے پہلے جتنے مسجد کے اندر آدمی تھے، ان کو نماز پڑھا دی، پھر دوبارہ اتنے آدمیوں کو انہیں امام صاحب نے پڑھا دی، پھر تیسری بار اتنے ہی آدمی ہوئے پھر انہیں امام صاحب نے اسی جگہ اسی مصلی پر نماز پڑھائی۔ قاضی صاحب نے انکار کیا، پہلی جماعت کے بعد اب دوسرا امام نماز پڑھائے کہ آپ نماز پڑھا چکے، کیا آپ اور بھی نماز پڑھا سکتے ہیں؟ امام نے کہا: میرے ہوتے ہوئے دوسرے اور تیسرے امام کی ضرورت نہیں، یہ بھی دونوں جماعتیں میں ہی پڑھاؤں گا۔ حدیث میں ثبوت اس کا آیا ہے کہ ایک امام تین جماعتیں پڑھا سکتا ہے، وہ خاموش ہو گئے اور حدیث نہیں دکھائی۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اب شریعت کا جو حکم ہو، صاف صاف تحریر کر دیں۔

المستفتی: بشیر احمد

موضع پیاری نوادہ ناہ، ڈاکخانہ وتناء، ضلع بریلی شریف

الجواب

ہمارے مذہب میں متنفل کے پیچھے مفترض یعنی اس شخص کی اقتدا جو فرض یا واجب پڑھ رہا ہو، درست نہیں۔ اور نماز عید مذہب حنفی میں واجب ہے لہٰذا امام اول جب ایک جماعت کو عید کی نماز پڑھا چکا تو دوسری جماعت کی اقتدا اس کے پیچھے صحیح نہیں۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس تیسری اور چوتھی کی اقتدا باطل ہے اور وہ لوگ ترک واجب کے گنہگار ہیں اور وہ امام بھی ان کے وبال میں گرفتار ہے، سب پر توبہ لازم ہے اور امام غیر مقلد معلوم ہوتا ہے، اس کے عقائد کی تحقیق کریں۔ اگر غیر مقلد ثابت ہوا تو پہلی

جماعت کی نماز بھی اصلاً صحیح نہ ہوئی۔

فتح القدیر میں ہے: "ان الصلاة خلف اهل الاهواء لاتجوز"

[فتح القدیرمع الكفاية، باب الامامة ج١، ص٣٠٤، مطبع احياء التراث العربی]

اور جس حدیث کا وہ مدعی ہے وہ حدیث معاذ ہے جس سے اس کا مدعیٰ ہرگز ثابت نہیں۔ حضور علیہ السلام کے پیچھے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نفل پڑھتے تھے اور اپنی قوم کو فرض پڑھاتے تھے،

درمختار میں ہے:

"ولا مفترض بمتنفل لان اتحاد الصلاتين شرط عندنا وصح ان معاذاً كان يصلى مع النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نفلا وبقومه فرضا"

[الدر المختار، ج٢، ص٢٥-٣٢٤، كتاب الصلوٰة، باب الامامة، دار الكتب العلمية، بيروت]

ردالمحتار میں ہے:

"(وصح ان معاذاً-الخ) أى صح عند ائمتنا وترجح، و هو جواب عما استدل به الشافعى على جواز الفرض بالنفل، وهو ما فى الصحيحين ((ان معاذاً كان يصلى مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عشاء الآخرة ثم يرجع الى قومه فيصلى بهم تلك الصلوٰة)) والجواب ان معاذاً لما شكاه قومه قال له صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ((يا معاذ لاتكن فتاناً، اما ان تصلى معى، واما ان تخفف على قومك)) رواه احمد، قال الحافظ ابن تيمية: فيه دلالة علىٰ منع الاقتداء المفترض بالمتنفل، لانه يدل على انه متى صلى معه امتنعت امامته، وبالاجماع لا تمتنع امامته بصلاة النفل معه، فعلم ان الذى كان يصليه مع النبى نفل-اه، وقال الامام القرطبى فى المفهم: الحديث يدل على ان صلاة معاذ مع النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كانت نافلة، وكانت صلاته بقومه هى الفريضة وتمامه فى حاشية نوح افندى وفتح القدير-اه"

[رد المحتار، ج٢، ص٣٢٥، كتاب الصلوٰة، باب الامامة، دار الكتب العلمية، بيروت]

امام مذکور نے جو حدیث پیش کی ہے اس کا جواب اسی کے معتمد و مستند گروہ غیر مقلد ہے ابن تیمیہ

سے اس عبارت میں موجود ہے، اگر وہ اہل فہم ہے تو اس عبارت کو دیکھ کر اس کا جواب سوچ لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم
قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۵۲

ڈاکٹر کے لئے عورتوں کے ہاتھ وغیرہ چھونے کی بقدر ضرورت اجازت ہے، اس کی وجہ سے امامت سے روکا نہ جائے گا، ہاں بے چھوئے ضرورت پوری ہو جائے تو اجازت نہ ہوگی!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید ڈاکٹری کرتا ہے تو نبض دیکھنے کے لئے غیر محرم عورتوں کا ہاتھ دیکھنا پڑتا ہے، اور زید امامت بھی کرتا ہے تو ایک مولوی صاحب نے اس سے کہا کہ تم امامت نہیں کر سکتے کیونکہ تم غیر محرم عورتوں کا ہاتھ پکڑتے ہو۔ لہٰذا گزارش یہ ہے کہ مولوی صاحب کا یہ قول صحیح ہے؟ فقہ حنفی کے مطابق جواب دینے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

المستفتی: سید معروف علی رضوی
ساکن قصبہ محمد گنج، ضلع بریلی شریف (یوپی)

الجواب

صورت مسئولہ میں زید کی امامت اس بنا پر مکروہ نہ ہوگی کہ یہاں عورتوں کا ہاتھ چھونا بہ ضرورت ہے اور یہ جائز ہے۔ درمختار میں ہے:

"وله مس ذلك أى ما حل نظره اذا اراد الشراء وان خاف شهوته للضرورة"

[الدر المختار، ج۹، ص ۵۳۱، کتاب الحظر والاباحة، دار الکتب العلمية، بيروت]

مگر ضرورت شرعیہ وہ ہے جس کے بغیر چارہ نہ ہو، اور اسی عذر تک اجازت ہوگی جتنے کی

ضرورت ہوگی۔ لہٰذا اگر بغیر چھوئے چارہ ہو تو بلا ضرورت چھونا جائز نہیں۔ یونہی اگر ضرورت کسی عضو مخصوص کو چھونے کی ہے تو اس سے زائد چھونا ناجائز ہے اور اب امامت مکروہ ہوگی۔ عدم کراہت کا حکم اسی وقت ہے جبکہ واقعی بہ ضرورت چھونا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۰/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ-۳۵۳

نسبندی کرانا، داڑھی منڈانا حرام ہے، ان کا مرتکب فاسق ہے اسے بے توبہ امام بنانا گناہ ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

ایک شخص ہے جس کی نسبندی ہوگئی ہے اور زبردستی نہیں بلکہ اپنی رضامندی سے کروائی ہے۔ اب وہ شخص میلاد شریف پڑھتا ہے اور ایک شخص وہ ہے جو کہ داڑھی منڈاتا ہے، اس کا میلاد شریف پڑھنا کیسا ہے؟ اور اس سے میلاد شریف پڑھوانا کیسا ہے؟ اور جس کی نسبندی ہوگئی ہے وہ شخص کبھی کبھی امامت بھی کرتا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ دو مہینہ کی تنخواہ کی وجہ سے نسبندی کرائی ہے۔ قرآن و حدیث سے اس کا خلاصہ جواب تحریر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

المستفتی: محمد شفیق عالم

الجواب

نسبندی خوشی سے کروانا اور داڑھی منڈانا حرام کام ہیں، ان امور کے مرتکب فساق ہیں، بے توبہ انہیں منبر پر بٹھانا، امام کرنا گناہ ہے۔ تبیین میں ہے:

"لأن فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته" واللہ تعالیٰ اعلم

[تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ج۱، ص۳۴۵، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامة والحدث فی الصلوٰۃ، زکریا، دیوبند]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۰/ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

صح الجواب۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۵۴

لوگوں کے سامنے قضا نماز نہ پڑھے کہ اظہار گناہ، گناہ ہے!
غلط مسئلہ بتانا حرام ہے! جو بغیر علم فتویٰ دے اس پر
آسمان وزمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں!
جماعت کے وقت سے پہلے نماز پڑھانا بُرا ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

(۱) زید بیسل پور سے قریب دو میل کے فاصلہ پر آکر نودیہ میں جمعہ کی نماز پڑھاتا ہے، کافی عرصہ سے زید برابر نماز جمعہ پڑھانے سے قبل دو رکعت فرض قضا کے پڑھتا ہے۔ نمازیوں نے اعتراض کیا کہ آپ تو کافی عرصہ سے نماز یہاں پڑھاتے ہیں اور ہم سب بھی کافی عرصہ سے دیکھ رہے ہیں کہ آپ برابر دو فرض قضا کے پڑھتے ہیں، اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ صرف جمعہ کی ہی نماز پڑھتے ہیں اور کسی وقت کی نماز نہیں پڑھتے، جب یہ بات ہے تو تمہاری نماز نہیں ہوتی، ہم سب کی کیسے ہو جائے گی؟ تو زید نے کہا کہ آپ کا کہنا بجا ہے، میں برابر قضا پڑھتا ہوں مگر تمہاری نماز میں کوئی فرق نہیں آتا ہے، لہٰذا آپ سب کی نماز ہو جاتی ہے۔۔ ان جملوں کو سن کر نمازی زید کے خلاف ہو گئے، جب زید نے یہ ماجرا دیکھا کہ نمازی میری اس بات سے خلاف ہو گئے ہیں تو فوراً کچھ دن گزرنے کے بعد جمعہ کے دن مسجد میں نمازیوں کے روبرو یہ اعلان کیا کہ جو امام باہر سے نماز پڑھانے کے لئے آئے گا تو یہاں وہ جب تک دو رکعت نماز فرض جمعہ کی نماز پڑھانے سے قبل نہیں پڑھ لے گا، اس وقت تک نماز جمعہ نہیں ہوگی، یہ حدیث کا مسئلہ ہے۔ تو امام کا یہ کہنا سہی ہے یا غلط؟

(۲) جماعت کا وقت متعین ہے مگر جماعت کے وقت سے قریب پانچ منٹ پہلے ہی زید نماز پڑھا دیتا ہے۔ لہٰذا مقتدیوں نے کہا کہ اس طریقہ کی وجہ سے بہت سے نمازیوں کی نماز چھوٹ جاتی ہے۔ اس پر امام نے کہا کہ مجھے حق ہے، میں جتنا پہلے چاہوں گا، نماز پڑھا دوں گا۔ فقط

المستفتی: محمد حافظ اعجاز بیگ
نودیہ بیسل پور، بریلی شریف (یوپی)

الجواب

(۱) قضا نماز لوگوں کے سامنے پڑھنا گناہ کی بات ہے، اس میں گناہ کا اظہار ہے جو خود گناہ ہے اور اس کا یہ کہنا کہ ''جب تک امام قضا نہ پڑھ لے گا- الخ'' غلط ہے، غلط مسئلہ بتانا حرام ہے اور لعنت انجام ہے۔حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''من افتیٰ بغیر علم لعنته ملائکة السمٰوات والارض''

[کنزالعمال، ج۱، ص۸٤، حدیث نمبر ۲۹۰۱٤، دار الکتب العلمیة، بیروت]

اس شخص پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس کا یہ فعل بھی بُرا ہے جبکہ مقتدیوں کی رضا سے نہ ہو، نہ اس میں مصلحت ہو اور یہ جواب بھی غلط ہے جو اس نے دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۶/ذوالحجہ ۱۳۹۷ھ

مسئلہ-۳۵۵

جس فرض کے بعد سنتیں ہیں، بعد سلام فوراً دعا کی جائے! سنیما دیکھنے والے کو امام بنانا گناہ ہے، اقتدا مکروہ تحریمی ہوگی! فاسق کو نماز کے لئے بڑھانا مکروہ تحریمی ہے! جو نماز مشتمل بر کراہت ہو، اس کا اعادہ واجب ہے! فاسق کی اذان کا اعادہ کیا جائے! پاگل، دیوانہ، بچے، فاسق اور کافر کی اذان صحیح نہیں! عمامہ باندھنا سنت مستحبہ ہے! جماعت کے وقت سے پہلے جماعت کرنا منع ہے گرچہ نماز ہو جائے گی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) زید باصرار و جبر اور باکراہ وضد کہتا ہے کہ ہر فرض نمازوں کے سلام کے بعد ہی دست دعا دراز کرنے سے قبل کتابوں میں لکھے ہوئے اذکار و اوراد پڑھ کر ہی سنتیں پڑھنی چاہیے، کیونکہ کتابوں میں بھی

ایسا لکھا ہے اور علمائے دین بھی ایسا کرتے ہیں۔ عمرو کہتا ہے کہ بہار شریعت وغیرہ سے ثابت ہے کہ جس فرض کے بعد سنت ہے اس فرض کے سلام کے بعد ہی فوراً ہاتھ اُٹھا کر مختصر دعا مثلاً ''اللھم انت السلام– الخ'' یا اس دعا سے بھی کم الفاظ والی دعا مانگنی چاہئے ورنہ ثواب میں کمی واقع ہو جائے گی۔ باقی اذکار و اوراد قرآنی مثلاً آیۃ الکرسی اور تسبیح فاطمی وغیرہم بشرط اتفاق مقتدی و امام اجتماعی طور پر سنتوں کو ادا کر کے دعا مانگنی چاہئے یا الگ الگ تنہا تنہا دعا مانگنے کا اختیار ہے۔

(۲) ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو جائے گی جو نہ یہ کہ خود سنیما دیکھنے کا عادی ہو بلکہ اپنے متعلقین کو بھی سنیما دکھانے کا شوقین ہو اور کسی کے اعتراض پر یہ کہتا ہو کہ یہ فقیری لائن ہے، انگریزی بال بھی کٹواتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ عالم مفتی بھی انگریزی بال کٹواتے ہیں، نیز عام خاص لوگ اس کے فسق و فجور میں ملوث ہونے کی بھی شہادت دیتے ہیں۔ وہابیوں سے سنگٹھن محض اس لئے یہ شخص رکھتا ہے کہ اگر کوئی شرعی مسائل و حقیقت بتاتا اور بیان کرتا ہے تو اس کی نفس پروری کو نقصان پہونچتا ہے۔ یہ سنی مسجد کا مؤذن ہے اور وہابیوں میں رات دن کا ایک ایک لمحہ گزارتا ہے۔ یہ نماز و مؤذنی کے مسائل سے بھی ناواقف ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(۳) امام صاحب ٹوپی میں ہوں اور مقتدی صافہ میں، تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ خطبہ میں بھی اگر ایسا ہی ہو؟

(۴) امام اگر سواری پر عید گاہ نہ جانے کا خواہشمند ہو تو بہ جبر گھوڑے پر اس کو لے جانا افضل و ثواب ہے کیا؟

(۵) نماز یا خطبہ جمعہ و عیدین یا جماعت نماز مقررہ وقت سے چند منٹ آگے پیچھے پڑھنے پڑھانے سے ادا ہو گی؟ مثلاً ظہر کی جماعت اور خطبہ کا وقت ڈیڑھ بجے مقرر ہے اور اس سے پندرہ بیس منٹ قبل یا بعد ظہر کی جماعت یا جمعہ کا خطبہ کسی بھی باعث ہو۔ بینوا توجروا۔ فقط۔ والسلام۔

المستفتی: نبی بخش، واحد بخش قریشی نوری رضوی
سبزی و فروٹ مرچنٹ، گاندھی پارک، اشوک نگر، گونا

الجواب

(۱) عمرو صحیح کہتا ہے اور زید کا اصرار بے جا ہے۔

(۲) ایسے شخص کو امام بنانا گناہ اور اس کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

غنیۃ میں ہے:

''لوقدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم''

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سھیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے: ''کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا''

[الدرالمختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دارالکتب العلمیۃ، بیروت]

اوراذان اس کی غیر صحیح ہے جس کا اعادہ کیا جائے، جبکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

اسی درمختار میں ہے: ''جزم المصنف بعدم صحۃ اذان مجنون و معتوہ و صبی لا یعقل قلت و کافر و فاسق لعدم قبول قولھما فی الدیانات-اھ''

[الدرالمختار، ج۲، کتاب الصلوۃ ،باب الاذان ،ص۶۱، دارالکتب العلمیۃ، بیروت]

(۳) عمامہ باندھنا مستحب ہے جس کے ترک سے کراہت بھی نہیں۔ نماز ہوجائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جبر کا اختیار کسی کو نہیں، افضل وثواب ہونا کیا معنیٰ؟ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) نماز ہوجائے گی اگر چہ تقدیم وتاخیر بلاوجہ منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۲؍ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

مسئلہ-۳۵۶

میونسپلٹی بورڈ میں کام کرنے والے کی امامت کے متعلق سوال! لوڈو کھیلنا ممنوع ہے! ملاہی سب کے سب حرام ہیں! لوڈو کھیلنے والا فاسق، اسے امام بنانا حرام! فاسق کو امام بنانے والے گنہگار! فاسق سے ابتدا بسلام مکروہ! امام و مؤذن کا حجرہ کسی کو دینا جائز نہیں! نماز کے اوقات کے علاوہ مسجد کے پنکھے چلانے کی اجازت نہیں! سلام سے اجتناب وہابیہ کا داب ہے! باوصف قدرت بدعقیدوں کو مسجد سے روکنا لازم!

ہر موذی کو مسجد سے روکا جائے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید حافظ قرآن ہے اور میونسپلٹی بورڈ میں سرکاری ملازمت بھی کررہا ہے اور کام اس کا یہ ہے کہ نالی کی صفائی کرنے والے کے پیچھے خود اپنے آپ سڑک و نالیاں دھلاتا ہے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ زید کے اوپر نالی دھلاتے وقت نالی کی چھینٹیں نہ آتی ہوں، بہر حال چھینٹیں ضرور آتی ہوں گی جو کہ نجس اور ناپاک ہے اور وہ کپڑوں اور جسم پر بھی پڑتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں زید کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور رمضان المبارک میں تراویح پڑھنا کیسا ہے؟ اگر مانع ہے تو کس وجہ سے؟ اور اگر مانع نہیں تو کیوں؟

(۲) لوڈو کھیلنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور اس کو سلام کرنا چاہئے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو میلاد شریف پڑھنے کے لئے ممبر نشست پر بٹھانا کیسا ہے؟

(۳) زید مسجد کا متولی ہے اور اس نے بکر کو جو کہ دوسری جگہ کا ملازم ہے، لے کر ایک دفتر میں آیا ہے اس کو مسجد کے حجرے میں آباد رکھا ہے جو کہ ایک سال سے زائد ہوگیا ہے اس کو کل اختیار بھی دے رکھا ہے کہ جو چیز چاہو استعمال کر سکتے ہو جیسے مسجد کی بجلی، پنکھا وغیرہ اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ زید نے بکر کو حجرہ کرایہ پر دیا ہے یا ویسے ہی آباد کر رکھا ہے؟ کیا زید کو اختیار ہے کہ بکر کو وہ حجرہ کرایہ پر دے؟ یا ویسے ہی آباد کردے؟ اگر نہیں ہے تو زید کے لئے حکم شرعی کیا ہے؟ ہاں ایک مرتبہ مسجد میں جب فرش لگ رہا تھا تو بکر نے مبلغ پچاس روپیہ اس میں بطور چندہ دیے تھے اور ایک پنکھا چندہ کر کے مسجد میں لگوادیا جس میں خود بکر نے پچاس روپے چندہ دیے تھے۔

(۴) مسجد میں سلام پڑھا جارہا ہو اور ایک شخص بیٹھا دعا مانگتا رہے، اس کا یہ فعل کیسا ہے؟ جائز کہ ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو اس کے لئے کیا حکم شرعی ہے؟

المستفتی: حافظ محمد شاہ نور احمد، بیسلپور

الجواب

(۱) یہ کیسے معلوم کہ اس کے بدن پر چھینٹیں پڑتی ہیں؟ کیوں نہیں جائز کہ وہ بہ احتیاط پانی ڈالتا ہو؟ اور اگر پڑتی بھی ہو تو ان کا نجس ہونا ہی کیونکر متعین؟ ممکن کہ نالی میں اس وقت نجاست نہ ہو، یا بہہ گئی ہو اور اس کے بہنے کے بعد چھینٹیں پڑی ہوں۔ اور اگر نجس ہی چھینٹیں پڑیں تو یہ کیسے طے کرلیا کہ اس نے نہیں دھویا ہوگا؟ ایسے امور موہومہ سے اس کی امامت ممنوع نہ ہوگی جبکہ وہ لائق امامت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) لوڈو کھیلنا لہو ولعب ممنوع ہے۔

درمختار میں ہے:

"دلت المسئلة ان الملاهی کلها حرام"

[الدر المختار، ج۹، ص۵۰۲، کتاب الحظر والاباحۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اور علانیہ اس کا مرتکب بہ اصرار اور تکرار فاسق معلن ہے، اسے امام بنانا، اس سے ابتدا بہ سلام، اسے ممبر پر بٹھانا حرام ہے۔

غنیۃ میں ہے:

"لوقدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سہیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

"یکره السلام علیٰ الفاسق لومعلنا"

[الدر المختار، ج۹، ص۵۹۵، باب الحظر والاباحۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

ردالمحتار میں ہے:

"لأن فی تقدیمه للامامة تعظیمه و قد وجب علیهم اهانته" واللہ تعالیٰ اعلم

[تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ج۱، ص۳۴۵، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ والحدث فی الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت]

(۳) مسجد کا حجرہ جو امام ومؤذن کے لئے عرفاً معین ہوتا ہے اس کو دوسرے کو دینا جائز نہیں، اور بلا اجرت دینا ناجائز درنا جائز اور مسجد کے پنکھے کو ان اوقات کے سوا جن میں عام لوگوں کو اجازت ہوتی ہے، استعمال کرنے کی اجازت دینا بھی ناجائز۔ اور بجلی خرچ کرنا بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) سلام سے اجتناب وہابیہ کا داب ہے، اگر یہ اس کی ہمیشہ عادت ہے تو اس کا وہابی ہونا ظاہر ہے، اس کے عقائد کی تحقیق کی جائے، بعد ثبوت وہابیت اس سے احتراز شدید لازم بلکہ عند القدرۃ اسے مسجد میں نہ آنے دینا ضرور۔

درمختار میں ہے:

"ویمنع منه و كذا كل مؤذ ولو بلسانه"

[الدر المختار، ج۲، ص۴۳۵، ٤٣٦، کتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوٰة، دار الكتب العلمية، بيروت]

ایک مرتبہ بھی کھڑا ہونا وہابی نہ ہونے کا پہلو رکھتا ہے جو بعد استفسار ظاہر ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۲ر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ-۳۵۷

صرف رمضان میں داڑھی رکھنے والا بھی فاسق ہے! خضاب لگانے والا بے توبہ لائق امامت نہیں! ایسے کو امام بنانا گناہ اور نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ! گالی دینے والا سخت گنہگار، مستحق نار ہے! مساجد اللہ کی ہیں، مسجد سے بے وجہ شرعی روکنا ظلم ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسئلوں میں کہ:

(۱) زید ایک حافظ ہے جو مالک نصاب ہونے کی وجہ سے نماز تراویح پڑھانے کی اجرت نہیں لیتا لیکن اپنی داڑھی اسلامی اصول کے مطابق ایک مٹھی سے بھی کم رکھتا ہے۔ رمضان شریف آنے سے پیشتر رکھ لیتا ہے اور ختم ہونے کے بعد برابر کترواتا رہتا ہے اور اس پر خضاب کا استعمال بھی کرتا ہے۔ ایسے حافظ کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

(۲) زید نے حامد سے پوچھا، تیرا باپ تراویح کہاں پڑھتا ہے؟ اس نے بتایا فلاں مسجد میں، تو زید نے گالی دے کر کہا، اس کی ماں کا ایسا کروں گا، اس کی بہن کا ایسا کروں گا، چار وقت کی نماز یہاں پڑھتا ہے، افطار یہاں کرتا ہے، اور تراویح دوسری مسجد میں پڑھتا ہے، میں حامد کے باپ کو اس مسجد میں گھسنے نہیں دوں گا۔ زید اس وقت روزہ کی حالت میں تھا۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد عالم

اعظم نگر، ضلع بریلی شریف (یوپی)

الجواب

(۱)　شخص مذکور فاسق معلن ہے، جب تک داڑھی منڈوانے سے اور خضاب لگانے سے توبہ صحیحہ نہ کرے اور ایک مدت تک اس کا صلاح حال ظاہر نہ ہو جائے، اسے کسی نماز میں امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے جتنی نمازیں پڑھیں، سب مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوئیں، انہیں پھیرنا لازم۔

غنیۃ میں ہے:

لوقدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم"

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سہیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

"کل صلاة ادیت مع کراھة التحریم تجب اعادتها" واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیة، بیروت]

(۲)　زید بے قید سخت گنہگار، ظالم جفا کار، مستحق نار ہے، اس پر توبہ لازم ہے اور حامد سے عذر خواہی بھی۔ مسجد خدا کی ہے،

قال تعالیٰ: ﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ﴾

[سورۃ الجن–۱۸]

مسجد سے بے وجہ شرعی کسی کو روکنا ظلم ہے۔ بشہادت قرآن عظیم،

قال تعالیٰ: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ–الآية﴾ واللہ تعالیٰ اعلم

[سورۃ البقرہ– ۱۱۴]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۸؍رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۵۸

رافضیوں سے میل جول رکھنے والا فاسق و نالائقِ امامت ہے! مکروہ تحریمی نماز کا اعادہ واجب ہے! فاسق کو امام بنانا گناہ و مکروہ تحریمی! رافضیوں کو مسلمان جاننے والا انہی میں سے ہے! جو رافضیوں کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر! جو ضروری دینی کا منکر ہو وہ کافر ہے، اس کی اقتدا ناجائز ہے! کافروں فاسقوں کے ساتھ بیٹھنا نہ چاہئے! قرآن میں ''الظالمین'' سے کافر، فاسق، بدعتی اور ان کا ہمنشین مراد ہے!

علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ:

ایک امام اپنے کو سنی حنفی کہتا ہو، اور موقع پر رافضیوں کو کافر بھی کہتا ہو، بار بار اس مسئلہ پر تکرار کرتا ہو کہ کافر ہیں، پھر انہی رافضیوں کے یہاں کھانا بھی کھائے اور سلام و کلام بھی کرے اور ان کا نکاح بھی پڑھائے اور ان کو مسلمان بھی جانے تو ایسے امام کے پیچھے دیگر سنیوں کو نماز پڑھنا، نکاح پڑھوانا درست ہے یا نہیں؟ کیا حکم شرع ہے؟ عید سے پیشتر جواب دینے کی زحمت گوارہ کیجئے گا۔ نہایت مہربانی ہوگی۔ فقط۔

خاکسار: اسرار حسین، موضع سردار پور، ڈاکخانہ سورکھ، ضلع فرخ آباد

الجواب

فی الواقع اگر شخص مذکور رافضیوں سے میل جول رکھتا ہے تو سخت فاسق معلن، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ، کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے اور اسے امام بنانا گناہ ہے۔

درمختار میں ہے:

''کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا''

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

غنیۃ میں ہے: ''لو قدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم''

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سہیل اکیڈمی]

اور اگر انہیں مسلمان کہتا ہے تو انہی کی رسی میں گرفتار، اُنہی کے مثل مرتد بددین ہے۔
درمختار میں ہے: "من شك فی كفره وعذابه فقد كفر"

[الدر المختار، ج۶، کتاب الجهاد، باب المرتد، ص ۳۷۰، دار الکتب العلمیه بیروت]

اور اس صورت میں اس کی اقتدا میں نماز باطل ہے۔
درمختار میں ہے:
"وان انكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها فلا يصح الاقتداء به اصلا"

[الدر المختار، ج۲، ص ۳۰۰، ۳۰۱، باب الامامة دار الکتب العلمیه، بیروت]

اور بہرصورت اس سے میل جول حرام، جب تک کہ توبہ صحیحہ نہ کرے۔
قال تعالیٰ: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۝﴾

[سورة الانعام–۶۸]

یعنی کافروں اور فاسقوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔
تفسیر احمدی میں ہے:
"الظالمين يعم الكافر والفاسق والمبتدع والقعود مع كلهم ممتنع" واللہ تعالیٰ اعلم

[التفسيرات الاحمدية، پاره ۷، ص ۲۵۵، مکتبه رحیمیه، دیوبند]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
۲۲/رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

مسئلہ–۳۵۹

امام مقرر اگر لائق امامت ہو تو فرض و وتر ہی پڑھائے!
امام مقرر دوسرے سے مطلقاً اولیٰ ہے!
جس کی انگلیاں زمین سے نہ لگیں، لائق امامت نہیں!

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک ملا جی صرف ناظرہ قرآن شریف پڑھے ہیں اور اُردو وغیرہ، جو امامت کرتے ہیں۔

دوسرے ایک صاحب حافظ وقاری ہیں، جوتراویح پڑھاتے ہیں، قرآن سنا رہے ہیں۔لہٰذا فرض وتر پڑھانے کا حق کن کو ہے؟

(۲) امام صاحب کی سجدے میں بائیں پیر کی انگلیاں زمین پر ایک بھی نہیں لگتی جبکہ بتایا گیا ہے کہ تین کا لگنا واجب ہے۔

(۳) زید نے کہا: یہ مسجد رضا ہے اس میں اعلیٰ حضرت کے مسلک ہی کے مطابق کام ہوگا ورنہ نام بدل دو، بکر نے کہا: ہم نے مسجد خون سے سینچی ہے، کیسے نام بدل دیں؟ زید سے کہا: تم کو بولنے کا حق نہیں ہے۔شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: سید محمد ارشاد علی رضوی
مسجد رضا، ذاکر نگر، دہلی (انڈیا)

الجواب

(۱) امام مقرر اگر صحیح خواں ہے اور مسائل طہارت ونماز سے آگاہ اور غیر فاسق ہے تو فرض ووتر وہی پڑھائے کہ وہ دوسرے سے اولیٰ ہے۔

درمختار میں ہے: ”امام المسجد الراتب اولیٰ بالامامة من غیره مطلقا“

[الدر المختار، ج۲، ص۲۹۷، کتاب الصلوٰة، باب الامامة، دار الکتب العلمية، بيروت]

اور اگر وہ دوسرے کو جو اس سے افضل ہے، مقدم کرے تو بہتر ہے۔اور اگر یہ امام مذکور صحیح خواں نہیں یا اور کوئی مانع امامت ہے تو دوسرا لائق امامت ہی امام ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) انگلیاں لگائیں، ورنہ امامت کے لائق نہیں اور نماز اُن کے پیچھے مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زید نے ٹھیک بات کہی اور بکر کا یہ کہنا کہ تم کو بولنے کا حق نہیں ہے، غلط ہے، اس پر توبہ لازم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۷؍رمضان المبارک۱۴۰۶ھ

مسئلہ-۳٦۰

کسی امام یا وظیفہ دار کو بے عذر شرعی دستبردار کرنا جائز نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

کسی امام کو بغیر شرعی نقص کے مسجد کی امامت سے دست بردار کرنا کیسا ہے؟ جو حکم شرع ہو اس سے مفصل طور سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی: نیاز احمد نوری، محلّہ ملوکپور، لال مسجد، بریلی

الجواب

ناجائز وگناہ ہے اور شرعاً معزول نہ ہوگا۔

درمختار میں ہے:

''لایصح عزل صاحب وظیفة بلا جنحة'' واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج٦، ص ۵۸۱، كتاب الوقف، دار الكتب العلمية، بيروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲/ذوالقعدہ ۱۴۰۴ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبد الرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳٦۱

بیہودہ گالی دینے والا اور والدین کا گستاخ امام نہیں ہوسکتا! ایسے کو امام بنانا گناہ، اس کے پیچھے پڑھی جانے والی نمازیں مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

موضع دھنتیا کی مسجد کے پیش امام صاحب میں بہت سی خامیاں پائی جاتی ہیں جو درج ذیل ہیں، کسی سے لڑائی جھگڑے کے موقعہ پر عورتوں کو جائے مخصوصہ کا نام لے کر بیہودہ گالیاں دینا اور والدین

کے ساتھ گستاخی سے پیش آنا اور کام کرانا جبکہ وہ جسمانی لحاظ سے معذور ہیں، غریبوں سے جو کہ معاشی حالت میں کمزور ہیں، زبردستی چھماہی وصول کرنا، اپنی قومی پنچایتوں میں غیر مسلموں کو بلانا اور ان سے فیصلہ کرانا، پنچایت کے عہد و پیمان کو توڑنا، مسلمانوں میں ذات پات کی تفریق پیدا کرنا اور پارٹیاں قائم کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور اس کے لئے کیا حکم ہے؟ شریعت مطہرہ کے حکم سے نوازا جائے۔

سائل: انور حسین
موضع دھنئیا، پوسٹ فتح گنج، ضلع بریلی

الجواب

اگر وہ باتیں جو درج سوال ہوئیں، امام پر شرعاً ثابت ہیں تو وہ فاسق معلن ہے اور امامت کے لائق نہیں۔ اسے امام کرنا گناہ ہے، اس کی اقتدا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ۔ غنیۃ میں ہے:

''لو قدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم''

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سہیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے: ''کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا''

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اور اگر یہ باتیں شرعاً اس پر ثابت نہیں تو ملزم وہ ہیں جو اُسے بے وجہ شرعی متہم کر رہے ہیں، توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۳؍ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

مسئلہ-۳۶۲

جھوٹ بولنے والے، داڑھی کٹوانے والے، نماز کی پابندی نہ کرنے والے اور کبھی کبھی روزہ چھوڑنے والے کی امامت سے متعلق سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید کے ہاتھ کی ایک انگلی نہیں ہے اور کانوں سے بھی بہرہ ہے، جھوٹ بولتا ہے، داڑھی کٹواتا ہے، نماز کا پابند بھی نہیں ہے، کبھی کبھی روزہ بھی چھوڑتا ہے بغیر عذر شرعی کے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ امامت کا اہل ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) ایسا شخص سخت فاسق ہے، اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کی اقتدا میں جو نمازیں پڑھیں، ان کا اعادہ لازم ہے۔ غنیۃ میں ہے:

لوقدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم"

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، ص ۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سھیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

"کل صلاۃ ادیت مع کراھة التحریم تجب اعادتھا" واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیة، بیروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۱۴؍ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

مسئلہ-۳۶۳

جس کی بیوی دُکان چلائے اس کی امامت کیسی؟
لقمہ دینے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک امام صاحب کی بیوی دکان پر بیٹھتی ہیں، کیا ان کے پیچھے نماز جائز ہے؟ یا نہیں؟ اور ان امام صاحب کو ۲۷؍ برس اسی حالت میں امامت کرتے گزر گئے، کیا وہ نمازیں لوٹائی جائیں گی؟ یا نہیں؟

(۲) دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ایک امام صاحب نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک لفظ چھوٹ گیا۔ ایک صاحب نے لقمہ دیا اور انہوں نے لقمہ لے لیا، سجدہ سہو واجب ہوا یا نہیں؟ زید کا کہنا ہے کہ سجدہ سہو واجب ہو گیا اور

بکر کہتا ہے کہ سجدہ سہو واجب نہیں ہوا۔ دونوں میں سے کس کی بات صحیح ہے؟ جواب سے آگاہ فرمائیں۔
المستفتی: منظور حسین، آنولہ موضع شہباز پور، بریلی شریف

الجواب

(۱) اگر اس کی بیوی بے پردہ ہو کر غیر مردوں سے سامان بیچتی ہے اور شوہر اسے حتی الامکان منع نہیں کرتا تو فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے اور امام بنانا اسے منع ہے۔ غنیۃ میں ہے:

"لو قدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سھیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے: "کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا"

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

اور اگر امام حتی المقدور منع کرتا ہے مگر یہ نہیں مانتی تو امام پر الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) صورت مسئولہ میں نماز ہوگئی اور سجدۂ سہو واجب نہیں جبکہ امام متواتر پڑھتا رہا ہو، درمیان میں بقدر ایک رکن (تین تسبیح) کے خاموش نہ ہوا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

۱۴؍ ذو الحجہ شریف

مسئلہ-۳٦٤

نماز چھوڑنے والا فاسق معلن نالائقِ امامت ہے!
امام کا امامت سے انکار، انکارِ واجب ہے!
جھوٹی گواہی دینا حرام، اس کا مرتکب قابل امامت نہیں!
قربانی نہ کرنے والا، زکوٰۃ نہ دینے والا مالک نصاب امام نہیں بن سکتا!

علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کیا فرماتے ہیں کہ:

(۱) بکر دو وقت تین وقت کی نماز پڑھاتا ہے، فجر، عصر، مغرب۔ اب رمضان شریف میں مقتدیوں کی تعداد زیادہ ہے تو اُن سے ظہر کی نماز کا سوال کیا گیا کیونکہ وہ مسجد کے پاس تالاب میں شکار کررہے تھے، ظہر میں نہیں تھے، جب سوال کیا تو صاف جواب دے دیا کہ میں پابند نہیں ہوں۔ مہربانی کرکے قرآن وحدیث سے ثبوت عنایت کریں۔ اور اس وقت بکر چار وقت کی نماز پڑھا رہے ہیں۔

(۲) بکر امام ہے اور اس نے کچہری پر مقدمہ میں جھوٹی گواہی دی تو اس حالت میں بکر کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اب بکر کو کیا کرنا چاہئے؟ اگر وہ نہ کرے تو مقتدی کیا کریں؟

(۳) بکر امام مالک نصاب ہے مگر قربانی نہیں کرتا اور زکوٰۃ کا پیسہ نہیں دیتا ہے تو اس حالت میں بکر کے پیچھے نماز ہوجائے گی یا نہیں؟

المستفتی: شمشاد احمد
موضع پدارتھ پور، ضلع بریلی

الجواب

(۱) بکر اگر معاذ اللہ تین وقت کی نمازیں قضا کرتا ہے اور یہ امر شرعاً ثابت ومشہور بین الناس ہے تو فاسق معلن ہے، اسے امام بنانا گناہ، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے۔

غنیۃ میں ہے:

"لوقدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سہیل اکیڈمی]

درمختار میں ہے:

"کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا"

[الدرالمختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دارالکتب العلمیۃ، بیروت]

یونہی اگر وہ مسجد کا امام مقرر ہے اور اس کے ذمہ پانچوں وقت کی نماز کا پڑھانا ہے اور وہ پابندی

نہیں کرتا تو سخت گناہ گار ہے اور اس پر یہ کہنا کہ میں پابند نہیں ہوں، جھوٹ کا مرتکب ہونا ہے جس سے توبہ لازم ہے۔ اور اگر اس کے ذمہ پانچوں وقت کی امامت نہیں مگر ہنگام مطالبہ کوئی اہل امامت کا موجود نہیں تو بھی اس کا انکار شرعاً انکار الواجب ہے کہ اب وہی امامت کے لئے متعین ہے اور اگر اہل موجود ہے تو الزام نہیں۔ ہاں ترک جماعت بے عذر شرعی اگر مستحق ہو تو گناہ گار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جھوٹی گواہی دینا اشد حرام کبیرہ گناہ ہے اور اس کا مرتکب فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب ہے۔

درمختار میں ہے:

"کل صلاۃ ادیت مع کراھة التحریم تجب اعادتھا"

[الدرالمختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، مطبع دارالکتب العلمیة، بیروت]

بلکہ ایسے کو امام بنانا گناہ ہے۔ غنیّہ میں حجہ سے ہے:

"لو قدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم"

[غنیة المستملی شرح منیة المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامة، مطبع سھیل اکیڈمی]

ردالمحتار میں تبیین الحقائق سے ہے:

"وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیھم اھانته شرعا" واللہ تعالیٰ اعلم

[ردالمحتار ج ۲، ص۲۹۹، کتاب الصلوٰۃ / باب الامامة دارالکتب العلمیة بیروت]

(۳) یہی حکم اس کا ہے جو مالک نصاب ہو کر قربانی نہ کرے یا زکاۃ نہ دے۔ بکر پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ توبہ کرنے کے بعد اسے امام بنا سکتے ہیں۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۶/ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۶۵

زنا کا مرتکب سخت گنہگار اشد حرام کار، ایسے کی امامت ناجائز، اقتدا مکروہ، نماز واجب الاعادہ ہے! بعد توبہ وصلاح حال لائق امامت ہوگا! فاسق کی شہادت بعد توبہ ظہور صلاح کے بعد قبول ہوگی! زنا کا ثبوت کب ہوگا؟ بے ثبوت شرعی کسی کی طرف گناہ کی نسبت جائز نہیں! زنا کی تہمت لگانے والوں پر قرآن کی وعید!

محترم! السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہٰذا میں کہ:

زید ایک مسجد کا امام ہے اور اس نے ہندہ سے زنا کیا بکر نے ان کو یعنی زید اور ہندہ کو زنا کرتے پکڑا اور بکر نے زید اور ہندہ کو مارنا چاہا تو زید اور ہندہ نے بکر سے یہ کہا کہ تم کو خدا اور رسول کا واسطہ دیتے ہیں اور معافی مانگتے ہیں کہ اب کوئی ایسی غلطی نہیں کریں گے، اب آپ کسی کو نہ بتائیں تو بکر نے زید سے کہا کہ تم اس گاؤں سے چلے جاؤ، زید گاؤں چھوڑ کر چلا گیا۔ جب گاؤں والوں کو معلوم ہوا کہ امام صاحب چلے گئے تو تمام گاؤں والوں نے بکر سے کہا کہ تم نے امام کو بھگایا ہے اب تم امام لا کر دو، بکر نے کہا ہم نے امام کو نہیں بھگایا بلکہ انہوں نے زنا کیا اس لئے وہ چلا گیا تو پھر گاؤں والوں نے تمام لوگوں کو بلا کر بکر کو قسم کھلوائی کہ تم اپنے لڑکے کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ زید اور ہندہ نے زنا کیا اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، اس نے قسم کھائی تو تمام لوگوں نے مان لیا۔ کچھ دنوں کے بعد پھر گاؤں والوں نے زید کو بلا لیا اور اس کا ساتھ دینا شروع کیا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے لگے۔ زید نے زنا کرنے کے بعد توبہ بھی نہیں کی۔ کیا زید کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟ یا نہیں؟ زید کے بارے میں از روئے شرع کیا حکم ہے؟ اور تمام لوگ جو زید کا ساتھ دے رہے ہیں، ان لوگوں کے بارے میں از روئے شرع کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد نور گولڑیا، محمد حسین

ضلع بریلی شریف، اتر پردیش (انڈیا)

الجواب

زید فی الواقع اگر زنا کا مرتکب ہوا تو سخت حرام کار، اشد گنہ گار، حق اللہ وحق العبد میں گرفتار ہوا۔ اس کا یہ جرم اگر ثابت ومشتہر ہے تو وہ فاسق معلن ہے، اسے امام بنانا گناہ۔ غنیۃ میں ہے:

"لوقدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سھیل اکیڈمی]

اوراس کی اقتدا میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ پڑھنی گناہ پھیرنی واجب ہے۔ درمختار میں ہے:

"کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا"

[الدرالمختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دارالکتب العلمیۃ، بیروت]

یہ اس صورت میں ہے کہ اس نے اپنے جرم کا اقرار گواہان عدول یا مجمع عام میں کرلیا ہو۔ اس صورت میں بے توبۂ ظاہرہ اسے امام نہ کیا جائے گا اور بعد توبہ بھی اس وقت جب اس کا ایک مدت کے بعد صلاح حال ظاہر ہوجائے۔ عالمگیری میں ہے:

"الفاسق اذا تاب لا تقبل شھادتہ مالم یمض علیہ زمان یظھر علیہ اثر التوبۃ—الخ"

[الفتاویٰ الھندیہ، ج۳، ص۴۰۲، کتاب الشھادات، باب فیمن لا تقبل شھادتہ لفسقہ، دارالفکر، بیروت]

مگر سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص کا جرم مشتہر تو درکنار، ہرگز ثابت بھی نہیں۔ زنا کا ثبوت بہت دشوار ہے جس کے لئے چار گواہان عدول سرمہ دانی میں سلائی کی طرح دیکھنے کی شہادت درکار ہے۔ اور وہ یہاں مفقود، اور خود اس زید کا اقرار بھی بہ فریقین شرعی ثابت نہیں، تو یہ گناہ کبیرہ کی نسبت ایک مسلم کی طرف بے ثبوت شرعی ہوئی جو خود گناہ ہے اور گناہ وہ بھی زنا کی تہمت جس کے متعلق خاص طور پر ارشاد ہوا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا

تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَداً—الآية﴾

[سورة النور—٤]

یعنی اور جو لوگ پارسا عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہ لائیں، ان کو اَسّی کوڑے مارو اور اُن کی گواہی نہ سنو۔ تو صورت مسئولہ میں توبہ بکر پر ہے اور زید کی اقتدا جائز جبکہ کوئی اور مانع شرعی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ وہ اقرار نہ کرتا ہو۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۹؍رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ–۳٦٦

بے شرع کو امامت پر قائم کرنا جائز نہیں، جس نے ایسا کیا، توبہ کرے، بے توبہ وہ بھی لائق امامت نہیں! لنگڑا ہونا مانع اقتدا نہیں! کبڑے کی امامت بھی جائز ہے اگرچہ کبڑا پن رکوع تک پہنچ جائے!

علمائے دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ہمارے گاؤں میں اس وقت کوئی پیش امام نہیں ہے گاؤں میں ایک حافظ صاحب ہیں جن کے کولہے میں چوٹ لگنے سے حافظ صاحب کا ایک پیر چھوٹا ہو گیا ہے اور وہ رکوع وسجدہ وغیرہ صحیح طریقہ سے نہیں کرسکتے ہیں کیونکہ پیر میں اتنا فرق آگیا ہے کہ جب حافظ صاحب نماز پڑھتے یا پڑھاتے ہیں تو ایک پیر کی انگلی ہی زمین پر رہتی ہے، پورا پیر زمین پر نہیں لگتا اور سجدہ سے جب اُٹھتے ہیں تو دونوں پیر زمین پر کھڑے رہتے ہیں یا پھر دونوں پیر پیچھے بچھا لیتے ہیں اور سجدہ سے اُٹھنے کے بعد آگے کو جھک کر گھٹنے پر زور دے کر بیٹھتے ہیں۔ اصل میں وہ ایک پیر سے معذور ہیں جس کی وجہ سے یہ شکایتیں ہیں۔

(۲) انہی حافظ صاحب نے اب سے ایک ماہ پہلے ہم لوگوں سے کہا تھا کہ رمضان کے لئے ہم

دوسرے حافظ لا رہے ہیں، ہم لوگوں نے پوچھا کہ وہ حافظ باشرع ہیں؟ تو حافظ صاحب نے کہا کہ وہ حافظ بے شرع ہیں؟ ہم لوگوں نے ان سے کہا کہ جب وہ بے شرع ہیں تو ان کو تراویح پڑھانے کے لئے مت لانا، ان کے پیچھے نماز نہیں ہوگی۔ دوسرے آپ کے یہاں سے ایک اشتہار بھی پہنچا جس میں صاف لکھا ہوا تھا کہ بے شرع حافظ کے پیچھے نماز نہیں پڑھنا چاہئے، اگر پڑھے گا تو اعادہ کرنا ہوگا، اور توبہ کرنا ہوگی۔ لیکن ہمارے یہاں کے حافظ صاحب نے آپ کے یہاں کے اشتہار کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں دی اور خود بھی اس بے شرع حافظ کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ لہٰذا ایسے حافظ جو کہ مسئلہ کو نہ مانیں، دوسرے پیر سے معذور بھی ہوں، ایسے حافظ کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(۳) ایسے بے شرع حافظ کو نذرانہ دینا کیسا ہے؟ جو کہ رواجاً رمضانوں میں حافظوں کو دیتے ہیں۔ حکم شرع سے مطلع کیجئے گا۔

المستفتی: نجم الدین وحاجی رضاء الدین
موضع مجید یا دلیل، ڈاکخانہ موہن پور، ضلع بریلی شریف

الجواب

حافظ مذکور جس نے بے شرع حافظ کو امامت کے لئے بلایا، سخت گنہ گار، مستحق عذاب نار ہے، توبہ کرے، بغیر توبہ کے وہ لائق امامت نہیں، اسے امام بنانا گناہ ہے۔ غنیۃ میں ہے:

"لو قدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم"

[غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص۵۱۳، فصل فی الامامۃ، مطبع سھیل اکیڈمی]

اور اس کی اقتدا میں جو نمازیں پڑھیں، وہ مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہیں، انہیں پھیرنا لازم۔ درمختار میں ہے:

"کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا"

[الدر المختار، ج۲، ص۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت]

یہی حکم اس بے شرع حافظ کا ہے، اسے علیحدہ کیا جائے اور نذرانہ کا وہ مستحق نہیں، پہلے امام کا

لنگ مانع اقتدا نہیں ہے، نماز اس کے پیچھے صحیح ہوجائے گی۔ درمختار میں ہے:

”وقائم بأحدب وان بلغ حدبه الركوع على المعتمد، وكذا باعرج وغيره اولىٰ“
واللہ تعالیٰ اعلم

[الدر المختار، ج۲، ص۳۳۸، كتاب الصلوٰة، باب الامامة، دار الكتب العلمية، بيروت]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ
۱۶؍رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

مسئلہ-۳۶۷

قاری کے پیچھے غیر قاری کی نماز کا حکم!
جو شخص ”مایجوز بہ الصلوٰۃ“ قرأت کی قدرت نہیں رکھتا اس کی اپنی نماز بھی فاسد ہے! جامع شرائط امام مقرر دوسرے سے اولیٰ ہے!
عالم کو مقدم کرنا انسب ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) قاری کی نماز غیر قاری کے پیچھے درست ہے یا نہیں؟

(۲) جن مساجد میں امام معیّن ہیں، ان مساجد میں کوئی قاری یا عالم پہنچے، مقامی ہو یا غیر مقامی، تو شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۳) آج کل کچھ لوگوں نے ”ح، ع“ حلق سے نکالنا سیکھ لیا ہے اور کھینچ کھینچ کر پڑھتے ہیں، انہوں نے یہ مسئلہ گڑھ رکھا ہے کہ ہم قاری ہیں، ہماری نماز کسی کے پیچھے نہیں ہوگی۔ مسجد میں جماعت ہوتی ہے، اپنی علیحدہ پڑھتے ہیں، بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس سے الحمد شریف کے ضاد کا مخرج ادا نہیں ہوتا، ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا شریعت مطہرہ کے حکم سے مطلع فرمائیں کہ اس موقع پر کیا حکم ہے؟

بینوا توجروا۔

المستفتی: خاکپائے علمائے کرام حامد رضا خاں قاری رضوی عفی عنہٗ
موضع پٹی، ڈاکخانہ امریا، ضلع پیلی بھیت/ ۱۱؍رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

الجواب

(۱) وہ شخص جو قرأت کی اتنی مقدار پر جو صحت نماز کے لئے ضروری ہے، قدرت نہیں رکھتا، اس کی نماز فاسد ہے اور اس کے پیچھے کسی کی نماز نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) امام معیّن اگر جامع شرائط امامت ہے تو وہ دوسرے سے اولیٰ ہے اگرچہ دوسرا کیسا ہی عالم ہو۔ درمختار میں ہے: ''امام المسجد الراتب اولیٰ بالامامة من غیرہ مطلقا''

[الدر المختار، ج۲، ص۲۹۷، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامة، دار الکتب العلمیة، بیروت]

ہاں امام کو چاہئے کہ عالم کو مقدم کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اگر وہ لوگ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز کرتے ہیں جو قرأت بہ قدر مایجوز بہ الصلاۃ پر قادر نہیں تو درست کرتے ہیں اور اگر ہر شخص سے (خواہ وہ صحیح خواں ہی کیوں نہ ہو) پرہیز کرتے ہیں تو بے شک گنہ گار ہیں اور ان پر جماعت اولیٰ کے ترک کا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم اور وہ جو بعض لوگوں سے سنا ہے درست ہے، بے شک جو ضاد کا مخرج ادا نہ کرے، اس کی نماز فاسد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۳٦۸

نابالغ کی اقتدا فرض و نفل کسی میں صحیح نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

مدتوں سے ایک مسجد قلعہ تھانہ میں ویران تھی، زید نے بحیثیت متولی ہونے کے اس مسجد کو آباد کیا۔ اب زید کی یہ تمنا ہے کہ رمضان شریف میں اس مسجد میں کلام پاک ختم کروائے۔ لہٰذا زید ایک نابالغ حافظ کو کلام پاک سنانے کے لئے تیار کیا، اس کے بعد زید کو ایک عالم نے یہ کہا کہ نابالغ کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اس پر زید کہتے ہیں کہ ہم اس حافظ کے پیچھے نفل کے اعتبار دو رکعت نماز میں کلام پاک سن لیں گے اس کے بعد پھر بیس رکعت سورۂ تراویح پڑھیں گے۔ لہٰذا علمائے دین سے سوال ہے کہ زید کا یہ کہنا از روئے شرع کیسا ہے؟ اور اس نابالغ کے پیچھے دو رکعت نماز میں کلام سننا کیسا ہے؟ مدلل جواب درکار ہے۔

المستفتی: عبدالحق اشرفی

الجواب

عالم کا کہنا درست ہے، نابالغ کی اقتدا فرض ونفل دونوں میں صحیح نہیں۔ ہدایہ میں ہے:

"والمختار انه لا يجوز في الصلوات كلها" واللہ تعالیٰ اعلم

[هدايه اولين، كتاب الصلوٰة، باب الامامة، ص١٢٤، مجلس بركات]

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۶۹

منکوحہ کا نکاح دوسرے مرد سے پڑھنے والا سخت گنہگار اور نکاح خواں نے جو روپیہ لیا وہ بھی حرام، بعد توبہ وظہور صلاح حال لائق امامت ہوگا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

ایک امام صاحب نے ایک منکوحہ عورت کا بنا طلاق وعدت کے ایک شخص سے نکاح پڑھا دیا اور کافی روپیہ لے لیا۔ ایسے امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور وہ امامت کے لائق ہے؟ شریعت مطہرہ کا اس امام کے لئے کیا حکم ہے؟ از روئے شریعت جواب مرحمت ہو۔

المستفتی: صفدر پردھان

بجرہ، تحصیل سوار، ضلع رامپور (یوپی)

الجواب

اگر یہ واقعہ ہے کہ اس شخص نے دانستہ منکوحہ کا نکاح دوسرے مرد سے پڑھا دیا تو وہ شخص سخت گنہگار مستوجب نار ہوا اور اس پر جو روپیہ اس نے لیا، محض حرام ہے۔ اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور روپیہ واپس کرے، بعد توبہ صحیحہ جب اس کا صلاح حال ظاہر ہو جائے گا، وہ لائق امامت ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۱ر ربیع الاول ۱۴۰۸ھ

مسئلہ۔ ۳۷۰

غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم! سرکار نے معراج میں رب کو چشم سر سے دیکھا!

بخدمت جناب مولانا اختر رضا خاں صاحب قبلہ! السلام علیکم

یہاں پر مجھ سے دو باتوں کے لئے بحث ہوتی ہے تو مجھے ان دو باتوں کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں دینے کی زحمت گوارہ کریں۔

(۱) میں غیر مقلدوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہوں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) لوگ کہتے ہیں کہ رسول پاک کی معراج میں جب خدا سے ملاقات ہوئی تھی تو وہاں حضور انسانی شکل میں تھے۔ اس بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

الجواب

(۱) غیر مقلد عقائد کفریہ رکھتے ہیں، لہٰذا ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہاں، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے رب تعالیٰ کو چشم سر سے دیکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ۔ ۳۷۱

امام جامع شرائط کے خلاف فتنہ سازی کرنے والے پر توبہ لازم ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

مولوی غلام رسول جو کہ ضلع بستی کے رہنے والے ہیں، ڈھائی تین برس قبل ہمارے گاؤں میں آئے اور رہنے لگے۔ ان کی قابلیت دیکھتے ہوئے گاؤں کے لوگوں نے اصرار کیا، لوگوں کے اصرار پر مولوی صاحب مکتب میں پڑھانے لگے اور مسجد میں امامت بھی کرنے لگے۔ جب مولوی صاحب مکتب میں پہلی بار گئے تھے اس وقت بچوں کی مجموعی تعداد ۱۰۰ رتھی، ڈھائی تین سال کے بعد اب بچوں کی تعداد صرف ۱۷ رہ گئی ہے۔ جمعہ کے دن گاؤں کے لوگ آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ مولوی صاحب ایسے ہی لاپرواہی کریں گے تو وہ دن دور نہیں کہ اسکول بند ہو جائے گا مگر مولوی صاحب سے کوئی باز پرس اس

کے بارے میں نہیں کی گئی۔ اگلے جمعہ کو مولوی صاحب نے نماز کے پہلے اعلان کر دیا کہ میں آج سے مکتب اور مسجد کی امامت سے استعفیٰ دے رہا ہوں اور یہ بھی کہا کہ ہر حال میں گاؤں کے ساتھ ہوں۔ پھر ظاہر ہے کہ گاؤں والوں کو ایک امام کی ضرورت درپیش تھی لہٰذا جو گاؤں کے پہلے امام تھے جنہوں نے پچیس سال تک امامت کی، ان کو امامت کے لئے لایا گیا۔ جیسے ہی پرانے امام منبر پر کھڑے ہوئے ٹھیک اسی وقت مولوی غلام رسول مسجد سے نکل گئے اور اسی وقت گاؤں کے آدمی بلوائے گئے، عابد قریشی نام کے ایک آدمی نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ کیوں بھاگے؟ مولوی صاحب کا جواب تھا کہ ہماری نماز اس امام کے پیچھے نہیں ہوگی۔ عابد قریشی کا اگلا سوال مولوی صاحب سے یہ تھا کہ کوئی ایسا حل ہے جس سے کہ آپ کی بھی نماز ہو جائے اور اس کی بھی؟ مولوی نے کہا کہ ہاں، ایک حل ہے، جس امام کو لائے ہو وہ صرف خطبہ پڑھے، امامت میں کروں گا۔ چنانچہ سب کچھ انہیں کی مرضی کے مطابق کیا گیا۔ بعد نماز عابد قریشی نے کہا کہ جب مولوی صاحب نے استعفیٰ دیا تو گاؤں والوں نے کوئی جواب نہیں دیا، گاؤں کے ہی شفیع نام کے ایک آدمی نے کہا کہ بھئی ایک مولوی ہیں پڑھانے کے لئے۔ اور یہ بھی کہا کہ جہاں قریشی ہوں گے وہاں فتنہ فساد ہوگا۔ قریشی گویا کسی کے دوسرے ڈیپ پر رہتے ہیں۔ وہ سب نماز ہمارے ہی گاؤں میں پڑھتے ہیں۔ محمد شفیع کے اتنا بولنے پر دوسرے ڈیپ نے جو قریشی ہیں وہ سب کہنے لگے کہ ہمیں اس مسجد سے بھگا رہے ہیں اور اب ہمارے گاؤں کی مسجد میں قطعی نماز پڑھنے نہیں آتے ہیں۔ اور قریشی لوگ مولوی غلام رسول سے ملے ہوئے ہیں، وہ بھی مسجد میں نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ ایک اور بات یہ ہے کہ فی الحال جو مسجد کے امام ہیں، انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی تو مولوی غلام رسول اسی امام کے پیچھے نماز جنازہ پڑھ لئے تو گاؤں والے جو سیدھے سادے ہیں، انہوں نے سوچا کہ مولوی غلام رسول کو گاؤں والوں سے اور نہ جو امام فی الحال ہیں ان سے کوئی نفرت ہے، نفرت ہے تو صرف مسجد سے۔ تو ہمیں خود غلام رسول سے نفرت ہے ان کے جتنے لواحقین متعلقین ہیں ان سے بھی نفرت۔ فی الحال گاؤں کے سبھی حضرات مولوی غلام رسول سے بالکل بے تعلق ہیں۔

جواب کا منتظر: شمس الدین

سنی بنگوا، ضلع گونڈہ (اتر پردیش)

الجواب

اگر یہ واقعہ ہے کہ اس شخص نے جس امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کیا، اسی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو اگر اس کی کوئی وجہ معقول ومنقول عند الشرع نہیں بتا تا ہے تو اس کی فتنہ سازی اسی سے ظاہر ہے اور اس کے ہمنوا اُسی کی رسی میں بندھے ہیں، ان سب پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں از ہری قادری غفرلہ

مسئلہ-۳۷۲

بعذر شرعی ۱۲۰ دنوں سے کم کا حمل گرانا جائز ہے، ایسا کرانے والے کی اقتدا چھوڑنا اس وجہ چھوڑنا جائز نہیں!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

جماعتوں کا عذر: پیش امام صاحب نے ایک سال کے اندر اپنی بیوی کے تین حمل جو کہ ایک ماہ گیارہ دن، ڈیڑھ ماہ اور دو ماہ کے تھے، ضائع کرائے ہیں۔ اب کیا ان کے پیچھے نماز پڑھنا مناسب ہے یا نہیں؟

پیش امام صاحب کا جواب: عرصہ تین سال کا گزرا میری بیوی کو دو ماہ کا حمل ہونا معلوم تھا یعنی دو تک حیض نہیں ہوا تو میں نے اپنی بیوی کی کمزوری اور شیر خوار بچی کی صحت کا خیال کرتے ہوئے شریعت کی معلومات اور مقامی ورشتہ داروں کی صلاح مشورہ کرنے کے بعد دواؤں کے استعمال سے پیٹ کی صفائی کرالی۔ یہ جدید طریقہ عام طور پر رائج ہے اس کے بعد دو ماہ تک حیض آتا رہا، تیسرے ماہ پھر حیض نہیں آیا اور پندرہ روز اور گزر گئے یعنی ڈیڑھ ماہ کا حمل ہونا معلوم ہوا تو پھر مندرجہ بالا مجبوریوں کے تحت دواؤں کا استعمال کیا گیا جس سے حیض آنا شروع ہو گیا۔ اس طرح تیسری بار پھر تقریباً دو ماہ بعد ایک ماہ سے گیارہ دن اوپر ہونے پر بھی حیض نہیں آیا۔ مطلب ایک ماہ گیارہ دن کا حمل ہو گیا تو پھر مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر دواؤں کا استعمال کیا گیا اور حیض آنا شروع ہو گیا۔ یہ تکلیف ایک سال کے اندر ہی اندر رہی، اس کے بعد سے حیض معمول پر آنے لگا اور اب دو سال سے ایسی کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

المستفتی: عبد الغفور صاحب

متولی مسجد مودھاپارا، رائے پور (ایم پی)

الجواب

بیانات ملاحظہ ہوئے۔ بہ عذر شرعی ۱۲۰؍ سے کم دنوں کا حمل گرانا جائز ہے، صورت مسئولہ میں امام نے بہ عذر شرعی ایسا کیا تو اس پر الزام نہیں، محض اس بنا پر اس کی اقتدا چھوڑنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

مسئلہ-۳۷۳

کمزور آنکھ والے کی امامت جائز و درست ہے! صحیح پڑھنے والے کے پیچھے سب کی نماز ہوجائے گی!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱)　جس شخص کو اتنا کم نظر آتا ہو کہ وہ اپنے کپڑے کی نجاست نہ دیکھ پائے، اس کے پیچھے نماز صحیح دیکھنے والوں کی ہوجائے گی یا نہیں؟

(۲)　ایک شخص عالم تجوید بالکل نہیں جانتا، اس کے پیچھے علم تجوید جاننے والوں کی نماز ہوجائے گی یا نہیں؟ فقط

اقبال احمد موضع مونڈیا نصیر

ڈاکخانہ مونڈیا نبی بخش، ضلع بریلی شریف (یوپی)

الجواب

(۱)　ہوجائے گی بشرطیکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو اور اگر اس جگہ اس کے سوا کوئی جامع شرائط امام نہ ہو تو وہی امام ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲)　اگر صحیح پڑھ سکتا ہے تو نماز ہوجائے گی ورنہ نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۱؍ شوال المکرّم ۱۴۰۰ھ

مسئلہ-۳۷۴

مرتکب کبیرہ بعد توبہ وظہور صلاح حال امامت کرسکتا ہے!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

جملہ مسلمانان پتھر کوٹ نے مسجد میں امامت کے لئے ایک امام رکھا، امام مذکور ایک بے طلاقی عورت لے کر بھاگ آئے بعدہٗ اس کا شوہر اور ہندہ کا والد تلاش کرنے کے لئے پتہ لگاتے ہوئے پہنچے اور ہم تمام لوگوں سے پوری بات تفصیل کے ساتھ بتائی تو ہم جملہ مسلمانان پتھر کوٹ نے ہندہ کو واپس کردیا۔ اب اس کا آپس میں بڑا خلفشار ہوا کہ ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے تو امام مذکور نے اپنے اس فعل قبیح سے توبہ کرلی ہے اور امام نے مسجد کے اندر سب کے سامنے توبہ کی ہے۔ تو اب سوال طلب یہ ہے کہ ہم لوگ امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بحوالہ قرآن و حدیث مدلل جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: قاری سمیع اللہ خاں

دل بہار بیڑی کمپنی پچھمی نگر بڑھنی بازار، بستی (یوپی)

الجواب

فی الواقع اگر امام نے توبہ صحیحہ کرلی ہے اور اس کا صلاح حال ظاہر ہے تو اس کی اقتدا میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ کوئی اور مانع شرعی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۸ر شوال المکرّم ۱۴۰۳ھ

صح الجواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہٗ القوی

مسئلہ-۳۷۵

جھوٹ بولنے والے پر توبہ لازم!

امام کا دن بھر مسجد سے غائب رہنا صرف نمازوں کے اوقات میں مسجد میں حاضر رہنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) مسجد کے اندر گاؤں کے ہی ایک امام صاحب جب امامت پر مقرر ہوئے تو امام صاحب نے

وعدہ کیا تھا کہ میں اپنی اُجرت میں سے ایک کوئنٹل اناج ہمیشہ مسجد کو دیا کروں گا کیونکہ مسجد میرے دروازے پر ہے مجھے تو ویسے ہی اس کی تیمارداری کرنا پڑتی ہے۔لہٰذا اب امام صاحب کہتے ہیں کہ میں نے تو صرف ایک ہی کوئنٹل کو کہا تھا لہٰذا لوگوں کو ان کا جھوٹ ظاہر دیکھ کر بہت ناگوار ہوا اور ایک لڑکا بولا میں اس جھوٹے مولانا سے نہیں ملوں گا کچھ لوگوں نے لڑکے اور مولانا کو ملا بھی دیا اب اس لڑکے پر کیا جرم ہوسکتا ہے؟

(۲) امام صاحب نماز ہی کے ٹائم پر مسجد میں آتے ہیں، دن بھر نہ معلوم کہاں رہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں اور نہ حجرے میں ہوتے ہیں۔ان سب سوالوں کا جواب قرآن اور حدیث کی روشنی میں دیکھ کر جواب دیں گے۔عین مہربانی ہوگی۔اس کا امامت کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: سکندر شاہ بن الفت شاہ

بکنیا صالح، تھانہ دیورنیا، پوسٹ دخودہ، رہپورہ، تحصیل بہیڑی، بریلی

الجواب

(۱) فی الواقع اگر امام نے جھوٹ بولا، گناہ گار ہوا، اس پر توبہ لازم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس پر کوئی الزام نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۱۹/ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ-۳۷۶

مسلمان دھوبی کی امامت کا حکم! غلط پڑھنے والے کی اقتدا ناجائز!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید مسلمان ہے اور پابند شرع ہے مگر اس کا پیشہ ہے کپڑا دھونا، دھوبی کا کام کرتا ہے۔اس کے گھر کا ایک آدمی جو کپڑا وغیرہ نہیں دھلتا ہے وہ امام ہے، لوگ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، صرف یہی وجہ ہے۔لہٰذا از روئے شرع آگاہ کریں۔

(۲) ایک مولوی صاحب امام ہیں، ان کی آنکھیں تلّی ہیں مگر دیکھتے ہیں اور منہ ٹیڑھا ہے، قرآن بھی

غلط پڑھتے ہیں، لوگ ان کو دیکھ کر ہنستے ہیں، حالانکہ اللہ کی قدرت، جس کو جیسا کردے، یہ بات نہیں، مگر ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جبکہ ان سے اچھا قرآن پڑھنے والا اور شکل وصورت والا موجود ہے۔ فیصلہ فرمائیں۔

الجواب

(۱) اگر وہ شخص جامع شرائط امامت ہے تو اس کی اقتدا لازم ہے اور اس وجہ سے اس کی اقتدا نہ کرنا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جبکہ وہ صحیح خواں نہیں تو اس کی اقتداء ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہٗ

۲۴/ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ

اہل علم سے گزارش

کتابت کی کوئی خطا نیز کوئی قابل گرفت عبارت نظر آئے تو بلاتأمل مندرجہ ذیل نمبرات پر رابطہ کرکے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح ہوسکے۔

9458205719 9119016368 9935908712

9058879712 8535070326